

مقنیا سر حنفیت

www.nafseislam.com

مصطفیٰ جانیں ان کا دل بہادری
اگر اندیشہ نہ ہو رہی ہے است



جس نے خدا اور رسول کی راہ میں
ذریعہ بن گیا وہی ہے جہاد

سرورِ کونین کہ ملت از وطن است

اقبال

چہ بے خبر ز ممتا م محمد عربی است

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَہٗ اَنْ یَّجْعَلَ لَہٗ عَٰوِجًا یَّٰ اَرْثَہُ
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا کَفَّ ذَا اَمِئۃ سَمَدِیۃ لَا اِنْفِطَاحَ لَہَا وَسَلَّمَ عَلٰی
اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَکَمَنْ اٰمَنَ بِمَا لَمَّا لَمَّا لَمَّا لَمَّا لَمَّا لَمَّا لَمَّا لَمَّا لَمَّا لَمَّا لَمَّا لَمَّا
پیش کئے ہیں بعد ازاں مضامین تحریر ہیں۔

سوال۔ تبلیغی جماعت کے ارکان کیا غیر مقلد ہیں ثروت دیجئے۔

جواب۔ تبلیغی جماعت دہا بیت کے اصل کی دو فروع ہیں۔ دیوبندی اور دہلوی۔ دونوں کی مہول
مرکب تبلیغی جماعت ہے۔ تمام حضرات کا مشاہدہ ہے۔ کہ اس میں اکثریت غیر مقلدین کی ہے جو دفع بدین کہتے ہیں
اور سینے پر ہاتھ باندھے ہوئے ناگین چوڑی ٹمشن کھڑے ہوتے ہیں اور باقی دیوبندی ہیں۔ دوسرا جواب
تبلیغی جماعت اگر دہلوی نہیں تو آپ کے پاس کیوں پناہ گزین ہوتے ہیں کسی اہل سنت والجماعت کے پاس کیوں
نہیں ٹھہرتے۔ تیسری دلیل آپ نے اُن کی رفاقت کو کیوں پسند فرمایا۔ کسی سنی سے آپ کی رفاقت کیوں نہیں بکند
بجمنس باجمنس پرواز نمبر ۴۔ ان کے افکال و اطوار ان کی دہا بیت پر واضح دلیل ہے جو کسی دلیل کے
محتاج نہیں۔

سوال ۲۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کے معنی کو دہلی کہنے کا آپ کے پاس کوئی مقیاس خفیت

۴۔

الجواب :- حضرت پیر پیران صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خفی کو دو مقامات پر علیحدہ علیحدہ بیان فرمایا ہے جس سے احادیث کی دو اقسام ثابت ہوتی ہیں۔ حنفیہ مرجعہ اور سنی اہل سنت والجماعت میں اگر کوئی کل بھی احادیث کی دو قسمیں مرعہ ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض دعوے کافی نہیں بلکہ خفیت۔ اعتقاد و اعمال احادیث کے متنازعہ ہونے پر مبنی ہے۔ حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ہی مرجعہ حنفیہ و امامیت کے عقائد کو عمدہ مجدد کر یکجان و دو قالب بن گئے۔ (فتویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۱۱۱۱۔ فتویٰ رشیدیہ جلد دوم ص ۱۱۱۱) محمد بن عبد الوہاب کے مستندیوں کو دہلی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے۔ یہ سنا یکجان ہونے کی بنا پر ہے۔ سوال :- عبد الوہاب نجدی کیسے شخص تھے۔

الجواب :- محمد بن عبد الوہاب کو لوگ دہلی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا۔ اب فقہائے احادیث سے دریافت کر لیں۔ کہ تمہارے نزدیک محمد بن عبد الوہاب کیسا آدمی ہے۔

دو المختار (محمد بن عبد الوہاب) اور اس کے مستندین کو خارجیوں میں شمار کیا ہے۔ اگر خفی کہنا چاہتے ہو تو تم جلد ۳ ص ۱۲۲ فقہائے حنفیہ سے خارجی کہو۔ ان کو اچھا کیوں کہتے ہو۔ اور عادل بالحدیث سے نرا ذکر ان کے عقائد کو اپنا عقیدہ کیوں بناتے ہو

سوال ۳۔ وہابیوں کے دوسے میں پڑھتے رہے جو آپ کے استاد بھی وہابی ہیں۔ اور وہیں نرا پڑھتے رہے ہو۔

الجواب :- واقعی میرا حشر مل تمام وہابی رہے ہیں۔ وہ دہلی آپ کی طرح قرین انبیاء علیہم السلام داد لیا کہ ام میں چوٹی کے نہ تھے۔ بلکہ نیچے کے تھے۔ کیونکہ وہ اسکاں کلاب باری قلعے کے قائل نہیں تھے۔ ان کی کتابیں دیکھ لیجئے میرا عقیدہ بھی بوقت تعلیم خود رفتہ تھا۔ جب علوم تفسیر و احادیث پڑھے جیسے جیسے دلائل ملے و صرف سند تک تمام مسائل مکمل ہو گئے۔ طالب علمی کے زمانہ میں فقیر نے کوئی فتویٰ بھی تو نہیں دیا۔ جب علوم حاصل کر لئے تو خدا نے فتویٰ کی بہت بھی عطا فرمائی اور باطل سے مقابلہ کرنے کے لئے طاقت

مجبوری سے فرمائی۔ اور جب ارشاد کامل فرما دیا کہ اکل بن کے کرم نے، کہ آباد کیا ہوا ہے نے نظر کرم فرمائی
 تو باطل کو فساد اٹھانے سے درست کرنے کی قوت بیان یہ بھی بخشی جس سے آپ کو بھی حسد ہے۔ لیکن ریضا
 داد حضرت وہی ہے جو ولی کامل کا حلیہ ہے۔ یہ کسی چیز نہیں۔ اگر یہ دہرے منظر نظر فرماتے تو عقیدہ
 شاید درست نہ رہتا۔ جگہ خبر نہیں کیا ہوتا۔ جیسے آپ کے ایمان اور شریعت میں بون بید ہے۔ جب مولا کامل
 کی نظر پر جائے توبہ کو بندہ بنا دیتا ہے۔ اسی واسطے حضرت بابرکت کا دامن تقاضا کیے کہ کچھ دے تھا۔ اگر کچھ
 ہوتا تو ظالمی کی کیا ضرورت تھی۔ یہ انعام ظالمی میں مستحق ہے۔

دوسرا جواب :- آپ کے اکثر اساتذہ مدرسہ میں ہندو ہوں گے۔ کیا آپ کو ہندو کہہ سکتے ہیں۔
 ثابت ہوا کہ علوم ظاہری کا حصول عقائد کو نقصان دہ نہیں ہے۔ ہاں اگر اولاد مولوی ہو تو وہایت میں شک
 نہیں یا آپ کی طرح مَنِ اتَّخَذَ الْإِلَهَ حُتًا کَیْرٍ دہر توفیقنا دہایت کا بمنہ ہے۔ فیرے آج تک کسی
 مسلمان کو خنزیر نہیں کہا۔ اگر اللہ تعالیٰ اَذَلَّکَ کَا الْاَنْفَا وِیْسَلْ هُمْ اَصْلُ سَبِیْلَا فرمادے تو میں فرما
 نہیں۔ کیونکہ الاحادیث کے ال قرین نے حکم عام کر دیا ہے جو حمل اللہ کے قرآن کا اَلْاَنْفَا وِیْسَلْ ثابت ہو رہا
 بھی کہ یہ حکم اس پر ہی چسپاں ہو سکتا ہے کسی کا نام نہ کرنا نہیں جاتا۔ اگر آپ کو شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 سننے سے دلچسپ ہے تو آپ یقیناً اسی کے مصداق ہوں گے۔ ورنہ نہیں۔

سوال نمبر ۴ :- عربین شریعتین زادھا اللہ تعالیٰ شہداء کے قول آجکل دہلی میں اُن کی اقتدا میں نماز
 ادا کرتے رہے ہوا دیہ مقامات مقدسہ پاک ہے یا پلید نیز غرضی تم نے دینی محفل ایک دن جامع مسجد دیوبند
 میں نماز ادا کی ہے کیا وہ اُس وقت پلید نہ تھی۔ نیز باعث تبلیغ کی مسجد میں خبب باشی پر اعتراض کیا گیا ہے۔ کیا
 عربین میں سیاہی نہیں جاتا دہلی دہلی سوتے ہیں وہ پاک ہیں یا پلید۔

جواب :- خدا کے فضل و کرم سے عربین شریعتین پاک کرنے والے ہیں۔ وہاں جو جائے اور جیسا بھی جائے
 وہ اُس کو پاک دیتے ہیں۔ لہذا دہلی میں کا دہلی جانا مضر عربین نہیں۔ گناہ کے قیام سے نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم نے پلید نہیں فرمایا۔ جس کی یہی مذکورہ بالا وجہ تھی اور جہاں بوسہ دیتا وہاں دہلی اور دیوبند میں عقائد
 مقدسہ کو چھرتے ہی نہیں اور میرے ہم خیال ساتھی بچوں کی تعداد میں تھے۔ جنہوں نے اُن کے چھپے اعتقاد نہیں

کی۔ بلکہ قریب سے ثابت ہوا کہ اکثر مقلدین علیحدہ جماعت کروا رہے ہیں۔ جیسا کہ ہمارا بھی یہی طریقہ رہا اور وہاں کے مقیمین احناف کو میں نے اپنے اپنے گھروں میں ناز گوارتے دیکھا۔ سوال کرنے پر یہی جواب ملتا تھا کہ نجدیوں کی اقتدا ہمارے علماء کے فقہ سے اذروئے احادیث و صحیحہ کسی صورت میں ہی جائز نہیں ہے۔ بلکہ گناہ ہے۔ چنانچہ اس طرف کے وہابیہ نے چوٹی سے اڑی تک زور لگایا اور حکومت نجدیہ سے استدعا کی کہ محمد عمر علیحدہ جماعت پڑھاتا ہے۔ مگر حکومت نے ان کے اس اعتراض پر جب بھی ہم سے سوال کیا تو اُس وقت ہمارے طرف سے اُن کے خلاف کوئی کلمہ نہ نکلتا تھا۔ بلکہ حکومت نجدیہ و ولایت کے متعلق اگر کچھ دریافت کرتی تو اُن کو کہا جاتا۔ کہ ہم یہاں بغرض زیارتِ حرمین حاضر ہوئے ہیں نہ کہ مفتی بن کر۔ اگر کوئی فتویٰ ضرور ہم سے ہی دریافت طلب ہے تو مسندِ رپار پہنچنے پر فوٹے دیا جاسکتا ہے۔ اس جواب سے سوائے خاموشی کے اور کچھ نہ کہہ سکتے تھے اور اس وقت جریر سے مقتدی ان کی اتباع میں ناز پڑھنے والے موجود ہیں۔

و اب سننے کے بعد انشاء اللہ نجدی کی اقتدا میں نہ اُلجھیں گے جس کا آپ کو بھی یقین ہو چکا ہے آخری امر میں کہ حرمین نجدیوں سے پلید ہے یا نہیں اس کی مثال پانی پاک ہماری یا پانی پاک کثیر کی ہے۔ جس میں منی آدمی غسل کرے تو شرعاً پانی پاک رہیگا۔ ایسے ہی حرمین شریفین نجدیت سے پلید نہیں ہوگا بلکہ بنیت طہارت و نخل حرمین ہرگز پاک ہو سکتا ہے۔ پہلے بیت اللہ میں بت تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ثبوں کو باہر نکال دیا تو بیت اللہ جیسا کہ پہلے پاک تھا پھر بھی پاک رہا۔ کیونکہ بیت اللہ کا اصل پاک ہے اور بابرکت ہے۔ اور روضہ اطہر کے اندر تہجدی نہ داخل ہوا ہے اور نہ انشاء اللہ اس کو داخل ہونے کی طاقت ہی ہے۔ اسی واسطے روضہ اطہر کو تو اللہ تعالیٰ نے تَحَرُّمٌ لَا یُجْبِیْ اَوْ فَنَکَ کے قانون سے پاک مبرا رکھا ہوا ہے نجدی دہلی ویرندی تو روضہ اطہر کے قریب نہیں جھٹک سکتا۔ کیونکہ اُن کے دل میں شیطان نے یہ جایا ہوا ہے کہ اگر تہ روضہ اطہر کے قریب گیا تو نے روضہ اطہر کے سفر کی نیت بھی کی تو مشرک ہو جائے گا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَلْوِیْ سَعْدًا مِّنْ سَعْدِ ذَمِّیْنِ کے ذکر سے ثابت ہے کہ واقعی شیطان انسان کا دشمن ہے جو دہلی ویرندی کو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بھی نہیں جانے دیتا۔ کہ اگر نزدیک چلا گیا تو پاک ہو جائیگا۔ اسی غناؤ کی بنا پر دور رکھا ہے اور ان سے روضہ اطہر پر جانے کو مشرک کے فوٹے دھاتا

ہے۔ جیسا کہ ان کو حضرت پیر پیران کی گیارہویں کے تبرک کے نزدیک نہیں جانے دیتا کہ تمہارے لئے حرام ہے۔ یہاں حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ جتنے اپنے تبرک کو ان سے بچاتے ہیں کہ ان کے بغیر باطن میں پاک تبرک کیوں جائے۔ ایسے ہی دلوں اللہ تعالیٰ روضہ اطہر کی طرف جانے نہیں دیتا کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام مطہرہ کو تم طہس منی چھونے کے قابل ہی نہیں۔ اور شیطان اپنے غم سے گمراہی میں بھیچے کھینچتا ہے اور حضرت العزت اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے نااہل سمجھ کر بھیچے دکھاتا ہے جو قیامت کے دن فَلَا تَكُونُوا مَوْنِي وَكُونُوا أَمْثَلَ كُفْرِي الذَّمُّ ہونے کی کوشش کرے گا۔ اور رب العزت وَكُنْ أَتَمُّ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاؤُكَ كَقَارُونَ سنا کر باپیل اَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلٌّ كَتَابِ عَصِيٍّ كَا حُكْم سنادیں گے۔ باقی آپ کا سوال میرے متعلق عصر کی نماز پڑھنا سو میں نے اُس کا اعادہ کر لیا تھا۔

سوال نمبر ۵: آپ کے متدی چلے جا کر نبوی کی اقتدا میں نماز پڑھتے رہے ہیں۔ کیا ان کو توبہ کرائی اور دوبارہ کلمہ شریف پڑھایا۔

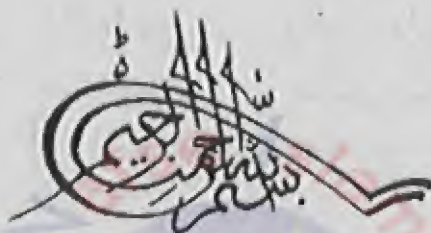
جواب ۱: کیا آپ کے پیچھے جو جتنی غلطی سے ناد پڑھنے جاتا ہے تو آپ اُن کو پہلے توبہ کروا کر متدی بناتے ہیں۔ یہ کتنا کچا سوال ہے۔ جو مبتدی میرا پتہ معتقد بناتا ہے وہ خدا کے فضل و کرم سے خود بخود ہمت سے تاب ہو کر ہی مستقل ہوتا ہے۔ مجھے توبہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور بعد از سماع قبول انشاء اللہ فیر کا متدی کسی قرین شیطان کا متدی نہیں بن سکتا۔ فقیر کی دعا ہے کہ اللہ کریم آپ کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عنایت فرماوے اور اُس دن سے قبل ہی توبہ کی توفیق دے جس دن توبہ کا دروازہ بند ہو جانے والا ہے۔

سوال نمبر ۶: عورت کے وعدہ کو حرام کہتا ہے اور بچے کے پیشاب کو پاک۔

جواب ۱: عورت کا وعدہ واقعی حرام ہے اور احسان کے نزدیک بعد از حلیں اس سے اجتنب لازمی ہے اور خفیہوں کو ہی اپنی مسجد میں ہی یہ مسئلہ سنایا گیا تھا۔ وہابیوں کا مسلک بیان نہیں کیا گیا کیونکہ مجھے علم ہے کہ وہابیہ کے نزدیک ما رعی والا آدمی عورت کا وعدہ پل سکتا ہے۔ وَجُودُ اِزْصَاعِ الْكَبِيرِ

وَلَوْ كَانَ ذَا الْحَيَاةِ دَلَامِي دالے کو عورت کا دودھ چٹینا جائز ہے۔ دیکھیے

روضۃ الندیہ ص ۲۳ بلا شک آپ دونوں کاموں سے استنوا فرمائیں۔ جب آپ حکم الہی مولین
کا طین کو چھڑ گئے ہیں تو میرا کہنا آپ کے سامنے کیا وقت رکھتا ہے۔ دوسرا مسئلہ فقیر نے عزتوں کے متعلق
احکاماتِ شرعیہ بیان کرتے ہوئے لڑکے کی والدہ کو تنبیہ کی کہ تم نماز سے زیادہ چراتی ہو۔ کیا یہ کفرانِ نعمت
نہیں ہے۔ تنہا را خیال ہے کہ خدا نے ہمیں لڑکا کیوں دیا۔ اگر چھین لے تو یہی نماز کی طرف مائل ہو گی۔ پھر
اگر بچے کی والدہ کو موسمِ طہیں دلباس کی توفیق نہ ہو تو مقامِ پیشاب کو دھویا جائے کیونکہ پلید ہے اور کپڑا دھو
کر نازاد کر سکتی ہے۔ اگر باعثِ بدویِ خطر و لاق ہو تو پانی کے چھینٹے مار کر کپڑے بھی نازاد کر سکتی ہے۔
گیلے سے کیونکہ کپڑا لڑکے کے پیشاب کا چھینٹے مارنے سے پاک کا حکم رکھتا ہے۔ جیسا کہ حدیثِ پاک میں مذکور ہے
در زکیر سے پیشاب بغیر پانی کے کسی صورت میں بھی پاک نہیں ہو سکتا۔ یہ ہے آپ کے سوالات کے مختصر
جوابات۔ اب بعد ازیں مدلل سنئیے



دیوبندی دہائی (محمد کریم صاحب ہر کر) تم نے قصور میں کفر کی مشین چلائی ہوئی ہے۔

محمد کریم صاحب رحمہ اللہ! دُعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ جنتِ شادمان ہر مسلمان کو اپنی خیر داندی کے صفاتِ عیوہ پر بلا نسبتِ عیب ایساں رکھنے کی توفیق عنایت فرمادیں اور ان کے زہرِ عمومی سے محفوظ رہیں۔ اشد علیہ وسلم پر ہر وقت صلوة و سلام بھیجنے کی پوشیدہ طاقت بخشیں اور ہر کفر و شرک و بدعت سے محفوظ رکھیں کیونکہ اُن کا چہرہ کمال کوٹا اُن سے ٹکارتے تھے لیکن آج وہ وقت آنکھوں سے دیکھا کہ قصور کے دہائی دیوبندی فقیر پر اعتراض کرتے ہیں کہ تم نے قصور میں کفر کی مشین چلائی ہوئی ہے۔

اکابرین دیوبندیہ و دہائیہ نے مسلمانانِ دنیا کے اکابرین و صالحین و متقدمین و متاخرین کے صبرِ فداکارانہ و تشفیہ اور ہرج و مرج کے کفر کے فتوے جاری کئے ہوئے ہیں۔ اور شرک و بدعتی کے خطابات سے ان کو کوسا ہے۔ یہ شیوہ آپ کا ہی ہے۔

۴۴۔ تشریح الایمان | سنا چاہیے کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیروں کو اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پیروں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں۔ اور ان سے مرادیں لگتے ہیں۔ سو وہ شرک میں گرفتار ہیں۔

بِذَلِكَ نَعْلَمُ مَا نَكَلِّفُكَ لَيْسَ بِكَ شَلَا فَا نُصَلِّتُ نَعْبُرُتُ مَشَا فَا نَعْلَمُ
نُصَلِّتُ لَيْسَ بِكَ نَعْلَمُ نَعْلَمُ نَعْلَمُ نَعْلَمُ نَعْلَمُ نَعْلَمُ نَعْلَمُ نَعْلَمُ
یہاں اللہ علیہ وسلم اپنی ندم و بطور و محبت و مہربانی سے فرماتا ہے کہ اس کی بات میں شہرے تو
آپ صلی اللہ علیہ وسلم وادست کو تہجد کے واسطے، اٹھنے نماز کے واسطے وضو کرتے وقت اسی مقام میں بیٹھے
برسے میں نے سنا کہ آپ فرماتے ہیں جب ایک ایک تین دفعہ فرمایا دینی میں تیرے پاس پہنچا میں تیرے پاس
پہنچا۔ کراہا دیا گیا تو امداد کیا گیا تین دفعہ فرمایا اور اپنے وضو کرنے کے مقام میں تشریف فرما ہیں۔
کہیں دوسری جگہ میں نہیں سرکھو نہ عتاب ہوئے، تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ سے میلا
ہوئے تین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایسے سنا ہے۔ کہ آپ اپنے وضو کرنے
کے مقام پر بیٹھے ہی فرمادے تھے ایک ایک تین دفعہ فرمایا دینا کہ آپ کسی انسان سے
کلام فرماتے ہیں کیا حضور کے پاس کوئی تھا تو اپنے فرمایا یہ راہز جو جسے فرمادے رہا ہے۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ قریش راہز جی عرب نام کو قتل کرنا چاہتے تھے اور ان کے سے نکلا اور مدینہ حبشہ لاہوت
اختیار کیا جب اس کو مصیبت چڑی تو وہ مرد بن سام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نانا نہ بچانا اور آپ اسکی
امداد فرمادیے چنانچہ ایک دفعہ راستہ میں زہد دست و دشمن کے گھر سے میں آگیا تو اس کو وہ ب سام مہابی
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نانا نہ بچا اور فرمادے کہ حضور مجھے سچا ہے وہ دشمن قتل کر دیا تو آپ اس وقت حضرت
یحیٰی بن زکریاؑ کی بیوی ساجدہ کے گھر وضو فرما رہے تھے تو وہیں مدینہ حبشہ میں تمام دشمن بیٹھے ہی
ایک فرما کر راہز کے پاس اپنی مہتری و فخرت دیا۔ و نصرت سے اس کی امداد فرمایا کہ اس کو دشمن سے بچا دیا
اپنی امداد کی راہز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا چنانچہ راہز مہابی کے اس واقعہ سے اشتداد لیا کہ اپنی امداد نانا نہ

(۴) جواہر القرآن

مستند مودی غلام غلام

۱۲۲

جائے تو کیا یہ بھی شرک ہے؟

سوال :- اگر انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام و ملائکہ کو غائبانہ حاجات میں تصرف فی الامور بالعرض بھی نہ مانا جائے بلکہ اللہ جل شانہ کے دربار میں سفارشی مسجد کو پکارا جائے تو کیا یہ بھی شرک ہے؟

جواب :- یہ بھی شرک ہے۔ مگر کے شرک اپنے معبودوں کو سفارشی مسجد کو ہی پکارتے تھے۔

کہ اپنی ذمہ داری حضرت میرزا محمد تقی صاحب نے بھی بیان فرمایا اور جب عربین سالم و اجتر بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق چند اشعار پڑھے اس کا ایک شعر خفیت میں عرض کرتا ہے۔ جو سنہری قلم سے لکھنے کے قابل ہے۔

فَالْعُزُّوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْتَدَا
كَذٰلِكَ مَحْبَبًا لِلّٰهِ يٰ قَوْمَ اَسَدَا

پس تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگ کر نہ کہ آپ کی مدد پر وقت تیار ہے اور اللہ کے بندوں کو پکارو تیری مدد کو نہیں گے یہ تمام اقدار اور اشار احباب جلد ۴ ص ۲۹ اور کتاب الاستیعاب جلد ۲ ص ۲۴ میں بھی مذکور ہے۔

اس حدیث پاک سے چار مسائل ثابت ہو سکتے۔

(۱) بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا (۲) بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو مشکل کے وقت غائبانہ فریاد کرنا۔

(۳) آپ کا غائبانہ پکارنے والے کی پکار سننا (۴) بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا فریاد و سی فرمنا۔

نَزَّهَتْهُ الْخَاطِرُ وَالْفَاطِرُ | وَعَنِ الشَّيْخِ أَبِي الْحَسَنِ عَمَّا الْخَبَرِ الْقَدِيصِ سَيِّئًا قَالَ
لِمَلَا عَلِيٍّ قَارِي ص | سَمِعْتُ الشَّيْخَ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الْقَادِرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
يَقُوْلُ مَنْ اسْتَعَاذَ بِي فِي كُوْبَةٍ كَثُرَتْ عَنْهُ ذَمُّنٌ فَاَوْفَى بِاسْمِي فِي سِدِّي
فَرَجَّتْ عَنْهُ ذَمُّنٌ فَوَسَدَ بِي فِي حَاجَةٍ قَضَيْتُ حَاجَتَهُ۔

شیخ عبدالقادر رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فرماتے تھے جس شخص نے مجھ کو مصیبت کے وقت پکارا کسی مصیبت میں تو میں اس سے مصیبت دور کرتا ہوں اور جس نے میرا نام لے کر پکارا تو میں تکلیف ہٹا دیتا ہوں اور جس شخص نے

(۵) جو اہل القرآن

۱۲۷

شرک فی الدنیا و الدین عبادت میں کسی پر دین کو بکار نہ لکھو و شرک ہے۔ یہی شرک بزرگ ہے کہ
 میں تھا۔ اور جو چیز کے ذمے میں ہوتا رہا۔ (دین دینوں و دینوں کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
 خاں صاحب کو تمام دنیا کے برائی کے احوال و احوال کی خبر سے عبارت و خبر و احوال سے۔ غافل و غافل
 اور لا ابصار۔

مجھ سے وسیلہ یا کسی حاجت میں تیری اسکی حاجت کو پورا کرتا ہوں۔

قصائد قاسمی

دو کہ اسے کرم احمدی کہتے ہوں
 جو تیری ہرگز پرچے تو کون پوچھے گا
 نہ کہ اس کی سب سے قیادت کی ناک
 جو تیری ہرگز پرچے تو کون پوچھے گا
 ان اشعار میں مولیٰ محمد قاسم صاحب بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے قاتلہ اپنی حاجت کے واسطے
 پکا ہے کہ ان پر کیا فتویٰ دے گا کہ ذالک یوم و ذالک یوم

قصائد قاسمی ۲

تو اس پر ہر کس پر ہر خدا کا سایہ
 نہ کہ اس کی سب سے قیادت کی ناک
 جو تیری ہرگز پرچے تو کون پوچھے گا
 جو تیری ہرگز پرچے تو کون پوچھے گا
 ان اشعار میں مولیٰ محمد قاسم صاحب بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے قاتلہ اپنی حاجت کے واسطے
 پکا ہے کہ ان پر کیا فتویٰ دے گا کہ ذالک یوم و ذالک یوم

تذکرہ الرشید

تذکرہ الرشید
 تذکرہ الرشید
 تذکرہ الرشید

تذکرہ الرشید
 تذکرہ الرشید
 تذکرہ الرشید

تذکرہ الرشید
 تذکرہ الرشید
 تذکرہ الرشید

تقویتِ الایمان
۵
سننا چاہیے کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو
اور فرشتوں کو اور پریوں کو مثل کے وقت پکارتے ہیں اور اُن سے مُرادیں
مانگتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں۔

تقویت الایمان
 ہر کئی کسی کا نام اٹھتے بیٹھے یا کرے اور دُور نزدیک سے پکارا کرے اور
 جاکے مقابلے میں اس کی دہائی دیوے۔

وَمُعْتَصِمًا بِالْكِتَابِ فِي كُلِّ مَسَافَةٍ

وَمُسْتَبِيعًا الْغُضْرَانِ مِنْ كُلِّ تَائِبٍ

یعنی ہر سفر پر کتاب کو ساتھ لے کر ہر تائب سے مقابلے میں آئے۔

شاہ ولی اللہ صاحب

اطیب النعمان مداح

سید العبد العجوز

انہی میں سے درہم ہر ایک کے لئے ہے۔ اگر کسی نے یہ کلمہ پڑھا تو اس کا گناہوں کا حساب
 بیت شاہ است بضرر آخر کریم و قوا شمس اذ ظلموا انفسهم بحادوك فاستغفروا
 اللہ و استغفروا لعلہم الذنوب توجہ و اللہ قوا با رحیم۔

لے اٹھتے بیٹھے کسی کا نام لے کر شرک نہ دے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ

وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ اللہ اور اس کے فرشتے ہر وقت درود پڑھتے ہیں۔ اسے سزاوارتہ بھی نبی صلی

علیہ وسلم پر ہمیشہ درود پڑھو اور سلام۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا درود

اٹھتے بیٹھے پکارو اور یہ منع کرتے ہیں کہ شرک نہ کرو۔ ان کو بغض ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

اور انہوں نے فرمایا کہ اگر کوئی کلمہ پڑھا تو اس کا گناہوں کا حساب۔ فرقہ دہلیہ اور دہلیہ کو چاہیے

کہ پیسے نہ دے کہ اسے کہہ کر اس کے گناہوں سے فرشتے غیر کا نام کیوں لیتے۔ ہم لوگوں کو شرک کہہ کر بد کرتے

ہیں اور تم ان کا نام ہر وقت پڑھ کر جاسے دشمنوں کی ہم پر محبت قائم کرتے۔ اور دُور نزدیک سے

پکارو۔ الذین احفظوا سے اپنے نیک بندوں پر بھی سلام بھیجتے ہیں۔

مکن دُور نزدیک سے پکارنا۔ شرک ہے اس کا جواب اور اگر چاہے چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تم بھی

نعم سے ہر فائدہ میں ایسا الہی پاکستے ہو لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات کو اسلام علیکم یا اہل القبر

و انصار اللہ نعم و محترم پکارتے۔ لہذا آپ کا شرک آپ پر ہوتا اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تہلیل

اور دشمن پر اس کا نام لے کر حملہ کرے اور اس کے نام کا ختم پڑھے یا شغل کرے۔ یا اس کی صورت کا خیال باندھے اور یوں سمجھے کہ جب میں اس کا نام لیتا ہوں زبان سے یا دل سے یا اس کی صورت کا یا اس کی قبر کا خیال باندھتا ہوں تو وہیں اس کو نمبر ہو جاتی ہے۔ اور اس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہتی اور جو مجھ پر احوال گزرتے ہیں جیسے بیماری و فتنہ رستی و کشائش و غمی مرنا و مینا غم و خوشی سب کی ہر وقت اُسے خبر ہے۔ اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے وہ سب سن لیتا ہے۔ اور جو خیال دوہم میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے۔ سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے۔ اور اس قسم کی باتیں سب شرک میں خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے حشری قادی نقشبندی سہروردی رفاہی یہ سب فرتے یہود کی طرح ہیں۔

سوم کہ خبر نہیں ہوتی تو پکارتے کیوں ہر نام بت دیکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم پاک کا اٹھتے چٹھتے دلیہ مع صلہ پڑھے اور ہر وقت آپ کی ادا کر اور انبیاء و صالحین کو اپنا پشتیبان سمجھے اور ان سے مدد حاصل کرنے کی ہمت خدا سے طلب کرتا رہے اور مصیبت کے وقت انبیاء و صالحین کی دُعا کی خدا کے سامنے پیش کرے۔ تاکہ دنیا و عقبیٰ میں جناب الہی سے معظف رہے اور ان کے نام سے ختم پڑھے یا پڑھاوے تاکہ ان کی دُعا سے غیر کامی نہ بنے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ پاک کو اپنے تصور میں رکھے یا اپنے پیر کامل کا تصور باندھے تاکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی کر دے جیسا کہ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کرتے تھے۔ اگر نہ ہو سکے تو آپ کے دُعا اور اپنے سامنے تصور باندھے۔ اور یہ سمجھے کہ میں آپ کے دُعا و اہل کے پاس منجھا ہوں اور یہ خیال رکھے کہ ہر وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ ہیں۔ اگر کوئی غلامت منست کام کروں گا۔ تو آپ ناراض ہوں گے اور مجھ پر عداوت گزرنے میں مجھے بیماری و فتنہ رستی کشائش و غمی میری زندگی اور مرگ عزیز علیہما غنم حریص علیکم بار زمین کے قانون سے ہر وقت آپ باخبر ہیں میری تکلیف آپ کو گوارا نہیں اللہ کے حکم کے مطابق اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے۔ جو خیال میرے دل میں ہوتا ہے اس کی آپ کو ہر وقت اطلاع ہے۔ آپ دنیا میں کیا کہ

تذکیر الاخوان

۸۷

نام غلام بخش رکھنا اور غلام غلام رکھنا۔ آخری چار شنبہ کو میر کرنا اور بیچ الاول
 میں مولود کی محلِ ترتیب دینا اور جب وہاں ذکرِ حضرت کے پیدا ہونے کا اوسے تر
 کھڑے ہونا۔ دینے اثنائی کو گیارہویں کرنا۔ عرس میں جانا ملوایا پکانا اور چراغِ بہت
 سے جلانا۔ عید کے روز سیریاں پکانا یہ تمام کام کرنے والا مسلمان نہیں ہے۔

عالمین میں ہر وقت شاہد ہیں اور قیامت میں مشاہدے کی شہادت ہاذن الہی ہر مومن کوافر کی دیکھے۔ اگر اپنا
 عقیدہ ان تمام امور پر نہ رکھے تو وہ ہابی ہے منکر قرآنی کریم دشمن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ خدا کی طرف سے
 رازدہ رکھا ہے۔ کیونکہ رحمتہ للعالمین کا ساتھ چھوڑنے سے خدا کی رحمت کا ساتھی رہتا ہے۔ باقی رہا تصریح
 شیخ قریم ہی حدیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تصریح صحابہ کریم کیا کرتے تھے۔

(۱) مسلم شریف ۱۲۰۲ قاتل و کانی انظر انا سواک تحت شکیبہ را بر روی شعری غفرایا
 کہیں آپ کو کہیں میں سواک لئے برے کا تصریح رکھتا ہوں۔

(۲) مسلم شریف ۱۲۰۲ قاتل و کانی انظر انا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر و علی
 عاتقہ سوداء و کانی انظر انا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر و علی عاتقہ سوداء
 مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رویوں تصریح پکا ہوا ہے، گویا کہیں دیکھ رہا ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور آپ
 منبر پر تشریف فرما ہیں اور سیاہ عمامہ باندھے ہوئے ہیں اور آپ کے عمامہ علیہ کے دو نوپے حضور کے
 دو فرخاڑوں کے درمیان کھدے ہوئے ہیں۔ سبحان اللہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خیر القرون کے لئے
 تصریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مستغرق ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تصریح کو بغیر بیان فرمایا
 اور آج شر القرون کی حالت ایسی متغیر ہو چکی ہے کہ وہ بھی عالم دینی کہلانے کا مستحق ہے جو تصریح رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم یا تصریح شیخ کو حرکت کے جس تصریح کا حکم اللہ رب العزت ورسول کریم فرمادیں۔
 یا ایہا الذین آمنوا اصبروا و صابروا و لا یطوا و لا تقواللہ لعلکم تفلحون اس
 آیت کریمہ میں بل شائد نے ایمان والوں کو صبر کرنے اور ثابت قدم رہنے اور بے پیرا کرنے اور اتفاقاً تفلح

فتاویٰ رشیدیہ

جلد ۲ ص ۱۲۱

سوال :- جو بزرگوں سے مدد مانگتا ہو یا بدعتی مثلاً جواز عدس و سوم وغیرہ کے اور یہ جانتا ہے کہ یہ افعال اچھے ہیں تو ایسے شخص سے عقد نکاح جائز ہے یا نہیں کیونکہ نصاریٰ اور یہود سے تزانیہ ہے تو ان سے کیوں نہ جائز ہو یہ بھی تو بہت سی رسمیں کفر و شرک کی کہتے ہیں۔

الجواب :- جو شخص ایسے افعال کرتا ہے وہ فطناً فاسق ہے اور احتمال کفر کا ہے ایسے سے نکاح کرنا دوسرے مسئلہ کا اس واسطے ناجائز ہے کہ فاسق سے ربط ضبط کرنا حرام ہے۔

فتاویٰ ہے ان چار امر میں سے رابطہ امیں قصہ شیخ مصر ہے جو ادنیٰ البصار کے واسطے کافی دلیل ہے دیگر اب فرمائیے جناب کفر کی نشیں ہم ہیں یا آپ۔ آپ کے نزدیک زعمید کے دن سیئیں پکانے والا بھی کفر نہیں ہو۔ اور تم نے آخری چار شبہ دے دیے ہیں مسلمانوں میں سوگ کا دن مقرر کر دیا کہ اگر اس دن کوئی مسلمان میرا کوہر چلا جائے تو اسلام سے غاری ہو جائے بیچارے خیال میں فرقہ واریہ اور یونیدیہ تو اس عبارت پر عمل کرنے کے واسطے اور اپنے ایمانوں کو چار شبہ کی ہر اسے سچانے کے واسطے کوششوں میں بند ہو جاتے ہوں گے۔

ترجمہ :- اس عبارت سے مسلم ہذا کہ غلام خاں نام بھی ان کے نزدیک غیر شرعی ہے بلکہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے اور آگے غلام خاں صاحب کا فتوے موجود ہے کہ ایسے لوگوں کا کوئی نکاح نہیں مہیا کہ جو ہر القرآن ص ۱۲۱ میں لکھ چکے ہیں۔ غلام خاں نام رکھنے سے نکاح فاسد ہو گیا۔ اسی حال میں چالیس فتاویٰ سال گزارے۔ کیا ان کی اولاد کا بقتل ان کے کیا حال ٹھہرا۔

ترجمہ :- مملو غلام شاہ عبدالعزیز صاحب ص ۱۲۱ روزے تقریب عرس برادر مروری عبدالقادر خود برقبہ والد مابہ وغیرہ تشریف فرما سف اول پایہ رفت باوجود بعد مسافت و رقت واپس آمدن سوار آمد قبر پر اپنا ما کہ جد و پدرم بودہ است دست بوسید و بعد فراغ قرآن و فاتحہ خوش آواز سے دافرود کہ چہرے از مشنوی مولانا دوم بخواند۔

فتویٰ رشیدیہ | جب انبیاء عظیم السلام کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ بھی کہنا نا جائز ہو گا۔ اگر یہ عقیدہ کر کے کہ وہ دور سے سنتے ہیں۔ بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے۔
حصہ سوم ص ۹

اس سے صاف ثابت ہوا کہ قبر پر کس اور ماں باپ کی قبر کو بوسہ دینا اور فاتحہ خوانی پر مستبر اور نعمت خوانی جائز نہیں کہ شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے اکابر کے سلاح جائز تھے یا نہ وہ قابلِ بیعت تھے یا نہ۔ آپ کے فرمان کے مطابق تو معاذ اللہ شیطان نئے۔ یہی عقیدے آگے بعد از اباب نجدی کے ہیں۔ پڑھ لیجئے اور خود اپنے گریبان میں منڈال کر سوچ کر تم کفر کی توپ ہو جو اپنے گھروں کو برباد کر رہے ہو۔ بلکہ دور مار توپ مریا نہیں۔ جس کا گولہ اپنے ہی مکانوں کو دھس آ رہا ہے۔ اور اندازہ لگا دو کہ مانی ہو یا عقی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی مقررہ رات میں قبرستان تشریف لے گئے ہیں۔ اور وہاں پہنچ کر یکے بعد دیگرے تین دفعہ دستِ پاک اٹھا کر اہل قبر کے واسطے دعا فرمائی ہے۔ اس واقعہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں چکے چکے حضرت عائشہ صدیقہ نے بھی ملاحظہ فرمایا ہے۔ چنانچہ ایسے ہی آج کل مروجہ عرس مقررہ راتوں میں کئے جاتے ہیں۔ اور وہاں جا کر اہل قبر کے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ اور خاص طور پر موتوں کو عزت پر جانے سے روکا جاتا ہے تو سرورات حضرت عائشہ صدیقہ کی اُسن سنت کو ادا کرتی ہر عورتوں کی نظروں سے پوشیدہ وہاں پہنچتی ہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا۔

مسلم شریف ۱۱۳۱ | حتیٰ جاء البقیع فمما عرفت اطلال القیامہ ثم رفع یدَیہ ثلاثاً متتابعاً (حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ آپ میرے گھر سے نکلے اور بقیع کی طرف تشریف لائے تو آپ نے وہاں قیام فرمایا۔ اور صرف ایک ماں ٹھہرے رہے۔ پھر آپ نے اپنے دونوں دستِ پاک تین دفعہ اٹھائے)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک بقیع میں قیام فرمایا اسی سنت کو ادا کرنے کے لئے عربوں

کے موقع پر قبر میں قیام کیا جاتا ہے اور آپ کی اس سنت کو ادا کرنے کے لئے وہاں ٹھہرا جاتا ہے۔ اور آپ بھی چونکہ مقررہ رات میں تشریف لائے ہیں۔ لہذا ہم بھی بزرگ کی برکت والی مقررہ رات میں ماضی بیتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ تین دفعہ دعا فرمائی ہے اس سنت کو ادا کرنے کے ہم بھی وہاں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں۔ استداد کو حرام کہہ کر رشتہ داری توڑنے والو تم جب بچے کا جنازہ پڑھتے ہو **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** لَنَا دُخُولًا يَا اللہ اس بچے کو قیامت میں ہمارے آگے بڑھنے والا یعنی دوزخ کی آڑ بن کر جنت میں لے جانے والا بنا دے۔ اور اگر ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یقینی فرمان پر جیسا کہ مذکور ہے۔ **سُخَّارِي تَشْرِيفٌ** اے میرے اخی فرم دے کہ میں تمہارے پیٹے میں دوزخ سے روکنے کے لئے اور جنت میں لے جانے کے لئے پیش پیش ہو نگاہ ایساں لاؤں اور آپ کو اپنا استداد ہی سمجھیں تو تم مسلمے رشتہ داری توڑنے کا فرض سے اسے دو تو یہ امر تمہارے **اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا دُخُولًا** یعنی اور واجدہ لَنَا **شَاوِصًا** دُخُولًا پڑھنے سے میں آپ کا اخی فرم کرنا ہمارے لئے زیادہ معاون ہے۔

المبدایہ والنہایہ ص ۴۴۴ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یزورہم مَحَلَّ حَوْلٍ فَبَادَا بِبَلْعٍ فَقَرَأَ الشَّعْبُ يَقُولُ اَسْلَمَ عَلَیْكَ مَا صَبَرْتُ ثُمَّ نَعِمَ عَقْبَى الدَّارِ ثُمَّ كَانَ أَبُو بَكْرٍ یُعَلِّمُ ذَٰلِكَ مَحَلَّ حَوْلٍ ثُمَّ عَمَّتْ كُفْرُ عَمَّانَ وَكَانَتْ نَاظِمَةً بَنَتْ رَمْلًا لِّلْأَنْبِیَاءِ تَتَبَعُهُمْ فَتَرَوْهُمْ عِنْدَ مَسْجِدٍ تَدْعُوهُ الْكُفْرُ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہداء کی قبر پر زیارت کے واسطے تشریف لائے جب قبرستان کے پھولے ٹکڑے کے کنارے پہنچتے تو فرماتے اسلام علیکم بکلی صبر تمہارے نبی عقیب الدار پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال یہی کرتے رہے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال یہی کرتے رہے اور فاطمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی بھی ان کی قبر پر تشریف لائیں تو ان کے پاس مدین اور ان کے واسطے دعا فرمائی۔

اس حدیث شریف سے ہر سال اہل اللہ کا عرس منانا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہو گیا اور صحابہ کرام کی سنت اور حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ثابت ہو گیا

میشی زبیرؓ { کسی کو دودھ سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی۔ کسی کو نفع نقصان کا متنازعہ کرنا۔ کسی سے مرادیں مانگنا یا یوں کہنا کہ خدا اور رسول اگر چاہے گا۔ تو شرک ہے۔

بسم سالانہ عرض کی بدعت کہہ کر خدا نہیں ہدایت دے۔

اے اگر بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیب ستائش پکارنا دنیا میں شرک کہو گے تو قبر میں اور قیامت کو آپ دیکھا دیں گے اور ادا دوزخ فرمائیں گے اور فرما جائیں گے کہ دنیا میں تو نے مجھے سپرد دیا قبر میں اور دوزخ میں نے تجھ کو سپرد دیا ہے۔ وہاں میرے نفع کا تو قائل نہ تھا۔ لہذا اب میں نیز انسان نہیں ہوں۔ آپ کا نادانستہ ہر نایاب بڑا نقصان ہے۔ آپ مسلمان عقیدہ مندوں کی ہر طرح مراد پوری فرماتے ہیں۔ اگر عقیدہ مذکورے آزمونی ہے۔ آپ کی رحمت سے محروم ہے اور بے نصیب ہے۔ اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق آپ کی ذات پاک پر ایمان لانا یہی اسلام ہے اور ایمان ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف جلد اول میں مذکور ہے۔ عَنْ اَبِيْ اَكْبَسَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لَا یُکْرِمُنَّ اَحَدًا کَمَا یُکْرِمُنَّ اَصْحٰبَ الْبَیْتِ مِنْ ذِی الْاَیْمَانِ وَذِی الْاَیْمَانِ اَجْمَعِیْنَ اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے بخاری شریف جلد اول ص ۱۱۱ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قہار اکوئی بھی ہر وہ ہے ایمان رکھتا۔ یہاں تک کہ میں اس کے باپ اور بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

عن ابن عمرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ بَنُو الْاِسْلَامِ کُلُّهُمْ خَیْرٌ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی پانچ چیزوں پر بنا رکھی گئی۔ شہادۃ اَنّ لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ پہلے گواہی اس کی لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ محمد رسول اللہ۔

اس حدیث میں بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ بناد اسلام کے مقرر فرمائے ہیں۔ جن سے پہلے بنا لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔ اگر کوئی شخص تمام عمر لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ چھتا رہے تو وہ بھی نامی نہیں

ہر کتاب جب تک کہ عَمْدُ رَسُولِ اللہِ زبَان سے اور نقدِ یقینِ با اقلب سے نہ کہے۔ جس کے اسمِ شریف کا فائدہ اتنا ہے کہ بالِ بال سے کفر کو محال دیتا ہے اور از سرِ نیا ایمان سے شرف ہر جا گاتا ہے۔ اور مقربِ الہی بن جاتا ہے۔ قرآن کی ذاتِ پاک کا روبرو بہت دور ہے اور فائدہ حساب سے باہر ہے۔ بدقسمت ہیں جن شخص جو آپ کے نفع سے دور رہا۔ بخاری شریف جلد ۱ ص ۹۱
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَتَى الْغَاثَةُ يَأْتِي النَّاسُ مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ فَمَا أَجَبَهُ فَقَالَ اللَّهُ نَعْتَانِ مَا أَغْدُ ذَاتَ لَهَا فَنَأْتِي مَا أَغْدُ ذَاتَ لَهَا مَتَى كَتَبَ قَرَأَ أَنْتَ نَعْتَانِ
فرمایا اُس کے لئے تو نے کیا تیار کیا ہے اُس نے عرض کی میں نے اس کے لئے کچھ تیار نہیں کیا تو فرمایا
فَلَا حُزْبَ وَلَا خَدَافَةَ وَتَكُونُ أَحَبَّ إِلَهُكَ وَرَسُولُهُ قَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَجَبْتِ
دنماز بہت ہے نہ روزہ اور نہ صدقہ اور لیکن میں مجتہد کہتا ہوں اللہ اور اس کے رسول کی آپ
نے فرمایا تو اُس شخص کے ساتھ جو گمراہ قیامت میں جس سے تو نے محبت کی۔

معلوم ہوا کہ مرم و سلوۃ بغیر محبت اللہ اور اس کے رسول کے کوئی وقت نہیں رکھتے کیونکہ یہاں سے
احمالی صالح پر صلح ہونے کا احکام دیا نہیں ہے اور یقین نہیں ہے جتنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی
محبت پر اور شفاعت پر جیسا کہ مذکور بالا حدیث سے ثابت ہو چکا ہے۔

ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۳۰۴

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَغَا مَتَى لَأَهْلِ الْكِتَابِ
مَنْ آمَنَ مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ فَمَا أَجَبَهُ فَقَالَ اللَّهُ نَعْتَانِ مَا أَغْدُ ذَاتَ لَهَا فَنَأْتِي مَا أَغْدُ ذَاتَ لَهَا
امت کے کبیر و گناہ کرنے والوں کے لئے ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی ہی سادش کی کبیر و گناہ کرنے والے آپ کے نفع سے بچنے جائیں
لیکن آپ دو بار بندہ و مہاجر کو آپ سے کوئی نفع نہ پہنچایا تھا اسے سادگانہ اور گستاخانہ روش کا نتیجہ ہے
ابوداؤد کے مذکورہ بالا صفحہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ قَالَ يُخْرِجُ قَوْمًا مِنَ النَّاسِ

بشرا

لَا رَأَيْتُ الْأَنْبِيَاءَ كَلَّمَهُمْ مِنْ آدَمَ إِلَى نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّمَهُمْ بِأَذْوَانٍ بَاغِيثِيذٍ أَجْرَانِ مَنْ دَعَا
أَعْبَدَ اللَّهَ تَعَالَى مُعْتَقِدًا أَنَّ اللَّهَ يُسَمِّدُ لَيْتَمُهُ فَعُوذًا كَانُوا

مردی جس کی طرف سے پھر
مٹ

بِقَوْلِهِمْ مُحَمَّدٌ هُوَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَذْخُلُونَ الْبَعْثَ

آپ نے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سقاہت کے ساتھ ایک قوم مدینہ سے چلے گی۔

ذِي يُسَمِّدُونَ الْجِبَالَ نَبِيٍّ تَوَجَّتْ فِي دَوْلَةٍ جُورِيں نے اور جنہوں کے نام سے رگ

ان کو پکاریں گے۔

اللہ میرے دوست نے جرح کرتے ہوئے حویثہ کا یہ مطلب بیان نہیں کیا کہ اگر اللہ چاہے پھر

محمد صلی اللہ علیہ وسلم جاہلی تو یہ کہنا جائز ہے۔ مطلب تو صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بخش ہے۔

ابن ماجہ رحمہ اللہ اصحاب کرام کو یہودیوں نے طعن دیا کہ تم شرک ہو کر یہ کہتے ہو ما شاء اللہ فاعلموا

تو یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذکر کی گئی تو آپ نے فرمایا:

لَوْ كُنَّا أَمْثَلُ مَا أَفْلَحْنَا لَوْ كُنَّا أَفْضَلُ مَا نَجَّيْنَا لَيْسَ قَوْلُكُمْ لِيَا كَرُوهُ لَوْ كُنَّا أَفْضَلُ مَا نَجَّيْنَا لَيْسَ قَوْلُكُمْ لِيَا كَرُوهُ لَوْ كُنَّا أَفْضَلُ مَا نَجَّيْنَا

ہاؤ ثابت ہیں۔

اللہ یہ روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کے علم پرے کا انکار کرتے ہیں اور غرور

میں تمام انبیاء کو دیکھنے کا حق کرتے ہیں۔ کیا رسالت اللہ اعظم اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مروجی

حسین علی صاحبہا جتنا بھی علم نہیں ہے جو کچھ میں درجہ برابر ہے نہ کہ وہ بالا میں نے تمام انبیاء کو دیکھا

جتنے تھے آدم علیہ السلام سے عباس صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام ہی بلند آواز سے پکار رہے

ہیں کہ جس شخص نے پکارا اللہ کے سوا کو اعتقاد رکھنے والا کہ آپ جانتے ہیں اور سنتے ہیں تو وہ کافر ہے۔

اب بروی حسین علی صاحبہا سے بندہ یہ سوال کرے کہ جو یہ کلمہ ہے ہر کہ میں نے تمام انبیاء کو دیکھا۔

کیا آپ اسے تمام انبیاء کا علم تھا جو غرور میں آپ نے ان کو پہچان لیا یا آپ کو جبرئیل کا لہجہ

جواب القرآن

۱۸۴

اگر غیر اللہ کی نذر دیتا ہے اور اعتقاد یہ رکھتا ہے کہ فلاں پر فقیر یا پیغمبر میرے حالات جانتے ہیں اور مافوق الاسباب میرے امور میں متصرف ہیں تو اس نذر کا کھانا خنزیر کی طرح حرام ہے۔ اور دین والا کافر ہے۔

تھے جنہوں نے آپ کو بتا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اللہ تعالیٰ نے علم ربی عطا فرمایا ہے اور ان کو تمام انبیاء کا علم بھی ہے کیونکہ آپ نے مسجد اقصیٰ میں معراج کی رات تمام انبیاء کی امامت منظور فرمائی اور تمام انبیاء مسجد اقصیٰ میں تشریف لاکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت سے سرفراز ہوئے۔ باوجود اس کے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات ماضی صاحب کرم و ماعونے کی دیں سے عرش معلیٰ تک فیضانِ نبوہ اور راستہ نہجِ نبوہ میں بلکہ غیر جبرئیل کے بتائے کے آپ کو مکان تک عروج فرمائیں اور بکریم سے جب کلام ہوں اور ایک بات بھی نہ جبرئیل عالم علوی کا اتنا مرتبہ اب اس میں آپ کو نہ حصولِ نبوہ اور تم کو نہ محد و مسجد اقصیٰ میں محد و انبیاء کا علم نہیں اور غواہی اپنی بڑی ثابت کر دو کہ تمام انبیاء میرے حضور میں حاضر ہوئے۔ خدا را سوچو کہ انبیاء کے علم کی تفصیل اور اپنے علم کو اتنا بڑا کر کے کیا تبادلی حقیقت آپ کو یہی سکھاتی ہے۔

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ ۚ فَرِیلَ۔۔۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کے مصدق ہیں۔ اگر تمام انبیاء علیہم السلام کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہ ہو تو آپ ان کے مصدق کیسے ہو سکتے ہیں جب آپ تمام انبیاء علیہم السلام کے مصدق ثابت ہوئے تو بری حقیدہ رکھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء علیہم السلام کا علم نہیں تو وہ شخص مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ آپ کی تصدیق کو بھی منکر ہے۔

۱۔ پارہ ۱۱ سورۃ قذہ۔۔۔ وَ مِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ هُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِیظٌ ۝ مَا يَفْقَهُ كَذِبٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَيَبْغِضُونَ الْمُؤْمِنِينَ ۚ وَ لَيَكْفُرُ بِهِ أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَٰكِن لَّا يَفْقَهُ سُلُوكَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝

سَيِّدُ خَلْقِهِمُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

ترجمہ:- اور بعض اہل دیہات ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر دہرہ پورا ایمان

مصدق ہے ہیں۔ جیسا کہ ابوبکرؓ کے نذرانہ قبول کرنے کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ جس سے انبیاء و ادبیا کا نذرانہ قبول کرنا ثابت ہو گیا۔ (۲) پھر اللہ تعالیٰ نے نذرانہ لینے کے بعد اُن کو گناہ سے پاک کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اور وَتَطْفِئُھُمْ کے ارشاد سے متصرف فی الامر ما فوق الاسباب بنا دیا۔ اور اُن کے تذکیر انفس کا بھی ارشاد فرمایا۔ یہ بھی متصرف فی الامر ہونے پر دال ہے۔

وَصَلِّ عَلَیْھِمْ کے حکم سے ارشاد فرمایا کہ نذرانہ قبول کر کے اور اُن کو گناہوں سے پاک کر کے اُن کے حق میں دعا فرمائیے۔ کیونکہ آپ کی دعا سے اسی تذکیر پر مطمئن اور ثابت قدم رہیں گے یہی محمول بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا۔ اور اب تک یہی محمول ادیبائے عظام کا ہے کہ جب کوئی مرد اُن کو نذرانہ پیش کرتا ہے تو وہ اسی آیت کے حکم سے نذرانہ قبول کرتے ہیں۔ اور پھر نظر و لایت سے اُن کا تذکیر نفس فرماتے ہیں۔ بعد ازاں اُس کی ثابت قدمی پر اللہ سے اُن کے لئے دعا کرتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ مریدین صحیحہ السیدہ کو ثابت قدم رکھتے ہیں۔ رہا نذر کا کھانا تو بن مان کا یا جن ہمارے کا نذر قبول کرنا جائز ہے تو اگر کوئی انہی کو اسی طریقے سے نذر مان سے تو نذر کا ادا کرنا بھی دُیُوْهُنَّ وَ دُزُجُوْھُمْ کے قانون سے نذر کو پورا کرنا بھی جائز ہو گا۔ اور جو لوگ اس کے برخلاف آیہ کریمہ پیش کرتے ہیں وہ مطلب غلط بیان کرتے ہیں۔ بخیر :- اِنْ سَأَلْتَهُمْ عَنِ الْمَيْمَنَةِ وَالْأَمْرِ لَخَبْرٌ شَدِيدٌ وَمَا اٰھِلُ الْبَيْتِ بِمُعْجِزِ الْاَلٰہِ فَمَنْ اَضَلُّكُمْ عَنْ بَابِ ذٰلِكَ اِشْرَکٌ عَلَیْہِمْ اِنَّ الْاَلٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

ترجمہ :- بیشک خدا نے حرام کیا ہے تم پر مرد و کو اور خون جو جاری ہو اور گوشت سور کا اور وہ جانور جس پر آواز نکال جائے سوائے خدا کے اُس کے ذوق کرنے کے وقت لینے تو ان کے نام جو ذوق کیا پھر جو کوئی ناچار ہو اور محتاج ہو کھانے کو اُن حرام چیزوں میں سے کسی کا کہ لذت کے لئے نہ کھائے اور نہ زیادہ کھائے بھوک سے تو بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے۔

اب تو یونہیہ اور دوا بیہ نے متقدمین و متاخرین کے تراجم کو یا مطالب کو جو انہوں نے قرآن کریم کے کئے ہیں اُن کو ٹھکر کر اپنی رائے سے قرآن پاک کے ترجمے شروع کر دیے ہیں جیسا کہ ملاحظہ ہو

لَعْنَةُ اللَّهِ كَاتِبُ رَجُلٍ شَاهِدَ عَدْلًا وَصَاحِبَ نَجَاتٍ بِمَا جَاءَهُ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ كَمَا تَحْتَ يَدِي مَذْكُورًا
 کیا ہے۔ حالانکہ فرقہ دیوبند پر شاہ عبد القادر صاحب کے ترجمہ کو معتبر سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ مولوی غلام غفر
 صاحب جو اہل القرآن نے مفعول ۵۲ پر ابامام المشرعین تسلیم کیا ہے۔ شاہ صاحب کو اپنے مطلب کے
 واسطے امام المشرعین کہیں گے۔ لیکن جب ان کو کسی مسئلہ میں اپنے خلاف پاتے ہیں تو فوراً کہہ دیتے
 ہیں کہ ہم شاہ صاحب کے مقلد نہیں ہیں۔ اس لئے وہ ہمارے واسطے کوئی حجت نہیں ہیں۔ مثلاً
 اسی مقام پر چنانچہ ایسے ہی بلادر نووی شارح مسلم نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے۔

مسلم شریف ۱۶۱۴ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ وَآلِ عَدِيَّتِكَ وَآلِ عَدِيَّتِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى وَمَا
 اٰهَيْدُ بِهٖ لَعْنَةُ اللَّهِ اِسْمُ رَفْعٍ اَصْحَابِ عِندَ ذِي حُجَّةٍ لَعْنَةُ اللَّهِ
 اِيعْنِي اللَّهُ كَافِرًا وَمَا اٰهَيْدُ بِهٖ كَامَطْلَبِ يَرْجُو كَوَاجِرَ كَفَرٍ كَرْنِ كَقَوْلِهِ اَوْ اَرْغَبُ اِلَيْهِ
 كَقَوْلِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ اِسْمُ رَفْعٍ

تمام کرشن اور مفسرین نے ساڑھے تیرہ سو سال تک یہی ترجمہ کیا ہے جس کو اب تم بگاڑ رہے ہو۔
 تفسیر کبیر ۱۱۱۱ فَمَعْنَى قَوْلِهِ وَمَا اٰهَيْدُ بِهٖ لَعْنَةُ اللَّهِ اِيعْنِي مَا ذِي حُجَّةٍ لِلْأَصْحَابِ وَهُوَ
 قَوْلُ مُجَاهِدٍ وَالتَّحَاكُّ وَتَقَاتُحُّ - مَا اٰهَيْدُ كَمَعْنَى جَوَّشٍ كَقَوْلِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ اِسْمُ رَفْعٍ
 اور متناہک و متناوہ نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے۔

البدایہ والنہایہ ۱۶۱۴ خَذُوا التَّحْفِيزَ عَنْ اَرْبَعَةِ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ وَجَاهِدِ عَنْ قَوْلِهِ
 وَتَحَاكُّ قَوْلُ ذَا الْكِبْرِیَّاتِ پَرِشَادِ صَاحِبِ نَعْنِ حَافِ كَقَوْلِهِ كَمَعْنَى جَوَّشٍ كَقَوْلِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ اِسْمُ رَفْعٍ
 واسطے ہمارا کوئی مخفی نوح نہیں کرتا یہ محض بہتان ہے بلکہ جو پہلے بزرگ کا مقرب ہو وہی ایصال
 ثواب کی نیت سے نوح کرتا ہے۔ اور ملاحظہ ہو التفسیرات الاحصاء یہ ملک مصطفیٰ جبرین
 جن کی کتاب علم اصول فقہ میں زوالا نور تمام مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔

وہ یوں رقمطراز ہیں:- وَمِنْ هَمَّانَا عَلِمْنَا أَنَّ الْبَقْرَةَ الْمَسْدُودَةَ لَا دَلِيلَ لَهَا هُوَ
 اَنْتُمْ فِي ذَمِّنَا حَلَالٌ طَيْبٌ لِأَنَّهُ لَمْ يَدْ كَرِ اِنَّهُ عَمِيرًا لِّلَّهِ عَلَيْهِ

وَقَتَّ الذِّجَاجُ دَانَ كَاكَوْ اَيْسَلْمُكِي نَعَا كَهْ -

ترجمہ۔ اور اس جگہ سے معلوم ہوا کہ گائے جو نذر کی گئی ادویہ کے واسطے جیسا کہ وہ ہمارے زمانے میں رسم ہے سلال طیب ہے۔ کیونکہ اُس پر ذبح کے وقت غیر اشد کے نام کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اگرچہ وہ اُسی کے لئے نذر مانگتے ہیں۔ یہ ہے فتوے ملا جوین کا جو انہوں نے اسی آیت کے ماتحت بیان فرمایا ہے اب شاد رفیع الدین صاحب کا فتوے اسی کے متعلق جس کو یونہیہ خنزیر کی طرح حرام کہتے ہیں آپ بیان فرماتے ہیں۔

فتاویٰ مولانا شاد رفیع الدین صاحب رحمہ و نیز بعضے مروجہ ماہرین بانہ ارشل کا ذکر سفند مرغ وغیرہ بر مقابہ بزرگان بطریق نیاز سے آئندہ خدما و میدہند و قید ذبح مطلق نہ کیسند مثل نفوذ و خیر مینی نیاز کردہ میروند خدا آں راہ مختار اند اگر خراہند ذبح کنند و اگر خراہند فروختہ و ہندایں قسم ہر قبا ندارد و در اینجا فائدہ چند نوشتہ میثوق حق کماے نافع گردانہ کیے آئندہ روز نیاز میکند برائے مرستہ سہ قسم است یکے برائے عوام ہر مین و آں محمود است زیرا کہ اعانت است آں مرستین را ہائے حصول ثواب و دفع عذاب و داخل است در امر اَدَا اِسْتَعْفُو لِيْ ذَنْبِيْكَ ذَلِّلْ لِّلْمُتَّيْبِيْنَ وَ اَلْمُؤْمِنَاتِ وَ تَصَدَّقْ برائے مرستہ اور حدیث بابائے بیاد واد و شجرہ است و از ان جملہ سائن معبدین عبادہ چاہ را دو وقف کردن آں برائے ثواب مادر خود و گفتن آں خذ الْاِيْمَانُ سَعْدًا و دیگر در خبر است از تابعین کرام مَعْلَانِ السَّلَفُ يَحْبُوْنَ اِنْ طَعَا مَرْءٌ اَلْمُنِيْبَ اَوْ قَبِيْلَهُ يَفْعَلُوْهُ و خدا ہاں بسیار است۔

ان عبارات مذکورہ بالا سے تدرک ادا کرنا اور انہی طرق سے جائز ثابت ہوا اور ہم احناف ایسے ہی خرچ کرتے ہیں اور نذر نیاز دیتے ہیں جن سے ہم مندوبین سے فائدے کی خواہش نہیں رکھتے بلکہ نذر ادا تب ہی کی جاتی ہے جب پہلے اُن سے فائدہ پہنچتا ہے اور جس نذر کو فقہانے حرام کھا ہے وہ بھی مندوبین کے تقرب کی شرط ہے۔ اور اس کو ہم بھی ایسے ہی کہتے ہیں۔ اور ہم جو نذر دیتے ہیں ہمیں مندوبین سے پہلے تقرب ہوتا ہے تب اُن کو نذر دی جاتی ہے۔ مثلاً حضرت پیر بیان کا جس کو تقرب ہوتا ہے اور عقاد صحیح ہوتا ہے تب وہ گیارہویں دیکھو اور یہ شرعاً جائز ہے۔

باقی رہا اُھیل بِسْمِ لَیْسُ بِاَللّٰہِ تو اس آیت کا ترجمہ اور مطلب ہم تیرے دو سال کے آگے
مجتہدین اہل سنت و جماعت سے پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ ۱۰ وَمَا اُھِیْلُ بِسْمِ لَیْسُ بِاَللّٰہِ - آپؐ کو یاد رہے کہ وہ شروع سے بغیر خدا (شاہ ولی اللہ صاحب
مادہ ۱۰) وَمَا اُھِیْلُ بِسْمِ لَیْسُ بِاَللّٰہِ - وہ آپؐ کا نام غیر خدا بوقت ذبح ادا کر دے (شاہ ولی اللہ صاحب)

اَنَامُ ۱۱ فَلَیْسَ بِحَیْثُ اَوْ مُشَقَّ اُھِیْلُ بِسْمِ لَیْسُ بِاَللّٰہِ ۱۲ ہرگز نہیں اس حرام ہست یا کہ
فقط باشد کہ برائے غیر خدا (شاہ ولی اللہ صاحب) وقت ذبح اور (شاہ ولی اللہ صاحب)

۱۳ وَمَا اُھِیْلُ بِسْمِ لَیْسُ بِاَللّٰہِ ۱۴ وہ آپؐ کو یاد رہے کہ وہ بنام غیر خدا بوقت ذبح دے (شاہ ولی اللہ صاحب)
موضع القرآن شاہ عبدالقادر صاحب (۱۵) وَمَا اُھِیْلُ بِسْمِ لَیْسُ بِاَللّٰہِ اور وہ جانور حرام

ہے تم پر جو اوزار اُھیل یعنی نہیں اس کو ذبح کرنے کے وقت نام سوائے اللہ کے
موضع القرآن (۱۶) وَمَا اُھِیْلُ بِسْمِ لَیْسُ بِاَللّٰہِ اور حرام ہے جو جانور کہ آواز کی گئی ہے۔

وقت ذبح کرنے کے واسطے سوائے خدا کے کہ اوپر بتوں کے قبیح کرتے ہیں۔
(موضع القرآن (۱۷) اَذِیْنَقَا اُھِیْلُ بِسْمِ لَیْسُ بِاَللّٰہِ یا ذبح کیا گیا ہر اوزار کے قبیح

کے کہ آواز کی گئی ہو وقت ذبح اس کے واسطے سوائے اللہ کے یعنی واسطے بتوں کے واسطے قبیح
کیا گیا ہو۔

موضع القرآن (۱۸) وَمَا اُھِیْلُ بِسْمِ لَیْسُ بِاَللّٰہِ اور وہ جانور جس پر آواز نکالی جائے
سوائے خدا کے اس کے ذبح کرنے کے وقت یعنی بتوں کے نام جو ذبح کریں۔

۱۹ رِجَالٌ مِّنْہُم مَّطْعَمٌ دَلِیْلٌ وَمَا اُھِیْلُ بِسْمِ لَیْسُ بِاَللّٰہِ ۲۰ اے نبیؐ علیؑ ایسے غنیمت
لہائی و اہل لال رَفْعُ الصَّوْتِ وَكَانَ اَوَّلَیْہُمْ عِنْدَ الذَّیْمِ لَا یُفَرِّقُہُمْ۔

۲۱ رِجَالٌ مِّنْہُم مَّطْعَمٌ دَلِیْلٌ وَمَا اُھِیْلُ بِسْمِ لَیْسُ بِاَللّٰہِ ۲۲ اے نبیؐ علیؑ ایسے غنیمت
۲۳ رِجَالٌ مِّنْہُم مَّطْعَمٌ دَلِیْلٌ وَمَا اُھِیْلُ بِسْمِ لَیْسُ بِاَللّٰہِ ۲۴ اے نبیؐ علیؑ ایسے غنیمت۔

در بیاضی ۱۲۳ مطبع دلی، وَمَا أَهْلَ بِهِ خَيْرُ اللَّهِ رَأَى رَفَعَ بِهِ الصَّوْتُ
عِندَ ذِي الْجَنَّةِ لِلصَّغِيرِ

در بیاضی ۱۲۴ م ۵۸، وَمَا أَهْلَ بِهِ خَيْرُ اللَّهِ بِهِ رَأَى رَفَعَ الصَّوْتُ خَيْرُ اللَّهِ بِهِ
كَفَرُ بِغَيْرِ بَابِ الْمَلَأَتِ وَالْعَوَى عِندَ ذِي الْجَنَّةِ

در بیاضی ۱۲۵ م ۵۹، أَهْلَ خَيْرُ اللَّهِ بِهِ رَأَى رَفَعَ الصَّوْتُ مَا ذِي الْجَنَّةِ عِندَ ذِي الْجَنَّةِ
بِشَقَاتِ

رَمَازُنْ جلد اول ۱۱۱، وَمَا أَهْلَ بِهِ خَيْرُ اللَّهِ بِهِ رَأَى رَفَعَ الصَّوْتُ مَا ذِي الْجَنَّةِ عِندَ ذِي الْجَنَّةِ
رَمَازُنْ جلد ۲ م ۱۱۱، أَهْلَ خَيْرُ اللَّهِ بِهِ رَأَى رَفَعَ الصَّوْتُ مَا ذِي الْجَنَّةِ عِندَ ذِي الْجَنَّةِ
رَمَازُنْ جلد ۳ م ۱۱۱، وَمَا أَهْلَ بِهِ خَيْرُ اللَّهِ بِهِ رَأَى رَفَعَ الصَّوْتُ مَا ذِي الْجَنَّةِ عِندَ ذِي الْجَنَّةِ
مَعَالِمُ التَّرْتِيلِ جلد اول ۱۱۱، وَمَا أَهْلَ بِهِ خَيْرُ اللَّهِ بِهِ رَأَى رَفَعَ الصَّوْتُ مَا ذِي الْجَنَّةِ عِندَ ذِي الْجَنَّةِ
مَعَالِمُ التَّرْتِيلِ جلد ثانی ۱۱۱، وَمَا أَهْلَ بِهِ خَيْرُ اللَّهِ بِهِ رَأَى رَفَعَ الصَّوْتُ مَا ذِي الْجَنَّةِ عِندَ ذِي الْجَنَّةِ
خَيْرُ اللَّهِ بِهِ -

مَعَالِمُ التَّرْتِيلِ جلد ثانی ۱۱۱، أَهْلَ خَيْرُ اللَّهِ بِهِ رَأَى رَفَعَ الصَّوْتُ مَا ذِي الْجَنَّةِ عِندَ ذِي الْجَنَّةِ
رَمَازُنْ کثیر جلد اول ۱۱۱، وَكَذَلِكَ خَيْرُ اللَّهِ بِهِ رَأَى رَفَعَ الصَّوْتُ مَا ذِي الْجَنَّةِ عِندَ ذِي الْجَنَّةِ
رَمَازُنْ کثیر جلد ۲ م ۱۱۱، وَمَا أَهْلَ بِهِ خَيْرُ اللَّهِ بِهِ رَأَى رَفَعَ الصَّوْتُ مَا ذِي الْجَنَّةِ عِندَ ذِي الْجَنَّةِ
خَيْرُ اللَّهِ بِهِ فَمَنْ خَدَّاهُ

رَمَازُنْ کثیر جلد ۳ م ۱۱۱، وَمَا أَهْلَ بِهِ خَيْرُ اللَّهِ بِهِ رَأَى رَفَعَ الصَّوْتُ مَا ذِي الْجَنَّةِ عِندَ ذِي الْجَنَّةِ
رَمَازُنْ جلد ۴ م ۱۱۱، وَمَا أَهْلَ بِهِ خَيْرُ اللَّهِ بِهِ رَأَى رَفَعَ الصَّوْتُ مَا ذِي الْجَنَّةِ عِندَ ذِي الْجَنَّةِ
فَلَا وَفَاتِ قِيَمَتِهِ عَلَيْهِ خَيْرُ اللَّهِ بِهِ

رَمَازُنْ کثیر جلد ۵ م ۱۱۱، وَمَا أَهْلَ بِهِ خَيْرُ اللَّهِ بِهِ رَأَى رَفَعَ الصَّوْتُ مَا ذِي الْجَنَّةِ عِندَ ذِي الْجَنَّةِ

تَنَادَوْا فِي قَوْلِهِ وَمَا أُمِرْتُ بِهِ لَعَنَ اللَّهُ قَالُوا مَا ذُنُوبُنَا أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا نَفْسُهُ
عَلَيْهِ -

۲۶۷ حَدَّثَنِي الْمُشْتَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَرِيْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَيْثِلٌ عَنْ ابْنِ أَبِي
جَرِيْمٍ عَنْ جَبْرِ هَيْدٍ وَمَا أُمِرْتُ بِهِ لَعَنَ اللَّهُ مَا ذُنُوبُنَا لَعَنَ اللَّهُ
۲۶۸ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ قَالَ حَدَّثَنِي قَالَ ابْنُ حُجْرٍ قَالَ
ابْنُ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ وَمَا أُمِرْتُ بِهِ لَعَنَ اللَّهُ قَالَ مَا أُمِرْتُ بِهِ لِيَطْلُوَ أَعْيَتْ -
۲۶۹ حَدَّثَنِي الْمُتَنَبِّئِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ
عَنْ عَلِيِّ بْنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمَا أُمِرْتُ بِهِ لَعَنَ اللَّهُ لِيُنْصَابَ لِيَطْلُوَ أَعْيَتْ كَيْفَ لِيُنْصَابَ
مَا ذُنُوبُنَا لَعَنَ اللَّهُ -

راہنہ جبریلہ جلد ۴ ص ۱۸۰ ما ذُنُوبُنَا لَعَنَ اللَّهُ نَصَابٌ شَتَمٌ عَلَيْهِ عَنِ اللَّهِ
تفسیر نیشاپوری جلد ۴ ص ۱۸۰، وَمَا أُمِرْتُ بِهِ لَعَنَ اللَّهُ مَعْنَاهُ رَفَعَ بِهِ الصَّوْتُ
لِلْعَنَنِ -

تفسیر نسفی جلد اول ص ۶۹، وَمَا أُمِرْتُ بِهِ لَعَنَ اللَّهُ رَاۤءِ ذُنُوبُنَا وَلَا أُصْنَاہُ
تفسیر نسفی جلد اول ص ۷۰، وَمَا أُمِرْتُ بِهِ لَعَنَ اللَّهُ رَاۤءِ رَفَعَ الصَّوْتُ
بِهِ لَعَنَ اللَّهُ وَهَوَّتُوا لَهَا بِاسْمِهِ لَلَا تِ وَالْعَزَى عِنْدَ ذِجْبِہُ
تفسیر نسفی جلد ۲ ص ۷۰، اُمِرْتُ لَعَنَ اللَّهُ رَاۤءِ رَفَعَ الصَّوْتُ عَلَى
ذِجْبِہُ بِاسْمِہُ عَنِ اللَّهِ وَرَمَى بِالْعَنَنِ -

تمام اہل سنت و جماعت کی متفقہ تفسیر نے لکھ دیا کہ وَمَا أُمِرْتُ لَعَنَ اللَّهُ
کے معنی یہ ہیں کہ دُوح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے تو حرام ہے لیکن تمہیں یقین نہ آیا کیونکہ اہل سنت
والجماعت میں آپ دیر بند ہی دہائی داخل ہوتے تو آپ کا یہ عقیدہ بھی ان کے عقیدہ کے مطابق ہوتا
نہ مخالف اگر اُمِرْتُ لَعَنَ اللَّهُ کو مطلق بناؤ گے تو آیت کے پہلے جملوں کو بھی مطلق قرار دینا

پڑے گا۔ کیونکہ معصوم معصوم الیہ کا تمام مال ایک جیسا ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ آپ ایک کو مطلق
راویں اور دوسرے کو تنقید۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ**
وَالْحُمْلَةَ زَنَاءً وَمَا أَهْلُ بِهَا لَعْنٌ إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ فِي هَذِهِ أُمَّةً مِّنْهُ لِيُزَكِّيَ لَهُ مَنَاسِكَ
مطلق مردہ حرام نہیں۔ کیونکہ مسند امام احمد بن حنبل دارقطنی (۲۴۹) ابن ماجہ میں حدیث شریف مذکور ہے
عن عبد الله بن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال عبد الله
بن عمر عن روايت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَجَلَتْ لَنَا مَنَاسِكَ
الْحَوْتِ وَالْجَمَادِ ہمارے واسطے دوسرے حلال کئے گئے ہیں مچھلی اور مکڑی۔ اَهِلُّ بِهَا
کو مطلقاً حرام کرنے والو مکڑی اور مچھلی دو نومردہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے حلال ہیں۔ ہمارے
واسطے دو نومردہ سے حلال کئے گئے ہیں مچھلی اور مکڑی۔

اس آیت میں مردہ بھی مطلقاً حرام نہیں۔ لیکن آپ کا اطلاق مکڑی اور مچھلی کو حرام کر رہا ہے۔ حالانکہ تم دونوں کو ملال کہتے ہو۔ بلکہ دونوں کو کھاتے ہو۔ چاہیے تھا کہ آپ دونوں پر حرمت کا فتوے دیجیے اور نہ کھاتے۔ دوسری حدیث مرفوع ہے ابن عمرؓ سے ابن کثیر مبلد اول (۲۰۵) اَحَدُ لَنَا مِثْلَتَانِ ذَكَمَتَا الْمَتْنُ وَالْجَبَاذُ وَالْمَكْبَدُ وَالْبَطْخَانُ نَبِي صُنَّهٖ اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فرمایا کہ ہمارے واسطے دو مردے حلال ہیں اور دو خونِ ملال ہیں۔ بتیان مچھلی اور مکڑی اور دمان یعنی دو خونِ جگر اور طحال لہذا اس حدیث سے ذی الذکر کا اطلاق بھی مطلق نہ رہا۔ بلکہ دو خونِ حرمت سے نکل گئے حالانکہ ترجمہ صریح کے مطابق جگر اور تلی کو بھی حرام ہونا چاہیے تھا اور لحم خنزیر کو اللہ تعالیٰ نے خاص کیا۔ حالانکہ صرف گوشت ہی حرام ہے۔ آپ کے ترجمہ کے مطابق محض گوشت خنزیر ہی حرام ہونا چاہیے کیونکہ متعبد ہے۔ قرآن کریم میں محض گوشت کی حرمت فرمائی گئی ہے۔ یعنی خنزیر کو لحم سے متعبد کیا گیا ہے۔ تو باقی خنزیر کا چمڑا، آنتیں، بال، جگر، تلی، فوٹے وغیرہ آپ کو کھانیے چاہئیں۔ حالانکہ آپ ان کو تناول نہیں فرماتے اور مَا أَهْلًا بِهِ لِعِيسَى بْنِ مَرْيَمَ كَوَافَرٍ عام رکھیں تو اس سے آپ کو بہت چیزیں جو ملال ہیں وہ حرام کرنی پڑیں گی۔ مَثَلُ الذِّئْبِ يَتَوَقَّعُ مِثْلَهُ وَكَذَلِكَ

أَفْعًا جَاوِصَةً لِأَذَى أَجْهٍ مُّصْتَأَعًا إِلَى الْخَوَلِ عَنِ الْبَحْرِ حِينَ عَمْرَتُونَ كَ خَاوِدُونَ
 ہر جائیں اگر عورتوں کے بیٹھنے کا ارادہ ہو تو ایک سال تک آپ ان کو نکال نہیں سکتے تو وہ عورت
 بیٹھنے والی ایک برس تک اپنے متوفی خاوند کے نام سے پکارا دی جاوے گی جب اس عورت پر غیر اللہ کا
 نام ایک برس تک پکارا گیا تو ایسی عورت تمہارے عقیدے کے مطابق کسی دیوبندی وہابی کو نکاح
 نہ کرنا چاہیے بلکہ حرام زہنی چاہیے۔ کیونکہ جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا وہ حرام ہو گئی۔ حالانکہ آپ اس سے
 نکاح کر لیتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ جس کو چاہیں حلال بنا لیتے ہیں اور جس کو چاہیں حرام
 قرار دے دیتے ہیں۔ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی اعتبار نہیں کرتے۔

تمام اُمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ ذبح کے وقت اگر غیر اللہ کا نام
 پکارا جاوے تو حرام ہے نہ جو تم نے سمجھ لیا ہے کہ جس پر غیر اللہ کا نام لیا جاوے ذبح کی شرط نہیں یہ
 غلط ہے کیونکہ سیاق و سباق کلام جاندار اور عند الذبح پر ہی دال ہے کیونکہ آیت کا سابقہ مبیۃ اور
 ذمّ اور لحظہ خنزیر حیوانات سے تعلق رکھتے ہیں اس واسطے مَا أَهَيْكَا لَغَيْبِو اللہ بیہ بھی
 حیوانات پر ہی منطبق ہو سکتا ہے اور حیوانات جب تک زندہ ہیں تب تک زان کا کھانا حرام ہی
 ہے۔ کیونکہ ان کو کاٹ کر تو کھا ہی نہیں سکتے ان کو بعد از ذبح رہا سم اللہ تعالیٰ ہی تو اللہ نے کھانا حلال
 کیا ہے۔ قبل از ذبح کسی کا نام اس پر پکارنا اس کو کیا بگاڑ سکتا ہے۔ اگر خدا کا نام اس پر قبل از ذبح
 مؤثر ہے تو بعد از ذبح کو کہہ دیا کہ خدا کے واسطے لیا ہے۔ پھر اس کی بغیر ذبح ٹانگ کاٹ کر کھالی۔ دم
 کھالی۔ حالانکہ پھر بھی کھانا حرام ہی ہے۔ جب تک خدا کا نام لے کر ذبح نہ کیا جاوے۔ اس کا کھانا حرام
 ہی رہے گا۔ پھر اگر زندہ پر غیر کا نام پکارنے سے حرام ہو جاتا ہے۔ تو عقیدہ کا بکریا و بید کا جائز بھی حرام
 ہونا چاہیے۔ کیونکہ وہ بھی خدا کے واسطے نہیں خریدا جانا بلکہ غیر اللہ کے نام سے ہی خریدا جاتا ہے۔
 زان پر بھی غیر کا نام پکارا گیا ہے جو آپ کے عقیدے کے مطابق قصاب نے گوشت مرلے کر کھانا بھی
 حرام ہو جاوے گا۔ کیونکہ قصاب نے اللہ کے واسطے نہ خریدا ہے نہ اللہ کے واسطے دیتا ہے۔ بلکہ غیر اللہ
 کا نام لے کر یعنی فروخت کرنے کے واسطے خریدا۔ فروخت کرنے کے واسطے ذبح کیا بعد میں پسلی

ہی سے فروخت کیا۔ وہ تو آپ کے نزدیک ما اہلک بغیر اللہ میں شایک داخل ہو گیا کیا
پھر قصاص سے حرام ہے کرکھاتے ہو۔ خدا را سو پر قرآن کریم کو ایسے دہکا ڈو جس سے مسلمانوں میں تفرقہ
پیدا ہو اور خدا کے حلال کردہ کو حرام کہہ کر اسلام میں رشتہ اندازی کر رہے ہو۔ اگر کوئی کہے یہ سنت
ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ما اہلک بغیر اللہ یہ اگر مسنون ہو کر کھایا یا پادے تو مائزہ ہر جاکہ
کا محفل سے بات کرو جی صلی اللہ علیہ وسلم نے ترویج کے وقت فرمایا دیکھو مسلم شریف جلد ۲ ص ۱۵۹
اَخَذَ الْبَكْشَ مَا فَتَحْتَهُ ثُمَّ ذَنَبَهُ فَقَالَ يَسْبِقُ اللّٰهُ ثُمَّ قَبِلَ مِنْ مُحَمَّدٍ
فَالِ مُحَمَّدٍ مِنْ اَمَةِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ خَنَى سَيْبَهُ نَبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَيْتَتِهِ كَمَا يَكُونُ
تو اس کو لایا پھر ذبح کیا۔ اس کا اس وقت فرمایا میں اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں۔ لے اللہ تو
قبول فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کی اہلک کی طرف سے۔ پھر قربانی دیا اس کو کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ اللہ شرک کیا
اور معاذ اللہ صحابہ نے حرام کھایا کچھ سوچ پھر بولو۔ اور اس عقیدہ سے تو یہ کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم اور صحابہ کریم رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلف صالحین نے جو قرآن کریم سجا ہے وہ صحیح ہے
جو تم نے سجا ہے وہ غلط ہے۔

دوبلی ہم تو دیار و انبیا کی نذرین دینا غنیمت کی طرح حرام کہتے ہیں۔ کیونکہ نذر عبادت
ہے اور عبادت فیرا اللہ کے واسطے حرام ہے۔

نذر کے معنی اصطلاحی

محمد عمر

الَّذِي إِذَا أُذْجِبَتْ عَلَى نَفْسِكَ شَيْئًا بَرَعًا مِنْ عِبَادَةٍ
أَوْ مَدَنِيَّةٍ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ أَوْ شَكَرًا أَوْ نَفْسًا مَعَهُ تَأْكُلُ الْإِهْمَارَ
أَوْ تَحْذِيرًا مِنْ أَمْنٍ أَوْ تَقَاتُلٍ بِهِ لِقَدْ اجْتَابَهُ

مجمع البحار

جلد ۲ ص ۳۲۶

تقا موس جز ثانی ۱۲۰۔ نَذَرًا وَجِبَةً

المبجود ۸۶۸۔ نَذَرٌ نَذَرًا وَنَذَرًا۔ أَوْ جَبَّ عَلَى نَفْسِهِ مَا لَيْسَ بِوَاجِبٍ

مفوات داغ ۵۰۶۔ التَّائِبُ إِذَا تَوَلَّى فِتْنَتَهُ فَاعْبُدْ رِبِّكَ بِمَا أَجَبَ لَكَ ذُنُوبًا أَمَرَ

نذر اسے کہا جاتا ہے کہ تو اپنے نفس پر کسی چیز کو واجب کرے جو پہلے تجھ پر واجب نہیں۔ کسی مشکل کام کے وقت خواہ عبادت ہو یا صدقہ یا کچھ اور معلوم ہو کہ نذر کو محض عبادت سے تعبیر کرنا اولواریہ میں یہ تخصیص نہیں پائی جاتی محض اجتہاد ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر نذر سے مراد محض عبادت ہی ہوتی تو اللہ تعالیٰ تَنْذُرًا مَعْرُوفًا نہ فرماتے بلکہ تَنْذِيرًا لِّلْغَىِّ فرماتے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ اگر محض عبادت ہی مراد لی جائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عبادت سے روکتا ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔

مسلم شریف ۱۳۵۲۔ عَنْ أَبِي مُرَيْزَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَنْذَرُوا فَإِنَّ التَّائِبَ إِذَا تَوَلَّى فِتْنَتَهُ فَاعْبُدْ رِبِّكَ بِمَا أَجَبَ لَكَ ذُنُوبًا أَمَرَ

ترجمہ:- ابو مریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نہ نذر نہ مانو اس واسطے کہ نذر اللہ کی تقدیر سے کسی چیز کو حرام نہیں کر سکتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سبیل سے مال کو نکلواتا ہے۔

نسائی شریف ۱۳۵۲۔ عَنْ أَبِي مُرَيْزَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنْ التَّائِبِ إِذَا تَوَلَّى فِتْنَتَهُ أَنْ يَنْذَرَ

اگر نذر کے معنی عبادت ہوتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم مطلقاً نذر سے نہ روکتے جیسا کہ ان حدیثوں میں آپ نے کسی نذر کی بھی اجازت نہیں فرمائی۔ خدا کے واسطے ہو یا غیر کے واسطے اور یہ فرقے دینا کہ خدا کے واسطے جائز ہے اور غیر اللہ کے واسطے نہیں یہ سراسر حدیث شریف کے خلاف ہے البتہ اگر کوئی نذر مان لے جائے تو کام پر اللہ کے واسطے ہو یا دوسرے کے واسطے تو اس نذر کا

پڑا کرنا قرآن و حدیث کے لحاظ سے واجب ہوگا۔ کیونکہ نذر مان کر اپنے پر بوجھ ڈالنا منع اور نذر مانی
 ہوئی کو پورا کرنا واجب ہے۔ لہذا ادا کرنے کو عبادت سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ اور اُس کو ادا کرتے
 وقت نافذ یہ ضرور کہہ لیتا ہے کہ اس نذر کو خدا واسطے پوری کر رہا ہوں۔ کیونکہ نذر کو پورا کرنا اللہ
 ہی کا حکم ہے۔ انبیا و اولیاء اگرچہ اہل قبور ہوں وہ مالک نہیں ہو سکتے۔ لیکن اگر نافر بلا معاوضہ
 خدا واسطے اُن کی طرف سے اپنی نذر فترا پر خرچ کر دے تو اُس کا ثواب منفذ و لکھ لکھی اہلیاء و انبیاء
 کو صدقہ کریم پہنچا دیتے ہیں جیسا کہ حضرت سعد کو بنی مصلیٰ اللہ علیہ وسلم نے اس کی والدہ میتہ کی طرف
 سے اسس کو خرچ کرنے کی اجازت فرمائی۔ جب حضرت سعد نے عرض کی فَتَلَمَّا اَجَزْتَن لَفَضَلْتُ
 عَنْهَا شَاۤءَ لَفَضَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِگر میں اپنی ماں میتہ کی طرف سے
 صدقہ کر دوں تو اُس کو کوئی ثواب ہوگا۔ تو بنی مصلیٰ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ مسلم شریف جلد
 ۱۲ قریہ کہنا کہ منقولہ جو کچھ میت ہے اور میت مالک نہیں ہو سکتی یہ عقدہ بھی بنی مصلیٰ اللہ علیہ وسلم
 نے حل فرمادیا جس میں سوال کی گنجائش نہیں اور نہ ہی معترض کے پاس اس کے برخلاف کوئی دلیل اولہ
 اربعہ سے ہے۔ سابقہ رہبر اراکین کا منع کرنا اس میں خاص وجہ ہے جس کو علامہ زبیر الدین دہلوی نے ظاہر
 فرمادیا ہے۔ فتاویٰ شیریں جلد اول مش میں موجود ہے کہ اس زمانہ میں مجاہدین مالدار نافذ سے زبردستی نذر کا
 مطالبہ کرتے ہیں۔ بلکہ کئی دفعہ پولیس کو بلا کر نذر دوائی گئی۔ کہ اس نافذ نے ہمارے شیخ کی فلاں نذر مانی
 تھی۔ اب اس کا کام پورا ہو چکا ہے۔ اب یہ ہمیں نذر ادا کرنا نہیں۔ یا قاضی کے پاس منقولہ نذر سے جلتے
 کچھ حصہ نذر کا خو کھاتے باقی حکام کو کھلایا جاتا۔ فقط هذا منہ منقول اب یہ نذر خدا واسطے نہ رہی
 بلکہ لاشی کے زور سے چارج کی گئی۔ نافذ کا لحاظ بھی نہ کیا گیا اور غراما کین کا حق بھی ضائع ہو گیا۔ اور
 نااہل کھا گیا۔ اسی وجہ سے نافذ کی اس مصیبت کو توڑنے کے واسطے شیخ زین الدین نے سحرارائیں
 میں منع فرمایا ہے۔ جو اُن کی عبارت سے بھی ظاہر ہوا ہے۔ ورنہ اگر یہ سختی نہ ہوتی تو نذر کو پوری کرنا
 اور مجاہدوں کو دینا منع نہ تھا اور نہ ہے۔ خدا واسطے ہر یا غیر اللہ ہر صورت میں ادا کرنا تو غیروں کا
 ہی حق ہے۔ اور اس کا ثبوت قرآن کریم میں موجود ہے۔ جب عمران کی بیوی نے یہ نذر مانی کہ یا اللہ

پہا بچ میں تیرے لئے نذر کروں گی تو جب حضرت مریم علیہا السلام پیدا ہوئیں تو آپ نے حضرت زکریا علیہ السلام اس وقت کے امام بلاشبہ تھے مریم علیہا السلام کا اُن کو گنجل بنایا اور انبیاء و اولیاء کی نذر ماننا یہ ابتداء سے چاہا رہا ہے۔ یہ یقین بدعت نہیں ہے نہ اللہ تعالیٰ نے اسے روکا نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلکہ اجازت فرمائی جس کا ثبوت عنقریب آ رہا ہے۔ چنانچہ اسی نذرانیہ کرام سے بھی ثابت ہے جس کو خطیب بغدادی مصنف مشکوٰۃ شریف بر متعصین شوافع سے شمار کئے گئے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

وَعِنْدَ الْمُصَلِّ الْمُسَوِّدِ يَسْكُو الْعَبْدُ كَأَنَّهُ يَجُوزُ بِكَرْبَتِهِ يَسْتَبِرُّ
النَّدَا وَوَلِيَّتَانِ۔ اور عید گاہ کے نزدیک ایک قبر ہے جو قبر نذر سے
جلد اول ص ۱۲۲ پہچانی جاتی ہے کہا جاتا ہے کہ اِنَّ الْمَذْنُوْنَ فِيْهِ رَجُلَانِ وَلَهُمَا بَن
اَبْنِ كَالْبِ سَيَّبَرُكَ النَّاسُ سَيَّرِيَّا رَسِيْمًا رَحِمَتْ عَلٰى كِىْ اُولَادِىْ اَدَمٰى مَذْن
ہے۔ لگ اس کی زیارت کر کے تبرک حاصل کرتے ہیں وَفِيْهِ نَذْرٌ لِّمَا حَاجَتْ مِنْهُمْ لِقَضَائِهِ حَاجَتِهِ
اگلے صفحہ پر فرماتے ہیں۔

اور حاجت والے ان کے درپے ہوتے ہیں۔ اپنی حاجت کو پورا کرنے کے لئے۔

وَاِنَّمَا شَهِرَ بِقَبْرِ النَّذْرِ لِأَنَّهُ مَا يَكَادُ يَنْدَلُّهُ نَذْرٌ إِلَّا صَحَّ وَبَلَغَ النَّذِيرُ
مَا يَرِيْبُهُ وَلِذَلِكَ الْوَقْتُ عِيَا الْمَسْئُورِ اَنَا أَحَدُ مَنْ نَذَرَ لَكَ مَرَّةً اَوْ اِلَّا اُخْلِيْنَا
صَبِيْرًا نَذْرًا عَلٰى اَمْرٍ مَّتَعَدَّرَ بِمَلَخْتُمْ وَلِذَلِكَ النَّذْرُ وَفِيْهِ نَذْرٌ

اور سو اس کے نہیں قبر نذر سے مشہور ہے اس واسطے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اس
کے واسطے نذر مانی گئی جو صحیح نہ ہوئی اور نذر ماننے والا اپنی مراد کو نہ پہنچا ہو۔ اس کو نذر
پوری ہی کرنی پڑتی ہے۔ اور میں نے بھی اس کے واسطے کئی دفعہ بے شمار نذریں
مانیں کئی مشکل کاموں پر تو میں بھی مراد کو پہنچا۔ اور مجھے نذر دینی ہی پڑی تو میں نے
نذر کو پورا کیا۔

ثابت ہوا کہ متقدمین بھی انبیاء و اولیاء کے واسطے تدریس مانتے تھے اور مقصد پورا کرنے پر ادا بھی کرتے جو بعد اللہ نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعض مصاحح کی بنا پر ایک دو علماء نے جبر و تشدد کو دیکھتے ہوئے بند فرمایا جس سے مذکور کا پورا کرنا حرام نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ انہی علماء نے نذر ماننے کے علاوہ طریقے کو بڑا سمجھا کہ اگر نافرمانیت مندودلہ کو باقائات متصرف فی الامور سمجھے تو کفر ہے۔ معلوم ہوتا کہ اگر اللہ کے اذن سے میت کو متصرف فی الامور سمجھے تو نذر جائز ہے اور آج کل ایسے مفتی ہیں کہ اگر کوئی شخص انبیاء و اولیاء کو باذن اللہ متصرف فی الامور سمجھے تو اس کو بھی کافر کہہ دیتے ہیں۔ خبر نہیں انہوں نے یہ مسئلہ کہاں سے گھڑ لیا ہے۔ جو قرآن کریم کے خلاف ہے۔ حالانکہ قرآن کریم بھی تصرف کو اللہ کے بندوں کے لئے ثابت کرتا ہے چنانچہ ذوالقرنین کو اللہ تعالیٰ تصرف کا امام اختیار فرماتے ہیں اِنَّمَا اَنْتَ مُصَدِّقُ الَّذِیْ نَزَّلْنَا بِالْحَقِّ وَنَبِّئْنَاهُم بِمَا كَانُوا یَعْمَلُونَ اور بعد از وصال کا اختیار تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے۔ مَا اَعْطَيْنَا هُمْ مِنْ شَيْءٍ وَلَکِنَّ اُولَئِکَ یَتَذَكَّرْنَ اور مرآت یکساں ہے۔ جتنا اختیار اور تصرف کی طاقت کسی اللہ کے بندے کو حیاتی میں ہوتی ہے بعد از وصال بھی بہرستر رہتی ہے بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالیٰ نے وَالْخَالِیْقَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اٰذَنُوْا سے فرازا۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں وقت گزارنا اس سے روز بروز اب تک آپ کی ترقی ہو رہی ہے۔ جیسا کہ جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام عالمین میں متصرف فی الامور فوق الاسباب ہونے کی طاقت فرمائی اس سے قیامت تک اور قیامت کے بعد تک آپ کی قوت متغیر نہیں ہو روز افزوں تر ہی ہے۔ اور اسی پر امت کا اجماع ہے سو اے چند وہابیہ اور ویولند بیگم جب زمانہ جبر و اکراہ کا گزر گیا تو فقہانہ مذہب کی اجازت سابقہ اصول کے مطابق مالگیری کے نہانے میں فرمادی کسی چیز کو کسی تنوع سے وقت کے لئے کسی چیز سے منع کرو یا حرمت

پر حلال نہیں کرتا۔ جیسا کہ گشت کسی مرض کے لئے منع کر دیا جائے زندقہ سستی کے بعد گوشت اس پر حرام نہیں ہوگا۔ ایسے ہی نذر کا دینا انبیاء و اولیاء کے واسطے اگر حرام ہوتا تو اللہ تعالیٰ حرام فرماتے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس نذر کو علی الاملان منع فرما دیتے۔ اسی بنا پر ملا جیون نے جو عالمگیر کے استاد تھے اس مسئلہ کو صاف کیا ہے۔

تفسیر احمدی ص ۲۹۔ اَنَّ الْبَقْرَةَ الْمُسَدَّ فَذَہُ وَلَا ذَلِیْکَ اَوْ کَمَا هُوَ التَّسْمِیُّ فُضِّلَتْ اَحْلَاکُ طَبِیْبُ رَسُوْلِی جَوَکَاۃ اُولِیَّاءُ کِی نَذَرُ کِی جَاتِی سَہ۔ اُولِیَّاءُ اللہ کو جیسا کہ یہ ہمارے زمانے میں رسم ہے حلال پاک ہے کیا ملا جیون جن کی کتابیں پڑھ کر تم فقیہ ہونے کی سہلیت ہو پھر فتویٰ کفر لگاؤ گے کیونکہ انہوں نے اولیاء کی مندرجہ اشعار کو حلال پاک ہونے کا فتوے دیا۔ کیا ان کے مذاہب فقہانہ تھے۔ قرآن و حدیث کو سمجھنے والے موجود نہ تھے۔ جو ان پر فتوے کفر چسپاں کہتے یا آج تک کرئی ایسا عالم نہیں رہتا جس نے ان کا رد کیا ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے انبیاء و اولیاء کے خلاف شک کیا ہوا ہے اور علماء نے ان پر کفر کا فتوے دینا بہت آسان سمجھا ہے۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَا كُفِرَ بِكَ لِكُنْتُمْ تُكْفِرُونَ بِاللَّهِ اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّ الَّذِیْنَ یُفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ اَلْکٰذِبُ لَا یَقْبَلُوْنَ

نذر کے متعلق فتویٰ خداوندی

(دوسرا) عِنَّا یَقْبَلُ عِبَادُ اللّٰهِ یُحِبُّوْنَہَا تَقْبَلُہَا یُؤْفِقُوْنَ بِالْمَنْذَرِ وَیَحِبُّوْنَہَا یُؤْمِنُوْنَ کَانَ شَکًّا مِّنْ شَیْءٍ اَوْ تَرْجَمَ۔ ایک پتھر ہے جس سے پیسے ہیں اللہ کے بندے چلاتے ہیں وہ اس کو صحیح چلاتا پوری کرتے ہیں وہ منت کو اور وہ ڈرتے ہیں اس دن سے جس کی برائی پھیلنے والی ہے۔

اس آیت کریمہ میں یُؤْفِقُوْنَ بِالْمَنْذَرِ میں موم ہے۔ خارج کے عزم کو آپ خاص نہیں کر سکتے۔ عِبَادُ اللّٰهِ کی شان بیان فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کے فعل یُؤْفِقُوْنَ بِالْمَنْذَرِ

سے اُن کو سراہا اور اجر عظیم بخشا۔ اور جو لوگ نذروں کو خنزیر کی طرح حرام کہتے ہیں نہ وہ عباد اللہ میں شامل ہوئے۔ اور نہ اُن کو آخرت میں سچوں کا پانی نصیب ہو گا۔ کیونکہ نہ انہوں نے نذر کو پُرا کیا اور نہ وہ قیامت سے ڈرے۔

اے ۱۱، اَلَمْ يَلْقَئَهُمُ الْمَلَكُ وَلَيُؤْتُوْهُنَّ اَسَدُ ذَرَهُمْ وَلَيُطَوِّدُوْنَ بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ۔ تو جیسا کہ پیر چاہے کہ اپنی میل کو دور کریں اور چاہے کہ اپنی نذروں کو پوری کریں اور چاہے کہ وہ پرانے گھر کا طواف کریں۔

آیات مذکورہ بالا سے نذر کو پورا کرنا ثابت ہو چکا ہے اور اَسَدُ ذَرَهُمْ سے اُن کی نذریں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں یعنی نذر کو اللہ تعالیٰ نے مغفرت کی طرف منسوب فرمایا۔ اگر معض اللہ ہی کے واسطے نذریں ہر تین تر اللہ تعالیٰ وَلَيُؤْتُوْهُنَّ اَسَدُ ذَرَهُمْ کی بجائے وَلَيُؤْتُوْهُنَّ اَسَدُ ذَرَهُنَّ فرماتا اَللّٰهُ تَر مابڑی ہی تَعَاثُرُ ذَرَهُنَّ کا تر و اللہ تعالیٰ نے اَسَدُ ذَرَهُمْ کی اضافت سے نکال دیا جس کے آپ مناعت ہیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ ارشاد خداوندی کو معاندانہ نظر سے ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اسی واسطے قرآن کریم کے خلاف نذر قائم کی حرمت کا فتوے دے دیا۔

تو ہابی اگر کسی شخص نے نذر مانی کہ ماں سے زنا کرے گا۔ اگر میرا فلاں کام درست ہو جائے تو کیا یہ بھی نذر پوری کرنے کا حکم دو گے؟

محمد عمرؒ ان کے زنا کا تمہ کبھی آپ نے کسی چندہ میں بھی جمع کیا یا ہر تو بزرگ کی نذر کا بھی سوال ہو سکتا ہے۔ در نہ مطابق حدیث پاک جو آپ اپنی ذات کے واسطے پسند کریں دوسرے کے واسطے بھی وہی پسند ہونی چاہئے۔ لہذا نذر بھی آپ اُسی چیز کی ادا کر سکتے ہیں جو بد خشیت مسلمان ہونے کے آپ کے واسطے حلال ہو۔ ماں کی حرمت جب بغیر نذر کے قرآن کریم میں مذکور ہے تو اُس کی نذر بھی حرام ہوگی جب کسی بزرگ کی روح کو حلال شے کا ثواب پہنچ سکتا ہے تو اس کو اللہ نذر کا ثواب بھی بخشا جا سکتا ہے اور خدا پہنچاتا ہے۔ اور نذر غرہ و مساکین کو نذر و تقسیم کرنے

ہے پشیر کسی سے کچھ کلام پڑھاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ نذر فلاں بزرگ کے لئے مانی گئی تھی اس کا ثواب اُسی کی رُوح کو بخشا جائے۔ اور اگر کلام خود پڑھتا ہے تو بعد از کلام مجید پڑھنے کے کہتا ہے کہ یا اللہ اس کلام اور طعام کا ثواب تیری رضا اور تقرب کے واسطے اور تیرے حکم بِذِکْرَا تَنْذُذْکَہُ سے ناکف ہر کریں۔ نے فلاں بنی علیہ السلام بادی کی رُوح کو بخشا۔ اور یا اللہ یہ ثواب تُو اس کی رُوح کو پہنچا دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نذر کی نیت بوقت نذر ماننے کے بھی اللہ کی رضا منقرض ہے چنانچہ اُس بزرگ منذُومِ فلان کی دعا سے جب نافر کی مثل حل ہو جاتی ہے۔ تو خدا اُس پر راضی ہو جاتا ہے کیونکہ گنہگار پر اللہ کے بندے کی ننگا و کرم خدا کی رضا کا باعث ہوتا ہے۔ اور یہی مقصود ہے جس میں آپ ہیرا پھیری کرتے ہیں۔ اور بغیر اللہ کا فتویٰ لگا کر حرام ثابت کرتے ہیں۔

نسائی شریف جلد ۲ ص ۱۷۱ عبد اللہ بن حصین قَالِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ النَّذْرُ نَذْرَانِ فَمَا كَانَ مِنْ نَذْرٍ فِي طَاعَةِ اللَّهِ فَذَلِكَ لِلَّهِ وَفِيهِ الْكَفَاةُ وَمَا كَانَ مِنْ نَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ فَذَلِكَ لِلشَّيْطَانِ وَلَا فَنَاءَ فِيهِ دِيكَفَرُ الْيَمِينِ۔ عمران بن حصین سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ نذر کی دو قسمیں ہیں پس جو نذر اللہ کی طاعت میں ہو تو یہ اللہ کے واسطے ہے۔ اور اس میں پورا کرنا ہے۔ اور جو نذر اللہ کی نافرمانی میں ہو یہ شیطان کے واسطے ہے۔ اس میں پورا کرنا نہیں ہے۔ اور (نافر) کفارہ ادا کرے گا جو قسم کفارہ دیا جاتا ہے۔ (دکنتر العمال جلد ۲ ص ۲۴۱)

قرآن کریم کے بعد دوسرے حدیث شریف کا ہے۔ اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر کو دو قسموں میں منقسم فرمایا۔ فِي طَاعَةِ اللَّهِ وَفِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ پہلی قسم کہ نذر جو طاعت کے واسطے دیا اور اس نذر کو پورا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ دوسری قسم کہ شیطان فرمایا اور اس نذر کی بجائے کفارہ قسم کا ارشاد فرمایا۔ اعانت کا انبیاء عظام و اولیاء کرام کے ارواح کو نذر وں کا ثواب پہنچا کر تدبیر کی گزرا یہ محض اللہ ہے۔ کیونکہ کسی کے حق کو نہ پورا کرنے کی سزا اللہ ہی نے قیامت کو دینی ہے

اور یہ قدر بھی اختیار علیہ السلام کو جب بیمار اشد ہونے کی حیثیت میں اور ادھیار کر کم کو ادھیار اشد ہونے کی حیثیت میں جائز بھی جاتی ہے۔ کیونکہ ان کی نسبت بھی اشد کی طرف ہے اسی واسطے جیسا کہ اشد واسطے والی چیز کو غربا اور مساکین میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ادھیار اشد اور ادھیار اشد کے ادواح کو نذر کا ثواب پہنچا کر غربا اور مساکین میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اب فرمائیے کہ آپ کی شریعت میں یہ قدر مطابق حدیث شریف الشیطان ہے یا اللہ صانعہ اگر اللہ صانعہ ہے تو پورا کرنا جائز اور آپ کا فتوے غلط ثابت ہوگا۔ اگر الشیطان ہے تو قائل اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ادھیار الرحمن اور ادھیار الرحمن کو اس نے اولیٰ الشیطان اور انبیاء الشیطان کہہ دیا۔ اور یہ کہہ رہے۔ اور کافر کا فتوے شرعاً مستند نہیں۔ لہذا مذکور کو حرام کہنے والے کا فتوے اذروئے حدیث شریف مستند نہ ہوگا۔

ترمذی شریف جلد اول صفحہ ۱۱۱ عن ابن عباس ان سعد بن عبادہ ایستغفنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن عباد بن عباس عن روایت ہے کہ سعد بن عبادہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ دریافت کیا۔

مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۲۹۷ فی الذبک کان من ایسہ و کذبت قبل ان یقضیہ

ابوداؤد جلد اول صفحہ ۱۱۱ عن ابن عباس ان سعد بن عبادہ ایستغفنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن عباد بن عباس عن روایت ہے کہ سعد بن عبادہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ دریافت کیا۔

جب اہل قبور کی مانی ہوئی نماز اس کی طرف سے تقسیم کی جائے تو اس کے ذمہ سے نذر پوری ہو جاتی ہے تو کیا اس کے نذرانہ کو اس کی طرف سے تقسیم کیا جاوے تو اس کا ثواب اس کو نہیں پہنچ سکتا فتد بولنا تک من المنکون اب اس حدیث شریف کے رو سے آپ کو تین مسکوں سے ایک پر ایمان منور لانا پڑے گا۔ اگر تینوں پر ایمان سے آدھ تر کچے ایمان یا

بن جابر

(۱) مطلقاً تشددِ شرعی کو مذمت کی طرف سے ادا کرنا ہے۔

(۲) آپ مختارِ کل ہیں جو علی العموم اجازت فرما رہے ہیں۔

۱۴) آپ کو علم غیب ہے کہ یہ بیتہ کی نند صبح رحمانی ہی ادا کرے گا اور میتہ نے صبح مذہبی مانی جس کا آپ کو علم یقینی تھا۔ اور اسی علم کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا تخریق اجات فرمادی تینوں مردوں میں تم اپنے فتنے کے مطابق اسلام سے خارج ہو جاتے ہو۔ کیونکہ تینوں میں آپ کے عقیدے کے خلاف ہیں۔ اور یہاں تینوں مسکوں سے اٹھا کر نامہ پیش صحیحہ سے روگردانی کرنا ہے۔ اِنْبَا نَفْلِحُوْا۔ اب طاعۃ اللہ کا مقسم قد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرماتے ہیں۔

البراد
 أَنِ امْشِرْ فَمَا أَتَى ابْنُ أَبِي نَضْرَةَ عَلَى النَّبِيِّ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ
 اللَّهِ إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَضْرِبَ عَلَى رَأْسِكَ بِالْأَذَى تَأْكُ
 أَوْ فِي بَنَدُوكِ قَالَتْ إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَذْبَحَ بِمَكَانٍ كَذَا
 وَكَذَا أَمْكَانٍ يُذْبَحُ فِيهِ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ
 بَصُرْتُكَ لَا تَأْكُلُ بَوْشِينَ قَالَتْ لَا تَأْكُلُ أَوْ فِي بَنَدُوكِ

تحقیق ایک حسرت رسوا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی۔ تو اس نے عرض کی یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر مانی ہے کہ میں آپ کے سامنے دین بگاڑوں گی۔ آپ نے فرمایا۔ اپنی نذر کو پری کرے۔ عرض نے عرض کیا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ میں فلاں جگہ قربانی کروں گی۔ اور وہ جاہلیت کا ذبح ہے۔ آپ نے فرمایا بت کے واسطے عرض کیا نہیں۔ فرمایا وٹن کے واسطے۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا اپنی نذر کو پری کر۔

فرق صنم و دهن

المصباح المنیر | مئذنی من ابن عباس و یقال انهم المنجد من الجواهر
 اشد بیئوا التي تدب وانك هو المنجد من جحر
 الخفیب - ابن عباس سے روایت ہے کہ انہم اس کو کہتے ہیں جو جواہر
 جلد اول صفحہ ۵۲۲

جلد اول صفحہ

معدنیہ سے لڑا حال کر بنایا جاتا ہے۔ اور دشمن اس کو کہتے ہیں برتھور اور کڑی سے بنایا گیا ہے۔

۱۱. حدیث مذکورہ بالا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے نذر دوت کی اجازت فرمائی۔ جو تین افراد سے خالی نہیں۔

۱۲. دوت بچانے کا ثبوت ثابت ہوا جس کے بچانے سے آپ کو شرک کو چھوڑنا ہے۔ لہذا بچانا شرطاً ناجائز ہوتا تو آپ بچانے کی اجازت نہ فرماتے،
۱۳. نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کرنے کا ثبوت۔

۱۴. انبیاء عظیم السلام کے واسطے نذر ماننا جائز ثابت ہوا۔ دیکھو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مائی سواد کو اپنے سامنے اپنے واسطے نذر مانی ہوئی کو پورا کرنے کا ارشاد فرمایا کیونکہ خدا واسطے دوت بچانے کی نذر مانی ہی نہ گئی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے حرمت نے نذر مانی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت فرمائی تو اس حرمت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی دوت بجا کر نذر کر لیا۔ ایسے ہی لوگ آج کل انبیاء عظیم السلام و اولیاء کرام کے واسطے نفیوں مانتے ہیں اور بلا معاوضہ اللہ الداس کے رسول کی رضا کے واسطے اپنی منذورہ اشیاء کو تقسیم کر دیتے ہیں۔ یا ان کے مقابلہ کے سامنے ان کی ادواح کو ثواب پہنچا کر عباد مساکین کو تقسیم کر دیتے ہیں۔ جو عین سنت کے مطابق ہے اور حدیث شریف کے دوسرے حصہ میں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکور جاہلیت کے متعلق عرض کیا کہ اس میں نذر کے جائز کو فوج کرنے کی اجازت فرمائی جائے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسو سال کے علاوہ جواز کا فتوے فرمایا۔ اور دونوں قسموں کو تینوں کے ناموں کے باعث نذر سے روک دیا۔ جن کے واسطے نذر کا جائز فوج کرنا حرام ہے۔ اگر کسی نبی اللہ اولی اللہ کے واسطے عین ممانعت ہوئی تو آپ تینوں کے علاوہ انبیاء و اولیاء کو بھی متنازع فرمائیے۔ لہذا اپنی راستے سے قرآن و حدیث کے خلاف انبیاء و اولیاء کے ادواح کو نذر کا ثواب پہنچانے کو حرام کہنا یہ ممانعت فی الدین ہے۔ اور اس گمراہی میں تمہارا اجتہاد جو محض اس بنا پر ہے کہ تم نے انبیاء اللہ کو غیر اللہ سمجھ لیا ہے۔ مالا کہہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

کو بھی اپنی طرف منسوب فرمایا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِخَارِ شَرِيف إِنَّ اللَّهَ قَالَ مَنْ عَادَى بِيْ فَيَسَّانَفًا أَذْنَتَهُ بِأَلْخُرْبِ وَكَأْتَقَرَّبَ
 بِلَد ۶ ص ۱۱۹
 إِلَى عَبْدِيْ بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ قَبْلَ أَنْ تَرْضَى عَلَيْهِ وَلَا يَزَالُ عَبْدِيْ
 يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِأَنْفَادِيْ حَتَّى أَجْبِتَهُ فَكُنْتُ مَعَ الْوَدَى يَتَمَتَّعُ بِهِ وَبَصَرُ
 الْبَدَى يَهْوِي بِهِ وَبَيْدَا الْوَدَى يَبْلُشُ بِهَا وَبِجِلَّةِ الْوَدَى مَتْنِيْ بِهَا وَإِنَّمَا لِيْ
 لَأَعْبِيْتَهُ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس شخص نے میرے دشمن کی
 میں اُس کو احاطہ جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ ہر ب کسی مفوض چیز کے ساتھ میرے قریب نہیں
 ہوتا۔ اور ہمیشہ میرا بندہ میرے قریب ہوتا ہے۔ اور اُن کے ذریعہ یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب
 بناتا ہوں کہ اس کے کان میں ہوتا ہوں جس سے وہ بندہ بنتا ہے۔ اور اس کی آنکھ میں ہوتا ہوں جس
 سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ میں ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں میں ہوتا ہوں جس
 سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے گا اس کو ضرور ملے گا ہوں۔

اب فرمائیے نبی اللہ اور ولی اللہ کیا غیبت میں معلوم ہوا کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود
 پڑھتا ہے وہ بھی اللہ کی عبادت میں شامل اور جو شخص ذکر ادا یا اللہ کرے مثلاً وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ
 الصَّالِحِينَ وغیرہ کہے تو یہ بھی طاعت اللہ اور عبادت الہی میں شامل ہوگا۔ کیونکہ اُس کے بدلے
 کا ذکر ہوگا اُس کا ذکر ہے۔ اور اُس کے بندوں کی خدمت اللہ ہوگی کیونکہ وہ من دون اللہ ہیں اور
 ذَا ان کی خدمت من دون اللہ۔

کنز العمال { ذَكَرُوا الْأَنْبِيَاءَ مِنَ الْعِبَادِ ذَكَرُوا الصَّالِحِينَ كَفَّارَةً لِأَسْيَاءِهِمْ السَّلَامِ
 جلد ۶ ص ۱۱۹ ذکر عبادت ہے ہے اور ذکر صالحین کفارہ گناہ ہے۔

فہابی

تم لوگ جو من حدیث اللہ کو پکارتے ہو اور ان کی مندیوں ماننے ہو یعنی غیر من
دلیروں کی تڑاپے لوگوں کو اللہ نے خوب رگڑا ہے سنیجے۔

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ شَدَّ عَزْمًا مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ لَا يُسْتَعْتَبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
وَمَنْ مِمَّنْ دَعَا بِهِمْ عَتَدُوا لَهُمْ عَذَابًا عَظِيمًا ۖ كَذَٰلِكَ أَصْحَابُ الْأَنْفَامِ
يَلْبِئُكَ بِهِمْ كَافِرِينَ ۖ

اور اس شخص سے کون زیادہ گمراہ ہے جو ایسے شخص کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کو جواب
نہ دے گا اور وہ ان کے پکارنے سے بے خبر ہیں۔ یہ آیت ثابت کر رہی ہے کہ جن نبیوں اور ولیوں جنہوں
اور فرشتوں اور جنوں کو تم پکارتے ہو وہ تمہاری پکار سے بے خبر ہیں اور وہ قیامت تک تمہارا
جواب نہ دیں گے قرآن نے تمہارے اس پکار و غیرو کو اور ان کو حاجت روا بھد کر نذریں دینا یہ تمہاری
گمراہی اور شرک کا مظہر ہے چنانچہ تمہاری اس پکار و غیرو کا قیامت کے دن انکار بھی کریں گے۔ یہ سنی
داخل دلیل ہے۔ جو تمہارے اس فعل کی مذمت کر رہی ہے۔

محمد

صحابی تم نے قرآن کریم کی اس آیت کا غلط ترجمہ کر کے آیت پاک کو خوب بدسننے کی
کوشش کی اللہ کریم تمہیں قرآن مجید کو صحیح سمجھنے کی توفیق عنایت فرمادے زیادہ
یقین کی طرٹ اگر نہ بھی جاتے تو کم از کم تمہارے مولوی اشرف علی صاحب نے جو ترجمہ کیا
ہے وہی ملاحظہ فرمائیے تو شاید تمہارا فکر اس غلطی کے گڑھے میں نہ گرے اور جو آیت کریمہ خداوند کریم
نے بتوں کے لئے نازل فرمائی وہ تم مسلمانوں اور اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ پر چسپاں دکھاتے ملاحظہ
ہو مولوی اشرف علی صاحب فقط انہیں اور اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہو گا جو خدا کو چھوڑ
کر ایسے معبود کو پکارے جو قیامت تک اس کا کہنا نہ کرے۔

کیوں جناب اب فرمائیے مولوی اشرف علی صاحب نے قوموں سے منشاء الہی کے مطابق
کہنا۔ کہ بت اور ان کے معبود مراد لئے ہیں اور تم نے کیا مراد لیا اللہ ہم انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو اپنا
معبود نہیں سمجھتے اور نہ یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ معبود ہو سکتے ہیں۔ تو یہ شان و ہریت ہی ہے کہ اولیاء اللہ

اور انبیاء اللہ کو بتوں کے ساتھ مسادات کا حکم جاری کر کے ان پر بتوں کے روکی ایت چسپاں کرتے ہیں۔ اور اگر تم من کو عام بھرا اور اس میں انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کو شامل کر لو تو اس کی صفت لَا یُخِیْبُ لَہِ اِنِّیْ یُوَدِّ الْقَیْسَ اِنْ کے لئے صحیح درست نہ ہوگی۔

۱۱) کیونکہ دن میں کئی دفعہ نمازیں وَالصَّلَاۃُ وَالطَّیْبَاتُ اَسْلَماً عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ کر کے تم بھی صلوة و سلام کے تحفہ و بار و رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم میں اب بھی پیش کر رہے ہو اگر آپ سنتے نہیں اور جواب نہیں دیتے تو عیا کر تم پس و پیش تمام مواعیات خیر پر صلوة و سلام کو بڑا مسئلہ ہر نماز میں بھی ترک کر دو تا کہ تمہارے عقیدہ کا ناقض رفع ہو جائے۔

۱۲) اور اہل فہر کر تم بھی اسلام علیکم جا کر کہتے ہو اگر وہ من لَا یُخِیْبُ لَہِ اِنِّیْ یُوَدِّ الْقَیْمَہِ ہیں تو تم بھی اس اپنے مقرر کردہ قانون کی زد میں گراؤ تو ہر کیونکہ تم بھی اہل فہر کے پکارنے میں شمولیت رکھتے ہو۔

۱۳) اگر انشاء الہی بھی اس آیت کریمہ سے یہی تھا جو تم نے بیان کیا ہے تو رب العزۃ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل فہر گروشتہ انبیاء علیہم السلام کے پکارنے کا اور ان سے جواب طلب کرنے کا ارشاد کیوں فرمایا۔

زخرف ۲۵ وَ اٰمَنَّا مِنْ قَبْلُکَ مِنْ رَّسُلِنَا یٰۤاَرْسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم آپ دریافت فرمائیے جن رسولوں کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے کیا تمہارے اس پیش کردہ قانون کے مطابق خداوند رب العزۃ نے من حدون اللہ کو پکارنے کا حکم فرما کر شرک کا سبق دیا ہے اور ایسے لوگوں کو پکارنے کا ارشاد فرما دیا جو قیامت تک بھی جواب نہیں دے سکتے بلکہ قیامت کو اس پکار کا انکار بھی کیونکہ قرآن کریم ہے اس کو کچھ سمجھ کر بیان کیا کرو مخالف پر فہمی شرک جڑنے کے لئے آیت قرآن نے پڑھ دی لیکن اس کا مطلب ایسا ظاہر کیا جو خداوند کریم پر بھی خود مادہ ہر جادے کچھ شرم کا مقام ہے۔

تو ثابت ہوا کہ من حدون اللہ سے مراد بت ہیں جو خداوند کے گھر سے ہر گز نہیں ہیں۔

بلکہ صنعت کنندہ ہے اور وہی ان کو معبود سمجھتے ہیں اور وہی قیامت تک بھی اگر ان کو کفار پکارتے رہیں اور ان کی عبادت کرتے رہیں تو وہ بت ان کی عبادت سے بے خبر ہیں اور انہی بتوں کو رب العزۃ قیامت کے دن قوۃ گریائی عنایت فرما دے گا تو وہ چونکہ عبادت غیر مستور ہیں تو وہ ان کفار کی عبادت سے اپنی بے خبری کا اظہار فرمادیں گے اور اگر اسی حکم میں انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو شامل کیا جاوے تو معاذ اللہ قرآن کریم نے جو ان کی سفارشات اخروی کا ذکر فرمایا ہے غلط ثابت ہوگا اور نہ کہیں رب العزۃ نے اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کا قیامت کے دن اپنے متبعین سے بیزاری کا اظہار فرمایا ہے بلکہ ہمارے لئے ان کی اخروی اولوکیاں فرمایا ہے نبیؐ

الْأَخْلَافُ يَوْمَئِذٍ يَغْضُضُ لِيُغْضِ عَنْكَ إِلَّا الْمُتَّبِعِينَ قیامت کے
 زحرف ۲۵ | دن تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے متبعین کے، فقط
 متبعین میں نبیاء کرام اور اولیاء اللہ و ذوالہ ہیں۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ قیامت کے دن انبیاء اللہ علیہم السلام اور اولیاء اللہ اپنے متبعین سے بے خبری اور بیزاری کا اظہار نہ فرمادینگے بلکہ ان کی دوستی ان کے متبعین کے لئے کارگر ہوگی تو یقیناً یہ بات ثابت ہوگئی کہ تمہاری پیش کردہ آیت سے من دون اللہ بت ہی مراد ہیں اور وہی بت ان کی عبادت کے منکر ہوں گے اور قُوْدُهَا النَّشَاطُ وَالْجَهَادَةُ فِرَانِ الْہٰی سے دونو عابد اور معبود جنہم کا ایدھن ہونگے اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ اور ان کے متبعین فریقین ہی مَطَاعُونَ وَمُطَاعُونَ اُولٰٓئِکَ عَنْہُمْ مَخْبُتٌ ذُو فِرَانِ الْہٰی سے جنہم کی آگ سے قُوْد ہوں گے۔

لفظ من "ذوی العقول کے لئے استعمال ہوتا ہے اور بت غیر ذوی العقول ہیں
لہذا من سے مراد نہ ہمارے معتقد اور ہی ہو سکتے ہیں نہ کہ بت۔

وہابی

”مہارے اس سوال کا جواب علامہ شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے لفظ من جو ذوی العقول پر مشتمل ہے بتوں پر استعمال فرمایا ہے تو یہ اس
واسطے مستعمل ہے کہ چونکہ کفار ان کو صبیح و بصیر سمجھتے ہیں قرآن کے عقیدے کے مطابق ان کی بات
کو نقل نہ کرنا کہ من استعمال فرمایا ہے۔

محمد

تفسیر نفی ۲۱۸ | دَجِیَّتٍ مِّنَ الذِّیْ فِیْہِ لَا یُؤْمِنُ بِالْعِزِّ بِرُؤُوسِہُمْ اور من جو ذو
علم کے واسطے مستعمل ہوتا ہے یہاں بتوں پر لایا گیا یہ کفار کے گمان کے مطابق
اب ذرا تفاسیر اہل سنت و جماعت بھی ملاحظہ ہوں کہ انہوں نے اس آیت کا مطلب
کیا سمجھا ہے۔

(وَكَاذِبُونَ) اِنِّی الْاَضْمَامُ مَعْنٰی بَت

تفسیر نفی ۲۱۹ | وَ مَعْنٰی الْاَضْمَامُ فِیْ مَنْ اَضَمَّ الْكَافِرَانِ یَكُوْنُ فِی الْفَضْلِ
کَلِمَتَا بَلْعٍ مَّوْلاَئِمَ عَبْدٍ تَوَکَّلَا وَ شَاوَا اور قرآن الہی من اضم میں استعمال
انکار ہی ہے یہ وہ تمام گمراہی میں ہیں ان کی گمراہی بتوں کی عبادت کی وجہ سے بہت واضح ہے۔
انہیں گمراہی کے انکار کی جھنجھٹ نہیں۔

ثابت ہوا کہ مفسرین اخلاف کے نزدیک بھی اس آیت کریمہ میں من دون اللہ سے بت
مراد ہیں۔ نہ جیسا کہ تم نے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر اس آیت کو چسپان کیا ہے کیونکہ مہارے
مطلب کی بنا پر آیت کے معانی ہی تبدیل ہو جاتے ہیں اور وہ بت ہی اس آیت کا مصداق بن
سکتے ہیں اور ملاحظہ ہو۔

(وَهُمْ عَنِ دَعَائِہِہُمْ غٰفِلُوْنَ) لَا تَلْمِزْہُمْ جَادَاتُ
تفسیر جامع البیان ۲۱۵ | اَصْتَدَّ لَا یَقْبَعُ وَلَا یُفْضِلُ اس واسطے کہ وہ جادات

ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں۔

- (۳) تفسیر جلالین ۲۱۲ { اَمِنْ لَّا يَسْتَجِيبُ لَدُنْهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ } وَهُمْ اَصْحَابُ
(۴) تفسیر میضائی ۱۶۰ { وَهُمْ مِنْ دُعَائِيسٍ غِفْلُونَ } لَّا تَهْتَفُ بِعَدَاتِ
(۵) تفسیر خازن ۳۰ { وَهُمْ اَصْلٌ مِّنْ يَّدْعُو مِنْ دُونِ اللّٰهِ } يَسْجُو الْاَهْسَامِ
(۶) تفسیر کبیر ۲۶۶ { اَبَيْنَ فَيَا مَسْبُوقٍ اَنَّ الْقَوْلَ لِصَبَاذٍ بِالْاَصْنَافِ وَقَوْلٌ
بَاطِلٌ }

مروئی صاحب دوسری جگہ بھی قرآنی مضمون کی آیت ہے منیہ شرفاً
وہابیؒ فرماتے ہیں۔

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَنْفَعُهُمْ مِنْ قَيْظٍ يُمْرِغُونَ فِيهِ اِنَّ يَدْعُوهُمْ
لَا يَسْمَعُوْا دُعَاؤَكُمْ وَكُلٌّ سَمِيعُوْا اِنَّمَا اسْتَجَابُوا لِكَلِمَةٍ اُورِدَ لَكُمُ الْاِسْمُ كَلِمَةً
پکارتے ہووے کبر کے چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں اگر تم ان کو بلاؤ تو وہ تمہاری دعا کو سنتے ہی نہیں
اور اگر وہ سن بھی لیں تو قبول نہیں کرتے اس آیت سے معلوم ہوا کہ جن نبیوں و پیروں کو تم پکارتے ہو وہ
کسی چیز کے مالک نہیں اور نہ وہ تمہاری بات سنتے ہیں اگر سنتے بھی ہیں تو قبول نہیں کرتے پھر نہیں
ایسے لوگوں کو پکارنے کا فائدہ کیا تو سو اسے شرک کے اور کچھ نہ ہوگا۔

محمد عمرؒ ذرا بنظر انصاف کلام باری تعالیٰ کو ملاحظہ فرمائیے رب العزۃ فرماتے ہیں
کہ جس کو تم پکارتے ہو وہ تو ایک گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں اب غریب
امر ہے کہ واقعی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام صبی فقیر کے مالک نہیں یا رب العزۃ نے ان کے
ماتحت بھی کچھ کیا ہے۔ اللہ رب العزۃ نے تو اس آیت کو میرے حلقہ کار و خطاب کر کے بتوں کی تبدیل

روائی ہے کہ وہ بت ایسے من دون اللہ ہیں کہ ان کی ملکیت میں تو کچھ کا چھلکا بھی نہیں۔

قرآن مجید اگر تم اس کے مصداق انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو بناؤ گے تو لاگو بھی تو انہی پر مشتمل ہوئے حالانکہ اللہ رب العزت نے ملک الموت کو تمام ذمی روح کی جانہیں اس کے قبضہ میں دی ہیں اور اسرافیل علیہ السلام کے قبضہ میں ہر شے ذی روح ہو یا غیر رکھی ہے جب وہ قرآن پھولیں گے تو ہر شے کو کھٹا منشوراً کر دیئے پھر ارشاد الہی فَاَمَّا الْمَلَائِكَةُ الذِّمِّيَّةُ اُولٰٓئِکَ مَلَائِکَةُ اِیْسَیٰ ہن جن کے قبضہ میں امرات کی تدبیر رکھی ہے وہ دنیا کا نظام خداوند کی عطا کردہ تدبیر سے پلا رہے ہیں کئی ایسے ہیں جن کے متعلق ارشاد الہی ہے فَاَمَّا مَلٰٓئِکَتُہٗ اُولٰٓئِکَ ہُوَ بِکَلامِہٖم کو تقسیم کیے پلا رہے ہیں اب فرمائیے تمہارے نزدیک وہ بھی من دون اللہ ہیں حالانکہ ان پر مَآئِکَ لَکُوْنَ مِنْ قَطِیْعٍ مَّوَدَّقٍ نہیں آتا ایسے ہی رب العزت نے تمام مومنین جس کے اول مصداق انبیاء علیہم السلام ہیں۔ پھر اولیاء اللہ بعد میں حقیقی امتی ہیں ان کے حق میں ارشاد فرمایا ہے کہ

وَسَقُوْا لَکُمْ مِّنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْہٗۤ اُوۡرَاقُ الشَّجَرِ
جانشینہ ۲۵

انے تمہارے تابع کئے ہیں جو چیز آسمانوں میں سے اور جو چیز زمین میں ہے سب کی سب۔

اللہ رب العزت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر شے زمین آسمان کی تابع فرمادی تو معاذ اللہ آپ کو بڑا معبود سمجھنا چاہیے تمہارا یہ کیا برا استنباط ہے باوجودیکہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع اللہ تعالیٰ نے ہر شے بنا دی لیکن پھر بھی آپ معبود اور الہ نہیں بن سکتے تو ثابت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مَآئِکَ لَکُوْنَ فَاَمَّا کَیۡدُہٗم کی تدبیر کی ہے دنیا میں وہی ایسے ہیں جو ایک چھلکے کے بھی مالک نہیں اور اگر تم اپنی ہٹ دھرمی پر ہی قائم رہو تو بڑے بڑے بادشاہ برطانیہ اور امریکہ اور روس جو اتنی ملکیت ادا دے رکھتے ہیں پھر تمہیں تو اس سے استدلال کے مطابق اپنا معبود سمجھنا چاہیے اور پھر کہہ دینا کہ فرمایا خداوندی کے ماتحت وہابیوں کے خدا یہی ہیں کیونکہ اللہ ہونے کی علامت ان میں ملکیت موجود کیونکہ جبرٹے معبود قطیر کے بھی مالک نہیں بلکہ تمہیں تو فرعون غرود خدا وغیرہم کو بھی معبود اور الہ

ماننا پڑ گیا۔ قرب العزۃ نے پھر ان کو تباہ کر دیا اور تارون جو اب بھی زمین میں دھسا ہوا ہے اور اس کا خزانہ بھی اس کے ساتھ ہی ہے تو نہیں اپنے مجتہد اصول کی بنا پر اللہ ماننا چاہیے جس کی ملکیت رب العزۃ نے بھی بیان فرمائی ہے۔

وَأَنفِثْنَا مِنْ أَسْفَلِ دِمَائِكَ مَنَافِعًا لِّتَكُونَ مِنَ الْعَصْبَةِ أَوْ لِيَأْخُذَ الْعَصْبَةُ بِأَبْنِ الْفُؤَادِ
قصص ۲۰ اور دیا تھا اس کو ہم نے خزانوں سے اس قدر کہ اس کی کنیاں البتہ جاری ہوتی تھیں ایک جماعت قرۃ الی کو۔

ماہ نگار اپنی ملکیت رکھتا ہے پھر بھی اس کے گھر کی وجہ سے اس کی ملکیت کو کالعدم سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اسے غرق کر دیا۔ اور یہ خیال میں اسی واسطے تم نے کبھی ان کو بُرا سمجھا بھی نہیں اور نہ کہا ثابت ہوتا ہے کہ تم ان کو اپنا اللہ سمجھتے ہو اسی واسطے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کی زمین کرتے ہو اور انہیں مَائِنِکُمْ مِّنْ قِطْعِنِکُمْ کا مصداق بنا کرتوں کے ساتھ شامل کرتے ہو کچھ زُفد اکا غوث کرو اور کلام الہی کو بگاڑو مست۔

دوستو یہاں مَن دُونَ اللہ سے مراد بت ہیں جسکی صفت رب العزۃ نے مَائِنِکُمْ مِّنْ قِطْعِنِکُمْ فرمائی ہے اور انہی کی تدبیر اللہ کی اور ہیت کو باطل ثابت کرنا مقصود الہی ہے جس کو تم میرا پھیری کر رہے ہو منافعو۔

وہابی "جہاں ہم تو اہل متبر کی بات کرتے ہیں۔ غمنا وہ بنی ہوں یا ولی وقطیر کے مالک نہیں۔"

محمد عمر "اچھا تم زُفد انبیاءِ عظیم اسلام اور اولیاءِ کرام کو سب تو تسلیم کر چکے ہو کہ یہ قطیر کے مالک ہیں پھر اہل تہود کے منکر ہو گئے ہو کی جہاں باتیں گھڑتے ہو یہاں کہیں حیات و ممات کی تخصیص آتی ہے رب العزۃ نے تو اَوْدِیْنِ کا صلہ عام دکھا ہے اس میں ممات کا تخصیص کون ہے۔ اور انبیاءِ عظیم اسلام اور اولیاءِ کرام کو روکنے والا مروجہ ہے وہ زُفد ہیں جیسا کہ آگے افشاں اللہ مذکور ہے آئیے اگر اہل فہم کو ہی زیر بحث لانا ہے تو ان کی ملکیت بھی

ثابت کر دی باقی ہے یہ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ أَخْرَجَهُمْ مِنَ ظُلُمَاتٍ إِلَى نُورٍ وَكَرَّمَهُمْ بِذُنُوبِهِمْ إِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ
 مرزبانِ انبیاء علیہم السلام ہوں یا ادیبِ ارشدان کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے ہمیشہ نہریں جاری رہیں گی۔ تو اللہ رب العزت نے جنتوں کو ہمیشہ کے لئے جنت کا مالک بنا دیا جس کی وسعت ملاحظہ ہو۔
 وَسَارِعُوا إِلَى مَعَظَمَةِ قِيَمَتِهِ لَعَلَّكُمْ تَجْزِيهِ عَزْمُهَا الشُّعْرَاءُ وَالْأَعْمَى
ال عمران ۴۴ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ اُدْبُدِي كَوْمُشَشْ کی طرف ہر تہارے رب کی طرف سے ہے اور جنت کی طرف جس کی فراخی تمام آسمان الدنیا میں ہر جنتوں کے واسطے تیار کی گئی ہے۔

اہل اللہ کی ملکیت اخروی بھی اتنی ہی رب العزت نے بنا دی جتنی کہ دنیا میں تابع فرمائی جاتی ہو اور نہ سبقت سے واضح ہو چکی تہ ثابت ہوا کہ یہاں اہل اللہ مراد نہیں ہیں جو تم نے سمجھا ہے وہ غلط ہے بلکہ بت مراد ہیں جن کی دنیا میں ملکیت نہ جتنی میں بلکہ جہنم کا اپنا حصہ ہو گئے۔
 اب حقیقی تفسیر ملاحظہ ہو۔

(۱) تفسیر نفی ۲۵۸ { وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ } یعنی الْأَصْنَامَ الَّتِي تَسْبُدُونَ نَعْمًا
 { مِنْ دُونِ اللَّهِ } یعنی بت جن کی دو کفار عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا۔
 (۱) إِنَّ تَدْعُونَهُمْ (۱) الْأَصْنَامَ یعنی بتوں کو

اب ترجمہ مفسرین احکامات جی تہا سے بر خلاف پہلے اب تو ایمان لے آئے کیا تمام مفسرین آیات کے معنی غلط سمجھے ہیں اور تم آج ساٹھ تیس سو سال کے بعد قرآن کریم کو صحیح سمجھ بیٹھے ہو نظر و تدبر اب باقی اہل سنت و جماعت کی تفاسیر کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں

(۲) تفسیر موضح القرآن ۴۵۶ { (۱) إِنَّ تَدْعُونَهُمْ } یعنی دے ماما بتوں سے

(۳) تفسیر جلالین ۲۴۴۔ { وَالَّذِينَ تَدْعُونَ } تَدْعُونَ (مِنْ دُونِهِ) اے علیؑ

وَهُوَ الْأَصْنَامُ

(۳) تفسیر بیضاوی ۳۱۰ { لَا يَسْمَعُوا دَعَاءَكُمْ } لَا تَهْمُرْ جَنَادُ

{ لَا يَسْمَعُوا دَعَاءَكُمْ }

(۵) تفسیر جامع البیان ۳۴۰ { تَهْمُرْ جَنَادُ }

{ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ } یعنی الاصنام را این

(۶) تفسیر خازن ۲۴۶ { يَدْعُونَ } یعنی الاصنام -

{ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ } یعنی الاصنام

(۷) تفسیر معالم التنزیل ۲۴۶ { اِنْ تَدْعُوهُمْ } یعنی اِنْ تَدْعُوْهُمُ الْاَصْنَامَ -

{ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ } اِنْ تَدْعُوْهُمُ الْاَصْنَامَ

(۸) تفسیر ابن کثیر ۲۵۵ { وَالْاَلِهَئَةُ الذِّكْرُ } اِنْ تَدْعُوْهُمُ الْاَصْنَامَ

الْمَلَايِكَةُ الْمُقَرَّبِينَ

{ اِنْ تَدْعُوهُمْ } لَا تَهْمُرْ جَنَادُ لَا اَدْرَاخَ بَيْنَنَا

{ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ }

(۹) تفسیر کشاف ۲۴۲ { اِنْ تَدْعُوْهُمُ الْاَصْنَامَ }

اِنْ تَدْعُوْهُمُ الْاَصْنَامَ اِنْ تَدْعُوْهُمُ الْاَصْنَامَ اِنْ تَدْعُوْهُمُ الْاَصْنَامَ

(۱۰) تفسیر ابن جریر ۲۴۲ { اِنْ تَدْعُوْهُمُ الْاَصْنَامَ }

اِنْ تَدْعُوْهُمُ الْاَصْنَامَ اِنْ تَدْعُوْهُمُ الْاَصْنَامَ اِنْ تَدْعُوْهُمُ الْاَصْنَامَ

اِنْ تَدْعُوْهُمُ الْاَصْنَامَ اِنْ تَدْعُوْهُمُ الْاَصْنَامَ اِنْ تَدْعُوْهُمُ الْاَصْنَامَ

بَيْنَنَا عَشْرَةَ كَامِلَةٍ

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ
أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ

”وہابی“

ادب و لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ پیدا نہیں کر سکتے مالاکد وہ پیدا کئے گئے ہیں مرنے
ہیں۔ زندہ نہیں ہیں اور نہیں بچتے وہ کہ کب اٹھائے جاویں گے۔

کیا اس آیت میں مردوں کے پکارنے سے اللہ نے منع نہیں فرمایا اس قابل ہی نہیں کہ ان کو پکارا
جاوے کیونکہ وہ خود مخلوق ہیں اور مردہ ہیں تو مردہ کو پکارنا کب جائز ہو اگر خدا سے ڈرو مردوں کو پکار
کر شرک نہ کرو۔

محمد عمر ” فیرنے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ مفسرین اہل سنت و جماعت کے ترجمہ کو تو رقم نے
کیا ہی دیکھنا ہے کم از کم اپنے کسی مولوی کا ترجمہ ہی ملاحظہ فرمایا کریں دیکھئے مولوی
اشرف علی صاحب لکھتے ہیں۔

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ اور جن کی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں۔
لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود ہی مخلوق ہیں۔
أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ اور ان کو خبر نہیں کہ مرنے کب
اٹھائے جائیں گے

إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ مہربو دنتہارا معبود اکیلا ہے۔ ثابت ہوا کہ جو لوگ اللہ کے سوا کسی
اور کی عبادت کرتے ہیں اور کسی اور کو اپنا معبود سمجھتے ہیں اس آیت کے ماتحت وہی مراد ہیں۔
آئیے ذرا ملاحظہ ہو کہ متقدمین مفسرین کا اس آیت کریمہ کے متعلق کیا خیال ہے۔

(۱) تفسیر نسفی ۲/۱۸۱ ابن کفار پکارتے ہیں۔
(وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ) وَالْأَلِهَةُ الَّذِينَ يَدْعُوهُمْ أَلِهَةٌ أَوْ مَعْبُودٌ

(۲) تفسیر خازن ۲/۱۸۱
(وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ) یعنی الْأَصْنَامُ أَلِهَةٌ
أَلِهَةٌ مِّنْ دُونِ اللَّهِ اور وہ لوگ جن کو پکارتے

ہو سوائے اللہ یعنی تیرے کو جن کو تم مجبور پکارتے ہو اللہ کے سوائے

(۳) تفسیر معالم التنزیل ۱۲/۱ (وَالَّذِينَ سَدَّ عَمَلَهُمْ دُفَاتِ اللَّهِ) یعنی الْأَصْنَامُ =
(لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ أَمْوَاتٌ) ای الْأَصْنَامُ
(غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ) یعنی الْأَصْنَامُ (آيَاتٍ مَّتَى يَبْعَثُونَ) وَالْقُرْآنُ
يُذَكِّرُ أَنَّ الْأَصْنَامَ مَرْتَبَعَتْ وَتَجَعَّدَ فِيهَا الْحَيَوَةُ

اور ان رگ جو پکارتے ہیں سوائے اللہ کے (یعنی تیرے کو جن کو تم مجبور پکارتے ہو) کچھ مالا لکھ کر خود گھڑے
ہوئے ہیں مرد ہیں، یعنی بت زندہ نہیں اور نہیں سمجھتے وہ، یعنی بت (رگ) (اٹھائے بائیکے وہ)
اور قرآن ولالت کرتا ہے کہ بت اٹھائے بائیکے اور ان کو زندہ کی دی جاوے گی۔

(۴) تفسیر ابن کثیر ۲/۱۶ (وَأَنذَرْتُ لَآتِيَنِي الْعِبَادَةُ الْآلِهَةِ دُونَ مَا سَمُواكُمُ الْأَوْثَانِ
الَّتِي لَا تَخْلُقُ شَيْئًا بَدَّ هُمْ يَخْلُقُونَ) اور بے شک وہ اللہ تعالیٰ
سوائے اپنی ذات کے کسی مجربوت کی عبادت نہیں جانتا جو کچھ پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود گھڑے
کئے ہیں۔

(۵) تفسیر ابن جریر ۱۲/۱۶ (وَأَنذَرْتُ لَآتِيَنِي الْعِبَادَةُ الْآلِهَةِ دُونَ مَا سَمُواكُمُ الْأَوْثَانِ
الَّتِي لَا تَخْلُقُ شَيْئًا بَدَّ هُمْ يَخْلُقُونَ) اور بے شک وہ اللہ تعالیٰ
سوائے اپنی ذات کے کسی مجربوت کی عبادت نہیں جانتا جو کچھ پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود گھڑے
کئے ہیں۔

حضرت تاملہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے فرمانِ آمواتِ غیرِ اَحْيَاءِ
وَمَا يَشْعُرُونَ آيَاتٍ يَبْعَثُونَ کا مطلب کیا ہے اور وہ اموات یہی بت ہیں جن کی سوائے اللہ
کے عبادت کی جاتی ہے مرد ہیں ان میں روح نہیں ہے

(۶) تفسیر کبیر ۲/۱۶ (وَأَنذَرْتُ لَآتِيَنِي الْعِبَادَةُ الْآلِهَةِ دُونَ مَا سَمُواكُمُ الْأَوْثَانِ
الَّتِي لَا تَخْلُقُ شَيْئًا بَدَّ هُمْ يَخْلُقُونَ) اور بے شک وہ اللہ تعالیٰ
سوائے اپنی ذات کے کسی مجربوت کی عبادت نہیں جانتا جو کچھ پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود گھڑے
کئے ہیں۔

مطابق سمجھ جیسا کہ خداوند نے ارشاد فرمایا ہے اور جیسا کہ متقدمین مفسرین اہل سنت و جماعت نے بیان کیا۔

اور اگر مفسرین کے خلاف دلائل مذکور میں انبیاء کرام کو بھی شامل کر دئے تو پھر قہاری تمام دہائیہ کی شریعت بھی عیسائیوں میں بڑی آسانی سے ہر جا لگی۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد قرآن کریم میں موجود ہے۔ اَنِّ اَخْلَقْتُ نَفْسَكَ مِنَ الطَّيِّبِ الْكَافِيَةِ الطَّيِّبِ نَفْسًا نَفْسًا فَيَكُونُ طَيِّبًا بِذَلِكَ اَللّٰهُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اُن کے ان سے اڑنے والا ہر جگہ کا تو عیسیٰ علیہ السلام میں دونوں صفات موجود صفت خلق بھی اور صفت حیات بھی اور تم نے جو اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ یہ دونوں صفات الوہیت کی دلیل ہیں اور کسی میں نہیں لہذا ان کو پکارتا شرک ہے تو عیسیٰ علیہ السلام تبار سے معیار الوہیت پر پورے اترے اس واسطے تم ان کو پکارا الوہیت پکارا کرو کیونکہ وہ تبار استدلال کے رو سے معبود ثابت ہو گئے چونکہ تم دہائی بھی عیسائی عقیدہ رکھتے ہو اسی واسطے علماء اسلام کفیتیین اور اولیاء اللہ امت محمدیہ کو ذہنات کا مصداق بناتے ہو تمہارے مذہب کی اصلاح ہے کیوں نہ استعمال کرو مسلمانوں کو اس پر کوئی افسوس نہیں کیونکہ اسلام میں یہ اصطلاح ہے نہیں اور تمہیں علماء و اولیاء اسلام سے کوئی سروکار نہیں سبحان اللہ قرآن دانی ہو قرآنی ہر چودھویں صدی ہے مفسر قرآن بھی واقعی ایسے ہی ہونے چاہیں جو لوگوں کو قرآن سے شرک کا بلیق دیں ہاں ایسے مفسر قرآن تو دہائیوں کو ہی مبارک ہوں اسلام میں ایسے مفسروں کی ضرورت نہیں مسلمان شرک سے خدا کے فضل سے مبرا ہے جیسا کہ احناف متقدمین نے تائید قرآن کریم کو سمجھ کر عمل کیا ہے اور منزل مقصود تک پہنچے ہیں جو اور کسی کو نصیب نہیں۔ محض حسد کر کے اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کا کیا بگاڑو گے اور قرآن کریم کو سمجھو اور خدا کی مشائخ کے مطابق بیان کر دو کہ اس آیت کریمہ میں نبیوں کی تذلیل مراد ہے بلکہ نہ طاقت خلق ہے اور نہ ذلہ میں اور وہ من دون اللہ بھی ہیں اور ان کو معبود سمجھنا یہ بھی من دون اللہ اور ان

کی عبادت کرنا بھی من دون اللہ ہے اور من دون اللہ کی یہ طاقتیں نہیں ہو سکتیں یہ طاقتیں
 اگر عینی علیہ السلام میں موجود ہیں تو وہ من دون اللہ نہیں ہیں اور ان کی قوت اختیار و بھی من دون اللہ
 نہیں ہے بلکہ باذن اللہ ہے اور پھر رب العزۃ کے کلام میں تاقض لازم آئیگا کہ ایک مقام
 پر انبیاء اللہ کو قوت حیات و قوت تخلیق عطا فرمائی اور دوسرے مقام پر اس کے خلاف فرمایا
 کہ یہ علامات الربیت کے ساتھ مختص ہیں حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ اصل خداوندی میں تو من
 دون اللہ کو یہ طاقت نہیں اور نبی اللہ کو اس نے طاقت عطا فرمائی وہ من دون اللہ نہیں ہو
 سکتے اور من دون اللہ کا مصداق بن سکتے ہیں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔ ترکیب دو وصفات بیک
 وقت بتوں میں پائے جاسکتے ہیں کہ وہ مخلوق بھی ہیں اور آمواتِ عیدِ احیاء بھی ہیں اور ہا
 قبور بھی یہاں مراد نہیں ہو سکتے جیسا کہ تم سمجھ رہے ہو کیونکہ تمہارے نزدیک وہ مرکز مٹی ہو چکے
 ہیں۔ اس واسطے **هَمْزُ مَخْلُوقُونَ** کا وہ مصداق نہیں بن سکتے کیونکہ ان کا وجود تو تمہارے
 نزدیک ہے ہی نہیں فنا ہو چکے کسی وقت وہ مخلوق تھے بالفعل نہیں تو ان کو بالافعل
هَمْزُ مَخْلُوقُونَ کہنا تمہارے عقیدہ کے مطابق ناجائز ہوا اور نہ وہ اموات کا مصداق
 بن سکتے ہیں کہ مردہ اس جسم کو کہا جاتا ہے کہ جس کی ذات کو پہلے حیات مستند مسمیٰ اور اب تمہارے
 نزدیک وہ مجسم قبر نما دینما سوائے مٹی کے لاشیٰ محض ہے ایت کا غلط مطلب بیان کرنے سے
 تمہاری جان ٹکنے میں آگئی یا ذرا ایت کا مطلب صحیح بیان کرو جو صفات بتوں میں ہیں اور یہاں
 بت ہی مراد ہیں اور یا عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا معبود سمجھو اور اہل قبور کو اپنی قبور میں مجسمہ غصہ ہی
 تسلیم کرو۔

ترجمہ بت ہوا کہ اس ایت رب العزۃ نے بت پرستوں کو ترسار کر کے ذلیل کیا ہے اور
 اپنی توحید کا سبق سکھایا ہے اور اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ بت نہ کچھ پیدا کر سکتے
 کیونکہ من دون اللہ ہیں اور مردہ بھی ہیں اور جیسا کہ بیک وقت تمہارے منکر کردہ معبود بتوں
 میں یہ دو حقیقتیں بیک وقت مفقود ہیں رب العزۃ کی ذات میں بیک وقت دو صفات

موجود تھیں اور میں بھی اور ہمیشہ ہے گی جن کو کبھی زوال نہیں تو اسے کنار اہمیت و پرستار ان بت ایسے کمزوروں کو معبود بنانے والا باز آجاؤ اور اس طاقت و لایزال خالق کی مرث پرستش کرو اور اسے فرقہ وادہ تہیں خداوند ہدایت دے اور تم بھی تخریف قرآنی کر کے اسلامی بزرگوں کی آئینہ مست کرو اور ایسے لوگ جاہل تھے اور میں جو ایسا کریں۔

تم بت پرستوں کو مرث کے وقت پر فقیہ اور انبیاء بھولیں گے اس وقت خدا یاد آویگا اور اس وقت پھٹاؤ گے کہ ہمارے ہم نے خدا کو چھوڑ کر پیڑوں کی کیوں پر جا کی دیکھو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لوگوں کے اس وقت کا حال نقل فرمایا ہے۔

خُذُوا حِجَابًا ۖ ذُرُّوا سُكْرًا یَتَقَوُّوا یَوْمَ یَمُوتُ لَکُمُ الْاِیْمَانُ ۚ کُنْتُمْ تُعْمَوْنَ مِنْ دُونِ النَّبِیِّ ۚ لَکُمُ اَعْتَادُ شَیْطَانٌ وَّاعْلَی الْاَنْفِیْسِ ۚ مِمَّا قَلْبُکُمْ کَانُوا کَافِرِیْنَ

ترجمہ گنگ۔ یہاں تک کہ جب آویگے ان کے پاس ہمارے فرشتے جان نکال لیں تمہان کی کہیں گے وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے تھے وہ جواب دیں گے کہ ہم سے وہ غائب ہیں اور اپنی جانوں پر وہ گواہی دیں گے کہ بے شک وہ کافر ہی تھے۔

بعینہ وقت مرث یہ تمہارا حال ہو گا باز آجاؤ اور ان پیڑوں کی پر جا چھوڑ دو۔

مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے شَذَّ عَوْنٌ مِنْ دُونِ اِنْدَ جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے معلوم ہو کہ مولوی اشرف علی صاحب بھی بت مراد لیتے ہیں اور تم وہابی لوگ جو ہم پر بہتان لگاتے ہو کہ ہمیں دیوں کی پرستش کرتے ہو۔ شاہ ولی اللہ صاحب رقمطراز ہیں گوئید کہا است اپنہ شامے پرتیدہ بجز خدا۔

سن لو اور یاد رکھو اسے فرقہ وادہ کہ ہم تمام احکامات چھوٹے سے بڑے تک اور گنہگار سے اولیاء تک مرث سے مرث تک بچنے سے بوڑھے تک خدا کے سوا غیروں کی پر جا کرنے والوں کو کافر سمجھتے ہیں ہم سنی اللہ کو درجہ اہمیت نہیں دیتے ایسا کرنے والا مشرک ہے ولی اللہ کو کبھی درجہ ولایت سے بڑھا کر درجہ اہمیت پر فائز نہیں سمجھتے ایسا کرنے والوں کو مشرک

سمجھتے ہیں ایسے ہی جو لوگ انبیاء اللہ کی مطاعی طاقت اور عطائی علم وغیرہ کا انکار کرے اور ان کے صفات کی عیوب بات سے بدل کر بیان کرے تو ہم ان کو بھی اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ اور ایسے شخص کو والدِ مکرمہ کے درجہ پر دائمی طائز سمجھتے ہیں۔ خداوندِ کریم وعدہ لا شریک ہے وہی معبود ہے اس کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں اور نہ ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت کرتے ہیں۔ اس کے تمام انبیاء علیہم السلام مع اپنی صفات کا مدعطاء یہ کہ برحق ہیں اور بت من دون اللہ ہیں نبی اللہ اور ولی اللہ کو بت کا مصداق بنانے والا خود بت اس کا استلزام اس کے پچھلے اگلے بت جن کے ساتھ وہ جہنم کے گڑھے میں ضرور ڈالا جاوے گا۔ اب اپنے مذکورہ بالا کے متعلق مفسرین کی کتب کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۱) تفسیر موضع القرآن ۱۴۲ { اٰیْمَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ } کہاں ہیں وہ بت کے دعا مانگتے تھے اور بندگی کرتے تھے تم ان کی سوائے اللہ کے ثابت ہو کر شاہِ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کے معنی عبادت کئے ہیں اور من دون اللہ بت ہیں جو کسی کی بات سن نہیں سکتے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ سنتے ہیں اور وہ اس صفت سے مبرا ہیں جو تم نے سمجھا ہے

(۲) تفسیر جامع البیان ۱۳۲ { اٰیْمَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ } تَعْبُدُوْنَہَا { اِنَّ اللّٰہَ یَدْعُوْہُ } اللہ دُؤن اللہ کہاں ہیں وہ جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے۔

(۳) تفسیر بیضاوی ۱۵۴ { اٰیْمَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ } اِنَّ الْاِلٰہَہُ { اِنَّ اللّٰہَ یَدْعُوْہُ } اللہ دُؤن اللہ کہاں ہیں وہ معبود جن کی تم عبادت کرتے تھے۔

(۴) تفسیر نسفی ۲ { اٰیْمَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ } وَالْمَعْنٰی اِنَّ الْاِلٰہَہُ { اِنَّ اللّٰہَ یَدْعُوْہُ } اللہ دُؤن اللہ معنی ہیں کہ کہاں ہیں تہاے

وہ ممبروں کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے۔

(۵) (شاہ ولی اللہ صاحب) کو یقین تھا کہ است اسچہ شامے پر قید بجز خدا۔

ان تمام آیات سے اور اہل سنت و جماعت کی تفسیروں سے یہ ثابت ہوا کہ تم جو معنی لیتے ہو کہ یہاں بسیار ادا دیا اور اللہ مراد ہیں یہ غلط ہے بلکہ جو لگ اللہ کے سوا اپنے ممبر و مہکران کی عبادت اور پرستش کرتے رہے ہیں ان کے لئے یہ سختی اور جہنم کی ملائکہ کی طرف سے ہوگی۔

جب ہم من دُونَ اللہ نہیں بلکہ باذن اللہ بسیار اللہ اور دیا اللہ کو اپنا ممدو معادن سمجھتے ہیں۔ اور دنیا میں ہماری وہ ادا دیا کرتے ہیں تو انشاء اللہ العزیز بوقت مرگ بھی وہ اپنے متبعین کی ادا دیا دینگے کیونکہ ہم تو ان کے لئے درجہ الوہیت کا اعتقاد نہیں رکھتے بلکہ بنی اللہ کو درجہ نبوت سے نہیں بڑھاتے اور ولی اللہ کو درجہ ولایت سے زیادہ نہیں سمجھتے تو وہ بموجب استطاعت خود عطائی ہماری ادا دیا انشاء اللہ فرمائیگی اور بت پرست پر نہ کوئی طاقت رکھتے ہی نہیں اور شان کو خداوند کریم نے کوئی طاقت دی ہوئی ہے نہ دنیا میں نہ بعد میں تو وہ ان عابدین کی کیسے ادا دیا کو پہنچ سکتے ہیں۔

پھر دوسری عرض یہ ہے کہ حساب گیر اور این الیقین کے سائل بھی تو ملائکہ ہیں یہ سوال بھی تو خدا کا نہیں اگر یہ باذن اللہ سائل ہیں تو انبیاء اللہ اپنے متبعین کے لئے باذن اللہ مٹیں ضرور ہمارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے متبعین کے لئے رحمتہ العالمین ہیں دنیا میں بھی قبر میں بھی حشر میں بھی اگر کوئی اور عالم ان کے علاوہ مرتب بھی ہمارے لئے آپ ہر حالت میں ہر وقت ہر مکان ہر زمان رحمتہ العالمین ہیں اور آپ کی عام رحمت ہمارے لئے اب بھی نہایت دہندہ ہے ادا دیا یہی انشاء اللہ ہر آن فی کل مکان ہر حالت ہماری بنی ہوگی۔ تو آپ کی رحمت ہمارے مومنین کے لئے باذن اللہ ہے ہم متبعین و غلامان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملائکہ کی کیا جرات ہے کہ ملائکہ یہ سوال کر سکیں اور کہیں ممکن ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ ہم آپ کو اپنا ممبر و نہیں سمجھتے لیکن باذن الہی آپ کو رحمتہ العالمین بنی ضرور سمجھتے ہیں اگر اسی کا نام ممبرویت کا تصور رہے تو خداوند کو کہیے کہ تو نے

بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنین کے لئے روت و رحیم کیوں بنا دیا جو ہر وقت اپنے مومنین کو فائدہ دے رہے ہیں اور مومنین فائدہ حاصل کر رہے ہیں اور ہمارے روکنے سے روکتے نہیں۔ بھائی ہم تو یہ خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ بوقت موت ہماری زبان پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جملہ جاری ہو جس میں توحید و رسالت دونوں کا اقرار ہے تو اس حالت میں اَیْمَا کُنْتُ تَمُتُنَّ عَنْکَ مِنْ دُفْنِ اللّٰهِ کہنے والے فرشتوں کی کیا طاقت کہ وہ آسکیں اس وقت انشاء اللہ باذن الہی جنتی ملائکہ تشریف فرما ہو گئے۔ جو کلام سَلَّاتِ عَزَّ وَجَلَّ کی شان سے مرجعاً اہلاد و سہلاً کہتا ہوا آرام سے ہماری روح کو نکالے گا اس کو علم ہے کہ یہ غلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اگر اس غلام سے کچھ سختی کا برتاؤ کیا ایسا نہ ہو کہ مجھے جنت میں جھڑکیاں دیں کہ تو نے میرے غلام سے جو اپنی زبان سے میرا احترام کر رہا ہے تو نے ایسا سوال کیوں کیا یہ سوال تو جناب و باری حضرات کے لئے یا تمہارے عیسائی بھائیوں کے لئے یا آریہ اور سکھوں کے لئے مختص ہے جو شانِ نبوت سے بے نصیب ہیں اور آپ کے ماننے والوں کو بت پرست بناتے ہیں اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ مثل بت مالا یُتَمَعُّ وَلَا یُبْهِدُ وَلَا یُفْنِی عُنْکَ مَشْرِیْقًا کے درجہ پر تصور رکھتے ہیں اور اپنے آپ کو بھی زمرہ مومنین میں کہلاتے ہیں۔

جناب یہ ایت کریمت پرستوں کی آئندہ مشہور ساری کو ظاہر کر رہی ہے یا جہاں اللہ کے سوا کسی کو معبود سمجھے اس کو وقتِ موت یاد دلا رہی ہے کہ موت سے پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسل اور اس کے اولیاءوں کا دامنِ تمام روتا کہ ایسے سختی کرنے والے ملائکہ بوقتِ موت تمہارے پاس نہ آئیں ورنہ اسے بت پرستوں کے غیر خدا کو خدا سمجھنے والا جو بت تک تم ہر ایک کو اپنے مرتبہ پر پورا نہ سمجھ گئے تو تمہارا انجام بُرا ہو گا اور اگر اسے و باری صاحبِ تم ہمیں رسالت و ولایت کے اقرار سے مشرک کہو تو تمہیں خدا ہدایت دے تاکہ تم قرآن کو صحیح سمجھ سکو اور خداوند تمہیں بھی توفیق عنایت فرما دے کہ تم بھی کسی نبی اللہ یا ولی اللہ کا دامنِ تمام رجو تمہیں معبود حقیقی تک پہنچا دے تاکہ تمہاری آنکھ بھی ان کو دیکھ کر بنیا ہو جاوے اور من دون اللہ کو من حیث الذات سمجھ جاوے۔

اگر تم نے اس آیت کے معنی صحیح نہ کئے تو تمہیں ایک اور مشکل کا سامنا پڑیگا اور وہ یہ کہ
 بروگ ملائکہ کو معاذ اللہ بنات اللہ کہتے ہیں وہ سچے ہیں کیونکہ ملائکہ ہی وقت مرگ سائل ہونگے
 اور وہ لوگ تمام عمر ان کو پکارتے رہے ہونگے تو ان کو کوئی تکلیف ہی نہ ہوئی چاہیے کیونکہ جب
 ان کو فرشتے سوال کریں گے اَیْمَا کُنْتُمْ تُشْرِكُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ
 کے سراپا کرتے تھے تو وہ بجائے صَلُّوْا عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ کے بآسانی کہہ دیں گے کہ ہم تمہیں ہی تمام عمر پکارتے
 رہے ہیں اب تم ہی حاضر ہوجن کو پکارتے رہے ہیں۔ تو ایسے مشرک لوگ بقول تمہارا سان
 کے عذاب و پکشد سے بچ جانے چاہیں حالانکہ وہ بھی نہ بچ سکیں گے۔ کیونکہ سوال محض پکار
 کا نہیں بلکہ توحید کا سوال ہے کہ بروگ خدا کے سوا اور کس کو معبود سمجھ کر پکارتے رہے ہیں ان
 سے پکشد ہوگی کیونکہ وہ دوزخی فرشتے باذن الہی خدا کی طرف سے وارد ہوں گے۔ اسی واسطے ان
 کا پہلا سوال محض وہ اپنے اللہ کی دلیل کو پیش کرنا ہوگا چونکہ تم نے خدا کی عبادت نہیں کی
 بلکہ غیر کی پرہا کرتے رہے ہو اس واسطے خدا نے ہمیں بھیجا ہے کہ وہ مرشد جو محض توحید کا اعلان کرتے
 پھرتے ہیں اور عبادت الہی سے محروم ہیں اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کی کچھ وقت نہیں سمجھتے
 اور نہ ان کے نفع نقصان کے قائل ہیں تو کیا ایسے لوگ مِنَ التَّحٰذُلِ اِلَیْہِ ہُوَ اِکْرَامُ کے رو سے
 اس سوال کی سرزنش میں نہ ہونگے؛ حالانکہ پھر صَلُّوْا عَلَیْکَ کا جواب بھی صحیح نہ ہوگا لیکن سوال ضرور
 ہوگا اور گرفت بھی ضرور ہوگی کیونکہ اس نے خدا کی عبادت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا تھا ہم
 مومنین حضرات ان کو اپنا معبود نہیں سمجھتے اور نہ انشاء اللہ ہمیں یہ وال ہوگا بلکہ تم جو اپنی حوصلی یعنی خواہش
 کو الہ سمجھ چکے ہو اور اپنی حواہ سے ہی ہر مومن پر فتویٰ کفر و شرک بڑھتے ہر قسم سے یہی سوال ہوگا۔ اور تم اپنی
 بات لوگوں کو مناتے ہو ابھی تو یہ کہہ کر اور اپنے نفسانی فتوؤں کو ترک کر دو ورنہ ہر وقت تمہیں اس سوال
 سے کوئی رہائی نہ ہوگی۔ فَا فَعَلُوا لَاحِیۃ۔

”وہابی“ اِنَّ الَّذِیْنَ سَخَّوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادًا اَمْثَلُكُمْ مَا دَعَوْهُمْ
فَلَمْ یَسْتَجِیْبُوْا اِلَّا کَکْفَمٍ مِّنْ دُوْنِ قَبْرِہِمْ ۚ

جسے شک جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ تہاری مثل بندے ہیں تم ان کو بلاؤ تو وہ تمہیں جواب دیتے ہیں؛ اگر تم سچے ہو۔

اس آیت نے سیر پرستوں، شرکوں کی جڑ کاٹ کر رکھ دی کہ جن کو تم پکارتے ہو تو وہ تہاری مثل بندے ہیں اگر تم ان کو بلاؤ تو وہ تہارے سوال کا جواب نہیں دیتے تو پھر ان کو پکارتے کیوں ہو اعدان سے مرادیں کیوں مانگتے ہو لہذا ثابت ہوا کہ اہل قبلہ کو پکارنے والے سب مشرک ہیں اور شرک سے باز آ جاؤ اور نبیوں ولیوں کو پکارنا چھوڑ دو کیونکہ وہ بھی تو تہاری مثل بندے ہی تو ہیں۔

”محمد عمر“ بھائی قرآن کریم کے سیاق و سباق کو دیکھنا مابعد و ما قبل کے تعلق کا خیال کرنا یہ ہر مومن پر فرض ہے اور جیسا کہ اسے تودہ مغز قرآن ہے اور قطع و برید کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔

سُنئے یہ آیت کریمہ جو تم نے پڑھی ہے یہ رب العزۃ نے محض ہندوؤں کے رویوں اور نئے مہرین تہوں کی تبدیل کے واسطے نازل فرمائی ہے۔ تم کا ٹکسی ملاں بھی چونکہ انہیں کے ایجنٹ براس واسطے تم نے بجائے اس کے کہ اپنے رہنما کا ٹکسی بندو پر چسپاں کرتے اسلئے مسلمان کے انبیاء اور اولیاء اللہ پر چسپاں کر دی سُبْحَانَ اللہ تہارے جیسے مسلمان مردوں کی موجودگی میں کفار سے مخالفت کرنی اور ان کو قرآنی چور کہنا سنت گنہ سمجھتا ہوں۔ آئیے فقیر تم کو اس کا مطلب صحیح عرض کرتا ہے جو متعین اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کے مطابق ہے اور جس کو آج تک مسلمان مومنین غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے آئے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ کفار کئی اقسام سے منقسم تھے بعض اپنے اتاروں کی مورتی بنا کر ان کی پرستش کرتے تھے بعض ملائکہ کو نبات اللہ سمجھ کر اپنے دھن سے منگھڑت تصور پر گڑھ کر

سرنگوں ہوتے بعض صالحین کے جبری مجبے بنا کر ان کو اپنا معبود سمجھتے اور انہیں کرام جب ان کو خداوند و مددگار شریک کی طرح معرفت تے تو وہ ان کی بات تک نہ سنتے تو رب العزہ نے اس اتیر کرید سے ان کی حقیقت کو ان کے عقیدہ کے مطابق ظاہر فرماتے ہوئے ان کو شرمسار کیا اور فرمایا :

اِنَّ الْاَشْيَءَ عِنْدَ مَوْتٍ مِّمَّ وَفَدَّ اللّٰهُ عِبَادًا اٰمَنًا لَّكَفَرْنَا دَعَا مَن
اعراف ۱۴ | لَنَنْجِيَنَّكَ اِنْ كُنْتَ مُصْدِقًا لِّمَن اٰمَنَّا اَتَجِدَ يٰمُؤْمِنُونَ
بِنَا اَمْ لَكُمْ اٰبِدٌ يَّبْطِلُنَّ بِنَا اَمْ لَكُمْ اَعْيُنٌ يَّبْصُرُونَ بِنَا اَمْ
لَكُمْ اَذَانٌ يَّمْعُودُ بِنَا اَمْ لَكُمْ اَشْصَاتٌ كُفُّوا كَيْدُوكُمْ فَلَا
تَنَظُرُونَ

واقعی تم خدا کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں تم ان کو کچھ
چہر ان کو چاہیے کہ تمہارا کہنا کر دین اگر تم اپنے ہر کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہیں یا ان
کے ہاتھ ہیں جن سے کسی چیز کو حجام سکیں یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہوں یا ان کے
کان ہیں جن سے وہ سنتے ہوں آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے کہ تم اپنے سب شرکار کو بلا چہر میری
ضرورت سانی کی تربیر کرو چہر مجھ کو خدا اہلت مست دو۔ دوسری کثرت علی

معلوم ہو کہ یہ شان محض تہل کی ہی ہے کیونکہ ان کے پاؤں گھڑے ہوتے ہیں لیکن چلنے کی
طاقت نہیں رکھتے ہاتھ ہوتے ہیں لیکن ان کو پکڑنے کی طاقت نہیں ہوتی آنکھیں نظر آتی
ہیں لیکن وہ دیکھ نہیں سکتے کان سن کے دکھائی دیتے ہیں لیکن وہ سننے کی طاقت نہیں رکھتے یعنی
آنکھوں میں قوت بینائی نہیں کافوں میں قوت سامعہ نہیں ہاتھوں میں قوت بطش نہیں
اور پاؤں میں قوت منفرکہ نہیں تو وہ معبودیت کی صلاحیت خاک رکھیں گے تو تم خدا کو معبود
سمجھتی ہے کیوں چھوڑتے ہو اور چہر سب العزہ نے ان کی انہی کمزوریوں کے باعث کفار کو
چیلنج بھی دیا کہ اگر یہ تمہارے ان اوصاف کے مجھے میرا کچھ بگاڑ سکتے ہیں تو ان کو کہہ کہ وہ بلا

مہلت مجھے نقصان پہنچائیں جب میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور میں بگاڑ سکتا ہوں تو وہ کفار ایسے معبود حقیقی کو کیوں چھوڑتے ہیں یہ تو ہے اصل مطلب جو تمہارے مولوی اشرف علی صاحب نے بھی تم پر واضح کر دیا اگر اب بھی تم انبیاء و اولیاء اللہ پر حسدیں کرو تو تمہارا علاج پھر خدا ہی کے اب و دیگر تفاسیر اہل سنت کی طرف نظر اٹھائیں کہ کیا انہوں نے بھی یہی مطلب سمجھا ہے یا تمہارا تو ایسا مطلب نہیں ہے۔

﴿التفسير موضع القرآن﴾ اے اللہ کے پیغمبروں سے دعا ہے کہ اللہ کی رحمت سے ہم سب کو محفوظ رکھے۔

(۲) تفسیر جامع البیان ۱۵۰ { اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ اِلَیْهِمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ } اسی اکھٹا نام جن کی تم عبادت کرتے ہو سو اے اللہ کے
یعنی بتوں کی۔

(۳) تفسیر بیضاوی ۱/۲۹ { اِنَّ الَّذِیْنَ سَخَّوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِیَّیْ تَعْبُدُوْنَ } وَ كَسَبُوْا نَفْسًا لِّلْهٰٓءِ -

(م) تفسیر نفی ۱۶ { اِنَّ الَّذِیْنَ سَخَّوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِیَّی تَعْبُدُوْنَ وَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ }
{ اَللّٰهُ (عِبَادُ امَّا تُكْمُرُ) اِیَّی عَمَلُوْا فَاَنْتُمْ مِّنْکُمْ کَوْنٌ اَمَّا تُکْمُرُ
{ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ) لَیْسَ بِهِنَّ السَّاطِرِیْنَ اِلَیْکَ لِاَنْهُمْ صَوْرُوْا (اَمَّا فَاَمَّا یُجَوْرُ }
مَنْ کَلَبَ حَدِّتَهُ اِنَّ الشَّیْءَ یَنْظُرُ اِلَیْهِ ۔

بے شک جن لوگوں کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا یعنی ان کی عبادت کرتے ہو اور ان کا مہذب رکھتے ہو وہ تمہاری مثل بندے ہیں۔ یعنی گھڑے گئے ہیں تمہاری طرح مملوک ہیں دیکھتے ہیں وہ تمہاری طرف، آپ کی طرف دیکھنے والوں کی شاہ ہیں کیونکہ وہ اپنے بچوں کی ایسی تصویر بناتے تھے۔ جیسا کہ کوئی شخص کسی شے کی طرف آنکھ پٹ کر دیکھ رہا ہے۔

(۵) تفسیر معالم التنزیل $\frac{۲}{۲۶۸}$ { إِنَّ الَّذِينَ شَدَعُوا مِن دُونِ اللَّهِ

یعنی الاضنام

(۶۱) تفسیر ابن جریر ۱/۱۵۰
 (۱) اِنَّ الَّذِیْنَ سَدَّوْهُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادًا اَمْثَلُكُمْ
 اَلَّذِیْنَ سَدَّوْهُ عَنْ عِبَادَةِ رَبِّهِمْ مَا لَا یُضَرُّهُمْ وَلَا یَنْفَعُهُمْ مِنَ الْاَضْغَامِ
 اِنَّ الَّذِیْنَ سَدَّوْهُ اَيْضًا الْمَشْرِکُوْنَ اِلَهَةً مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَتَعْبُدُوْهُمْ
 مِثْلَ مَا مَنَعَكُمْ كَعِبَادَةِ اللّٰهِ عِبَادًا اَمْثَلُكُمْ یَقُوْلُ هُمْ اَمْثَلُکُمْ لِوَسْبِکُمْ
 مِمَّا اَمْثَلُکُمْ فَاَلِیْسَ -

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تہوں کی عبادت سے ان مشرکوں کو تو بیخ کرنے والا ان کی عبادت پر
 ہرگز نقصان ہوتا ہے ان کو اور نہ نفع ہوتا ہے ان تہوں سے بے شک اسے مشرکوں کو تم اللہ
 کے سوا مہبود پکارتے ہو اور جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے ساتھ شرک کر کے اور کفر کر کے وہ
 تمہاری مثل بندے ہیں اللہ فرماتے ہیں کہ وہ بھی تمہارے رب کی عبادت میں جیسا کہ تم عبادت
 ہر اپنے رب کی۔

(۶۲) تفسیر خازن ۱/۱۵۰
 (۱) اِنَّ الْاَضْغَامَ الَّتِیْ یَعْبُدُهَا هُمُ لَا اِلٰهَ سِوٰہِہَا
 وَفِیْہِ سَوَآءٌ وَهُوَ اَنَّهُ وَصَفُهَا بِاَنَّهَا مَبْدُوءٌ مَّعَ اَنَّهَا جَادٌ وَالْجَوَابُ
 اَنَّ الْمَشْرِکِیْنَ مِمَّا اِذْعَوْا اَنَّ الْاَضْغَامَ تَضَرُّوْنَ وَتَنْفَعُ وَجَبَّ اَنْ یُّعْتَقِدَ فَا
 صَوْنًا مَّا یَدَّ فَا فِیْہِ تَضَرُّوْنَ مَذِیْبُ الْاَلْفَاظِ عَلٰی وَفِیْ مَعْتَقِدِہِہَا
 تَبْلِکُنَا لَمْ یَدَّ بَیِّنًا اِمَّا وَدَّ فِیْ مَعْرِضِ الْاِسْتِغْثَاوِ بِالْمَشْرِکِیْنَ
 اَنْ یُّدْعُوْا اِسْتِغْثَاوُکُمْ فَا فِیْہِ الْاَضْغَامَ الَّتِیْ یَعْبُدُوْنَہَا۔

یعنی بے شک وہ بت جن کی یہ شرک لوگ عبادت کرتے ہیں وہ اللہ کی ملک ہیں جیسا کہ
 بیان کی ملک ہیں۔

اور اس میں سوال ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ نے ان کو لفظ عباد سے تعبیر کیا حالانکہ وہ عباد ہیں اور جواب یہ ہے کہ مشرکین نے جب دعویٰ کیا کہ بت نقصان اور نفع دیتے ہیں واجب ہے کہ وہ اس امر کا بھی اعتقاد رکھیں کہ وہ مائل بھی ہیں اور سمجھنا بھی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ الفاظ ان کے عقیدے کے مطابق استعمال فرمائے ان پر افسوس کرتے ہوئے اور جھڑکتے ہوئے اور کئی باتیں محض مشرکین کو استعزاء کے طور پر عباد اُفتان لکھنا ارشاد فرمایا۔

ان تمام اہل سنت و جماعت کی تفسیر سے ثابت ہوا کہ اس آیت کریمہ میں رب العزیز نے کفار کے بتوں کی مذمت کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ میں نے تم کو سفیہ والا دیکھنے والا چلنے والا پکڑنے والا بنایا ہے اور جن کی تم پر جا کرتے ہو تو ان کاموں سے بھی محروم ہیں۔ تم ایسے بے وقوف ہو کہ ایسے ناطق بتوں کی پرستش کر رہے ہو اور احسن الخالقین کو چھوڑتے ہو خداوند کریم کفار کو ان کے بتوں کی تسبیح کر کے ان کی کزدی پر ان کو محمول کرے اور تم انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی تحقیقات کر کے ان کو محمول کرتے ہو واقعی یہ کام پہلے کفار کا بھی تھا جیسا کہ رب العزیز نے فرمایا مَا يَأْتِيهِمْ

مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ کوئی ایسا رسول نہیں آیا جن کو کفار نے محمول نہ کیا ہوا رہیں ان کے مالک کی خبر نہیں کہ جب وہ ان کا بدرے گا تو تمہارا کیا حال ہو کفار کو تو اللہ نے چیلنج دیا کہ تمہارے معبود اگر کچھ ہمارا بگاڑ سکتے ہیں تو بگاڑ لیں اور تم مسلمانوں کو چیلنج دیتے ہو کہ تمہارے انبیاء اور اولیاء اگر کچھ بگاڑ سکتے ہیں تو بگاڑ لیں یا دیکھو ان کے مالک کمزور تھے اور معین زبردست تھا وہ کچھ بگاڑ سکے لیکن ان کا مالک زبردست ہے جو تمہارا بھی مالک دیکھنا وہ تمہیں اپنے انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کے محمل کا کیا عجیب بدلہ دینگے جیسا کہ ارشاد الہی ہے فَلَمَّا سَأَلْنَا هَبْجَنَ بَيْتٍ فَنَارًا مِّنْهُمُ مُّسْتَقِيمُونَ کفار کی بت رسن سکتے تھے کیونکہ ان کی قوت لاشعری محض تھی اور یہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام اپنے متبعین کی سنتے ہیں جن کی شان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قدسی سے ثابت ہے۔

بخاری شریف ۶۶۳ اَلَمْ نَكُنْ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ

بِسْمِ ذِي الْعَرْشِ الْمَجِيدِ فَرْجُوهُ السُّبْحِ بِمَا أَوْفَىٰ رَبُّكَ بِالْعِزَّةِ الْمُنَوَّرَةِ الَّتِي فِيهَا أُنزِلَ إِلَيْكَ الْكِتَابُ بِالْحَقِّ وَالْبَيِّنَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رب العزۃ فرماتے ہیں کہ میں اپنے دلی کے گمان ہوتا ہوں جن سے وہ منسا ہے اور میں اس کی آنکھ ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور میں اس کے ہاتھ ہوتا ہوں جن کے ساتھ وہ کڑتا ہے اور میں دلی کے پاؤں ہوتا ہوں جن کے ساتھ وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھے کوئی سوال کرے تو میں اس کو ضرور عطا کرتا ہوں اور کہتا ہوں۔

بخاری شریف ۱۱۱۱ } اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ أَنَا عَبْدٌ لِعَلَى عَسَدِي يَوْمِي۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اپنے نبی کے گمان کے پاس ہوتا ہوں۔

کیوں جناب اب فرمائیے۔ اب تو رب العزۃ نے پہلی طرف و نشر غیر مرتب سے اپنے دلی کی ایسی شان بیان فرمائی کہ تجوں کے مقابلہ میں دہلی کا کٹا تر تو کر رکھ دیا بلکہ دوسری مدیہ شریف میں رب العزۃ نے بیان فرما دیا کہ میرا دلی نبی تجوں کی طرح نہیں مگر غیر بندے کے برخیاں میں آجاتے ہیں ایسے ہی کر دیتا ہوں۔

دہلی دلی اللہ اور نبی اللہ کی آنکھ وغیرہ کو بت بھیجے مٹانے میٹھا ہے فَاغْنِ عَنْكَ الْبَنَاتُ
 لَكَ فَتَمْنَنُ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بر مردوں کو پکارتے ہیں ان کی مثال ایسے ہے
 وہابی ”میرا کہ ایک شمس پانی کی طرف ہاتھ پھیر دے تو پانی خود بخود اس کے
 منہ تک نہیں پہنچتا اور یہ وتیرہ کفار کا ہے چنانچہ ارشاد الہی ہے۔

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطٍ
 كَفْتِهِ إِلَى الْمَاءِ فَلَا يَمَسُّهُمُ لَٰكِن يَذَّكَّرُ عَنْهُمْ فَرَسًا ۚ لَّكَ الْفَيْدُ ۚ
 فَاَصْلَحْ۔

اور جو لوگ من دون اللہ کو پکارتے ہیں وہ ان کو کچھ جواب نہیں دے سکتے مگر پانی کی

طرح دونوں ہاتھ پھیلائے والے کی طرح تاکہ اس کے منہ تک پہنچے حالانکہ وہ پانی اس کے منہ تک نہیں پہنچنے والا اور نہیں ہے کافروں کی دعا اگر گمراہی میں اب تم مردوں کو کچالتے ہو یہی حال تہا رہا ہے۔

محمد عمر

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ممدون اللہ کی ایک صفت بیان فرمائی ہے

کہ ممدون اللہ کہہ کر میں فرمایا لَا تَسْتَجِیْبُوْنَ لِحُكْمِیْهِمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ

اپنے پکارنے والوں کو کچھ جواب نہیں دے سکتے کیا انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کرام کی شان بھی یہی ہے کہ وہ بھی اپنے بلائے والے کو کچھ جواب نہیں دیتے؟ اگر یہ واقعی سچ ہے جو تم نے سمجھا ہے تو تمہیں بنی پاک صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام چھوڑ دینا چاہیے قبرستان میں جا کر تو تم بھی اسلام علیکم کہہ دیتے ہو پھر تم بھی مشرک ٹھہرے کیونکہ اس آیت میں دور نزدیک کا تو سوال ہی نہیں اَسْأَلُكُمْ عَلَیْکَ اَیُّهَا الْبَنَیُّ النَّحِیَاتِ میں کہتے ہو تم بھی مشرک ہو گے کیونکہ اس میں تمہارے نزدیک ممدونہ دُونَ اللہ ہے آئیے فقیر مومنین کو اہل قبور مومنین کا جواب دینا حدیث پاک سے ثابت کر دیتا ہے۔

کثر العمال ۱۶۶

مِنْ دَاخِلِ الْقُبُورِ یَا عَمَّسَ قَدْ اَعْطَا نِیْمًا رِّقِّیْ فِی الْجَنَّةِ مَرَّتَیْنِ۔ پس تشریف لائے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جو شخص آپ کے ساتھ تھا ایک قبر کے پاس تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے فلاں اور جو شخص اپنے رب کے مقام سے دئے اس کے واسطے دو جنت ہیں پس جو ان نے آپ کو جواب دیا قبر کے اندر سے اے عمر تین قبر سے رب نے مجھے دو بار جنت عطا کئے ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ اس آیت کریمہ سے مراد اہل قبور نہیں ہیں کیونکہ جو ان سے بات کرنے کی قلمت رکھتا ہو اس سے بات کرتے ہیں اور اہل قبور کو پکارنا بھی ثابت ہو گیا اور سنئے

وَكَاَنَّ فِي رَمَائِنَا شَخْصًا يَكُونُ الْغِذَاءُ رَيْدًا مَعَهُ
 طَبَقَاتِ سَكِي ۱۱۳ { يَسْتَحْيِيهِ فِي الدِّيَارِ الْمِصْرِيَّةِ فَدَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِجَانِبَيْهِ وَالْغِذَاءُ لِي جَائِلٌ لِسَ
 بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا يَتَكَلَّمُ
 فِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَانُوا السَّيَاطُ وَأَمْرِيهِمْ فَضُوبُ
 لِأَجْلِ الْغِذَاءِ إِلَى دَقَاهُ هَذَا الرَّجُلُ مِنَ النُّومِ وَاشْرُ السَّيَاطُ عَلَى ظَهْرِهِمْ وَ لَمْ
 يَزَلْ وَكَانَ يَبْكِي وَيَحْكِيهِ لِلنَّاسِ -

اور ہمارے زمانے میں ایک شخص امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو بوجھتا تھا اور ان کی برائی
 کرتا اور شہروں میں ان کی عیب جوئی کرتا تو اس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا
 اور آپ کے دولہا بنیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ تھے اور آپ کے سامنے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے اور امام غزالی رحمۃ اللہ
 علیہ ہر بار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں درخواست پیش کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 یہ شخص میرے متعلق باتیں بناتا رہتا ہے اور تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہڑے مارنے والے
 کو بلاؤ (جب وہ حاضر ہوا تو) اپنے حکم جاری فرمایا کہ اس کو کوڑے مارے جائیں تو وہ شخص عیب
 نکالنے والا کوڑے مارا گیا امام غزالی کے سبب اور یہ آدمی غنیمت سے کھڑا ہوا اور کوڑے مارنے
 والے نے جو کوڑے مارے اس کے نشانات اس کی پشت پر موجود تھے اور وہ شخص ہمیشہ روتا
 رہتا اور لوگوں کو یہ واقعہ بیان کرتا رہتا۔

اور باقی رہا جو تم نے کہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام جب اہل قہر جوتے ہیں۔
 تو ان کی طرف ہاتھ پھیلا کر ایسا ہے۔ کہ تَبَايَضَ كَفِّيْهِ اِلَى الْمَنَامِ وَمَا هُوَ بِمَا لِيْجِدُ سِوَا پانی والا
 اپنے دوڑا ہتھ پانی کی طرف پھیلائے اور وہ پانی اس کو غمزد بخود پہنچنے والا نہیں تو تمہارا یہ سنباط
 بھی صحیح نہیں۔ انبیاء علیہم السلام سے تو ایک ہی مثال پیش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ذَٰلَکَ اَدَّسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر مقام جانوں کے واسطے رحمت اب تم بتاؤ کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خود میں تشریف فرما ہیں آپ کی رحمت عالمین کو محیط ہے یا نہیں؟ بغیر آپ کی رحمت کے تو بفرمان الہی عالمین کا قیام ہی نہیں۔ ثابت ہوا کہ اس آیت کریمہ کو تم نے جو اخبار علیہ السلام اور ادبیہ کرام پر چسپاں کیا ہے یہ تنہا اس چسپان کرنا غلط ہے۔ اب ذرا ولی اللہ جو قبر میں بھی ہے اس کی ایک مثال بھی پیش کرتا ہوں۔

طبقات سبکی ۲۱۵ | ۶۶۴ھ سمرقند میں قتل چھا گیا لوگوں نے بہت دعائیں کی اور نماز
استغاثہ بھی پڑھی لیکن بارش نہ ہوئی سمرقند کا قاضی بہت صالح تھا
اس نے کہا کہ میں نے خواب دیکھی ہے مجھے کہا گیا ہے کہ تو بھی اور تیرے ساتھ لوگ محمد بن ایل
بنجاری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی طرف نکلیں اور اس کے پاس جا کر دعا مانگیں اَللّٰهُمَّ اِنْقِضِیْ ذَنَاکُمْ
مَعَهُ وَاسْتَسْقِیْ الْقَاضِیْ بِالنَّاسِ وَبِئْسَ النَّاسُ عِندَ الْقَبْرِ وَلَسْتَ تَعُوْذُ اِنْصَاحِیْہِ
فَاَرْسَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی السَّمَاءَ بِمَا فِیْہِ عَظِیْمٌ عَزِیْزٌ فَقَالَ هَٰذَا النَّاسُ مِنْ اَجْلِہِ یَحْشُرُکَ
مَتَّبِعْہُ اَیَّامًا اَوْ یَحْشُرْہَا لَا یَسْتَطِیْعُ اَحَدٌ اَلْوَعُوْلُ اِلٰی سَمَرْقَنْدٍ مِنْ کَثْرَةِ
الْمَطَرِ وَعَزَّوْا ذَٰلَکَ۔

تو نکلا قاضی اللہ لوگ بھی اس کے ساتھ قاضی نے دعا استغاثہ بھی پڑھی لوگوں کے ساتھ اور
لوگ قبر کے پاس روئے اور امام بنجاری رحمۃ اللہ علیہ کی سفارش خداوند کے دربار میں پیش کی
تو رب العزت نے آسمان سے خوب زور کی بارش برسائی تو لوگ کثرت بارش کی وجہ سے
خوش ہوئے میں سات دن باہر نہ نکل سکے اور سمرقند شہر میں بارش کی وجہ سے نہ جاسکے اسے وہابی
دوستوں نے کچھ سوچ کر ایت کر چسپان کیا کہ جو انیس جنوں کے حق میں نازل ہیں ان کو اخبار
علیہ السلام اور ادبیہ اللہ پر چسپان مست کر دینے والے کتاب تنہا ہی تصنیف شدہ نہیں کہ جو
تنہا اول چاہے مطلب بناو تنہا اسے اس عقیدہ باطلہ کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی تردید فرمائی ہے۔

وَلَيْسَ ثَبِيرُؤُنَ بِاَلَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِنْ خَلْقِهِمْ اَنْ لَا
اَلْعَمْرَانِ ۝۱۲ اَخُوْتُ عَلِيٍّ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِنْ خَلْقِهِمْ اَنْ لَا

اور وہ شہداء مبارکین طلب کرتے ہیں ان لوگوں سے جو ان کے ساتھ ابھی ملے نہیں ان
کے پیچھے نہیں اس بات کی کہ ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غم کھا سکیں گے۔

سناؤ اب توفیقہ خداوندی ہر گیارہویں پارٹی شہداء اور ارباب اللہ و انبیاء علیہم السلام
کی ایسی نہیں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے بلکہ دنیا سے ان کا تعلق رہتا ہے اور وہ طلب بشارت کرتے
ہیں۔

کچھ خدا کا خوف کرو جب حیات انبیاء علیہم السلام و شہداء و صالحین و خیران اللہ علیہم اجمعین
بکلام الہی ثابت ہے اور ان سے فائدہ و استفادہ بھی ثابت ہے تو تم اگر نہ سمجھو تو تم سے خدا
سمجھے آئیے اہل سنت و جماعت کی تفسیر سے تمہاری تسلی کر دیں تاکہ اگر تم عقیدہ اہل سنت
و جماعت کے مطابق رکھتے ہو تو جہلا ان کی تفسیر ہی سن کر شاید تمہارا ایمان دوست ہر جائے
اور خداوند تمہارے عقیدہ کو درست کر دیں یُضِلُّ بِہِمْ کَثِيْرًا اَوْ يَهْدِيْ بِہِمْ کَثِيْرًا

۝۱۳ التفسیر خازن ۝۱۳ اَلَّذِيْنَ سَبَدُ عَوْنٍ مِنْ دُوْنِہِ یعنی وَ الَّذِيْنَ يَلْمُزُوْنَہُمْ
اَلْبَيْتَةِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَ هِيَ الْاَصْنََامُ الَّتِيْ يَلْبَسُوْنَہَا
وَ الَّذِيْنَ سَبَدُ عَوْنٍ مِنْ دُوْنِہِ کے معنی جن کو تم خدا کے سوا معبود پکارتے ہو اور وہ
بت ہیں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَالْعُشَشَانِ اِذَا بَسَطَ كَفْئِہِ فِي الْمَاءِ لَا يَنْتَفِعُ ذَا لِكَ مَا لَمْ
يُغْرِثْ بِعَيْنَا مِنَ الْمَاءِ وَلَا يَنْبَغُ الْمَاءُ فَاَوْ دَمَادَا بِسَطِ كَفْئِہِ وَ هَذَا
مَثَلًا صَرَّ بَلَّ اللّٰہُ تَعَالٰی بِالْكَفَّارِ وَ دَعَا بِہُمْ الْاَصْنََامَ مَرْجَبِيْنَ لَا يَنْتَفِعُ مِنْ
اَلْبَيْتَةِ كَمَا خَلَقَتْ هَذِهِ اَقْوَالُہِ (وَمَا دَعَا الْكَافِرِيْنَ) یعنی اَصْنََامُہُمْ
اور فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مثال پایہ کی جب اپنے دوزخ

پانی کی طرف پھیلے یہ سیاح اس کو فتح نہیں دے سکتے جب تک کہ وہ وہاں تھوں سے پانی کے چور نہ بھرے اور نہیں پہنچتا پانی کو اس کا مذہب تک بھی وہ اپنے وہ ذمہ تھ پھیلے لکھے اور یہ مثال اللہ تعالیٰ نے کفار کے لئے بیان فرمائی ہے اور ان کا بتوں کو پکارنا اور عبادت کرنا جب کسی وقت ان کو فتح نہیں دیتا۔ بزرگ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے قول سے آیت کو ختم فرمایا اور نہیں ہے کافروں کو پکارنا، یعنی ان کے بتوں کو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ثابت ہو گیا کہ یہ آیت بتوں اور کفار کے بارے میں ہے نہ کہ انبیاء علیہم السلام اور اللہ کے حق میں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔

(۲) تفسیر معالم التنزیل ۱۱۰ {وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ، يُعْبُدُونَ
الْأَصْنَامَ مِن دُونِ اللَّهِ۔}

اللہ کے سوا بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔

(۳) تفسیر نفی ۱۱۸ {وَالَّذِينَ يَدْعُونَ، وَالْأَلْبَتَّ الَّذِينَ يَدْعُوهُمْ
الْكَفَّارَ، دَعَاءُ مَا مَلَكَتْ أُولَئِكَ فِي ضَلَالٍ، إِنَّ دَعْوَةَ
الْأَصْنَامِ لَنُفْثَةٌ مُّضِلَّةٌ۔}

اللہ کے سوا بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور وہ معبود جن کو کفار پکارتے ہیں۔

(۴) تفسیر ابن کثیر ۱۱۹ {وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ (۱) مَثَلُ الَّذِينَ
يُعْبُدُونَ الْبَتَّةَ عَنِ اللَّهِ}

مثال ان لوگوں کی جو عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا معبود کی۔

(۵) تفسیر بیضاوی ۲۸۴ {وَالَّذِينَ يَدْعُونَ، وَالْمُشْرِكُونَ الَّذِينَ
يَدْعُونَ الْأَصْنَامَ}

اللہ کے سوا بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور بتاتے ہیں۔

(۶) تفسیر جلالین ۱۵۳ {وَالَّذِينَ يَدْعُونَ، يُعْبُدُونَ (مِن دُونِهِ)}

أَسْمَاءُ حَبِيبَةٍ وَهَمَّ الْأَصْنَامُ

اور وہ لوگ جو عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا اور وہ بت ہیں۔

(۷) تفسیر جامع البیان ۲۱۱ { وَالَّذِينَ سَبُّوا مُعَذِّبًا، الْأَصْنَامَ مِنْ دُونِهِمْ، مِنْ دُونِ اللَّهِ تَعَالَى أَرَادُوا مِنَ الَّذِينَ الْأَصْنَامُ أَيْ الْأَصْنَامَ الَّذِينَ سَبُّوا مُعَذِّبًا مِنْ دُونِ اللَّهِ، وَلَا يَسْتَجِيبُونَ، أَيْ الْأَصْنَامُ لَمْ يَلْبِثُوا دَلِيلًا }
اور جن بتوں کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں الذین سے مراد بت ہیں یعنی وہ بت جن کو کفار اللہ کے سوا پکارتے تھے وہ نہیں جواب دے سکتے یعنی بت ان کو ان کی عبادت کا (وَالَّذِينَ سَبُّوا مُعَذِّبًا، وَلَا يَلْبِثُ الَّذِينَ سَبُّوا مُعَذِّبًا لَمْ يَلْبِثُوا دَلِيلًا)

(۸) تفسیر کشاف ۶۸۲ { سَبُّوا مُعَذِّبًا }
(وَالَّذِينَ سَبُّوا مُعَذِّبًا مِنْ دُونِهِمْ، اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں سدا سے خدا کے تعالیٰ کے

(۹) تفسیر موضح القرآن ۲۵۲ { سَبُّوا مُعَذِّبًا }
بتوں کو برا نہیں خدا تعالیٰ کا شریک کہتے ہیں (وَالَّذِينَ سَبُّوا مُعَذِّبًا، وہ بت ان کا پکارتا اور بلانا نہیں ملنے۔ اکثر تفاسیر اہل سنت و جماعت سے ثابت ہو گیا کہ یہ آیت بتوں کے حق میں ہے نہ ولیوں نبیوں کے حق میں جیسا کہ تم نے اذہم سے کہا کہ یہی ہے سمجھا ہے۔
فما حذرنا من الا بصدار۔

”وہابی“ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ جن ولیوں نبیوں کو تم پکارتے ہو وہ اپنے نفسوں کی وہ نہیں کر سکتے۔ جو جائیداد تمہاری امداد کریں
ملاحظہ ہو۔

سَبُّوا مُعَذِّبًا مِنْ دُونِهِمْ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ كَذِبًا وَلَا أَلْفُسُكُمْ يَكْفُلُ
وَإِنْ سَبُّوا مُعَذِّبًا لَمْ يَلْبِثُوا دَلِيلًا أَوْ تَعَالَى اللَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْكَ وَهَمَّ

لَا يُبْعَثُونَ

اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ وہ اپنے فصول کی مدد کر سکتے ہیں اگر تم ان کو ہدایت کی طرف بلاؤ وہ سنتے نہیں آپ ان کو بلائے فرما رہے ہیں۔ کہ وہ آپ کی طرف تکتے ہیں۔ حالانکہ وہ دیکھ نہیں سکتے۔

نسا یہی ہے مہاری قبروں کا محل جن کو تم بچا رہتے ہو خدا کا خوف کرو قرآن کیا کہتا ہے۔
 رب العزۃ نے اس ایۃ کریمہ میں من دون اللہ کی شرح فرمائی عسیا کہ قابل
 بھی تفصیل کر رہی ہیں۔ اب من دون اللہ کی تین شخصیں بیان فرمائیں۔
 (۱) اپنی مافوں کی مدد کر کے وہ عذاب الہی سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکتے لہذا وہ
 مہاری مدد کے قابل نہیں۔

(۴) و اگر ہماری ہدایت سے اتنی دور ہیں کہ اگر تم ہدایت کے لئے پکارو تو وہ تمہاری بات سننے ہی نہیں۔

(۳) وہ دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے کیونکہ بظاہر ان کی آنکھیں نظر آتی ہیں لیکن وہ دیکھ نہیں سکتے کیونکہ دیکھنے والی آنکھیں ان کی نہیں ہیں۔ بلکہ انسانوں کی گھڑی ہوتی ہیں۔

اب اسے دہا بیوتم خدا تعالیٰ فرماؤ کہ ان امور ثلاثہ کو انبیاء کرام اور اولیائے کرام پر چسپاں کرنا ایمان سے بعید ہے۔ کیونکہ یہ ایست مومن پر چسپان نہیں ہو سکتی چرچائی کہ انبیاء کرام و اولیائے عظام پر چسپاں کرو کیونکہ منبر دار میں بتوں کی حالت یہ ہے کہ قَالُوا لَنْ نَدْرَأَ الَّذِي أَعْتَصَمَ بِهِ النَّاسُ وَالْجَنَادَةُ أَحْبَبْتَ إِلَيْنَا فِرْعَوْنَ تَمْ آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی ہیں اور پتھر جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اس ایندھ سے ثابت ہوا کہ اہل اندھ مذکورہ میں مجبورین کفار بہت مراد ہیں جو جہنم کا ایندھ بن رہے ہیں گئے دوزخ کی آگ سے خود نہ بچ سکیں گے دوسروں کو انہوں نے کیا ہی بچانا ہے جن کے لئے رب العزۃ نے بھی فتویٰ دیلے۔ لَا يَسْلُبُ يَعْقُونَ كَفَرًا إِلَّا أَنْفُسَهُمْ يَتَصَدَّقُونَ یہ صفت بت ہے نہ کہ محمدین کی جیسا کہ

تم نے سمجھا ہے کہ نیک مومنین کی شان دوسرے مقام پر کلام الہی میں مذکور ہے سنیے
 اِنِّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ فِتْنًا اَلْحُسْنٰی اُولٰٓئِکَ عَنْهَا مَبْعُوْدُوْنَ
 انبیاء ۱۷ | بے شک وہ لوگ جن کے لئے ہماری طرف سے نیکی کا وعدہ ہو چکا ہے یہی لوگ
 دوزخ سے دور کئے جا دیں گے۔

معلوم ہوا کہ دوزخ مومنین کے نزدیک بھی نہ ہو سکے گا چر جائیگہ وہ تہوں کے مصداق بن کر
 دوزخ میں داخل ہوں اور نہ

اَلَا خِلَافٌ بَیْنَہُمْ لِبَعْضٍ عَدُوًّا اَلَا الْمُتَّقِیْنَ تمام دوست قیامت
 کے دن ایک دوسرے کے دشمن ہونگے سوائے متقین کے۔

معلوم ہوا کہ متقین انبیاء کرام اور اولیاء عظام اپنی جانوں کو بھی دوزخ کی آگ سے
 بچائیں گے اور ان کی دوستی ان کے متبعین کو بھی مفید ثابت ہوگی تو اس آیتہ کریمہ کے یہ لوگ مصداق
 نہ بنے جیسا کہ قرآن کریم سے ثابت کیا گیا معلوم ہوا کہ تم نے اس آیتہ کو غلط سمجھا ہے۔

اسے جن کی شان میں خدا وعز و فرائیں آگاہ اِنِّ اُولٰٓئِکَ اَللّٰهُ لَکَافٍ عَلٰیہُمْ وَلَا
 ہُمْ یَحْضَرُوْنَ تم ان کی بے ادبی ایسی کرو کہ تہوں کی ایست ان پر چسپاں کرو اور و لا ہُمْ
 یَحْضَرُوْنَ کہ پس پشت ڈال کر یہ کہہ کہ نہ اپنی جانوں کو نہ کسی کو کوئی ناکہ پہنچا ہی نہیں سکتے
 خدا سے ڈرو تم نے مرنا ہے کیا قبروں میں اپنے ساتھ ترشہ انبیاء کرام و اولیاء کرام کی بے ادبی
 اور گستاخی ہی لے جاؤ گے ان سے مت بگاڑو ان سے بگڑو گئی تو خدا راضی نہ ہوگا۔ تو تہا را کوئی
 شک کا نہ ہوگا سوچو یہاں تو دھڑا بندی بناؤ گے لیکن وہاں ان کا دھڑا ہی کام آئیگا۔ یہ تہا را
 دھڑا کام نہ آئیگا فرمان الہی لَا یَسْتَعْجِلُوْنَ یہ تہوں کے متعلق ہے نہ انبیاء کرام اور اولیاء کرام
 کے متعلق جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اب معصین اہل سنت و جماعت سے فتویٰ دریافت فرمائیے۔
 (وَ اِنَّ سَعْدًا مِّنْہُمْ اٰی الْاَصْنَآءِ اِلٰی الْکُفْرِ لَا یَسْمَعُوْنَ
 (وَ اِنَّ سَعْدًا مِّنْہُمْ اٰی الْاَصْنَآءِ) اور اگر تم تہوں کو ہدایت

کی طرت بلا تردد نہیں سنتے اور آپ ان کو دیکھتے ہیں یعنی بڑوں کو
(وَإِنَّ شَعْنَهُمْ مِنْهُ) اِی الْأَصْنَامَ
(۲) جامع البیان ۱۵۰ اور اگر تم بڑوں کو پکارو

(وَالَّذِينَ سَعَوْا مِنْ دُونِهِ) هَذِهِ الْأَصْنَامُ وَهِيَ
(۳) تفسیر خازن ۲۶۹ لَيْسَتْ كَذَلِكَ فَلَا تَكُونُ مَعْبُودَةً

اور جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا یہ بت ہیں اور وہ ایسے نہیں تو معبود بنیں گے

(وَالَّذِينَ سَعَوْا مِنْ دُونِهِ) اِی الْأَصْنَامَ
(۴) تفسیر معالم التنزیل ۲۶۹ (يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ) اِی الْأَصْنَامَ

(وَإِنَّ سَعْيَهُمْ إِلَى الْعُدَى لَا يَتَّبِعُوهُمْ) اِی
(۵) تفسیر ابن کثیر ۲۶۹ اَنَّ هَذِهِ الْأَصْنَامَ لَا تَسْمَعُ دُعَاءَ مَنْ دَعَاَهَا
یعنی یہ بت بر شخص ان کو پکارے وہ اس کی پکار کو سنتے نہیں۔

(۶) موضح القرآن ۱۶۳ - شاہ عبدالقادر صاحب اور جن بڑوں کی بندگی کرتے ہو تم سوائے اللہ
کے نہیں طاقت رکھتے وہ یاری کرنے
تمہارے کی اور نہ ذرا توں اپنی کی یاری کرتے ہیں۔

(۷) موضح القرآن کم از کم اپنے مولوی اشرف علی صاحب کا ہی ترجمہ ملاحظہ
کر لو شاید سمجھ آ جائے۔ اور تم جن لوگوں کی خدا کو چھوڑ کر
عبادت کرتے ہو۔

اور دوست پہلی ایت تو تم نے اس کی چھوڑ ہی دی تاکہ پول نہ نکلے نئے

(إِنَّ الَّذِينَ سَعَوْا مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادًا أَمْثَلُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوهُمْ)
(۸) اعراف ۲۳ أَلَيْسَ خَيْرًا لَكُمْ أَنْ كُنْتُمْ وَصِيَّةَ الَّذِينَ آمَنُوا
يَسْتَوُونَ بَعْدَ أَمْرِهِمْ أَيْ يَبْتَغِيُونَ بِمَا أَمَرُوا لَعَنَ أَعْيُنَ يَنْصَرُونَ بِهَا

اَمْ نَهَمُ اِذَا نَا كَسَمِعُوْهُ بِمَا نُنَادِیْ اَدْعُوْا اِلٰهَكُمْ فَاَسْمِعُوْهُم مَّا یَدْعُوْنَ فَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ
 بے شک جن مَن دُونِ اللّٰهِ کی تم عبادت کرتے ہو وہ تمہاری مثل ملوک خدا ہیں پس دعا
 مانگتے ہیں ان سے تاکہ وہ تمہاری دعا قبول کریں اگر تم چہے ہو کیا ان کے پاؤں ہیں؟ جن کے ساتھ وہ
 چلتے ہیں کیا ان کے ہاتھ ہیں؟ جن کے ساتھ وہ پکڑتے ہیں کیا ان کی آنکھیں ہیں؟ جن سے
 وہ دیکھتے ہیں کیا ان کے کان ہیں؟ جن کے ساتھ وہ سنتے ہیں فرمادیجئے یا رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم بلاؤ اپنے مشرکاء کو پھر وہ مجھ سے ملکر کہیں تو وہ میرا انتظار نہ کریں (جو کرنا ہے
 کریں)

یہ ہے جناب جنوں کا حال جن کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کرنے کے لئے ایک ایک بات
 میں ان کو ذلیل کیا ہے۔ اب اس کا ترجمہ پہلے اپنے اکابرین سے سنئے۔

(۱) مروی اثر علی صاحب (اِنَّ الَّذِیْنَ سَدَّ عَوْنَ مِنْ دُؤْبِ اللّٰهِ) اور تم جن
 لوگوں کی خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو۔

(۲) تفسیر موضح القرآن تحقیق جن تہوں کی بندگی کرتے ہو تم سوائے اللہ کے
 (۳) شاہ ولی اللہ صاحب - ہر آئینہ کسانیکہ عبادت میکند ایشان را بجز خدا

مسلم ہوتا ہے کہ اس آیت میں سَدَّ عَوْنَ سے مراد تَعْبُدُ دُونَ ہے جو کوئی اہل سنت و
 جماعت کسی نبی اللہ یا ولی اللہ کی عبادت نہیں کرتا یہ تمہارا بہتان ہے۔
 اب مفسرین اہل سنت کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۴) تفسیر جامع البیان ۱۵۰ { اِنَّ الَّذِیْنَ سَدَّ عَوْنَ } تَعْبُدُ دُونَ
 { مِنْ دُؤْبِ اللّٰهِ } اِی (الْاَصْنَافَ)۔

جن کی تم عبادت کرتے ہو سوائے اللہ کے یعنی تہوں کی۔
 (۵) تفسیر خازن ۲۶۸ { اِنَّ الَّذِیْنَ سَدَّ عَوْنَ مِنْ دُؤْبِ اللّٰهِ عِبَادًا مِّثْلًا لِّکُمْ }
 یعنی اِنَّ الْاَصْنَافَ الْمَثَلِیَّ یَعْبُدُ مَا هُوَ لَا الْمَشْرُکُوْنَ

بے شک جن لوگوں کی تم عبادت کرتے ہو وہ تمہاری مثل بندے ہیں، پس سوال کیا گیا کہ عبادت کی وصف عباد کے ساتھ کیسے اچھی لگتی ہے اور جواب دیا گیا کہ عباد کی خصوصیت ان کے عقائد کے تسلیم کرنے کے بعد اس لئے بیان ہوا کہ ان کے اعتقاد سے بتوں کا عقلا ہونا ان کو مسلم تھا۔

اور اس میں بھی ایک قسم کا استعزاز ہے۔

(۷) تفسیر معالم التنزیل ۲۶۸ | (إِنَّ الَّذِينَ سَدَّ عُنُونَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ) یعنی الاصنام یعنی بت

(۸) تفسیر کشاف ۲۱۰ | (وَأَنَّ الَّذِينَ سَدَّ عُنُونَهُمْ) وَأَنَّ سَدَّ عُنُونَهُمْ هَٰؤُلَاءِ الْأَصْنَامُ (عِبَادُ أَمْثَالِكُمْ) وَقَوْلُهُ عِبَادُ أَمْثَالِكُمْ هَٰؤُلَاءِ

یعنی۔

(۹) تفسیر ابن جریر ۹۵ | (إِنَّ الَّذِينَ سَدَّ عُنُونَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادُ أَمْثَالِكُمْ) يَقُولُ جَبَلٌ شَاءَ أَنْ يَهْوِيَ إِلَى الْأَرْضِ مِنَ الْعُبَادَةِ الْأَوْثَانِ مَرْجِعُهُمْ عَلَى عِبَادَتِهِمْ مَا لَا يُصَرِّهُمُ وَلَا يَنْفَعُهُمْ مِنَ الْأَصْنَامِ

اللہ تعالیٰ ان مشرکین کو بتوں کی عبادت پر تو بیخ فرماتے ہوئے ارشاد کرتے ہیں جو بت ان کو نہ ضرر دے سکتے ہیں اور نہ نفع۔

إِنَّ الَّذِينَ سَدَّ عُنُونَهُمْ أَيْهَا الْمُشْرِكُونَ أَلَيْسَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَتَعْبُدُونَهُمْ شَيْءٌ كَأَمْثَالِكُمْ يَا اللَّهُ عِبَادُ أَمْثَالِكُمْ يَقُولُ هُمْ أَمْثَالُكُمْ لِأَنَّكُمْ كَأَمْثَالِكُمْ لَكُمْ مِثْلٌ لَكُمْ

بے شک اسے مشرک جن معبودوں کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو اور اللہ کے ساتھ شرک و کفر کرتے ہو وہ تمہاری مثل بندے ہیں اللہ فرماتے ہیں کہ وہ ملوک ہیں تمہارے رکبے جیسا کہ تم اسی کے ملوک ہو۔

ثابت ہوا کہ یہ تنہا ہی پیش کردہ ایت جس کا مقابل تمام بتوں کی صفات پر ہے یہ مکمل ایت
بتوں کے حق میں ہے اور اب حدیث قدسی سناری شریف میں مذکور ہے اس ایت کے
مقابلہ میں رب العزت نے لف و نشر غیر مرتب سے اپنے مہربوں کی شان بیان فرمائی ہے جو
مومنین کے واسطے کافی سمجھنے کا مقام ہے۔

فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَلَبَّسَهُ الَّذِي
بِخَارِ شَرِيف ۲۱۱۴ | اَيْبَصَرَ بِهِ رَسِيدَهُ الَّذِي يَبْطِشُ بِهِ وَرَجُلَهُ
الَّذِي يَمْشِي بِهِ وَانْ سَأَلْنِي لَأَعْطِيَنَّهُ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ولی کے ہمیں کان ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اور
اس کی آنکھیں جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا
ہے اور اس کا پاؤں جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کوئی سوال کرے تو میں
اس کو ضرور دیتا ہوں۔

اب تم پر فیصلہ ہے کہ یہ فیصلہ الہی اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کے حق میں ہے اور وہ
بتوں کے حق میں تو تم بتوں کی ایت کہ جب اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ پر چپاں کرتے ہو اور ان
کو لال کرتے ہو تو معلوم ہوا کہ تمہارا ایمان کو خزل کرنا یہ ان کی طرف منسوب نہیں بلکہ یہ خداوند
کو خزل کرنا ہے جبکہ بدلتہ تم سے خداوند ہی بطش شدید سے لے گا اب تنہا ہی مرضی پر موقوف
ہے سمجھو یا نہ اور پھر سناری شریف میں مذکور ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ قَالَ قَالَ اللّٰهُ
بِخَارِ شَرِيف ۲۱۱۵ | اِنَّا عِندَ ظَنِّ عَبْدِيْ ج۔

یہ بھی حدیث قدسی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ
نے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں کہ وہ میرے ساتھ ہے۔
اب اُس آیت کا فیصلہ تنہا سے ایمان پر ڈالتا ہوں۔

ذہابی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے
سوا وہ ایک کبھی بھی پیدا نہیں کر سکتے تم بجا رہے کتنے مناظرے میں پڑے
ہوئے ہر سو۔

إِنَّ السَّادِينَ سَادُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ
وَأَنْ يَسْتَنْبِطُوا الذُّبَابَ شَيْئًا لَا يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ
وَالْمُطْلُوبُ مَا قَدَّرَ اللَّهُ حَقَّ كُدْرِهِ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ

جے تک بن لوگوں کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا ہرگز نہیں پیدا کر سکتے وہ کبھی کو بھی اور اگرچہ
وہ اس کے واسطے تمام جمع ہو جاویں اور اگر کبھی ان سے کچھ چھین لے تو وہ اس سے چھوڑا نہیں
سکتے کمزور ہے طالب بھی اور مطلب بھی نہیں قدر کیا انہوں نے حق اس کے قدر کا۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ جن بزرگوں کو تم پکارتے ہو بنی ہوں یا ولی نذریں یا زین دیتے ہو
وہ ایک کبھی بھی نہیں بنا سکتے کبھی تم نے اپنے غیروں ولیوں کو اپنی قبر سے کبھی اٹاتے دیکھا یہ حال
ہے ان لوگوں کا جن کو تم پکارتے ہو اور یہی بڑا بھادی شرک ہے۔

محمدؐ

دوست تم نے اس آیت کریمہ میں من دون اللہ سے مراد انبیاء اللہ و اولیاء
اللہ لئے ہیں اگر تم واقعی اس مطلب پر یقین رکھتے ہو تو اس مطلب کے لئے ذہابیت
کل جڑ کاٹ کر رکھ دو کیونکہ ذہابیت جمع ہو جاویں تو نہا ہے اس
مطلب سے اہل قبور کی نقل و حرکت اجتماع و افتراق نشست و برخاست صلح و شہرہ ثابت ہو گئیں
اور دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ تم لوگ بڑے مودعہ ہو تم چلتے پھرتے اہل قبور سے بھی بدتر ثابت
ہوئے کیونکہ اللہ رب العزت نے فرمایا ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمُطْلُوبُ کیونکہ طالب ایسا
کمزور کہ ایسے کمزور کہ تسلیم کرتا ہے اور مطلب اتنا کمزور کہ اس سے کبھی چھین لے جائے تو وہ کبھی
منعہ ہٹے کبھی سے چھڑا نہیں سکتا قبور پر تو کوئی ایسی چیز ہے ہی نہیں جس کو کبھی چھینے اور کسی
شخص نے کبھی قبور پر کوئی چیز رکھی ہے۔ بلکہ وہاں تو ہر وقت مجاہد و مجاہدہ سے صفائی ہی ملتا

ہے بلکہ ان کو جو اللہ تعالیٰ رزق پہنچاتے ہیں وہ تمہارا سے شہر سے ہی ورا ہے جلاواں
 مکھی کی کیا جرات کہ ان سے چھین سکے اسے ان سے تو وہابی اپنی عمر بھر میں نہ چھین سکا
 حسد سے خواہ جلتا رہے لیکن چھیننے سے فائز رہے مکھی بچاری کی طاقت کہاں جوشے ان
 کی طرف سے خرچ کی جاتی ہے وہ قبروں تک جاتی ہی کہاں وہ یا تو موری ختم چڑھ کر کھا گیا یا بجلا
 قبر سے اس کو کیا تعلق کھانے کا تعلق تو یا موری کے متعلق ہے یا عباد کے یا مساکین وغیرہ کے
 ہاں البتہ اس کے ثواب کا تعلق اہل قبر سے ہے نہ کہ قبر سے جیسا کہ تم نے سمجھ رکھا ہے
 اس لحاظ سے تو اہل قبر سے تمہاری حالت بدتر ہے کیونکہ تم اگر کھانا کھانے کو اپنے سامنے
 چیز رکھتے ہو تو تم سے پہلے فردا مکھی اس کھانے سے چوس کر کھا جاتی ہے تم چھڑا نہیں سکتے
 البتہ اڑا دو گے تو معلوم ہوا کہ مکھی کو قبر سے تو کچھ وصول نہیں البتہ تجھ سے اس کو وصول ہے اور
 تم بھی اس سے نہ چھڑا سکے لہذا تم بموجب اس ایت کے اہل قبر سے زیادہ کمزور ٹھہرے
 تو تم پر ضعف الطالب والمطلوب صادق ہو گا نہ کہ اہل قبر پر تو ثابت ہوا کہ اس ایت
 کے مصداق اہل قبر نہیں۔ اور وہابی کی مثال بھی نیک و بد کی تیز میں یعنی مثل مکر ہے۔

اور اگر تم یہ کہو کہ اس ایت کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ وہ مکھی کو پیدا نہیں کر سکتے اس
 واسطے وہ کوئی وقعت نہیں رکھتے تو یہ بھی تمہارا استنباط غلط ہے کیونکہ جو انبیاء کرام اور
 اولیاء کرام سے پیدا کر سکے تو وہ معبود کہلا سکے گا یہ بھی غلط کیونکہ عیسیٰ کی ریاضت تھی لیکن معبود
 وہ خالق حقیقی ہی ہے اور کوئی نہیں موسیٰ علیہ السلام لا بھی پہنچتے تو وہ اڈوہا بن جاتا چنانچہ
 وہ ایک دفعہ جادو گروں کی رسیاں نخل گیا کیا موسیٰ علیہ السلام کو معبود کہہ گے؟ ابراہیم علیہ السلام
 نے قیہ کئے ہوئے ٹکڑوں کو بلایا تو وہ ان کی طرف ذبح ہو کر دوڑتے ہوئے آئے کیا ان کو
 معبود سمجھ گئے؟ ہرگز نہیں تو معلوم ہوا کہ من دون اللہ سے مراد بت ہیں جو خالق نے ان کی
 معبودیت کو باطل ثابت کر کے اپنی قوت الوہیت کے مقابلہ میں کفار اور ان کے بتوں کو
 ذلیل کرنے کے واسطے فرمایا کہ جن کو تم معبود اور الٰہ سمجھتے ہو وہ تو مکھی بھی جو میری اونٹ

مخلوق ہے پیدا نہیں کر سکتے اور میں ہی لائق پرستش ہوں جس نے اتنے بڑے بڑے آسمان زمین پیدا کر دیے اور تمہارے نصب کردہ بت جن کو تم اپنا معبود سمجھ بیٹھے ہو ان کی حالت اتنی کمزور ہے کہ تم لوگ جو ان پر چیزیں چسپاں کر جاتے ہو ان پر کھیاں بیٹھ کر کھا جاتی ہیں۔ اور ان کو کھانے کی طاقت نہیں ہوتی جب تمہارے مقرر کردہ معبودوں کی اتنی کمزوری ہے تو تم ان کو اپنا معبود کیوں سمجھتے ہو بلکہ خالق کل کو ہی اپنا معبود سمجھو جب تم اس کو اپنا معبود جتنی سمجھ کر اس کے بن جاؤ گے اور اس کی ہی عبادت کرو گے تو پہاڑ تمہارا کھانا بنے گا دیا تمہارا غلام ہوئے زمین و آسمان شمس و قمر تمہارے مطیع ہو گئے سخی تم قبر میں بھی چلے جاؤ گے تو تمہارا رزق خداوند فرشتوں کے ذریعہ تمہیں اسی جگہ پہنچاویں گے تیرا درجہ عبودیت ہو گا لیکن تیرا ذکر خوشنودی خداوند ہو گا۔ تیرا ادب و احترام اطاعت اللہ لکھی جاوے گی۔ تیری زندگی قیامت کی ٹو حال ہو گی تیری قبر تیرے سبب سے عاجز مذاہب الہی ہو گی اور باعث نزول رحمت الہیہ ہو گی اور مومنین کے واسطے امت من آیات اللہ ہو گی تو اسی درجہ پر فائز ہونے سے ہر مکان ہر زمان تیرے ساتھ معیت الہیہ ہو گی پھر وہ ایسے ہی کریگا جو تو نے کہہ دیا کیونکہ تیری موت و حیات اسی کے لئے ہو گی۔

کہاں من دون اللہ طاقت بتان وادمان اور کھان طاقت عباد اللہ جن کو حق تعالیٰ کا خطاب مل چکا ہو اور معیت کا وقت اور انتہا کا ذکر ہی نہ ہو ان سے کبھی نے پھینکا تو کیا ان کی حدود میں کبھی پر نہیں مار سکتی جابیئے مدینہ طیبہ میں خود ملاحظہ کر لو کہ رخصت الطہر کے حرم میں کہیں کبھی نظر نہیں آئیگی تو اس آیت کریمہ کو انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر چسپان کرنا جہالت نہیں تو اور کیا ہے آبیئے اہل سنت و جماعت کے مفسرین سے مشورہ کر لیں کہ اس آیت پاک کے متعلق تم ہی فیصلہ کرو کہ یہ آیت کریمہ کس کے حق میں نازل ہے۔

(اِنَّ الَّذِیْنَ سَدَّ عُرَّتْ) تَعْبُدُوْنَ رِیْضِ دُوْنِ
 (۱۱) تفسیر جلالین ۲۱۵ | اللہ، اے غیبیہ وہم الاصل نام۔

بے شک جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا اور وہ بت ہیں۔

(۲) تفسیر جامع البیان ۲۹۲ { اِنَّ الَّذِیْنَ سَلَّحُوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ سَلَّحُوْهُمُ
اِیُّ الْاَصْنَامِ رَدُّوْا بِمَقْعُوْلِ الْاَصْنَامِ

بے شک جن کی تم عبادت کرتے ہو یعنی بتوں کی اور اگر بھیجے ہو بادیں تمام بت
(صَعَفَ الطَّالِبِ) الصَّنَمِ وَالذَّبَابِ اَوْ الْعَابِدِ رَدُّ الْمَطْلُوْبِ (اِلَى الذَّبَابِ
اَوْ الصَّنَمِ۔ (مذکور ہے طالب بت اور بھیجے یا عابد (اور مطلوب یا مکھی یا بت

(۳) تفسیر بیضاوی ۳۳۶ { اِنَّ الَّذِیْنَ سَلَّحُوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ } یعنی
الاصْنَامُ یعنی بت

(صَعَفَ الطَّالِبِ وَالْمَطْلُوْبِ) عابد الصنم و معبودہ اَو الذَّبَابِ
یطلب ما یشاء عن الصنم من الطیب والصنم یطلب الذباب
منہ السلب اَو الصنم و الذباب۔

(۴) تفسیر نسفی ۵۵ { (مِنْ دُونِ اللّٰهِ) اِلَیْهِۦۤ اِبَاطِنَہٗۤ (مَا قَدَّرُوا اللّٰہَ حَقَّ
تَدْرِیْہِ) مَا عَزَفُوْہُ حَقَّ مَعْرِفَتِہٖ حَیْثُ جَعَلُوْا
ہٰذَا الصَّنَمَ الضَّعِیْفَ شَرِیْکًا لَّہٗ۔

اللہ کے سوا معبود باطلہ من و دون اللہ معبود باطلہ ہیں انہیں قدر کیا انہوں نے اللہ
کا حق اس کے قدر کا) نہیں پہچانا انہوں نے حق اس کے پہچانے کا جہاں بنایا انہوں نے
اس بت کو اور کو اللہ کا شریک۔

(۵) تفسیر صاوی ۱۱۱ { یَا اَیُّهَا النَّاسُ صُرِبَ مِثْلُ نَاسٍ سَمِعُوا اِلَہَ الْاَوْدَ
بِہِمْ عَمُوْمٌ مِّنْ کَانَ لِعِبَادِ الْاَصْنَامِ

(۶) تفسیر ابن کثیر ۳۳۵ { رَدُّوْا جُمُعُوْا اِلَہَ اِیُّ رَدُّوْا جُمُعَہٗ جَمِیْعُ مَا تَعْبُدُوْنَ
مِنْ الْاَصْنَامِ وَالْاَسْدَادِ (صَعَفَ الطَّالِبِ وَالْمَطْلُوْبِ)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الطَّالِبُ الصَّنَمُ وَالْمَطْلُوبُ الدُّنْيَا

(۷) تفسیر کبیر ۲۶۱ { قَالَ اِنَّهُ لَفِي الضَّنَمِ وَ اِنْ اِجْتَمَعَتْ لَنْ لَقْدَرِ
اَعْلَى خَلْقٍ ذُبَابٍ عَلَى صُنْعِهَا رَضَعَتْ الطَّالِبُ
الْمَزَادُ مِنْهُ الصَّنَمُ

(۸) تفسیر خازن ۲۴ { جَعَلَ الْمُشْرِكُونَ الْأَصْنَامَ مَرْتَبًا مَعَانِي
يَسْبُدُونَهَا

(۹) معالم التنزیل ۲۳ { اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ يَمْنُنُ
الْأَصْنَامَ رَدُّوْا جَمْعُوْا اِلَیْهِ وَ الْمَعْنٰی اِنَّ
مَنْ دِهَ الْأَصْنَامَ رَدُّوْا جَمْعَتْ لَمْ يَلْقَ رَدُّوْا عَلَى خَلْقٍ ذُبَابٍ

بے شک جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو اور اگر وہ تمام جمع ہر بادیں اس کے لئے
معنی یہ ہیں کہ اگر یہ تمام بت جمع ہر بادیں تو ایک کھٹی پیدا کرنے پر قدرت نہیں رکھتے۔
رَدُّوْا اِنَّ یَسْبُدُوْنَ مَا لَدُنْ ذُبَابٍ سُبُّیَا لَا یُسْتَنْقِذُ وَ کَامِنَةٌ) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
كَأَنَّهُمْ یَطْلُبُونَ الْأَصْنَامَ رَبَّ الرَّخَعَةِ اِنْ فَاِذَا جِئَتْ جَاءَ الذُّبَابُ فَاَسْلَبَتْ مِنْهُ
(اور اگر ان سے کھٹی کچھ چین ہے اس سے وہ چھڑا نہیں کہتے کہا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنه نے وہ لوگ بتوں کو کیسے کے ساتھ تھکا کرتے تھے تو جب غشک ہر جاتا کھیاں آتی تو وہ
اس کو اس بت سے پرس لیتیں۔

ان مفسرین کے حوالہ جات سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر سے
ثابت ہوا کہ یہ ایت بتوں کے متعلق رب العزق نے نازل فرمائی جس سے بتوں کی تبدیل تصور
ہو نہ کہ ادنیار اللہ و ادنیار اللہ کی اب شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر
جی ملاحظہ فرمادیں۔

(۱۰) تفسیر موضع القرآن ۳۵۰ { اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَمْ يَخْلُقُوْا

رُبَّ بَاذِلٍ جُمِعُوا إِلَيْهِ

بے شک وہ لگ جو پکارتے ہیں اور یاد کرتے ہیں یعنی پوچھتے ہیں سو خدا تعالیٰ کے بتوں کو جو وہ بت بنا نہیں سکتے اور پیدا نہیں کر سکتے ایک مکھی کو بھی اگرچہ اس کام کے واسطے سب بت اکٹھے ہوں تب بھی نہ کر سکیں اور اگر مکھی بتوں سے کچھ لے جاوے تو بت مکھی سے نہ لے سکیں۔

يَلْفَ عَشْرَةَ كَامِلَةً

”وہابی“ جن پیروں پیغمبروں کو تم پکارتے ہو اور ان سے حاجتیں مانگتے ہو وہ تو بچاے
 سزا کزور ہیں جن کی حالت کو خداوند نے بیان فرمایا ہے۔ مَثَلُ الَّذِينَ
 اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَشْكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بِئِيتًا ذَاتَ أَذُنٍ
 الْبُيُوتِ بَئِيتٌ الْعَشْكَبُوتِ نَوَّكَأُ نَوَّالِ الْعِلْمُونَ مثال ان لوگوں کی کہ پڑتے ہیں۔
 سوائے اللہ کے کارسازان لوگوں کی مثال مکڑی کی سی مثال ہے جس نے ایک گھر
 بنایا اور بے شک بہت سست گھروں کا البندہ مکڑی کا گھر ہے کاش کروہ جانتے ہوتے۔
 اس آیت سے ثابت ہوا کہ تم جو اولیا یا غیار کو کارساز بنانے ہو اللہ تعالیٰ نے ان
 پر حکم ثبت کیا کہ وہ تو مکڑی کی مانند ہیں جن کا اپنا مکان مکڑی کی طرح ہوا ہے تو دوسرے
 کے واسطے کب کارساز بن سکتا ہے اور غیار و اولیا جو خود زمین کے نیچے دبے ہوئے ہیں
 وہ دوسرے کی امداد کیا کر سکیں۔

”محمد عمر“ اللہ تعالیٰ تم وہابیوں کو خداوند کریم ہدایت دے خداوند کریم اگر کسی
 کو قرآن پڑھنے کی توفیق عطا فرما دے تو صحیح سمجھنے کی بھی توفیق دے
 کیا تنہا ہی عقل اتنے کریمہ کو جب سمجھتی ہے الٹ ہی سمجھتی ہے کیا تم نے یہی ٹھیکہ لیا ہے
 کہ جو کفار اور بتوں کے حق میں رب العزۃ نے ذکر فرمایا ہو تم ان کو اولیا اور انبیاء اللہ
 علیہم السلام پر چسپاں کر کے ان کی غیب بے ادبی کرو؟ کیا یہ گستاخی نہیں تو اور کیا ہے
 مثلاً جو گفتگو میں کسی بھٹی سے اس کے خلیفہ کسب کے متعلق کروں وہی گفتگو اگر تمہارے کسی
 عالم سے چھیڑوں اور جن کلمات کا مصداق سمجھ میں نہ بھنگی کہ خطاب کیا ہے وہی مجھے
 بعینہ میں تمہارے اس عالم پر کسوں کو کیا آپ آرزوہ خاطر نہ ہونگے بلکہ تم ضرور کہو گے کہ
 یہ ایسا نادان ہے کہ یہ شخص بھنگی اور عالم کی تمیز سے بے خبر ہے۔ لہذا فیر تمہیں بھی جواباً
 گزارش کرتا ہے کہ تمہارا دماغ کیوں منہ ہر گیا ہے جو آیات خداوند تعالیٰ نے بتوں کی
 حقیقت کو واضح کرنے کے واسطے فرمائیں تاکہ لوگ ان کی کمزوری کو مد نظر رکھتے ہوئے ان

کی عبادت ترک کر دیں اور کفر و شرک کے جال کر توڑ کر میری توحید اور عبادت پر ہی حقیقہ اور ایمان درست کر لیں اور کسی نہ کسی طرح یہ نامہ سقر سے نجات پالیں اور میرے عتاب سے بچ جائیں تم ان کو حمد و اعناد و اخبار کرام و ادویہ عظام پر جڑتے ہو کچھ خدا خوف کرو۔

اللہ تعالیٰ نے اس انیہ کریمہ میں مِنْ دُؤْبِ اللّٰہِ کی کمزوری کا اظہار فرمایا ہے فرمایا کہ مِنْ دُؤْبِ اللّٰہِ کی مثال عنکبوت کی طرح ہے جیسے اس کو ذرا سا بھی دبا یا جاوے تو وہ فوراً مر جاتا ہے۔ اور اس کا مکان اس کی فاست سے بھی زیادہ کمزور ہے تو جو شخص مِنْ دُؤْبِ اللّٰہِ یعنی توبوں کی عبادت کرتے ہیں ان کی طاقت بھی عنکبوت کی طرح ہے کہ بت کر ذرا سا پھیر تو فوراً گر جاتا ہے۔ رب العزّة نے توبوں کی کمزوری کو ان کی طاقت کے مطابق مثل عنکبوت ثابت کر کے بت پرستوں کو ذلیل و سرمایا اور اپنی الوہیت کا سبق دیا لیکن تم وہابی بیچارے ایسے نکلے ہو کہ وہی عنکبوت کی مثال تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر چسپاں کرتے ہو اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے متعلق خوب ارشاد فرمایا۔

أَتَذْكُرُ كَيْفَ مَكَدُوا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوا اَمْ لَمْ يَسْتَطِيعُوْنَ سَبِيْلًا
ملاحظہ فرمائیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے وہ کیسے مثالیں بیان کرتے ہیں پس گمراہ ہو گئے وہ (ان مثالوں کی بنا پر) پس نہیں طاقت رکھتے وہ سستے گی۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی مثالیں کفار دیا کرتے تھے جو تم پیش کرتے ہو جیسے وہ گمراہ ایسے تم بھی آگے اللہ تعالیٰ نے خود مِنْ دُؤْبِ اللّٰہِ کی وضاحت فرمادی اِنَّ اللّٰہَ لَعَلَّمَنَا سَيِّدَعُوْنَ مِنْ دُؤْبِہِمْ مِنْ مَّتٰی ۝

فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جن مِنْ دُؤْبِ اللّٰہِ کی تم عبادت کرتے ہو وہ کچھ شیئی بھی نہیں اب تم ہی اسے دہراؤ فیصلہ کرو کہ اگر ایمان بالقرآن ہے تو تم نے جب انبیاء اللہ اور ادویہ اللہ پر مِنْ دُؤْبِ اللّٰہِ ہونے کا فتویٰ چسپاں کر دیا تو تمہارے نزدیک پھر انبیاء اللہ اور ادویہ اللہ صحیح ثابت ہوئے کچھ سوچو کہ خداوند کریم قرآن کریم میں مِنْ دُؤْبِ اللّٰہِ

کا مصداق کس کو فرمایا ہے میں اور ہم کن پر چپاں کر رہے ہیں اور یہ بھی سوچو کہ اس عقیدہ رکھنے سے ایمان بھی باقی رہتا ہے یا نہیں۔

”وَمَا بَى“ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ
 کا یہ ترجمہ کس نے کیا ہے۔

”محمّد عمر“ نحوی قواعد سے بھی ترجمہ صحیح ہے۔ اور مفسرین نے بھی لکھا ہے
 بیٹے

تفسیر خازن ۱۰۰ اِنَّ الَّذِي يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ
 دُعَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ اِنَّ الَّذِي يَدْعُونَ مِنْ

تفسیر کبیر ۶۷۰ اِنَّ الَّذِي يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ

اسے غامبی ملائوں کلام خداوندی صحیحے خبر اور تفسیر بالارای کر خیر اور انبیاء عظام کو
 لاشی سمجھتے ہوں جن کے متعلق رب العزۃ فرمادیں مَلَا دَرَبَكَ لَا يُدْعُونَ خَشْيَ مُحَمَّدٍ
 یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ بے ایمان ہی رہیں گے جب تک کہ آپ کی مکرست کو تسلیم نہ
 کر لیں معلوم ہوا کہ تم لَا يُدْعُونَ کی اعلیٰ جامعیت میں شریعت رکھتے ہو جو خداوند کے ایسے واحد
 حاکم کو لامتناہی سمجھتے ہو میرے خیال میں ابوالاعلیٰ یعنی فرعون کی ابرت کا خطاب بھی اسی جو
 سے مل چکا ہے جن کی شان میں رب العزۃ فرمادیں۔

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ اِنَّ اللَّهَ اَعْلَمُ اَوَّلُ مَا رَأَى سَاقِیْہِ جَان
 حدید ۲۰ ا بھی ہو

بقرآن کریم ثابت ہوا کہ انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کے ساتھ معیت الہیہ ضروری ہے۔
 خواہ وہ عالم دنیا میں ہوں یا عالم برزخ میں پھر فرمایا اِنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ بے شک
 اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے اِنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ بے شک اللہ تعالیٰ مومنین کے

ساتھ ہے اِنَّ اللہَ مَعَ الصّٰلِحِیْنَ بے شک اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہے۔ اور صابرین سے مراد بھی ایمان والے صالحین ہی مراد ہیں کیونکہ انہی کے متعلق ارشاد الہی ہے۔

وَتَوَاصَّوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَّوْا بِالتَّصَبُّرِ پھر فرمایا۔

اِنَّ اللہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا الَّذِیْنَ هُمْ یَحْشَوْنَ بے شک
نحل ۱۴ } اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے اور وہ پرہیزگار وہ ہیں جو ہر
وقت نیکی کرنے والے ہیں۔

ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت ہے خواہ وہ فوق الارض ہو یا تحت الارض ان کو من دون اللہ کہنا ایمان کے خلاف ہے۔ اور خلاف نص صریح ہے۔

”وہابی“ تم کہتے ہو کہ انبیاء من دون اللہ نہیں ہیں ثابت کرتا ہوں کہ انبیاء
من دون اللہ ہیں سنا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَاذْكُرْ اَللّٰهُ لِعِيسٰى بْنِ مَرْیَمَ ؕ اَتَتْ قُلُوْبُ النَّاسِ اِغْتِدُوْنِیْ
وَاَمَّا اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَكَانَ مَبْخَضًا مَّا یَكُوْنُ لِیْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ
لِیْ بِحَقِّیْ اِنْ كُنْتُ قُلْتُہٗ فَتَقَدَّرَ عَلَیْكَ

اور جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ بن مریم کیا تو نے کہا لوگوں کو کہ مجھے اور میری
مان کو اللہ کے سوا معبود بنا لو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے یا اللہ تو پاک ہے میرے لئے
یہ لائق نہیں کہ میں کہتا جو میرا حق نہیں اگر میں نے کہا ہو تو یا اللہ جانتا ہے اس کو۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں من دون اللہ ہیں
لہذا متہار کہنا کہ انبیاء من دون اللہ نہیں یہ غلط ہے اس آیت میں تو نبی اللہ کا من
دون اللہ ہونا صاف ظاہر ہو گیا اور اس میں کوئی گنجائش بھی نہیں۔

محمد عمر ” اللہ تعالیٰ انہیں صراط مستقیم کی ہدایت سے اب تک تم انبیاء اللہ

اور اولیاء اللہ اصحاب قبور کو مین دُونِ اللہ کہتے آئے ہر جب ہر طرف سے دانت کھٹے ہوئے ترقم نے اپنا عقیدہ ظاہر کیا کہ وہاں ہر صوفی مسلمان اصحاب قبور کو بھی مین دُونِ اللہ کے ہی قائل نہیں بلکہ زندہ مسلمان و انبیاء علیہم السلام کو بھی مین دُونِ اللہ سمجھتے ہیں کیونکہ اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے ان کے عین حیات کا سوال ہو رہا کہ تم نے اپنی زندگی میں بوقت تبلیغ رسالت تبلیغ کی کہ مجھے اور میری ماں کو معبود دینا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی برہنیت ظاہر فرما دیں گے۔ میرا تو یہ خیال تھا کہ شاید وہابی لوگ بعد از وصال انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام سے منکر ہوتے ہیں لیکن مٹھارے اس اعتراض سے ثابت ہوا کہ تم لوگ زندہ انبیاء علیہم السلام کو بھی مین دُونِ اللہ سمجھتے ہو۔ میرے دوست اگر انبیاء علیہم السلام زندہ ہی بوقت تبلیغ رسالت مین دُونِ اللہ ہیں تو یہ صاف انبیاء کرام کا انکار ہے مرزا یحیٰی کو تم ویسے ہی کہتے ہر جب مٹھارے فرقہ و بابیہ انبیاء کرام کے متعلق یہ ایمان ہے تو مٹھاری موجودگی میں مرزائی کم درجہ رکھتے ہیں۔ اور جس کا اللہ کی طرف سے یہ اعلان قرآن شریف میں پیدائش سے ہی موجود ہو وَجَعَلْنَاهُ نَبِیًّا اور اللہ نے مجھے نبی بنا یا ہے اور ارشاد ہو وَدَسُوْا لَآ اِلٰہَ اِلَّا بِنِیْ اِسْرَآئِیْل اور رسول ہوں نبی امیر کی طرف اور پھر فرمایا اِنِّیْ اَخْلَقْتُ لَکُمْ مِنَ الطِّیْنِ کَاسِیْمَہُ الطَّیْمِیْرَ فَاَنْفَعُ فِیْہِ فِیْسَمُوْنَ حکیمراً بِاِذْنِ اللّٰہِ میں مٹھارے لئے ایک پرندے کی شکل گڑھ کر اس میں دم کرتا ہوں تو وہ اٹنے لگ جائیگا۔ یہ اذن مجھے اللہ کی طرف سے حاصل ہے اس کے علاوہ اور عقائیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوسری جگہ درج ہیں ان تمام آیات سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ ہیں اور رسول اللہ ہیں اور کسی طاقتوں کا اللہ کی طرف سے ان کو اذن ہی مل چکا ہے تم کہتے ہو وہ پیدائش سے قیامت تک مین دون اللہ ہیں اور مین دون اللہ رہیں گے۔

تم بتاؤ کہ اس آیت کا پھر مطلب کیا ہے جو ہماری سمجھ سے باہر ہے۔

وہابی

محمد عمر

جہاں اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ سوال نہ خداوند کریم کے عدم علم پر دال ہے نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی غلط تبلیغ ہونے کا مظہر ہے اور نہ حضرت علیہا السلام کو من دون اللہ ثابت کرنا مقصود ہے۔ بلکہ رب العزۃ کا ان کے اتحاد من دون اللہ کو ظاہر کر کے مشکیں کو ذلیل کرنا مقصود ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام من دون اللہ نہیں ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں کیونکہ عیسیٰ علیہا السلام نبی اللہ میں نبی اللہ من دون اللہ نہیں ہو سکتا اور من دون اللہ بنی اللہ نہیں کہلا سکتا اور حضرت مریم علیہا السلام اللہ کی ولیہ ہیں وہ بھی من دون اللہ نہیں کہلا سکتیں کیونکہ ول اللہ من دون اللہ نہیں ہوتا تو ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ زمن دون اللہ نہیں بلکہ کفار کا ان کو الٰہ سمجھنا من دون اللہ ہے بمعنی فعل کفار من دون اللہ ہے نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات جیسا کہ تم نے سمجھا ہے تم وہابیہ تو مرزا یوں سے بھی ترقی کر گئے نہ کہ نے مرزا غلام احمد قادیانی من دون اللہ کو بنی اللہ بنا لیا تو وہ اسلام سے گئے اور تم نے انبیاء اللہ کو من دون اللہ سمجھ لیا تم ان سے بھی گئے گزرے جہاں متہارا عقیدہ غنیاً کرتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کو من دون اللہ کہتے ہیں تو پہلی غرابی یہ لازم آئیگی کہ انبیاء علیہم السلام کا انکار دوسری یہ کہ انکار قرآن کریم ہو گا جبراً لَفَتَرْت بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَتَسْلُكًا سے ظاہر ہے یہ عقیدہ تمہیں ہی مبارک ہو اور باقی مسلمانوں کو خداوند اس عقیدہ سے محفوظ رکھے کیونکہ عیسیٰ علیہا السلام کو ان کا بنی اللہ ہونا ہی من دون اللہ ہونے سے بری کر دیا ہے۔ اور دوسرا ان کا جواب دینا مَجْلَلٌ مَا يَكُونُ لِي اَنْ اَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بَحْثِ اِنْ كَا مِنْ دَعْوِ اللّٰهِ نَهْزَنَا مِّنْ كِي تَسْلٰ كَرِهَ لِهٰذَا اِسْ اَيْتِ كَرِيْمَ سَ ثَابِتِ ہر رہا ہے کہ کفار کا ان کو الٰہ سمجھنا من دون اللہ ہے نہ کہ خود حضرت عیسیٰ علیہا السلام من دون اللہ

ہیں جیسا کہ تم منکرین نے سمجھا ہے۔

دوبابی

” تم لوگوں نے جو اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کو اپنا مددگار سمجھا ہوا ہے یہ صحت
گمراہی ہے سو قرآن میں مذکور ہے فَرِيقًا هَدَىٰ وَفَرِيقًا
خَسِرَ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ اِنَّهُمْ مَاتُوا الشَّيَاطِیْنَ اُولَٰئِكَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ
وَيَحْتَسِبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّلتَمِدُوْنَ

ایک فرقے کو ہدایت کی اس نے اور ایک فرقہ کو ضلالت ہوئی انہیں گمراہی محقق انہوں
نے پکڑا شیطان کو دوست سوا اے خدا کے اور گمان کرتے ہیں کہ وہ وہاں اپنے دے ہیں۔
اس آیت سے ثبوت ملا کہ تم نے جو ولیوں پیروں نبیوں جنوں وغیرہم کو خدا کے سوا
مددگار بنایا ہوا ہے یہ صراحت گمراہی ہے۔

محمد عمر

” مَعَاذَ اللّٰهِ شَرُّ مَعَاذَ اللّٰهِ متبادری باتیں سن کر دل کا پٹھنا
ہے کہ ایسے بھی مسلمان کہلانے والے موجود ہیں جو قرآن کے معانی بدلا کر دنیا
اللہ علیہم السلام اور اولیاء کرام کی یوں گستاخی کر رہے ہیں ہائے مسلمان کے دعویدار واپسی
گستاخی تران مقدس ہستیوں کی آریہ اور جنگی سکھ بھی نہیں کر سکتے اس اتیر کریم میں رب العلی
نے ان لوگوں کو گمراہ کہا ہے کہ جنہوں نے شیطانوں کو اپنا معاون بنالیا ہے کہ یہ شیاطین کو اپنا
مددگار بنانا یہ من دعت اللہ ہے اور شیاطین بھی من دعت اللہ ہیں اور ان کو اپنا معاون
بنانے والا بھی من دعت اللہ تر اس اتیر کریم میں انہی لوگوں ہی کا رد فرمایا نہ انبیاء اور اہل
اللہ کا تو اس آیت سے ثابت ہوا کہ من دعت اللہ شیاطین ہیں۔

اب میں تم سے دریافت کرتا ہوں کہ تم نے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر من دعت
اللہ ہونے کا فتویٰ لگایا ہے۔ اور ان کو معاذ اللہ شیاطین کے ساتھ شامل کیا ہے کیا تم مسلمان
ہو، ہو گونہیں ہو گونہیں کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیاوی دینی برزخی آخروی مدد کا کسی وقت
قائل نہ ہو وہ شخص مومن کہلانے کا حقدار نہیں بلکہ جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق تعالیٰ

ہونے میں شک کرے وہ ہندو سے بھی بدتر ہے اور یہی معادنت ہے۔ کیونکہ جو شخص لا الہ الا اللہ کا اقرار کرے وہ ممکن نہیں کہلا سکتا جب تک کہ محمد رسول اللہ کا بھی اقرار نہ کرے اور مومنین کا تعلق شیاطین سے اتنا ہے کہ مومن قرآن کریم کی تلاوت تب شروع کرے۔۔۔۔۔۔ جب پہلے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے اور انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کا اور شیاطین کا آپس میں بدوشی اور تارکی کا فرق ہے شیطان پر لعنت بھیجے اور مردو کہے تو رحمت الہیہ کا مستحق اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوة و سلام پڑھے اور اولیاء اللہ کو مرم کہے تو رحمت الہیہ کا حقدار ہو سکتا ہے شیاطین سے بچے اور پناہ خداوندی میں رہے تو مومن اور اعداء خداوندی سے اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ علیہم السلام کی پناہ میں رہے تو مومن کیونکہ ان سے ابتداء فرض اعداء کی غلامی فرض ان کی غلامی سے بچا۔ اور ان کی معیت میں چھٹا ان کی قتل کا قاتل اور ان کی طاقت کا منکر مسلم نہیں کہلا سکتا۔

تو اللہ رب العزت نے اس ایہ کریمہ میں شیاطین کی ولایت کو تسلیم کرنے والوں کا رد فرمایا ہے جس کے قائل ہو کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ علیہم السلام کا جن کے متعلق خداوند بھی فرما رہے ہیں۔ وَ سَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِہِ الذِّہْنِ اصْطَفٰی خداوند کے برگزیدہ بندوں پر خداوند کی سلامتی ہمیشہ ہے اور رحمت ہے اور فرمایا هٰذَا لَکَ الْوَلٰیئَةُ لِلّٰہِ الْحَقُّ اس مقام پر ولایت اللہ کے لئے سچی ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ وہابیہ کا دوسرے مذکورہ اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کا کیرکدیم تر اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کی ولایت و ادا کے قائل ہیں اور تم شیاطین کی طاقت کے قائل اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کی طاقت کے منکر اور اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کا راستہ چھوڑ کر تم شیاطین کا راستہ قبول کرتے ہو اسی واسطے تمہارے پول کو خداوند نے رد کر دیا اور فرمایا وَ یُحْشِبُونَ اَنَّہُمْ مُّہْتَدُوْنَ اور وہ یقین کرتے ہیں کہ ہدایت پر ہیں تم بغیر ولایت و نبوت کے وسیلہ کے اپنے آپ کو ہدایت پر یقین جمائے بیٹھے ہو لیکن

ہیں وہ العزۃ نے فرمایا کہ تم مجھ سے دعا مانگو اور میں بنا القصر اظالم المصائب لید صبرا ط
الذین انقضت علیہم ثابت ہوا کہ منہج من اللہ اور باریا انبیاء علیہم السلام کے
رستے قبول کئے بغیر صراط مستقیم مال ہے۔ اور معاذ اللہ تم ان پر شیاہین ہونے کا فخر کی
لگاتے ہو کچھ شرم کرو۔

”اس آیت کے منقطع ترغیب قتل ہو گئی لیکن ایک ایت ہے جس سے
دعا ملے گی۔ **وہابی** خدا تعالیٰ نے تمہاری پیروی پرستی کو خوب رگڑا ہے فرمایا الْحَسْبُ
الَّذِينَ كَفَرُوا اِنَّ يَخْذُوا اِعْبَادِي مِنْ دُونِ اُولَئِكَ اِنْ اِنَّا اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ
لِلْكَافِرِينَ سُدًّا۔“

کیا پس گمان کیا ان لوگوں نے جو کفر کیا انہوں نے یہ کہ بناتے ہیں وہ میرے بندوں کو
میرے سوا کا ساز بے شک ہم نے کافروں کے لئے جہنم تیار کیا ہے۔
اس ایت سے ثابت ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کو اپنا کار ساز سمجھنا کفر ہے اگر اب
بھی تم نہ سمجھو تو تم سے خدا سمجھے۔

”محمد عمر“ بھائی فقیر عرض کرتا ہے کہ کم از کم ترجمہ تو صحیح کیا کرو اللہ تعالیٰ فرماتے
ہیں کیا پس کفار نے یقین کر لیا ہے یہ کہ وہ میرے بندوں کو میرے
سوا کا ساز یا مددگار بنالیں گے؟ دیہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ میرے بندے ادبیا یا انبیا
میرے بغیر تمہاری کار سازی یا مدد کر سکیں کیونکہ ہم نے کافروں کے لئے جہنم تیار
کیا ہے۔

یہ خداوند نے سچ فرمایا ہے کیونکہ انبیاء کرام اور ادبیا عظام اگر سفارش فرمادیں گے
یا امداد فرماتے ہیں تو زمین گہگہاؤں کے لئے مذکور کفار کے لئے اور ہم مومنین سے
مستطیع سے اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ صحیح ہے معتزل کا عقیدہ ہے کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب
کافر ہے اور یہی عقیدہ وہابی کا بسینہ عقیدہ معتزلہ کا ہے شرح موافقت باب معتزلہ کا

نکال کر دیکھ لو احداث اس کے خلاف ہیں تو یہ ایت و بابیہ پر چپان ہے کیونکہ یہ لوگ
ابغیاء اللہ اور اویار اللہ کو من دون اللہ سمجھتے ہیں اور پھر اگر امید رکھیں کہ قیامت کو
ہمارے گناہوں کی سفارش فرما دیجے تو یہ غلط ہے اگر مندرست ہے تو اسی ان کا دامن
تھام لو خدا تک پہنچا دیجیے اور قیامت کو بھی سفارش فرما دیجیے۔

”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَ اَنْ اَمْسُجِدَ لِلّٰهِ فَلَا شَرَّ لِعَذَابِہٖۤ اِنَّہٗ
اَخَذَ اٰثَمَہٗ لَمَّا تَاٰ مَعَ بَعْدَ اللّٰهِ سَیِّدُ عُوْکُوْکَا دُوْا یَسْکُوْنُوْنَ
مَلٰٓئِکَہٗ لَیْسَ ذَا قِلَہٗ اِنَّا اَدْعُوْا رَبَّنَا وَلَا اَنۡشِرِکُ بِہٖۤ اَحَدًا

اور بے شک مسجدیں اللہ کے لئے ہیں پس نہ پکا دو تم اللہ کے ساتھ کسی کو اور یہ کہ جس
وقت کھڑا ہو بندہ خدا کا پکا دتا ہے اس کو نزدیک ہیں کہ ہر ویں اور اس کے ملحقہ ملحقہ کسٹے
اس کے نہیں کہ پکارتا ہوں میں رب اپنے کو اور نہیں شریک لاتا میں ساتھ اس کے کسی کو
اس ایت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ کی مسجدیں محض اللہ کی عبادت کے لئے ہیں۔
ان میں لوگ جو یا رسول اللہ یا شیخ کے وظیفے چرتے ہیں یہ شرک ہے اور شرک کسی طرح
جائز نہیں۔

”محمد عمر“ فقیر نے تمہیں کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ کم از کم تم اپنے مولوی اسٹیف علی
صاحب کا ہی ترجمہ ملاحظہ فرمایا کرو۔

ان کا ترجمہ یہ ہے کہ آپ ان سے یہ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت
کرتا ہوں،

معلوم ہوا ہے کہ دعا بمعنی عبادت ہے دعا بمعنی پکارنا اس مقام پر جو تم نے لیا ہے،
غلط ہے ہم اویار اللہ کی عبادت نہیں کرتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ نکالتے ہیں
اور حضور خدا بابہ کہنا کہنا کہنا ہے تاکہ وہ بابہ کا شرک ٹوٹے وہ بابہ جو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پکارنے سے بھاگتا ہے جیسا کہ شیطان حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور تاکہ وہ بابی کہ

معلوم ہو جائے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے رسول ہونے کی حیثیت سے پکارتے ہیں۔ ذمہ دہرہ سمجھ کر جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔ ایسے ہی شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کا سرو نکالتے ہیں تاکہ دہلی کو معلوم ہو جائے کہ یہ لگ شیخ کو بحیثیت شیخ ہونے کے دلی ہونے کی حیثیت سے جڑ گانہ طور پر پکارتے ہیں۔ ذمہ دہرہ سمجھ کر ذہنی سمجھ کر تہا ہے اس شرک کو ٹوڑنے کے واسطے پکارا جاتا ہے اور اگر بلند آواز سے نہ پکاریں تو قہیں ضرور ملن ہو گا کہ یہ لگ سمجھ کر پکارتے ہیں جیسا کہ تہا را یہ بہتان ہے تم اپنا بہتان واپس لے لو ہم آہستہ کو لیا کیسے اور یہی منشا خداوندی ہے۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے۔ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو یعنی خداوند کی ارمیت کے ساتھ کسی کو شریک مست بناد یہ نہیں کہ کسی کو نبی یا ولی بھی نہ سمجھو اس واسطے اِنَّا اَدْعُوْا رَبِّیْ اِلٰی شَرْحٍ وَلَا اُنْشِرُکَ بِہِمْ اَحَدًا نے واضح کر دی کہ اللہ کی ذات کے ساتھ کسی کو ارمیت میں شریک نہ بنائیں ارمیت میں مانگی۔۔۔ سمجھا شرک ہے نہ جیسا کہ تم نے سمجھا ہے کہ جس کو غائبانہ پکارا جاوے تو شرک ہے یہ قانون تہا را خود کھانتا ہے۔ ان قیودات سے قانون خداوند کو نہیں اور نہ اس تفصیل سے جو تم نے کی ہے۔

”دہلی“ خدا کے سوا غائبانہ پکارنا شرک ہے۔ یہ محض خداوند کی ذات کے واسطے ہی مختص ہے۔

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم“ ہر شخص بے دین ہر جاوے تو خداوند اس کی عقل بھی چین لیتے ہیں تو ان کریم کی اصطلاح ہے کہ میں ایت کریم میں دعا کا مفعول من دون اللہ

جو تو اس مقام پر دعا بمعنی عبادت ہوگی اور فاعل کفار ہوں گے اور معدودون اللہ بت ہوں گے اور فعل شرک فی الارضیت ہر گاہ دعا بمعنی عبادت ہوگی۔ جیسا کہ اشک ذکر میں مذکور ہے نہ یہ کہ ہر مقام پر دعا پکارنے کے معنی میں ہی آتی ہے جیسا کہ تم نے سمجھا ہے کہ جس کو بھی پکارا جاوے تو وہ عبادت ہوگی۔ اور غائبانہ کی زیادتی کا استنباط کسی جملہ سے ثابت نہیں ہے۔

یہ تنہا ہی اختراع اس امر کا ثبوت ہے کہ ان آیات دعا بمعنی عبادۃ ہے جب کوئی پکار نہیں
 جتا تو کبھی غائبانہ کی قید بڑھاتے ہو کبھی غائبانہ کے ساتھ عبادات کو مقید کرتے ہو جب اعتراض
 کی برپا ڈھڑی تو ایک ایسے ہی وہابی پیدا ہو گئے جنہوں نے ماضوق الاسباب کی قید بڑھا
 دی پہلے محض پکارنے کو شرک کہا گیا جب ایسی آیات پیش کی گئیں کہ جن میں محض دعا کو ہی
 اگر شرک کہا جاوے تو کئی آیات کے مطالب میں فرق آجاتا ہے۔ تو وہابیوں کو لگا گئے
 اور سلسلہ قیودات شروع کر دیا ہے

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ اَنَّهُ كَانَ لَكُمْ مَعَنٍ دُونَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ مُّصَدِّقِيْنَ
 (۱) بقرہ ۱۲۱ بلاؤ تم اپنے گواہوں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔ کیا گواہوں کو بلانا بھی
 شرک ہوگا۔

وَالرَّسُوْلُ سَيِّدُكُمْ فَاِذَا كُنْتُمْ اٰخِرًا كُنْتُمْ
 (۲) آل عمران ۱۶۷ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں پکارتے تھے تنہا ہی پہلی
 جانب سے۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو جو پہاڑوں میں تھے بلا یا کیا معاذ اللہ
 آپ پر بھی فتویٰ شرک چسپاں کر دے۔
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ
 (۳) انفال ۱۲ اِذَا دَعَاكُمْ

لَا تَجْعَلُوْا اَدْعَاۗءَ الرَّسُوْلِ سَبِيْۤكُمْ كَدُّعَاۗءِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ
 (۴) نور ۱۸ اور نہ بلاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسا کہ تم ایک دوسرے کا
 بلاتے ہو۔

اگر تنہا سے معنی ہی لئے جاویں کہ ہر دعوایٰ مشرک ہے تو پھر اس آیت سے تمام مشرک
 ہو گئے مومن دنیا میں کوئی نہ رہا۔

(۵) قصص ۲۰ | اِنَّ اَبٰی سَیِّدِ عٰوَدٍ شَیْبٌ عَلَیْہِ السَّلَامُ کِی مِثی کہتی ہے (کہ میرا باپ آپ کو جانتا ہے) شیب علیہ السلام پر فتویٰ لگاؤ گے یا ان کی روٹی پر

(۶) دخان ۲۵ | سَیِّدِ عٰوَدٍ یٰفٰہَا بِکَدِّ مَا کٰہَلْتِ اَمْنِیْنَ کیا سب جنتی مہاذا اللہ شرک ہو گئے۔

(۷) بقرہ ۲۴ | وَاللّٰہُ سَیِّدِ عٰوَدٍ ۱۱ اِلٰی الْجَنَّةِ وَ الْمُغْنٰیۃِ بِاَذْنِہِ اور اللہ جانتا ہے جنت اور مغفرت کی طرف اپنے حکم سے۔

نہا پر بھی فتویٰ لگاؤ کیونکہ وہ بھی مِنْ شَعْنِ اللّٰہِ کو چکاڑتا ہے۔ خداوند پر بھی فتویٰ چڑھو۔

(۸) بنی اسرائیل ۱۵ | یٰذٰرَ سَیِّدِ عٰوَدٍ کُلُّ اُنَّاسٍ بِیَمٰنِہِمْ اسی دن پکارے گئے ہم تمام لوگوں کو ان کے امک کے ساتھ

(۹) آل عمران ۳ | فَقُلْ نَعْمَا نَعْبُدُہٗ اِنْہٗ نَفَا بِنَاۃِ کُمُ وَاِنْسَاۃِ وَاٰلِہٖمُ وَاَلْحٰسِنَا وَاَلْغٰسِقٰوۃِ اَلْغٰسِقٰوۃِ اَلْغٰسِقٰوۃِ

(۱۰) مومنون ۱۸ | وَاِنَّکَ لَمَسَدُ عٰوَدٍ ہُم اِلٰی صِرَاطِ مُسْتَقْرِیْمٍ اور بے شک آپ ان کو جانتے ہیں صراطِ مستقیم کی طرف

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی فتویٰ لگا دو۔

بَلَلَتْ عَشْرًا کَامِلَةً

قرآن آیات دعائے جب دعا یعنی عبادۃ نہ ثابت ہوئی اور ان آیات کریمہ میں مامور ہیں لیکن یہ عزمین مشرک و بن کے تو مابعد کے وہابی . . . محض پکارنے والوں پر فتویٰ لگانا بوقرانی کہتے ہوئے خاموش ہو گئے۔ جب ثابت ہو گیا کہ ہر پکارنا عبادۃ نہیں بلکہ جس مقام پر دعا کو

شرک کہا گیا ہے یا کوئی سرزنش وارد ہوئی وہاں دعا بمعنی عبادۃ شرک کہا گیا ہے۔ جو شیرو کفار
ہے ذمہ نہیں اور وہاں عبادۃ بھی الوہیت کی تخصیص کی بنا پر مراد ہوگی۔ ورنہ نہیں کیونکہ
عبادۃ محض اللہ جل شانہ کے واسطے ہی مختص ہے۔ اور کسی کے لئے نہیں۔ جیسا کہ
ارشاد الہی ہے۔

(۱) مومنون ۱۹ { وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ

(۲) شعراء ۱۹ { فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتُكُونُ
مِنَ الْمَكْذِبِينَ

(۳) غل ۲۰ { أَلَا مَعَ اللَّهِ تَلِيدًا تَدْعُونَ

(۴) غل ۲۰ { وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا إِلَهَ
إِلَّا هُوَ

(۵) فرقان ۱۹ { وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا
آخَرَ

قرآن آیات سے صاف ثابت ہے کہ الوہیت میں شرک من دون اللہ محال
ہے۔ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ من دون اللہ نہیں ہیں اور ان کو پکارنا الوہیت کا پکارنا
نہیں بلکہ ندائے رسالت یا ندائے ولایت ہے اور شرعاً مطلقاً دعا منحرف نہیں جیسا کہ
مذکور ہو چکا ہے۔ بلکہ دعا غیر فی الوہیت شرک ہے۔ جو بمعنی عبادۃ ہے اور نہ محض پکارنا
ہی عبادۃ بن سکتی ہے بلکہ اللہ یعنی معبود سمجھ کر جس کو پکارا جاوے اُس مقام پر بھی دعا بمعنی
عبادۃ ہوگی جیسا کہ حدیث پاک میں بھی مذکور ہے۔

رعد ۲۱ { وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ } کے تحت فرماتے ہیں۔

بِخَارِی شَرِیف ۲۸۰ ۱۰ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنَّا سِطَ كَفَيْهِ مِثْلُ الْمُشْرِكِ
الَّذِي عَبَدَ مَعَ اللَّهِ الْهَلَا.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مثل پھیلانے والے کی اپنے دونوں
ہاتھوں کو مثل مشرک کی وہ جس نے عبادۃ کی اللہ کے ساتھ معبود اور کی۔
ترغیب بڑا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی دعائے غیبی معبود کی
عبادت مراد لی ہے محض دعا بغیر اللہ عبادۃ ہے۔

یہ سچے جناب ترجمہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہوتا ہمارے عقیدہ وہابی کی حضرت
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کلام کر رکھا وہی جو ہم لوگ اکابرین کے محض کچا کرنے کو
عبادت بنا بیٹھے ہر ثابت بڑا کہ ارسیت میں غیر کو پکارنا عبادۃ ہے اللہ ہی معنی اللہ عبادۃ
مُوَالِحِبَا دُؤَا کے ہیں۔

بِخَارِی شَرِیف ۲۸۱ ۱۱ مَا تَدْعُونَ لَا يَسْتَحِقُّ أَنْ يُعْبَدَ
اس مقام پر بھی دعا بمعنی عبادۃ ہیں۔

طوالت کے خلو سے دو حوالے ہی حدیث شریف سے کافی ہیں ورنہ کئی حوالہ جات
تحریر کئے جاتے۔

وہابی ”جی مرنے والے قتل ہو گئی مگر ایک آیت کا مطلب سمجھا دو دیکھو قرآن کریم
میں مذکور ہے۔

قَدْ أَهْوَاَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِمْ - فَلَا يَمْلِكُونَ كَيْفَ
النَّارِ عَذَابَكُمْ وَلَا تُخَوِّدُ أُولَئِكَ الَّذِينَ سَاءَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ إِلَى رَبِّهِمْ
الْمُسِيلَةَ آيَهُمْ مَا تُرَبِّدُ وَيُؤْخَذُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ
إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُودًا

کہ بلاؤں ان لوگوں کو کہ دعویٰ کرتے ہو تم سو اس کے بس نہیں اختیار رکھتے کھو رہا

کاتم سے اور نہ بدل ڈالنا یہ لوگ جن کو پکارتے ہیں دھشتے ہیں طرف پروردگار اپنے کی وسیلہ کفر انسان میں سے بہت نزدیک ہے اور امید رکھتے ہیں رحمت اس کے کی اور ڈرتے ہیں عذاب اس کے سے تحقیق عذاب پروردگار تیرے کا ہے خوف کیا گیا۔

بجلا باقی مذکورہ آیات تو واقعی کفار اور بتوں کی توہین کے واسطے رب العزت نے بیان فرمائیں جو مفسرین و اقوال صحابہ کرام و حدیث شریف و متقدمین کے تراجم سے معلوم ہو چکا ہے اب یہ آیت مذکورہ بالا ایک ایسی چوٹ ہے جسے قبر پرستوں انبیاء پرستوں اور پیر پرستوں کی جڑ کاٹ کے رکھ دی ہے کیونکہ یہ آیت خضر صا ان کے متعلق نازل ہوئی ہے اس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں ہے لوگ انبیائے کرام کی پوجا کیا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا کہ جن کی تم پوجا کرتے ہو اور ان سے مشکل کشائی کے خواہاں ہو وہ تم سے کوئی کسی قسم کی تکلیف دور نہیں کر سکتے وہ تو خود اپنے لئے وسیلہ نجات کے متلاشی ہیں تمہاری نجات وہ کیا کر سکیں گے اب اس کا جواب کوئی سنی انسان دلا نہیں دے سکے گا۔

”دوست واقعی تمہاری پیش کردہ آیت انبیاء کرام کی پرستش کرنے والوں کے حق میں نازل ہوئی نہ کہ ان کو رسول اللہ ماننے والوں کے حق میں نازل ہوئی ہم احناف ان کو رسول اللہ مانتے ہیں اللہ اور معبود نہیں سمجھتے خداوند جل و علی نے اس آیت کریمہ میں ان کفار کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ انبیاء کرام اور ملائکہ کو معبود سمجھتے تھے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور عزیز علیہ السلام کو اور ملائکہ کو بت اللہ اور ابن اللہ کہتے تھے جیسے ان کو ابن اللہ سمجھنا کفر و سیاحی ان کو رسول اللہ ہونے سے بھی اگر کوئی تم جیسا انکار کرے تو وہ بھی کافر یعنی اگر افراط سے کفر لازم آتا ہے تو تغیر سے بھی کفر لازم آتا ہے انہوں نے ابن اللہ کہہ کر کفر کیا تم نے ان کو ذلیل سمجھ کر کفر کیا

روم ۱۶۔ فَاُصِیْرُ اِنْ دَعَا الشَّيْخُ وَلَا يَسْتَعِيْنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

پس مفرطیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ کا مدعی چاہے اور خفیت بھیجیں آپ کو بے یقینی رک
لیکن اہل سنت و جماعت ابن اللہ کہنے کو بھی کفر سمجھتے ہیں اور ان کی تذیل کرنے والے
کو بھی کافر اور اللہ رب العزت نے کفار کو خطاب کر کے فرمایا ہے۔ فَلَا يَمْلِكُونَ
كَلِمَتَ الْغَيْبِ عَلَيْكُمْ وَرَكُم ان کو ابن اللہ کہتے ہو اور ملائکہ کو نبات اللہ کہتے ہو اس لئے
وہ تم سے بسبب تمہارے کفر کے تکلیف کو دور نہیں کرینگے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُن پر لَعْنَتُ
لَعْنَةُ الَّذِينَ شَأْنُوا اِنَّ اللّٰهَ شَاقِبٌ مُّكَلِّفٌ سے فتری کفر ثبت فرمایا ہوا ہے
اور یہ حکم کفار کو بطور مزا سنایا گیا ہے۔ کہ چونکہ تم خداوند کے رسول کو رسول اللہ ہونے کی بیا
ابن اللہ کہہ کر کفر کرتے ہو اس وجہ سے وہ بھی گویا اللہ ہیں لیکن تمہاری تکلیف کو دور نہ کرینگے
کیونکہ تم کافر ہو اس آیت کریمہ میں کفار کو ان کے کفر پر عقیدے کی بنا پر بے امید کر کے عتاب
ہوا ہے نہ کہ تذیل انبیاء علیہم السلام مراد ہے جیسا کہ تم نے سمجھا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
جو مرے کو زندہ کرنے کی طاقت رکھتے ہوں اور ان کے مرنے والے ان کی سفارش سے
بھی محروم رہیں کتنی بڑی بات ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ذیل ثابت کر کے بھڑکیاں
دیں کہ ایسے اولو العزم نبی اور تم محروم تم ان کو مانتے تو ہو لیکن تم نے بجائے رسالت کے کفر پر
عقیدہ رکھا جس سے بجائے فائدہ کے نقصان ہوا تو کیا مانا ان کو نبی اللہ ہونے کا صحیح عقیدہ
کیوں نہیں بنایا جیتے تاکہ اگر تم سے کوئی جرم بھی ہو جائے تو تمہاری بخشش ہو سکے لیکن ان
کو مشکل یہ ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قربت پر صحیح ایمان سے آئیں تو ان کو مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لانا پڑتا ہے۔ یہ امر ان کے ایمان لانے کے آگے آئے
آتا ہے تو خیر! یہ آیت کفار کی تذیل ثابت کر رہی ہے نہ کہ کمزوری انبیاء علیہم السلام کو کہ نہ
کفار سے ان کا تکلیف کو دور کرنا معاذ اللہ ان کی خفیت پر دال نہیں جیسا کہ تم بھی نبی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماننے کا دعویٰ رکھتے ہو اور ساتھ یہ بھی عقیدہ رکھتے ہو کہ وہ ہم سے
تکلیف یعنی مذاہب الہی کو دور نہیں کر سکتے تو تمہارے اس استدلال نے تمہارے ایمان کا پل

نکال کر رکھ دیا کہ ہوں رحمة اللعالمین لیکن تم موعوم تو ثابت ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو متہارہ کمزور سمجھنا تمہیں ایمان سے خارج کر رہا ہے اور ایسے لوگوں نے واقعی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سفارش سے موعوم رہنا ہے تو اس میں آپ کی خفیت نہیں بلکہ تمہاری خفیت ہے ایسے ہی مذکورہ بالا ایت میں کفار کو عیسیٰ علیہ السلام کے استغواہ سے موعوم رکھنا مراد ہے جس کو تم الٹ سمجھ بیٹھے ہو جب اللہ تعالیٰ نے ان کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بے امید ثابت کر دی تو اب ان کفار و مشلین کو شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ظاہر فرمائی جس کے ساتھ ہی عیسیٰ علیہ السلام و عزیز علیہ السلام کو بھی الوہیت سے مبرا فرمایا اور آگے فرمایا اُولَٰئِكَ الَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ اِنِّىْ رَٰبِعُ الْمَوَسِّىْنَ لَٰذَ اَيُّكُمْ اَشْرَبُ یہی وہ لوگ ہیں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام و عزیز علیہ السلام جن کو تم اپنا معبود سمجھتے ہو جن کی عبادت کرتے ہو وہ معبود نہیں بن سکتے کیونکہ وہ خود اپنے رب کی طرف جو انسان کا زیادہ قریب ہے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے رب کی طرف وہ اس کا وسیلہ طلب کرتے ہیں جملہ اَيُّكُمْ اَشْرَبُ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات باریکات کا ہی ثبوت پیش کر رہا ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام سے خدا کے زیادہ اقرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جملہ انبیاء علیہم السلام کا وسیلہ آپ ہی ہیں جن سے ان کی قربت عیاں ہے اور قیامت میں بھی سب انبیاء علیہم السلام آپ کے ہی منتظر ہوں گے جب آپ خداوند کریم کو سجدہ میں راضی فرمائیے تو بعد ازاں باقی انبیاء علیہم السلام اور ان کے بعد اولیاء کرام کلام کر سکیں گے ورنہ ایسے پہلے سب نفسی نفسی پکاریں گے تو اللہ تعالیٰ نے اس امر کی دلیل پیش کی کہ میں نے تمہارے سامنے ایسے نبی الانبیاء پیش کر دیے ہیں جن کے تمام انبیاء محتاج ہو گئے اور ان کی قربت میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے محتاج ہے چنانچہ تم ان کو معبود تسلیم کرو گئی سخت عقل سے بعید بات ہے اور جس ذات کے انبیاء علیہم السلام محتاج ہوں تم ان سے بیزاری کا اظہار کرو اور کہو کہ وہ میں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے

اور جن کی رحمت باقی انبیاء علیہم السلام تک نازل ہو بھلا ان کی امت آپ کی رحمت سے کیسے محروم رہ سکتی ہے اور جو محروم ہو وہ آپ کی امت سے ہی نہیں اور جو رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا خواستگار ہو تم ان پر کفار کی آیتیں چسپاں کر دو کچھ خدا کا خوف کرو ایسے دہا بیہ کے عقائد کی اطلاع ہمیں حدیث شریف سے مل چکی ہے ہم مسلمان تمہارے دہا بیوں کے پھندوں میں نہیں آ سکتے سنیے۔

بخاری شریف ۱۰۲۴ { دَعَاكَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُونَ ذَكَرَ ابْنُ عَسَا بَرَاهِمُ شَيْراً خَلَقَ اللَّهُ وَ قَالَ إِنَّهُمْ اِطْلَعُوا اِلَى آيَاتِ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَيَجْعَلُوها عَلَى الْمُؤْمِنِينَ

اور اللہ عزوجل کا ارشاد اور اللہ کی شان نہیں کہ گمراہ ٹھہراوے کسی قوم کو بعد اس کے کہ ہدایت دی اس نے ان کو حقیقی کہ بیان کرے ان کے لئے کہ وہ کس چیز سے کنارہ کش ہیں اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان بخاریوں کو اللہ کی تمام خلقت سے بہت بُری ٹیڑھ سے دیکھتے تھے اور فرمایا کہ بے شک وہ ایسی آیتوں کی طرف جو کفار کے متعلق نازل ہوئی ہیں پس چسپاں کر لیگے۔ وہ ان کو مومنوں پر۔

قسطانی خ ۱ { وَصَلَهُ الطَّبْرِيُّ فِي تَهْذِيبِ الْأَشْأَرِ فِي مُسْنَدِهِ عَلَيَّ دَعَاكَ مُسْلِمٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي دَرٍّ مَزْنُوعًا

طبری نے مسند حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تہذیب الآثار میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک مستند بیان کی ہے اور مسلم کے نزدیک ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث مذکور ہے۔

سہمان اللہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم غیب کی عجیب دلیل ثابت ہوئی

فرمایا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ ایسے لوگ خارجی ہو گئے۔ کہ جو انہیں کفار کے حق میں نازل ہوئیں وہ ان کو مومنین پر چسپاں کر بیٹھے اور اب تم فیصلہ کرو کہ یہ شعار و ہادیہ کا ہے یا نہیں جب تمہارے دلائل اسی فرمان کے ماتحت ہیں تو تم خود فیصلہ کرو کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث کے ماتحت ایسے لوگوں کو خارجی اور محمد کہا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجود ہے وہاں میں اس سے زیادہ سخت سزا مذکور ہے وہ خود قنطاری $\frac{۱۱}{۸۳}$ میں ملاحظہ فرمائیں آجیے اب اس آیت کریمہ کا فیصلہ کتب اہل سنت و جماعت سے کر لیں کہ آیا وہ کفار واقعی انبیاء علیہم السلام کو الہ معبود سمجھتے تھے بدیں وجہ یہ اسیت نادر ہوئی ہے یا نہیں۔

(قُلْ، لَعَلَّكُمْ تَدْعُونَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ اَتَقَعُوا
اَلْعِزَّةَ مِنْ دُؤُنِهِمْ) کَالْمُلَا شِكَةِ وَعِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ

وعزید علیہ السلام فلا یغیبکون کشف الضمیر عنکم ولا تحویلا
فرمادیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کو کہ بلا وجہ کو تم معبود و گمان کرتے ہو
مِنْ دُؤُنِ اللّٰہ یعنی رسول اللہ ہونے کے علاوہ جو تم ان کو اپنا معبود سمجھتے ہو اس
حقیقت سے ان کو بلا رو، مثل فرشتوں کی اور عیسیٰ علیہ السلام کی اور عزیر علیہ السلام
کی تو وہ تم کفار سے تکلیف کو مٹا نہ سکیں گے اور نہ وہ کفار سے تکلیف رفع کر ہی سکتے
ہیں۔ (تو معلوم ہوا کہ یہ کفار کو کہا گیا ہے کہ تم اپنے عقیدہ کے مطابق یعنی ابن اللہ
سمجھ کر پکارو تو وہ چونکہ ابن اللہ نہیں ہیں تو وہ تمہارے اسی شرکیہ عقیدہ کی وجہ سے
تمہاری پکار کا جواب نہ دیں گے۔ اور نہ تمہاری تکلیف کو رفع ہی کر سکیں گے۔ کیونکہ تم نے
خلاف رسالت ان کو خدا بنا لیا ہوا ہے اور یہ نہیں منع فرمایا کہ اگر تم ان کو حقیقت
رسول اللہ ہونے کے بھی پکارو گے تو بھی وہ تمہاری تکلیف کو دور نہ کریں
گے۔

(۲) تفسیر نفی ۲۲۵ { قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ رَعَيْتُمْ
أَتُنْشَأُ مَكَانَهُمْ

(۳) تفسیر ابن کثیر ۴۶ { (قُلْ) یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لِمَ تَدْعُوا
الْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ عَبَدُوا وَعَبَدُوا اللّٰهَ

فرا دئیے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان مشرکین کو جو غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

(۴) تفسیر کبیر ۶۵ { اعْلَمُوا أَنَّ الْمُقْصُودَ مِنْ هَذِهِ الْآيَةِ التَّوَدُّ
عَلَى الْمُشْرِكِينَ وَفَقَدْ ذَكَرْنَا أَنَّ الْمُشْرِكِينَ

لَا تَوَالِيَهُمْ كُنُونٌ لَّنَا أَهْلِيَّةٌ أَنْ تَتَخَذَ بَعْثًا دَعَا اللّٰهَ لَعَنَ
فَقَدْ لَعَنَ لَعْنًا لَّعْنًا لَعْنًا مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَهَمَّ الْمَلَائِكَةُ ثُمَّ
إِنَّمَا اخْتَارُوا ذَلِكَ الْمَلَكَ الَّذِي عَبَدُوهُ تَمَثُّلاً وَصُورَةً
وَأَسْتَعْلُوا بِبَعْثٍ دَعَا هَذَا التَّوَدُّ لَعْنًا لَعْنًا لَعْنًا
عَلَى بَطْلَانٍ تَوَدُّ بِهِمْ فِي هَذِهِ الْآيَةِ -

جان لے کہ مقصود اس آیت سے مشرکین کا رد ہے اور ضرور ہم نے ذکر کیا ہے کہ
مشرکین کہتے تھے کہ ہمیں اللہ کی عبادت سے مشغول ہونے کی طاقت نہیں تو ہم اللہ کے
بندوں سے بعض کی عبادت کرتے ہیں۔ اور وہ فرشتے ہیں پھر انہوں نے بنا یا ان
فرشتوں کو جن کی وہ عبادت کرتے تھے بت مجھے اور نصا ویری اور اس کی عبادت کے
ساتھ وہ مشغول ہو گئے اس تاویل پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو یہ ہیں ان کی بات
کے رو پر دلیل پیش فرمائی۔

اس آیت کے ماتحت علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت کیا کہ وہ ملائکہ کی تصویریں
اور مجسمے بنا کر ان کی پوجا کیا کرتے تھے اور اہل سنت و جماعت نہ کسی بزرگ کی عبادت
کرتے ہیں اور نہ تصویریں اور نہ مجسمے وغیرہ ان کے بنا کر ان کی پوجا کرتے ہیں یہ واقعی

مشترکوں کا رویہ ہے۔

ادید بھی ثابت ہوا کہ مِنْ دُونِ اللہ سے ملائکہ کی تصویر کے بت گھڑے ہوئے

یہاں مراد ہیں۔

”وہابی“ نوح السلام کے زمانہ میں کفار بھی تمہاری طرح دلیوں اور بلبوں کی
پوچھا کیا کرتے تھے۔ وَدَّ دَلِیْقُوْ وَنَسْرُوْ یَغُوْثُ وَنَسْرُوْ اَحِیْہ

نوح علیہ السلام کے زمانہ کے بزرگوں کے نام تھے بلاشبک بنجاری شریف نکال
کر دیکھ لو تو نوح علیہ السلام نے بد دعا فرمائی کہ یا اللہ یہ کفار وَدَّ دَلِیْقُوْ وَنَسْرُوْ وغیرہ
ہم کو چھوڑتے نہیں۔ ان کا ایک تخم نہ رہنے دے یہ بے ایمان توحید کو ماننے ہی نہیں
اللہ تعالیٰ نے اُن تمام کو بزرگوں کے ماننے کی وجہ سے تباہ و برباد کر دیا یا در کھو تم بھی
اسی لائق ہو کوئی عبد القادر کو پکارتا ہے کوئی باہو کو پکارتا ہے کوئی شکر گنج کہتا ہے یہ سب
شرک ہے تم تسلیم کر دینا۔

”محمد عمر“ خداوند تم کو ہدایت نصیب فرمائے اور قرآن کریم کی تحریف سے
ہر مسلمان کو محفوظ رکھے قرآن کریم کے اصل کو بدل کر بیان کرنا بھی تمہارا
ہی حصہ ہے قرآن کریم کی تفسیر بالراے کی اور مطلب بدھرم مضی چاہی پھیر کر لے
گئے ذرا ایت قرآنی ملاحظہ ہو۔

وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا
نوح ۲۹

نے کہا نہ چھوڑو تم اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑو تم وَدَّ کو اور نہ سُوع کو اور نہ یَغُوْثُ
کو اور نہ دَلِیْقُوْ اور نہ نَسْرُو کو۔

وہابی صاحب قرآن کے چور ہیں الفاظ قرآنی کو بھی چرانے سے فرقی نہیں کرتے
لَا تَذَرُنَّ کو پڑھ لیا اور آلہتکم کو چھوڑ دیا اسوس صاف اتنا مرثا لفظ کھاروا

ہے کہ ان پر کفر کا فتویٰ اس واسطے صادر ہوا کہ وہ ان بزرگوں کے مجھے بنا کر ان کو الٰہ یعنی اپنا معبود سمجھتے تھے۔ اس لئے حضرت نوح علیہ السلام نے ان کے لئے بد و عافرائی ترخانہ نے بھی ان کو غرق کیا کہ وہ خدا کی توحید کے بھی قائل نہ تھے اور وہ کفار بزرگوں کے بت بنا کر ان کی پوجا کرتے تھے دیکھو

حدیثنا ابراہیم بن موسیٰ قال اخبرنا ہشام
عن ابن جریر عن عطاء عن ابن عباس
صَدَرَتِ الْأَوْثَانُ الَّتِي كَانَتْ فِي قَوْمِ نُوحٍ
فِي الْعَرَبِ لِعَبْدٍ أَمَاوَدُ كَانَتْ بِكَلْبٍ

بخاری شریف ۲/۴۲۲

کتاب التوحید ۵

محمد بن عبد الوہاب

بَدَوْمَةَ الْجَنْدَلِ وَأَمَّا سَوَاعُ كَانَتْ لَهْدِيدٍ وَإِثْمَالِغُوثُ فَكَانَتْ
لِمَادِشْدَ لِبْنِ عَطِيفٍ بَا الْجَوْفِ عِنْدَ سَبَاوِ أَمَّا لَيْغُوثُ فَكَانَتْ لَهْدِيدِ
أَنَ وَأَمَّا النَّسْرُ فَكَانَتْ لِحَمِيرٍ لَالِ ذِي الْكَلْعِ وَلَسَرُ أَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِينَ
مِنْ قَوْمِ نُوحٍ فَلَمَّا هَلَكُوا أَوْحَى الشَّيْطَانُ إِلَى قَوْمِهِمْ أَنِ الصَّبَا
إِلَى مَجَالِسِهِمُ الَّتِي كَانُوا يَجْلِسُونَ أَنْصَابًا وَسَمَوْهَا بِأَسْمَاءٍ يَهْدُونَ فَعَلُوا
فَلَمَّا نَعَبْدُ حَتَّى إِذَا أَهْلِكَ أَوْلَيْكَ وَتَشَخَّحَ الْجَنْدَرُ عِيدَتُ

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس وقت عرب میں نوح علیہ السلام کی قوم کے اندر بت بننے جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ و دشہر دومہ جندل میں بنی کلب کا بت تھا اور لیکن سواع بذیل کا بت تھا اور لیکن لغوث بنی مراد کا بت تھا پھر جوف متصل باعدینہ بلقیس میں بنی عطیف نے اس کو اپنا معبود بنالیا اور لیکن لغوث بت ہمدان نے اپنا معبود بنالیا ہوا تھا اور لیکن نسرت ذوالکلع کی ال حمیر قبیلہ کا معبود تھا اور نسر وغیرہم یہ تمام بت نوح علیہ السلام کی قوم کے بزرگوں کے ہم سے کچھ جانتے تھے پس جب وہ بزرگ فوت ہو گئے تو شیطان نے ان کی قوموں کی طرف وحی کی کہ جہاں

یہ بزرگ بیٹھا کرتے تھے وہاں ان کی جگہ ان کے مجتبیٰ بت بنا کر کھڑے کر دو اور ان بزرگوں والے نام ان تہوں کے رکھ دو تو ان لوگوں نے شیطانی انگینت سے ایسے ہی کیا پھر ان کی پرستش شروع ہوئی سوچی کہ جب یہ بت نصب کرنے والے مر گئے اور علم مٹ گیا تو ان تہوں کی پوجا شروع ہو گئی۔ اولیٰ حدیث شریف کے چور حدیث نے مہار پول نکال دیا تم نے جو کہا تھا کہ وہ لوگ بزرگوں کی عبادت کرتے تھے غلط ثابت ہوا بلکہ حدیث شریف سے ثابت ہو گیا کہ وہ لوگ بزرگوں کے مجتبیٰ بت بولنے کئے ہوئے تھے ان کی پوجا کرتے تھے اور ہر قبیلے کا علیحدہ علیحدہ بت تھا اور ان تہوں کے نام وہ بزرگوں والے ہی رکھ دیتے چہ اسے شارحین بخاری سے دریافت فرمائیں۔

فتح الباری ۲۰/۳۷۶
 تَالِ فِي قَوْلِهِ لَعَنَ قَوْمٌ مِمَّنْ هُوَ مِنْهُمْ يَعْْبُدُونَ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ بِهِ
 شرح بخاری شریف
 عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام کی قوم کے بت تھے جن کی عبادت کرتے تھے۔

پھر بت پرستی کی ابتدا فرمائی کہ کیسے شروع ہوئی
 فَاتَّخَذُوا مِنْهُمْ سُلُوكًا مِمَّا كَانُوا يَكْفُرُونَ بِهِ لَعَنَ قَوْمٌ مِمَّنْ هُوَ مِنْهُمْ يَعْْبُدُونَ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ بِهِ
 فتح الباری ۲۰/۳۷۸
 شرح بخاری شریف
 جب مر گیا آدمی ان سے تو اس پر رویا پٹیا گیا پھر اس سے صبر کیا جاتا تو اس کی صبر کی ایک نمثال کا بت گڑھا جاتا پھر جب اس کے شوق نے جوش مارتا تو اس کے بت کو دیکھ لیا پھر جب وہ گڑھنے والا مر گیا تو بت پرستی شروع ہو جاتی۔
 اور قسطلانی شارح بخاری شریف نے بھی ۱/۱۰۰ میں یہی تحقیق کی ہے۔

یہ ہے جناب کی پوری جو قرآن میں پہلی تم نے کی اور حدیث میں بھی سرتے سے کام لیا اور یہاں تو نہ ان کا بت اور نہ ان کی تصریح اور نہ ان کی پوجا بلکہ مطابق شریعت محمدیہ قبر بنائی جاتی ہے اور جب کوئی کسی زائر سے دریافت کرے کہ کہاں جاتے ہو تو وہ یہی جواب دیتا ہے کہ فلان بزرگ کے مزار مقدس پر جا رہا ہوں اور وہاں جا کر وہ قرآن کریم کی چند آیات پڑھتا ہے مراقبہ کی حالت میں اپنے قلب کو موت کی یاد دلانا ہے اگر کوئی صاحب کشف ہو تو وہ اس صاحب قبر کی زیارت سے مشرف ہو کر فیض حاصل کرتا ہے ورنہ معتقدین صاحب قبور سے عبرت حاصل کرتے ہیں اگر کسی نے کوئی بیبی بھی منت وغیرہ مانی ہو مثلاً قرآن پڑھنے کی منت ہو تو وہ صاحب قبر کو پڑھ کر بخش آتا ہے۔ اگر کوئی کھانے کی منت مانی ہو تو وہ صاحب قبر کی طرف سے وہاں فقر کو تقسیم کر آتا ہے بشرطیکہ بھنگی چرسی نہ ہوں اور اگر کسی نے کوئی جائز کی منت مانی ہو تو وہ وہی جائز لے کر کسی صاحب شرع فقیر کو اس صاحب قبر کی طرف سے صدقہ کر آتا ہے اور جو علامات شرع ہوں ان کو ایسے صدقات دینے ہمارے نزدیک بھی ناجائز ہیں اگر غلط ہے تو ہماری کسی کتاب چھوٹی سے چھوٹی کی تحریر ثابت کر دو کہ تمہارے نزدیک بھنگیوں چرسیوں ششدریوں کو دینا جائز ہے یا تم کسی حدیث یا آیت قرآنی سے ان مذکورہ بالا امور کو شرک یا ناجائز ثابت کر دو ورنہ لَسْمُ تَفْعَلُوا اِنَّ لَكُمْ لَفَعْلًا اِنْ تَفْعَلُوْا اَلْقَعُوْا النَّارَ الْاُولٰٓئِیْ وَ تَقُوْهُمْ النَّاسُ وَ الْجَنَّةُ اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِیْنَ۔ اؤ وہاں ہر جائز اور کفار اور بتوں والی آیتیں مومنوں پر چسپاں نہ کرو اور اپنے اعمال کو بے ایمانی کی رو میں نہ بہاؤ۔

تو ان آیات کریمہ سے جو تم نے پیش کی ہیں وہ تمام بتوں اور کفار کے منغلطہ تھیں چاہے کسی نے بنیوں و لیوں کے بت ہی کیوں نہ بنائے ہوں بہر صورت تم نے دعائیں کھنڈ اللہ کی آیات پیش کیں جس کے معنی عبادۃ ہیں اور میں دُؤن اللہ سے مراد بت ہیں

جیسا کہ مفسرین اہل سنت و جماعت کے اجماع سے ثابت ہو گیا ہے یہ حدیث شریف سے بھی اس کا ثبوت پیش کر دوں۔

بخاری شریف ۲۱ (مِنْ دُونِهِ) بِالْأَوْثَانِ

اور قرآن کریم میں بھی جو مِنْ دُونِ اللّٰہ کے صفات رب العزت نے بیان فرمائے ہیں ان سے مختصر بیان کئے گئے جو تم نے سُن لئے ہیں کہ من دون اللہ کی صفات سے چند یہ ہیں مثلاً

صفات عباد اللہ

صفات من دون اللہ

اور یہ انبیاء علیہم السلام کی شان نہیں

۱) مَنْ لَا يَنْجِيْبُ لَهُ اِلٰى يَوْمِ

اور اولیاء کی شان نہیں بلکہ وہ جواب

الْقِيَمَةِ مِنْ دُونِ اللّٰہ

دیتے ہیں۔

قیامت تک جواب نہیں دے سکتے۔

اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ غافل نہیں

۲) وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَفِلُونَ

ہیں۔

مِنْ دُونِ اللّٰہ

ان کی پکار سے بے خبر ہیں۔

یہ بھی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی

۳) كَاذِبُ الشَّامِ كَاثِبُوا

شان کے خلاف ہے کیونکہ وہ اپنے متبعین

لَهُمْ اَعْدَاءُ

کو بیچا بیچے اور سفارش کرینگے نہ ہاں۔

جب اٹھائے جائینگے تو مِنْ دُونِ

مَنْ يَنْشَعُ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ

اللہ ان کے دشمن ہوں گے۔

تَحْصِيْبٌ مِّنْهَا جَمْعُ مَعْبُوْدِيْنَ كِي طَرَحِ

انشار اللہ دشمن نہ ہونگے کیونکہ یہ مِنْ دُونِ

اللہ کی شان ہوگی۔

یہ بھی اولیاء اور انبیاء کی شان نہیں کیونکہ

۴) ذَا كُنُوْا عِبَادًا لِّهٖمْ كَاخِرِيْنَ

صفات من دون اللہ

اور وہ من دُونِ اللہ اپنے عابدین
کی عبادت کا انکار کریں گے۔

صفات عباد اللہ

ان کی ہم عبادت نہیں کرتے بلکہ اتباع
کرتے ہیں اور وہ ہماری اتباع کا انکار
نہ فرما دیں گے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
رب امتی فرما کر گنہگاروں کی بخشش
فرما دیں گے اور پیرانِ عظام بھی سفارش کریں گے
اور اپنی اتباع کا انکار نہ کریں گے۔ یہ شیعوہ
مذکورہ اسیت کا من دُونِ اللہ معبودین کا
ہے۔

(۵) مَا يَكُونُ مِنْ قَاطِبَةٍ

مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَهِيَ بِرُكُوعِ
چھلکے کے بھی مالک نہیں۔

اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ بہت کچھ
کے مالک ہیں جو واضح ہر چکا لہذا وہ من
دُونِ اللہ نہ ہوئے کیونکہ یہ شان رسالت
و ولایت کے خلاف ہے شان اہل اللہ
یہ ہے قُلْنَا يَا ذَا الْعَرْشِ مَنَ اَنَا
تَعَذَّبْ وَ اَنَا اَنْ تَخْذَفَ فَيَسْجُدَ
انبیاء کرام اور اولیاء کرام کسی کے گھڑے
ہوئے نہیں بلکہ خداوند کے پیدا شدہ ہیں۔
اور اُس کے خلق کی طاقت بھی عطائی رکھتے
ہیں لہذا من دون اللہ نہ ہوئے۔

(۶) لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا زَاهِرًا

يَخْلُقُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ
کچھ بنا نہیں سکتے وہ خود گھڑے ہوئے
ہیں۔

اس عنوان سے انبیاء کرام و اولیاء کرام
کی ذات برابر ہے جیسا کہ واضح ہر چکا لہذا من

(۷) اَمْوَاسٌ عَبِيدُ اَحْيَاءٍ

مِنْ دُونِ اللّٰهِ

صفات من دون اللہ

صفات عباد اللہ

میں ذاتی موت ہے جو وہیں حیات ہے
ہی نہیں کسی وقت بھی۔

دُونِ اللہ نہ ہوئے

(۸) وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ

يُبْعَثُونَ اور من دون اللہ

قیامت سے بے خبر ہیں۔

یہ بھی جوئے معبودین کی شان ہے بغیر
کرام و ادویہ کرام قیامت سے باخبر ہیں
لہذا ان کو دُونِ اللہ کی یہ صفت بھی ان میں
نہ ہوئی تو من دون اللہ نہ ثابت ہوئے۔

یہاں اس کے بالکل برعکس ہے کیونکہ متبعین
رسل و ادویہ اللہ وقت موت ان کو ثابت
نہ کیئے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وقت موت

(۹) قَالُوا احْضَرُوا عَنَّا وَمَوْعِدُكُمْ

عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَتُمْ مُّكَذِّبُونَ

کافرین۔

فرشتے جان لینے آئیے تو وہ سوال کر گئے

تو عابین اپنے جوئے معبودین کا انکار کر گئے

ترجمہ۔ کیئے کہ وہ میں دُونِ اللہ ہم سے

غائب ہیں اور وہ اپنے کفر کا خود اقرار کر گئے۔

اپنے غلاموں کے پاس تشریف فرما ہوتے
ہیں اللہ ہم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ
پڑھتے ہیں اور مومن آپ کی اتباع کا وقت

انکار بھی نہیں کرتا لہذا من دون اللہ نہ ہوتے

اگر من دون اللہ ہوتے تو اس وقت

جوئے معبودوں کی طرح غائب ہوتے۔

انبیاء اللہ اور ادویہ اللہ سے اور ان کی

قبروں سے بھی ان کا فیض لوگوں کو ہر وقت

پہنچتا ہے اور قیامت تک انشاء اللہ سچا

ورنہ ولایت کا خاتمہ ہو جائے یہ مذکورہ شان

من دون اللہ کی ہے ثابت ہوا۔ کہ

(۱۰) لَا يَنْصَرِفُونَ وَلَهُمْ فِي الْحَيَاةِ

نَبَاتٌ كَقَيْدِ إِلَى الْمَاءِ وَمَا هُوَ

بِالْبَعِيدِ

رومن دون اللہ نہیں قبرل کرتے وہ ان

کی دعا کر کچھ بھی مگر عیسا کہ کوئی اپنے دونوں ہاتھ

صفات من دون اللہ

پانی کی طرف بے کرے اور پانی اس کے پاس نہیں پہنچنے والا

(۱۱) عِبَادُ امَّاؤُكُمْ مِمَّا دَعَوْهُمْ

فَلَيْسَ يُجِيبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ

یعنی وہ لوگ تمہارا جیسا کہ تم کہتے ہو

اعراف ۲۴

نظر آتے ہیں اس پر

پکارو تو سبھی ان کو اگر تم ان کی عبادہ میں

ہو تو تمہاری بات کا جواب تو دیں

صفات عباد اللہ

اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ میں دونوں اللہ نہیں ہیں

انسانوں کی مثل تو ہیں لیکن انسان نہیں

کیونکہ ان کو اگر پکارو تو تمہاری بات کا جواب

نہیں دے سکتے

من دون اللہ سے مراد بت ہے۔ اس

آیت کریمہ سے صاف ثابت ہو گیا کیونکہ وہ

آدمیوں جیسے تصور میں تو نظر آتے ہیں چونکہ

وہ عبادات میں جواب نہیں دے سکتے

انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ اس سے ممتاز

ہیں کیونکہ وہ عِبَادُ امَّاؤُكُمْ کے ماتحت

نہیں اگر منصب قبلہ کلام کی جاوے۔ تو

جواب دیتے ہیں ثابت ہوا کہ وہ من دون

اللہ نہیں

www.KitaboSunnat.com

یہ تئوں کی شان ہے کہ ان کے پاؤں

میں لیکن چل نہیں سکتے ایسے ہی باقی اعضا

بھی موجود ہیں لیکن بیکار ہیں اور اولیاء اللہ

اور انبیاء اللہ کی حالت اس کے برعکس

ہے جیسا کہ ذکر ہو چکا کیونکہ ان کی شان ہے

كَتَلَعَا شَهْمَاكَ كَمَا يَكْتُمُ اَنْ كَرَّمَاكَ

(۱۲) اَلَمْ تَرَ اَنْهُمْ اُذِيعُوْا فَيَسْتَوُوْنَ بِهَا

اَمْ لَكُمْ اَسْمَاءٌ يَّبْتَطِشُوْنَ بِهَا اَمْ

لَكُمْ اَعْيُنٌ يَّبْصُرُوْنَ بِهَا اَمْ

لَكُمْ اُذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا

کیا من دون اللہ کے پاؤں ہیں جن کے

ساتھ وہ چلتے ہوں کیا ان کے ہاتھ ہیں جن

صفات من دون اللہ

کے ساتھ وہ کھڑے ہوں کیا ان کی آنکھیں
ہیں جن کے ساتھ وہ دیکھتے ہوں کیا ان کے
کان ہیں جن کے ساتھ وہ سنتے ہوں

صفات عباد اللہ

استقبال کے لئے آتے ہیں اگر وہ من دون اللہ
ہوں جنہیں اور نہ دیکھیں وغیرہ تو معاذ اللہ
فرشتے ایسے ہوں کہ استقبال کرتے ہیں؟ معلوم ہوتا
کہ یہ شانِ جبروں کی ہے اور یا اللہ اور یا اللہ
کہاتے ہیں جیسے جنت کے باغات میں
میش کرتے ہیں ان کی سمع و بصر وغیرہ ہم سے
زیادہ قوی ہیں۔

لَا يَسْتَعْجِلُونَ نَعْرَكَ

(۱۳) اعراف ۲۴

يُنْعَرُونَ

من دون اللہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور
ذاتی جباروں کو بچا سکتے ہیں۔

یہ من دون اللہ کی تیر حسیں صفت ہے کہ
وہ اپنی جانوں کو مذابِ الہی سے نہیں بچا
سکتے چہ جائیکہ وہ نہاری مدد کر سکیں غیبت
اللہ علیہ وسلم اپنی گنہگار امت کو بخشا کہ
جنت میں سے جائیں گے اور اولیاء اللہ
بھی بعد ازاں مفادش کر کے بخشا جائیں گے
ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ
دُونِ اللہ نہیں بلکہ ہیں مَعَهُ الْمُقْصِدُونَ

اس آیت پاک سے معلوم ہوتا کہ من دون
اللہ ہے ہدایت ہے اور ان کی شان ہے
أُولَئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ
وَمَا يَمُنُّ إِلَّا فِئْتَانٌ مِّنْ آلِهَا فَهُمَا سِمْؤِيلُ
مِن دُونِ اللہ نہ کہہ لیں گے۔

(۱۴) وَاتَّخَذُوا هُمُومًا

لَا يَكُونُ لَهُمْ

اور اگر تم من دون اللہ کو ہدایت کی طرف
بلکہ تڑو ہدایت سنتے ہی نہیں۔

صفات من دون اللہ

(۱۵) اَمْ لَمْ يَنْظُرُوا إِلَىٰ الْيَمِّ
وَهُمْ لَا يَتَجَبَّرُونَ .

اور آپ من دون اللہ کو دیکھ رہے ہیں۔
آپ کی طرف وہ بھی دیکھتے ہیں مگر وہ دیکھ
نہیں سکتے۔

لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا

(۱۶) حَجَّ ۱۰ اَوْ ذُوًا يَجْعَلُ الْاِلٰهَ .

اگر وہ تمام من دون اللہ سمیت ہر جاویں تہہ بزرگ
ایک کھسی جی پیدا نہیں کر سکیں گے۔

صفات عباد اللہ

من دون اللہ کی شان یہ ہے کہ ان میں
کوہ باصرو نہیں تو وہ بت ہی پر سکتے ہیں کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے پہلے
ہی دستا ہند فرما کر من دون اللہ سے
رہا فرمایا۔

یہ شان ہے من دون اللہ کی اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم پر انجیل کو سے تمام
کی زندگی آپ کے باعث ہے بلکہ تمام
مخلوق کی زندگی کے سبب حضور صلی اللہ
علیہ وسلم ہیں پتھر کی طرف یا انکدوں کی
آپ کی نگاہ پاک اٹھی تو جانور بن گئے بلکہ
گویا بن گئے ثابت ہوا کہ اختیار کرام من
دون اللہ نہیں۔

یہ من دون اللہ کی سرحدیں صفت ہے
کہ ان سے اگر کھسی کہ چھین کرے باد سے
تو اس سے وہ چھڑا نہیں سکتے اور شان مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہے کہ آپ درخ سے
چھڑا سکتے ہیں اور حرم من دون اللہ میں اتنی
کزد می اور بادھرا تنی طاقت کہ عزرائیل
نزدیک آنے کی جرأت نہیں رکھ سکتا

(۱۷) اِنْ يَنْشَأْ لَكُمْ الْكُتُبُ

سَيَا لَا يَسْتَفِيدُونَ مِنْهُ

اور اگر من دون اللہ سے کھسی کہ چھین لے
تو اس سے چھڑا نہیں سکتے۔

صفات من دون اللہ

صفات عباد اللہ

مکمل کی ترکیب ہی طاقت ہے ثابت ہوا
کہ انبیاء کرام اور اولیاء کرام من دون
اللہ نہیں من دون اللہ بت ہی ہیں۔

یہ من دون اللہ کی آثاروں صفت
ہے کہ وہ تکلیف کو دور نہیں کر سکتے اور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بالمؤمنین
رَدُّتْ رَحِيمُهُمْ۔

معلوم ہوا ہے کہ انبیاء کرام من دون
اللہ اور حبیب اللہ ہُمُ الْغَالِبُونَ
کے فرمان سے اولیاء اللہ بھی من دون اللہ
نہیں ہو سکتے۔ قَدْ تَوَيَّمْتَنِي ادْعُ لَنَا
وَبَدِّعْ بِنَا عَمِيدَ عَيْدِكَ وَكَسِبِ
كَشَفْتَ عَنَّا الرَّجْزَ لَسُوْمِيْنَ لَكَ
وَلَسُوْمِيْنَ مَلَكَ بَيْنِ اِيْمَانِيْكَ
فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمْ الرِّجْزَ الْاَقْلَ
اَجَلِيْ هُمْ بِالْعَوْدَةِ اِذَا هُمْ
يَتَكَبَّرُوْنَ اِيْمَانِ دَارِ كَمِ وَاسْطِ اِشَارِهِ
کافی ہے۔

سار ۵
اَلَمْ تَعِدْنَا اِيْمَانِ

۱۸) بنی اسرائیل ۱۵
قَدْ يَكْفِيكَوْنَ
اَكْشَفَ الْغُصْرَ
عَنْكُمْ۔

پس نہیں مالک ہیں وہ تم سے تکلیف
دور کرنے کے

۱۹) عَنكِبُوت ۲۴
مَثَلُ الَّذِيْنَ
اَتَّخَذُوْا

صفات من دون اللہ

مِنْ دُونِ اللَّهِ أُولَئِكَ مِثْلُ الْعَنْكَبُوتِ
مثال ان لوگوں کی جہنوں نے من دون
اللہ کو مددگار یا کار ساز پکڑا مثل مکڑی کی
ہے۔

صفات عباد اللہ

الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ
مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ مِنْهُ لَكُنُوفًا
الہم کی خوشخبری دیجیے جو مومنوں کے سوا
اپنا مددگار بناتے ہیں۔

لَسَارِ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا
تَتَّخِذُوْا الْكَافِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ
الْمُؤْمِنِيْنَ

اے ایمان والو مومنین کے سوا کفار کو اپنے
مددگار نہ بناؤ۔ معلوم ہوا کہ مومنین من دون
اللہ بھی نہیں اور مکشبل العنکبوت بھی
نہیں اور کیا رب العزۃ نے معاذ اللہ مکشبل
العنکبوت کے زمین و آسمان اور ہر شئی
تابع کر دی کچھ خیال کرو معلوم ہوا کہ ان کی
امداد بغیر کچھ نہیں ملتا۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ
معلوم ہوا کہ من دون اللہ نہیں من
شئی؛ کہاں اور رحمتہ للعالمین
کہاں کچھ تو انصاف سے کام لو

(۲۰) عَنكَبُوت ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَكْتُمُ
اَسْمَاءَ سُوءَاتِ
مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ

بے شک اللہ تمہارے چھپاتا ہے جن من
دُونِ اللہ کو تم پکارتے ہو وہ کچھ نہیں
(۲۱) اعراف ۝ اِنَّهُمْ لَخُذَّاعٌ وَاسْتِغَاثِبِيْنَ

اس آیت کریمہ میں رب العزۃ نے من

صفات من دون اللہ

أَذْلِيَاءٌ مِنْ دُونِ اللَّهِ
بے شک انہوں نے لیا ہے شیاطین
من دون اللہ کو کارساز

صفات عباد اللہ

دُونِ اللَّهِ پر شیاطین کا اطلاق فرمایا اور
شیطان کہن دون اللہ کھا اور شیاطین سے
مسلمان کو۔ خدا کی پناہ اور شیاطین کا کلم
ہے إِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ
وہ اپنے دوستوں کے دلوں میں دسواں
ڈال کر گمراہ کرنا اور اختیار کرام کا عمل ہے
هُدَايَتِ ابْنِكَ لَتَقْدِرَنَّ إِلَىٰ صِرَاطِ
مُسْتَقِيمٍ اور آپ کی اطاعت میں بھی
فعل ہے اور یار کرام کا اَمْتًا يَتَّبِعُونَ
بِأَمْرِ اللَّهِ اور یارِ اللہ اور شیاطین کے احکام
والی آیات کو اختیار اللہ اور اور یار اللہ
پر چسپاں کرنا اور ان جیسا سمجھنے والا وہ
ابلیسی جماعت کا فائدہ ہے حزب اللہ
سے اسے سروکار نہیں۔

شیاطین من دون اللہ ثابت ہوئے نہ
اختیار اللہ اور اور یار اللہ خدا جدا اور اگر
ان کو من دون اللہ سمجھو گے تو پھر تم مطیع
شیطان ہی کہلاؤ گے اور امت شیطان
کہلانے کے حقدار ہو گے امت مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہلا سکو گے۔

صفات من دون اللہ

(۲۲) سب ۲۲/۳ } قَدْ ادْعُوا الَّذِينَ
ازَعَمْتُمْ فِي دُونِ اللَّهِ
لَا يَكُونُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ
وَلَا فِي الْأَرْضِ -

فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگ کر
ان من دون اللہ سے جن کو تم گمان کرتے
ہر نہیں ملکیت رکھتے وہ ایک ذرے کی
ذراتوں میں نہ زمین میں -

صفات عباد اللہ

یہ من دون اللہ کی بامیوس صفت ہے
کہ ان کو اللہ نے ایک ذرے کا مالک نہیں
بنایا مگر عباد اللہ کی شان یہ ہے -

نساہ ۵ :- اَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ
عَلٰی مَا اَسْلَمُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَمَا لَهُمْ
اَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ اَسْمَاءُ الْاَنْبِيَاءِ الَّتِي
كَتَبَ الْغُلَامُ
وَاسْمًا هُمْ مِنْكُمْ هُمْ يَحْسُدُونَ
لِاُولٰٓئِكَ اَسْمَاءُ الْاَنْبِيَاءِ الَّتِي
كَتَبَ الْغُلَامُ
سے دیا پس تحقیق دی ہم نے ہم علیہ السلام
کی آل کو کتاب اور حکمت اور دیا ہم نے ان
کو کثرت عظیم -

ثابت ہو کہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ
من دون اللہ نہیں ہیں -

مومن ۲۲/۳ } حَادِثِي الْبَيْتِ مِنْ رُفِي
میرے پاس میرے رب کی
طرف سے بیعت آئیں -

اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ الْكِتَابَ
ہم نے آپ کی طرف کتب اتاری علوم
پورا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب اتاری
گئی تو من دون اللہ نہ ہوئے کیونکہ من

(۲۳) فاطر ۲۲/۳ } اَمْ اَتَيْنَاكُمْ مِّثْقَالًا
نَبِّئْهُمْ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ
مِثْقَالًا

کیا من دون اللہ کو ہم نے کوئی کتاب
دی ہے تو وہ اللہ کی طرف سے بیعت پر
ہیں -

دُونِ اللہ کے کذب کی اور من دون اللہ
ہونے کی بڑی علامت یہ ہے کہ ان کے پاس
کوئی خدائی کتاب نہیں جیسا کہ مرزا غلام احمد
قادیانی

اَلرَّیْبُ عُدُوْنُکَ کے معنی صرف پکارنا ہی لئے
جادوینگے تو بڑی خرابی لازم آگئی جس کو تم
پکارو گے ماسوائے اللہ تو وہ باطل ثابت
ہوگا اور اگر من دون اللہ سے مراد اگر بت
لئے جادوی بلکہ انبیاء و اولیاء کو شامل
کیا جاوے تو معاذ اللہ ذات اولیاء و انبیاء
اللہ میر جب ان دونوں آیات کے باطل
ثابت ہونگے حالانکہ باطل آجاوے تو
اس پر اللہ تعالیٰ حق کو پھینکتے ہیں تو وہ
حق باطل کو تباہ کر دیتا ہے اور حق کو اللہ تعالیٰ
ثابت و غالب رکھتے ہیں اور باطل کو
مٹا دیتے ہیں تو میرے خیال میں جب باطل
کے نزدیک انبیاء کرام و اولیاء کرام میں
دُونِ اللہ اور باطل ٹھہرے تو بت
اور کفار کو تو خود حق سمجھتے ہونگے اور کسی
لئے کفر کا ساقط دیتے ہیں اور حزب اللہ
کی مخالفت کرتے ہیں حالانکہ سب اللہ

۲۳۱ تعان ۲۴ اَللّٰہُ یَاۡنَ اللّٰہُ هُوَ
اَلْحَقُّ وَاَنْتَ مَا یَدْعُوْنَ
مِنْ دُوْنِہِ الْبَاطِلُ۔

یہ سب اس کے کہ اللہ تعالیٰ وہ حق ہے
اور جس من دون اللہ کی وہ عبادت کرتے
ہیں وہ باطل ہے۔

۲۴۱ ج ۱۴ اَللّٰہُ یَاۡنَ اللّٰہُ هُوَ
اَلْحَقُّ وَاَنْتَ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہِ
هُوَ الْبَاطِلُ۔

یہ سب اس کے کہ اللہ تعالیٰ وہ حق ہے
اور جس من دون اللہ کی وہ عبادت کرتے
ہیں وہی باطل ہے۔

وہا یعنی اگر یہاں پکارنا ہی لیا جاوے
تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن کو یہ پکارتے
ہیں وہ باطل ہے تو معاذ اللہ انبیاء اللہ
اور اولیاء اللہ باطل ثابت ہونگے حالانکہ
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

صفات من دون اللہ

بَيِّنُ الْقُدْرَتِ بِالْحَقِّ
 اٰلِیَاسَ ۱۴ اَعْلٰی الْبَاطِلِ نَبْدُ مَعْدُ
 نَاذَا هُوَذَا هَقُّ -

بلکہ پھیلکتے ہیں برحق کو باطل پر تو وہ اس کا
 بھیجا نکال دیتا ہے۔ تو وہ اس وقت مٹ
 جاتا ہے۔

لِحَقِّ الْحَقِّ وَبَيِّنُ الْبَاطِلِ
 انفال ۹ اَلْبَاطِلُ -

تاکر ثابت رکھے اللہ تعالیٰ حق کو اور تباہ
 کرے باطل کو۔

اَمَّا الْبَاطِلُ يُقْمِنُونَ
 شمل ۱۴ اَوْ يَنْجُمَةِ اللّٰهِ هُمْ
 يَكْفُرُونَ وَيَكْبُدُونَ مِنْ دُونِ
 اللّٰهِ =

کیا پس باطل کے ساتھ ایمان لاسکتے
 ہیں اور اللہ کی نعمت کے ساتھ وہ انکار
 کرتے ہیں اور من دون اللہ کی عبادت
 کرتے ہیں۔

صفات عباد اللہ

كَارِثًا وَسَيِّئًا هُوَ الَّذِي اَدْسَدَ سُرُوْلَهُ
 بِالْهَدْيِ وَدَعَى الْفِتْنِ لِيُظْهِرَ عَلَى
 الدِّينِ كُلِّهِ وَكَوْكَرَهُ الْكَافِرُونَ -

اللہ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
 ہدایت اور دین حق دے کر اسی لئے بھیجا
 ہے تاکہ تمام ادیان پر غالب کر دیں خواہ کفار
 کیوں نہ چلائیں۔

اور پھر فرمایا لَا تُغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِي
 ضرور میں غالب رہوں گا۔ اور میرے تمام
 رسول اور حبیب اللہ ہمارے نائبوں

کا حکم تو اوہی اللہ کر مل چکا ہے ثابت ہوا
 کہ یہ تمام من دون اللہ نہیں ورنہ ان
 کو اللہ غلبہ نہ عطا کرتے بلکہ مٹا دیتے جیسا کہ
 تم نے سمجھا ہے پھر اگر انبیاء کرام من دون

اللہ ہیں تو تم باطل کا کلمہ پڑھتے ہو باطل
 کی اطاعت کرتے باطل کا دین قبول کیا
 ہے۔ باطل کی امت ہو معاذ اللہ شہر
 معاذ اللہ باطل کے ساتھ ایمان لاسکتے

اور نعمت اللہ یعنی رسل کو من دون اللہ
 کہہ کر رسالت کا صاف انکار ہے معلوم ہوا

صفات من دون اللہ

صفات عباد اللہ

ذَٰلِكَ بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا
مُحَمَّدٌ ۲۶ | أَشْبَعُوا أُنْجُلًا

یہ بایں طور کہ جن لوگوں نے کفر کیا وہ باطل
کی تابعداری کرتے ہیں۔

اُولَٰئِكَ رِجَالٌ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ
اِنَّ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاَتَّبِعُوْهُ فِيْ
يُحِبُّكُمْ اللّٰهُ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
نِسَارٌ ۲۷ | أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا
الرَّسُولَ وَآدِلُوا بِالْأَمْرِ مِثْلَهُ

اس آیت کریمہ سادہ میں ثابت کیا گیا کہ اگر
حکم محبوب خدا بننا چاہتے ہو تو فرما دیجئے
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری حکامی
کو رو اور دوسری میں یہ ثابت فرمایا کہ اگر تم
نجات چاہتے ہو تو اللہ کی تابعداری کرو
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ادب
تہ سے ادب و الامور میں اگر یہ سب باطل
ہوتے تو ان کی اطاعت کا حکم نہ ہوتا اگر
ان کی اطاعت کا حکم ہے تو باطل نہ ہوئے
جب باطل ثابت نہ ہوئے تو ثابت ہوا کہ
تمام اہل اللہ من دون اللہ نہیں۔

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ
نِسَارٌ ۲۸ | اللّٰهُ مَوْفَىٰ تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْغَبُ
عَلَيْكُمْ حَقِيقًا بِرُشْحٍ تَابِعْدَارِي كَرَمِي

اِيْمَعُوْا وَتَعَبَّدُوْا
(۲۵) انبیاء ۲۱ | مِنْ دُونِ اللّٰهِ حَقِيقًا

جَهَنَّمَ فَاَتَّبِعُوا مَا آدِرُ دُونَ تَوَكَّلْ

صفات من دون اللہ

صفات عباد اللہ

الْمُهْمَةُ شَاوِدَةٌ مَا وَجَعَلَ يَهْلِكُنْ
 لَمْ يَكُنْ فِيهَا ذِي يَوْمٍ وَهَسَتْ فِيهَا لَا يَسْتَوُونَ
 بے شک تم (کفار) اور جن من دون اللہ
 کی تم عبادت کرتے ہو جنہم کا ایندھن ہیں
 تم تمام اس جنم کو داخل جو فیو اسے برا کر
 معبود ہوتے ہو جنہم میں داخل نہ
 ہوتے اور تمام اس میں ہمیشہ رہینگے اس جنم
 میں (دوزخیوں کا) شور مہکا اور وہ اس
 میں کچھ نہ نہیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پس تحقیق
 اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے
 منہ پھیرا تو ہم نے آپ کو ان پر جو کیدار
 بنا کر نہیں بھیجا۔

جب یہ ایت نازل ہوئی تو ابن زبیری بھی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منامہ کیا کہ تو نے
 کہا ہے اِنَّكُمْ دُونَنا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ حَتّٰى تَنْتَفِیْزُ نَبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا ان تو ابن زبیری یہودی نے کہا کہ کیا یہود عزیر علیہ السلام کی عبادت نہیں
 کرتے تہاڑے اس قانون سے یہ انبیاء و ملائکہ بھی جنہی ثابت ہوئے تو نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ بَلْ یَعْبُدُوْنَ الشَّیْطَانَ وَہ ان کی عبادت نہیں کرتے بلکہ
 شیطان کی عبادت کرتے ہیں ملاحظہ ہو

خازن ۳ تراشہ قائلے نے اس کے دو میں ایت نازل فرمائی اِنَّ الدِّیْنَ
 سَبَقَتْ لَمْ یُؤْتِ الْحُسْنٰی اَلْاَلْبَیْ عَفْوَا مُبْعَدُ دُونَ اور بے شک جن کے
 لئے ہماری طرف سے یہی مقدم ہو چکی ہیں وہ اس سے دور کئے جا دیئے۔

تر ثابت ہوا کہ انبیاء اللہ کو من دون اللہ سمجھنے والا پہلا زبیری یہودی تھا۔ جو
 وہ ہیں کہ اس امر میں پیشوا ہے تو انبیاء اللہ اور انبیاء اللہ کو من دون اللہ سمجھتے

ہیں وہ یہودیوں میں شامل ہیں اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کے ملنے والے اور ان کی اتباع کرنے والے ان کی پرستش میں شامل نہیں ہو سکتے پرستش وہی رک کرنے ہیں جو ان کے محبے وغیرہ بنا کر اپنے معبود خالوں میں رکھتے ہیں اور خداوند کو چھوڑ کر ان بتوں کی پوجا کرتے اور حقیقتاً وہ بھی ان انبیاء علیہم السلام کی پوجا نہیں کہاں سکتی اگر کہاں سکتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیتے کہ واقعی وہ ان کی پوجا کرتے ہیں بلکہ آپ نے جواب دیا کہ وہ انبیاء اور ملائکہ کی پوجا نہیں کرتے۔ وہ شیطان کی عبادت کرتے ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ اِنَّهُمْ كَانُوْا اِلٰهًا طٰغُوْٓتًا اَفَلَا يَذٰكُرُوْنَ مِثْلَ دُوْنِ اللّٰهِ جِیسا کہ اس کا بیان گزر چکا تو معلوم ہوا کہ کفار کا انبیاء و صالحین کے معبود کی پرستش کرنا شیاطین کی ہے ان کی پرستش نہیں مِثْلَ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد بات ہے ہیں یا شیاطین اور یہی جہنم کا اندھن ہونگے۔ اولیاء اللہ یا انبیاء اللہ کی شان میں من دون اللہ کا خطاب دینا اور ان کے مطیعین کو ان کے عابدین کہنا ایمان سے خارج ہوتا ہے۔

الحاصل جس مقام پر ترجید الہی کے مقابلہ میں من دون اللہ کی تذلیل مقصود ہو تو وہاں دو صورتیں ہونگی (۱) عابد کی تذلیل (۲) معبود صلی کی تذلیل مذکور ہو تو من دون اللہ سے بت یا شیطان مراد ہونگے اور ان کے عابدین پر فتویٰ کفر و شرک مذکور ہوگا اور ان سے استغاثہ ان کو پکارنا ان کے سامنے ادب سے بیٹھنا مذکور ہوگا ان کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھنا ان کی طرف پل کر برائے زیارت جانا ان کو اچھا سمجھنا یہ سب من دون اللہ اور باطل ہوگا اور یہ تمام ان کی عبادت مقصود ہوگی اور ان کی صفات مذکورہ بالا ۲۵ آیات میں مختصراً عرض ہو چکی ہیں اور ان کے پکارنے والے بھی عابدین شمار کئے عبادت کیے اور وہ بھی من دون اللہ ہوں گے اور اگر پہلی صورت ہو یعنی عابد کی تذلیل مذکور ہو تو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ اس کے معبود ہیں

کوئی خاصیت ہے جس کی وجہ سے اس کو ترک کیا گیا ہے قریباً وہ انبیاء کرام معصومین یا ملائکہ وغیرہم ہونگے تو اس مقام پر مابین من دون الله ہونگے اور ان کا فعل اخلاذ یعنی ان کا عبادت کرنا من دون الله ہوگا انبیاء الله اور اولیاء الله یا ملائکہ الله من دون الله نہ ہونگے اور نہ ان کو تمام قرآن کریم میں کہیں من دون الله کہا گیا الا ان کو پکارنا استثناء کرنا ان کی تعلیم کرنا ان کی قبور پر جانا اور ان سے فیض حاصل کرنا ان کا وسیلہ لینا وصول الی الله ہر کامیت الہیہ حاصل ہوگی من دون الله نہ ہوں گے۔

من دون الله کو قرآن کریم میں بہت معانی سے رب العزت نے استعمال فرمایا ہے مثلاً

(۱) اَعْرَافٌ ۚ الشَّيَاطِينِ اُولٰٓئِكَ
مِنْ دُونِ اللّٰهِ
میں دُونِ اللّٰهِ
شیطنوں میں

مِنْ دُونِ اللّٰهِ

۲

اِنَّا تَقْبُضُوْنَ مِنْ
عَنْكَبُوتِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ اَدْرِكَ اَنْتُمْ

اِنَّ اللّٰهَ اَدْرِكَ اَنْتُمْ

اور کوئی بات نہیں تم عبادت کرتے ہو

مِنْ دُونِ اللّٰهِ کی جہت ہیں۔

اِنَّا تَقْبُضُوْنَ مِنْ

عَنْكَبُوتِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ اَدْرِكَ اَنْتُمْ

اور کوئی

بات نہیں بنایا تم نے مِنْ دُونِ اللّٰهِ

کو معبود (جہت ہیں)

اِنَّا تَقْبُضُوْنَ مِنْ

عَنْكَبُوتِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ اَدْرِكَ اَنْتُمْ

انہوں نے مِنْ دُونِ اللّٰهِ کو معبود

۳

کفار کا فعل اخلاذ من دون الله

ہے۔

(۴) شوریٰ ۲۵ { وَمَا كَانَ لَكُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ
أَدْبَابُ يُنْزِلُ عَنْهُ

۴
مِن دُونِ اللَّهِ بِمَعْنَى
ماسوی اللہ

مِن دُونِ اللَّهِ
اور نہیں ہے کفار کا کوئی مددگار جہاں کی
مدد کرے ماسوی اللہ کے۔

(۵) جن ۲۹ { وَأَنَّا مِتْنَا الْمُصْلِحُونَ
أَوْ مِتْنَا دُونِ ذَٰلِكَ

۵
یہاں دُون کے معنی برے لے رکھے
ہیں۔

اور بے شک ہم سے بعض نیک ہیں اور بعض
ہم سے برے ہیں۔

مريم ۱۶ { فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ
مِيم ۲۱ { أَجَابًا - پس بتایا مريم علیہا

اسلام نے ورے ان کے پرورد

۶
فَدَجَدَ مِنْ دُونِهِمْ
(۶) قصص ۲۰ { أَمْؤَاتِنَ تَذُذَانِ

۶
من دون بمعنی ورے

اور پائیں مری علیہ السلام نے ورے ان کے
دو عورتیں بکریاں بٹاتی ہیں۔

فتح ۲۷ { فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَٰلِكَ فَتْحًا
۳۴ { أَتَرَىٰ بِسْمِ اللَّهِ

ورے اس کے فتح قریب

كِهف ۱۱ { لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَىٰ النَّاسِ إِذْ أَرْسَلَ فِيهِمُ
جَحْشًا إِذْ أَسْلَمَ مَطْلِعُ الشَّمْسِ وَجَدَ مَا أَنْطَقَهُمْ مَعْنَى تَوْبَةٍ وَفَرَجَهُمْ

کہاں سے دُونِ بٹا سب دُعا سنی کہ جب پہنچے ذوالقرنین مطلع شمس تک پایا

اس کو ایسی قوم پر طلوع کرتا ہے جو نہیں بتایا ہم نے ان کے لئے ورسے ان کے کوئی پڑا
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
 (۵) نسا ۱۳۱ لَا تَتَّبِعُوا الْكَاذِبِينَ
 الَّذِينَ هُمْ دُونَ الْمُؤْمِنِينَ

لے ایمان والوں کا رد و کار نہ بناؤ و دیگر نہ
 ایمان والوں کے من دون ہیں۔

(۸) وَالْكَافِرَةُ دُونَ اللَّهِ شَوِيحُونَ
 من دون بمعنی مخالف
 غیر اللہ کے جوئے مبہودوں کا ارادہ رکھتے
 دون اللہ بمعنی غیر اللہ

ہر قوم اور بھی من دون کئی معنوں میں متعلیٰ ہوتا ہے تم دہلی بیچاے ایک غیر کے معنی جلتے ہو اور
 مع کے معنی نہیں جانتے جس جگہ من دون آیا غیر کے معنی کرے معنی دوست ہوں یا مقدم
 دشمنین سے دشمنہ لیکھتہ سو سال سے اس آیت کے کیا معنی مسلمان کرتے آئے ہم ان کے
 برخلاف کریں چلیں خداوند نہیں ہایت دے۔ یاد رکھو آج سے انبیاء اللہ علیہم السلام
 اور اولیاء اللہ کو من دون اللہ کہنا چھوڑ دو اور توبہ کرو کہ خداوند ہمیں بھی ان کے زمرہ
 میں شامل فرماوے ہمیں من دون اللہ کے زمرہ میں نہ رکھے اور نہ مارے اور نہ اٹھائے
 اور یہی ہمیں سبق ملتا ہے کہ تَوْفَقْنَا مَعَ الْأَبْرَارِ کی دعا خدا سے مانگو تاکہ خداوند ہر دم ابرار
 و صالحین کی معیت عطا فرماوے تاکہ ان کی طفیل خداوند بھی ہمارا سامع بن جاوے
 بیجا کہ ارشاد الہی ہے۔

بقرہ ۱۳۱ { كَاغْلُظُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ } اور جانو تم کہ اللہ تمہارے
 متقین کے ساتھ ہے۔

۲۳ { وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ } اور اللہ تمہارے صبرین کے ساتھ ہے۔
 انفال ۹ { إِنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ } اور بے شک اللہ تمہارے مومنین کے ساتھ ہے۔

سراسر جوٹ ہے کُھٹے اللہ علی انکاذ بین اذ پہلے پر جا کر تشریح کر لیں پر ہمارے
عربی میں عبادۃ کہتے ہیں۔ اور عبادۃ کے معنی عربی زبان میں ملاحظہ ہو۔

عبدت اللہ اعبدۃ عبادۃ وہی الافتیاد و
(۱) مصباح المنیر ۵۹۳ { الخضوع (۲) صراح ۱۳۴۔ العبودیۃ اصلها

الخضوع و الذل و عبد فیما یتال خدم الطاعت۔ (۳) قاموس ۱/۳۱۱
العبد الانسان حركات او رقیقا و العبدیۃ و العبودیۃ و العبودۃ
و العبادۃ الطاعة۔ (۴) المنہد ۵۰۲۔ عِبْدٌ عِبَادَةٌ وَ عِبُودَةٌ وَ عِبُودِيَّةٌ وَ
مَعْبُدٌ وَ مَعْبُدَةٌ اللّٰهُ وَ حَدُّهُ وَ حُدَّتُهُ وَ حَضَمَ وَ ذَلَّ وَ طَاعَ لَهُ۔ (۵)
مجمع البحار ۲۴۱۔ العبادۃ الطاعة اقوال الفسرين

(۱) تفسیر جلال الدین ۴ { اُعْبُدْ وَ اَحْبِدْ وَ (۲) تفسیر نفی ۱/۴۔ العبادۃ وہی
اقصی غایۃ الخضوع و التذلل (۳) تفسیر بضاوی

۱/۴۔ و العبادۃ اقصی غایۃ الخضوع و التذلل (۴) تفسیر خازن ۱/۱۱۔ و العبادۃ
اقصی غایۃ الخضوع و التذلل و سمي العبد عبد الذات و التقياد
وقيل العبادۃ عبارة عن الفعل الذي يؤدي به الغرض لتعظيم الله
تعالى ولا تستعمل العبادۃ الا في الخضوع لله تعالى لانه
مولى اعظم النعم

(۵) تفسیر کبیر ۱/۴ { فاعلم ان العبادۃ عبارة عن الاتيان بالفعل
المأمور به على سبيل التعظيم بالأمر۔

تفسیر کبیر ۱/۱۹ { ان العبادۃ عبارة عن نهاية التعظيم وهو لا يلقى
الأمر صدر عنه غايۃ الانعام۔

ان تمام مذکور بالا عبارات سے ثابت ہوا کہ عبادۃ نہایت عاجزی اور تعظیم

اور ذلیل ہونا اور اطاعت کرکے ہیں اگر بے زیادہ تذل اور خضوع سجدہ سے زیادہ اور کوئی نہیں لہذا تمام اہل سنت و جماعت سوائے اللہ کے دوسرے انسان کو سجدہ کرنا گناہ کبیرہ کا مرتکب سمجھے ہیں اور بت وغیرہ کو سجدہ کرنا کفر ہے۔

فتویٰ عالمگیری ۲/۴۹۱ { کذا فی السداجیۃ جب کسی نے انسان کو تعظیم سجدہ کیا تو کافر نہیں ہوتا سجدہ عبادۃ انسان کو بھی ہر طرح کفر ہے تو ہم میرا عظیم ادب اللہ و نبی علیہم السلام کو اور نہ ان کی قبور کو سجدہ نہیں کرتے ان کی قبور کو قبریں سمجھتے ہیں ان کے مجسمے کسی اہل سنت و جماعت نے کبھی نہیں بنائے اور نہ ان کے مجسموں کی تعظیم کی پھر بھی وہابیہ کافر یا مشرک کہیں تو سوائے اس کے کہ ان کا کفر و شرک مطابق حدیث پاک ان پر لوٹتا ہے اور اگر ولی اللہ کو ولی سبحا اور بنی اللہ کو بنی سبحا ہی شرک ہے نہ شرک وہابیہ ہے شرک خداوندی نہیں کیونکہ ارشاد الہی ہے۔

نمار ۱۱ { مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ } رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے تو وہ اللہ کا مطیع ہو سکتا ہے اگر مشرک ہے تو یہ توحید پرست نہ بن سکتا ہے جب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلے غلامی کرے کیونکہ ارشاد الہی ہے۔
دَنَا أَوْ مَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ اور نہیں بھیجا ہم نے کسی رسول کو مگر تاکہ اطاعت کیا جاوے اللہ کے اذن کے ساتھ یعنی اللہ کی طرف سے تمہیں اذن دیا گیا ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو ثابت ہوا کہ بغیر رسالت توحید کا پتہ نہیں لگ سکتا اور تمہیں اتنا توحید کا دعویٰ ہے یا دیکھو شخص اپنی توحید کے دعویٰ سے تم بخشش حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ رب العزت نے اسی پیش کردہ ایت پر کہ میں آگے قید لگائی ہے۔ وَ لِيُخْذَ مَا دُونَ ذَلِكَ مِنْ تَشَابُهٍ بَخْشِيكَ مَا دُونَ ذَلِكَ یعنی ما دون شرک بھی جس کو چاہیگا بخشینگا اور ما دون شرک کیا ہے؟ توحید تو بغیر ان الہی موجد کو بھی

جسے چاہے گا بخشے گا مگر وہ کی بخشش بھی حتمی نہ ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور سبب بھی ہے کہ جس کے بغیر بخشش حتمی نہیں اور وہ دوبار رسالت ہے۔

نساء ۵ { وَذُو الْقُرْآنِ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاؤُكَ فَاسْتَعْفَرُوا اللَّهَ وَلَسْتَ تَعْفُو
يَعْسَرَ الرَّسُولُ أَنْ يُجِيبَهُمْ وَاللَّهُ تَوَّابٌ رَحِيمٌ

اور اگر وہ لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کر لیں آپ کے دوبار میں حاضر ہوجائیں تو اللہ سے بخشش مانگیں اور ان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بخشش مانگیں تو اللہ کو بڑا توبہ قبول کرنے والا بڑا رحم کرنے والا پائیگے (یعنی پھر عتاب کی گنجائش ہی نہیں رہتی بخشش کا سارا تفکیک اس ثواب اور رحیم سے مل جاتا ہے ثابت ہوا کہ بخشش حتمی کا طلبگار سنا درش مصطفائی کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا جب پہلے بخشش ہی فیہ رسالت نہیں تو قید تک رسائی کہاں تو حید کا صحیح سمجھا رسالت پر موقوف اور رسالت کا سمجھا دلالت پر موقوف بغیر اس کے کوئی صورت ابلاغ نہیں جیسا کہ ارشاد الہی ہے۔

نساء ۵ { وَمَنْ يَشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ
أَعْيُنُهُمْ سَبِيلَ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّوْا وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ سَاءَتْ
مُعِينًا اور جو شخص مخالفت کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد اس کے کہ ظاہر ہو گئی
اس کو ہدایت اور اتباع کرتا ہے مؤمنین کے راستے کے سوا پھرتے ہیں ہم اس کو جہنم پھرا
وہ اور ہم اس کو جہنم میں داخل کریں گے۔ اور وہ بدی ہے جائے رہائش۔

سنا دیا میری تم تو انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کے ماننے والوں پر شرک کے فتوے لگاتے ہو اور من دون اللہ کہتے ہو خداوند کریم نے تو تمہیں وہابیت کی طرف جانے والوں کو رسالت کی طرف پھیرا ہی نہیں بلکہ پیچھے سے دھکیلتا ہے کہ اگر میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دوبار اور اولیاء کرام کے راستے کو چھوڑ کر نکلتے ہو تو جہاں تک جاؤ ہم نے تمہارے لئے جہنم تیار کر رکھا ہے معلوم ہوا کہ جب تک اولیاء اللہ کا دامن نہ چھوڑا جائے

اور ان کا راستہ نہ اختیار کیا جاوے تو رسالت تک نہیں پہنچ سکتے اور رسالت اور ولایت کی مخالفت کرنے والا اور ان کے متعین پر شرک کے فتوے لگانے والے کے واسطے جہنم کی مہانی تیار ہے اور پھر دوبارہ اسی واسطے اسی آیت کریمہ کے آگے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفِیْ رُءُوسُکُمْ اَنْ یُّنْزِلَ عَلَیْکُمْ مَّاءٌ ذَّالِبٌ کُلَّ شَیْءٍ عَلَیْہِ فَاَنْتُمْ عَلَی غُلُقٍ وَّاسِعٍ مَّجْہُوۡلٌ سَمِیۡحٌ اَمۡرٌ لِّہٖ اَمۡرٌ نے سمجھا پہلے رسالت و ولایت اور ان کے متعین مخالفوں کو ڈانٹا اور ان کی اطاعت کی طرف ترغیب دلائی تاکہ کہیں ان کو نہ چھوڑیں میرے ماننے والے ان کے راستہ سے مجھ تک پہنچ جاویں اور آگے رسل اور اولیاء اللہ کو معبود سمجھنے والوں کو حکم دیا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ کہیں یہود و نصاریٰ کی طرح اپنا معبود نہ سمجھ بیٹھیں اور ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کی مخالفت جہنم میں لے جاوے گی ایسے شخص کا خداوند کو احد سمجھنا کافی نہ رہا اور نہ وہ عذاب الہی سے بچ سکا پھر فرمایا۔ وَ مَنْ یَّعۡصِ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ فَاِنَّ لَہٗ اُجۡرَہٗ مِمَّا رَزَقَہٗ اللّٰہُ مِنْۢ بَیۡنَ یَدَیۡہِۭ وَآخِرَہۭٗ وَاٰوۡلَیَّہۭٗ اَمۡرٌ لِّہٖ اَمۡرٌ کہ لگا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کی واسطے ہے آگ و فتنہ کی اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

تذکرہ
تذکرہ ثابت ہوا کہ بغیر توحید بھی مسلمان نہیں اور بغیر رسالت بھی مومن نہیں بغیر رسالت ایمان نہیں جو تا تو بغیر ولایت بھی نہیں سکتا ہمارا کام کہہ دینا ہے یا روئے تم آگے چاہے مانو یا نہ مانو

”وہابی“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِتَّخَذُوا اَحْبَادَهُمْ وُرُهْبًا ثُمَّ اُنْبِئَانَا
مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيحِ ابْنِ مَرْيَمَ وَمَا اُمِرُوا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا
اللّٰهَ اِلَهًا وَّاحِدًا اِلَّا اِلَهَ الْاَلَامُو سَجَدُوْا لِمَا يَشْرِكُوْنَ ۔

نصارائی نے اپنے عالموں اور پیروں کو اللہ کے سوا رب بنائے اور مسیح بن مریم کو بھی حالانکہ نہیں حکم کئے گئے وہ مگر تاکہ وہ اللہ کی عبادت کریں جو معبود ایک ہے اس

کے سوا کوئی مبرور نہیں وہ پاک ہے جس سے وہ شریک بناتے ہیں یہی حال تھا اسے کہ تم نے اپنے پیروں کو رب بنایا جو ہے بغیروں کو رب بنایا جو ہے کچھ خدا کا خوف کرو خدا کو کیا جواب دو گے۔

محمد عمر خداوند نہیں ہدایت و تم و دہائی انبیاء علیہم السلام کو دیا ہے کرام کے خبر نہیں کیوں اتنے دشمن بن چکے ہر دم تمہاری طرح ان کی گستاخیاں کریں تم کا نام ادا ہے؛ فقیر نے کئی بار کہا ہے ہم انبیاء علیہم السلام کو نبی اللہ علیہ السلام ہونے سے زیادہ درجہ مبرور ہونے کا نہیں دیتے اگر اسی کا نام پر یا بدل پستی ہے تو تم ورت چنتا کیونکہ عورت کے بٹے خواجہ شہزاد ہر دلق پرست کیونکہ سپیوں کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہر دنیا پرست کیونکہ دنیا کے پیچھے دھکے کھاتے پھرتے ہر دم و دہائی طفل پرست کیونکہ طفلی خواہش لوگوں کی رکھتے ہر اتنی خدا کی نہیں رکھتے نہیں نہیں ہمارے ماننا کہ خواہشات انسانیہ بیت ہیں ہم احناف پر نگہ مال سے زیادہ ہر پیران طرفیت کی رکھتے ہیں یہ پیر پرستی نہیں بلکہ یہ محض خداوند کو ملنے کی خاطر ہے زیادہ محبت دن رات منقطع صلے اللہ علیہ وسلم سے رکھتے ہیں دہائیوں کے ملنے برداشت کرتے ہیں لیکن پھر بھی درود شریف کا ہنڈ نہیں کرتے آپ کا مہذب و شریف منا کر بدعتی کہلاتے ہیں لیکن اجتماع میلاد شریف پر قربان ہوتے ہیں۔ مشرک ہونے کے فتنے تم سے بہتے ہیں لیکن روضہ الطہر کی محبت و سفر پاک کو ترک نہیں کرتے یہ محض محبت الہی کی وجہ ہے خداوند اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو ساری دنیا سے زیادہ محبت نہ کرتے ہم جی توجہ نہ دیتے خداوند ہمیں اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کا رستہ نہ دکھاتے ہم نہ دیکھتے گفار کی مانند ہم یہ نہیں کہتے کہ اگر ہم ناسخ پر ہیں تو خداوند ہمیں روکے یہ بات غلط ہے ہم گنہگار ہیں سب مخلوق سے زیادہ گنہگار رکھتے ہیں باوجود اس کے ہم پھر اس لہو کے طلبکار ہیں کہ اسے خدا ہمیں اپنے پیارے محبوب صلے اللہ کی محبت اور ان کے کاردار میں ہی مشغول رکھ دو کام ہم سے کرو اتنا ہر جو تیرے پیارے معراج والے کے متعلق

سے کوئی خوف نہیں اور نہ انہیں عذاب الہی سے ڈر ہے کیونکہ عذاب الہی ان سے ڈرتا ہے کیوں نہ ڈرے ولی اللہ کہ جب عذاب کا مالک وَلَا هُمْ يَحْشَوْنَ كَذِبَ لَوْمَايَةٍ عَذَابِ كِيَا جَرَاتِ ہے اور سے تم وہابی جہنم سے خائف ہو کیونکہ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْطًا وَاِطْعَا عِزِّيْنَ جَهَنَّمَ اَكْبَرُ نے والوں کی ناک میں لگی ہوئی ہے اور ادیار اللہ سے جہنم خائف ہے کیونکہ وہ جبر الہی میں مودر کر اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ کے وصل کو پالچک میں ان کو وَلَا هُمْ يَحْشَوْنَ كَذِبَ لَوْمَايَةٍ کا پاس مل سچا ہے اب اگر دوزخ ان کی طرف ڈر اٹھ اٹھے تو ٹھنڈی ہو جائے اور سے دوزخی کو جب جنتی بنا دیتے ہیں فقیر کو غنی بنا دیتے ہیں غالی کو جردیتے ہیں ان کی شان کو قہر بے خبر ملاں کیا جاوے اور رکھو ادیار اللہ کو آج سے ہی رعبا کا خطاب نہ دینا اُن کی شان حق اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْ الْاَخْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَا كَاذِبُوْنَ اَشْخَالُ السَّامِ بِاَلْبَاطِلِ احبار اور رهبان لوگوں کے مال کو باطل کے ساتھ کھاتے ہیں لیکن یہ کسی سے مانگتے نہیں انہیں وہ بن مانگے دیتا ہے لینے جاتے نہیں دینے والے لوگوں کو ان کے پاس خود بھیجتا ہے احبار اور رعبان کی شان آگے ہے يَكْتُمُوْنَ الذَّهَبَ سَوْنًا جمع کرتے ہیں ان کے لنگہ جاری ہیں سینکڑوں محتاج ہر روز ان کے دیبا سے کھانا کھاتے ہیں اس کے مصداق تنہا سے اکابرین البتہ ہو سکتے ہیں کیونکہ لوگوں سے ہزاروں روپے چندہ بھرتے ہیں اور برس کے بعد ڈکارتے ہیں۔ ادیار اللہ کی شان ہے يَبْرُؤْنَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ چہرہ اللہ عزت نے اپنے دشمنوں کو جراب دیتے ہوئے شک رفع فرما دیا فرمایا اِتَّخَذُواْ اَخْبَارَهُمْ وُرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ کہ ان مشرکین نے اپنے پادریوں اور پوپوں کو جو اللہ کو چھوڑ کر اپنا رب بنالیا ہے فرمایا کہ ان کے احبار اور رعبان بھی مِّنْ دُونِ اللّٰهِ ہیں جو عوام مال کھاتے ہیں اور وہ بھی تمام کمیاں نہیں بلکہ دوسری جگہ بعض کی تعریف بھی فرمائی بَانَ مِنْهُمْ قِيْسِيْنِ وُرُهْبَانَاۤى اَنْتُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ بعض ان سے ایسے پادری اور پوپ

میں جو تکبر نہیں کرتے اور ان کو من دون اللہ اس واسطے فرمایا کہ لَوْلَا يَنْفَعُكُمْ
 الرَّبُّ اَنْ تَعْبُدُوْهُ عَنِ الْاِسْتِدْا اَعْلٰیهِمْ اَلَمْ تَتْلُحْتِ
 لِمَنْ مَّا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ اَنْ كَرِبَ و اے اور پادری ان کو کیوں نہیں روکتے
 گناہ کی بات سے اور رشوت خوری سے البتہ بہت برا ہے جو وہ کرتے ہیں اور امت
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل اللہ کی یہ حالت ہے کہ ان کے پاس دائرہ میثاق
 تو دائرہ میثاق والابن عباسی تم تمام عمر دائرہ میثاق کو کوستے رہو تو ایک دائرہ میثاق
 شرابیوں اور زانیوں پر معاشوں چوروں کی طرف ایک دفعہ نکاح اٹھا دیں تو صراط مستقیم
 پر لاکر ولی اللہ بنادیں اور قہاری نسبت تو کیا ہی عرض کروں خفتہ را خفتہ کے کذب و
 والاحمال ہے خداوند محفوظ رکھے ایسے ظاہری مفتینوں سے تم اہل اللہ کی بدگوئی چھوڑ دو
 تو سائے تیرہ سو سال گزر چکے لیکن ابھی تک احبار و رہبان کے خواب بھولتے نہیں اور
 تم بچا رہے اتنے بے خبر ہو کہ یہ خطابات احبار و رہبان اور قیامین کے نبی تک ہی
 تھے جب تک ان کو اور ان سے متبعین کو اہل کتاب کا خطاب ہوتا رہا اور جب حجت
 تمام ہو گئی اور وہ کسی بات کو نہ سمجھے تُو لَقَدْ كَفَرَ الْاٰدِیْنَ فَاتُّوْا اِنَّ اللّٰهَ تَالُبُ
 سَلَشَقَہِ میں سب پر کیا حکم صادر کر دیا کیونکہ یہ تمام مشلین تھے اور وہ سب میں دُون
 اللہ ہیں اور مسیح بن مریم چونکہ میں دُون اللہ نہ تھے اس واسطے و المسیح ابن مریم کو من
 دُون اللہ کے بعد فرمایا اگر وہ بھی میں دُون اللہ میں شامل ہوتے تو ار با با من دون
 ہی کافی تھا میں دُون اللہ نہ تھے اسی واسطے من دُون اللہ کے بعد ذکر کیا اور اس
 سے مروت ہی ہو سکتے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انہوں نے گڑھے ہوئے
 تھے اور یہاں ار با با سے مراد بھی اصطلاحی رب مراد ہے یعنی اللہ پاک ار با با
 سے لغوی رب مراد نہیں لیا کیونکہ حقیقی رب جس سے ربوبیت حقیقی مراد ہے اس لفظ
 رب کا اطلاق ماسوی اللہ پر نہیں آ سکتا اس رب سے مراد اللہ ہے لغوی لفظ

رب نہیں اور یہی ربوبیت بمعنی الوہیت وَلَا يَتَّخِذُ بَعْضُنَا مَبَآئِیْنًا مِنْ دُونِ
اللہ میں مراد ہے براۓ الٰہیۃ اِلٰہِیَّۃ کی تشریح ہے کیونکہ لفظ رب سولے
خداوند کی ذات کے دو سکر پر آسکتا ہے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے
فرمایا اِنَّهُ رَفِیْ اَحْسَنَ مَشَآئِیْ اِیْ اور بے شک وہ میرا رب ہے بہت اچھی بنائی (ان سے)
میری جگہ پھر فرمایا قَالَ اَرْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ وَاٰیِسْ بِآپِنَا مَلٰکِیْ طَرَفَ الْاٰیِسْ
نے ماسوی اللہ پر لفظ رب کا استعمال نہیں فرمایا ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے بندے کو
اپنے ماں باپ کے متعلق دعا مانگنے کے لئے فرمایا۔

وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْنَا کَمَا رَحِمْتَ رِبِّیْۤا فِیْ صَغِیْرٍۭا اور دعا فرمائیے
بنی اسرائیل ۱۵۔ اے میرے رب رحم فرما ان دونوں پر جیسا کہ پالا انہوں نے
مجھ کو بچپن میں۔

ثابت ہوا کہ رب اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے حقیقتاً وہی اللہ ہے ممکن مجازاً
ماسوی اللہ پر بھی یہ صیغہ بولا جاسکتا ہے چنانچہ حضرت عثمان پاک رضی اللہ تعالیٰ
عنه نے بھی یہی فرمایا ہے۔

۲۹۳ غنیۃ الطالبین (۲) اَعْلَمَنَّ النَّاسَ اِخْتَلَعُوْا فِیْ هٰذَا الْاِسْمِ
اَقْتَالَ خَلِیْلٌ ابْنُ اَحْمَدَ وَجَاعَةً مِّنْ اَمَلٍ
الْعَرَبِیَّةِ اِنَّهُ اِسْمٌ مَّوْضُوْعٌ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا یَشَارِکُہُ فِیْہِ اَحَدٌ اَل
اللّٰہُ تَعَالٰی هَلْ تَعْلَمُوْا لَہٗ سَمِیًّا یَّغْنِیْ اَنْ کُلَّ اِسْمٍ اللّٰہُ تَعَالٰی مُشْتَرِکٌ
بِیْنِہٖ وَبَیْنِ غَیْرِہٖ لَہٗ عَلٰی الْحَقِیْقَةِ وَلَیْسَ بِہٖ عَلٰی الْفَعْلِ اِلَّا هٰذَا
اَلِاسْمُ فَاِنَّہٗ لَمُخْتَصٌّ بِہٖ

اس بات کو سمجھ لے کہ لوگوں نے اسم اللہ میں اختلاف کیا ہے پس خلیل بن احمد
نے اور عربوں کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ وہ اللہ اسم ہے جو اللہ عزوجل کے واسطے

ہی مضرع ہے اس میں اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اللہ کا کوئی اور ہمنام تو جانتا ہے (یعنی اس کا ہمنام اللہ اور کوئی نہیں) یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ کا (ہر صفاتی نام) اس کے درمیان اور غیر کے درمیان شریک ہے (دوسرے پر بولا جاسکتا ہے) اللہ کے واسطے حقیقہ بولا جاتا ہے اور دوسرے کے واسطے مجازاً مگر یہ اسم (یعنی اللہ) پس تحقیق وہ اسی کے ساتھ مختص ہے (دوسرے پر اللہ کا اسم نہیں بولا جاسکتا) لہذا ثابت ہوا کہ اللہ اسم ذاتی ہے جو کسی سے شتیق نہیں نہ وہ خود شتیق اور نہ اس کا اسم شتیق ملاحظہ ہو۔

(۲) قاموس ۲۸۰ { وَاصْطَفَا اَنَّهُ عَلَمٌ غَيْرُ مُشْتَقٍّ اور تمام اقوال سے صحیح قول یہی ہے کہ اللہ علم ہے کسی سے شتیق نہیں۔

(۳) تفسیر نسفی ۱/۴ { وَلَا اِشْتِقَاقٌ لِّهٰذَا الْاِسْمِ عِنْدَ الْخَلِيلِ وَالزُّجَاجِ وَ مُحَمَّدٌ بْنُ الْحَسَنِ وَالْحَسَنُ بْنُ الْفَضْلِ

اور یہ اسم اللہ کسی سے شتیق نہیں۔ خلیل اور زجاج اور محمد بن حسن اور حسن بن فضل کے نزدیک۔

(۴) المنجد ۱۴ { (۱۶۱) الْمُعْبُودُ مُطْلَقًا جَمْعُ الْإِلَهِ (اللَّهُ) اِسْمُ الْذَاتِ الْوَاجِبِ الْوُجُودِ۔

إِلَہ کے معنی معبود ہیں مطلقاً اس کی جمع آتی ہے آلہ (اللہ) اسم ہے ذات واجب الوجود کا۔

(۵) تفسیر کبیر ۱/۱۲۲ { اِسْمٌ عَلَمٌ مَوْضُوعٌ لِتِلْكَ الْذَاتِ الْمُعْتَبَرَةِ وَ اِنَّمَا يَسْتَمِثُّ مِنَ الْاَلْفَاظِ الْمُسْتَعْتَبَةِ

اسم (اللہ) توحید محض کو واجب کرتا ہے ہمیں معلوم ہے کہ ہمارا قول اللہ اسم علم ہے

جذاتِ معینہ کے لئے بنایا گیا ہے۔ اور بے شک وہ (اللہ) الفاظِ مشقہ سے نہیں ہے۔

واللہُ المعبودُ وَهُوَ اللہُ سُبْحَانَ تَعَالٰی ثُمَّ اسْتَعَارَ صراح ۵۳۲ المَشْرِیْکُونَ مِنْ دُونِ اللہِ تَعَالٰی وَالْجَمْعُ إِلَہَہُ اَوَالِہُ کے معنی معبود ہیں اور وہ اللہ سُبْحَانَ تَعَالٰی ہے پھر استعار لیا اس کو شرکوں نے مِنْ دُونِ اللہ کے لئے اور جمع الِیٰہۃ ہے۔

ثابت ہوا کہ لفظ اللہ رب کریم کا اسم ذاتی ہے کسی سے مشتق نہیں اور اسی پر تعلق ہے۔ اور الہ کے معنی معبود ہیں جو برگِ سوردن وغیرہ کرتے ہیں وہ غلط ہے اور اسی الوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَالِیْکُمْ اِلَہٌ وَّاحِدٌ لَا اِلَہَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔

اِنَّ اِلٰہَکُمْ نَوَاحِدٌ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ صفت ۲۳ اَوْ مَا بَیْنَهُمَا وَرَبِّ الْمَشَاقِیْ۔

هٰذَا بَدَلُ النَّاسِ وَلَیْسَ ذٰلِکَ وَابٍ دَلِیْلُوْا اَنَّا مَدَالِہُ وَّاحِدٌ وَلَیْسَ ذٰکَ اَوَّلًا لَا تَبَیْ۔

نخل ۱۴ اِلٰہُکُمْ اِلَہٌ وَّاحِدٌ

وَقُوْا اَسْاِبَ الَّذِیْ اُنْزِلَ الْبَیِّنَاتِ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ اَنَّا اِلٰہُکُمْ وَّاحِدٌ وَنَحْنُ کَہٗ مُسْلِمُونَ۔

نخل ۲۱ اِلٰہَ مَعَ اللّٰهِ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ۔

نخل ۲۰ کفار نے بتوں کو معبود سمجھا تو رب العزۃ نے فرمایا کہ کیا اللہ کے ساتھ کوئی شریک معبود ہے رہیں، غلط ہے ہیں جو نصیحت پاتے ہیں۔ اپنے بتوں کو چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت کرنا کفار کو دشوار امر تھا ایک خدا یا معبود تسلیم کرنا اپنے آپ کو

مقید بقید رکھنا سمجھتے تھے ان کے نزدیک یہ امر آزادی کے خلاف تھا۔ انسان آزادی کا پتلا ہے ایک معبود کے لئے مقید ہونا یہ اولڈ فیشن ہے اس وجہ سے وہ کفار ایک الہ کے مقابلہ میں ہزاروں بتوں کو چھوڑ نہ سکتے تھے کیونکہ گھر کا بت اور گھر کا قانون مرتب کر لیا اگر خدا کو ایک معبود تسلیم کر لیا تو قانون بھی ایک اسی کا ماننا پڑے گا جیسا کہ آج کل کے مسلمان منہ اَلْمُحَذَّ اِلٰہُ ہَذَا کے ماتحت اپنی خواہشات کو الہ سمجھ کر آزاد ہو بیٹھے ہیں خدا ان کو بھی توفیقِ ہدایت فرما دیں اور خدائی قانون کو قانونِ حق سمجھیں اور اس توحید کو قید نہ سمجھیں چنانچہ ارشادِ الہی ہے۔

ص ۲۲ { اَلَمْ جَعَلْنَا الْاِلٰہَ اِلٰہًا اَحَدًا اِنْ هٰذَا اَمْسٰی فَعَجَبٌ

اللہ کا خفیہ اندر پر رکھے عقائد سے بھائی تمل کر لے جیسا کہ اس آیت میں اور اللہ نے اس مبارک کو بھی منع فرما دیا۔ تو اومیتِ خداوندی میں کوئی دلی اللہ یا نبی اللہ کسی قسم کی شرکت نہیں رکھتا نہ

ذاتی نہ صفاتی نہ حقیقی نہ عرضی نہ بالذات نہ بالوہد۔ اس کے علاوہ اسی اومیت میں شریک سمجھتے تھے قرآنِ حکیم میں دُونَ اللہ اور بت اور شیاعین جن کو معبود سمجھا جاوے وہ بھی

مِنْ دُونَ اللہ بت کو من حیث مالا یَشْبِہُہُمْ وَلَا یُنْبِیْہُمْ وَلَا یُنْفِیْ عَنْکَ شَیْئًا سمجھا عین ایمان اور اس کی سبائے اولیاء اللہ و انبیاء اللہ کو بت و شیاعین کے

اوصاف سے منصف کرنا عین بے ایمانی اور رسل و ملائکہ کو معبود اور مِنْ دُونَ اللہ سمجھ کر رسل کو اپنے اوصاف و قوی کی محبت میں ایمان لانا عین ایمان اور ان کو محض صفت

رسالت سے محض سمجھ کر باقی اوصاف و قوی کو شرک سمجھنا یہ بھی مِنْ دُونَ اللہ کوئی صفت اومیت کو اگر حقیقی عجب کہتا ہے تو دوسرا صفات رسالت و ودیت کو حقیقی عجب

کہتا ہے دونوں کو قَسَمًا بَعَثْتُ قُلُوبًا بَعَثْتُہُمْ نہ کہا جاوے تو اور کیا ہے کسی نے خدا کی اومیت کو ترک کر کے کئی بت بنا کر دنیا کو آسان کر دیا تو کسی نے رسالت و وحی

مقید بقید رکھنا سمجھتے تھے ان کے نزدیک یہ امر آزادی کے خلاف تھا۔ انسان
 آزادی کا پتلا ہے ایک معبود کے لئے مقید ہونا یہ اولڈ فیشن ہے اس وجہ سے دکھار
 ایک الہ کے مقابلہ میں ہزاروں بتوں کو چھوڑنے کے لئے کیونکہ گھر کو بت اور گھر کا قانون
 مرتب کر لیا اگر خدا کو ایک معبود تسلیم کر لیا تو قانون بھی ایک اسی کا ماننا پڑے گا جیسا کہ
 آجکل کے مسلمان منہ الخذ الخذ اہل ہذا کے ماتحت اپنی خواہشات کو الہ سمجھ کر
 آزاد ہو بیٹھے ہیں خدا ان کو بھی توفیقِ ہدایت فرمادیں اور خدائی قانون کو قانونِ حق
 سمجھیں اور اس توحید کو قید نہ سمجھیں چنانچہ ارشاد الہی ہے۔

ص ۲۲ { اَمْ جَعَلُوا لَیْسَ اِلَہًا اِلاَّ هُوَ اِنْ هَذَا اَشْیَ عُجَابٍ
 بنا دیا اس نے تمام معبودوں کی بجائے، معبود ایک ہی ہے۔
 اللہ کا خفیہ اور پائے عقائدے جان تسلیم کر لے جیسا کہ اس آیت میں اور اللہ نے اس مجاہد کو بھی منع فرما دیا۔
 تو اومیت خداوندی میں کوئی ولی اللہ یا نبی اللہ کسی قسم کی شرکت نہیں رکھتا نہ
 ذاتی نہ صفاتی نہ حقیقی نہ عرضی نہ بالذات نہ بالوہد وسط کفار اسی اومیت میں شریک سمجھتے
 تھے قرآن مخریک سمجھنا میں دُؤن اللہ اور بت اور شیاطین جن کو معبود سمجھا جاوے وہ بھی
 مِنْ دُؤن اللہ بت کو من حیث مالا یُشْبِہُہُمْ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِی عَنْکَ شَیْئًا
 سمجھنا عین ایمان اور اس کی بجائے ادب اللہ و انبیاء اللہ کو بت و شیاطین کے
 اوصاف سے منصف کرنا عین بے ایمانی اور رسل و ملائکہ کو معبود اور مِنْ دُؤن اللہ سمجھنے کفر
 و مل کو اپنے اوصاف و قوی کی محبت میں ایمان لانا عین ایمان اور ان کو محض صفت
 رسالت سے منصف سمجھ کر باقی اوصاف و قوی کو شرک سمجھنا یہ بھی مِنْ دُؤن اللہ کوئی صفت
 اومیت کو اگر شئی عجائب کہتا ہے تو دوسرا صفات رسالت و ولایت کو شئی عجائب
 کہتا ہے دونوں کو فَتَنًا بَہِیْمًا قُلُوْبُہُمْ سَمُرًا نہ کہا جاوے تو اور کیا ہے کسی نے خداوند
 کی اومیت کو ترک کر کے کئی بت بنا کر دنیا کو آسان کر دیا تو کسی نے رسالت و نبوت

ذوقِ پیر کے ہاتھوں کو بوسہ دیا یا اُس کے سامنے دوڑنا اور
 ہر کر بیٹھے ترسب انحال اُس پیر کی عبادت ہوں گے۔ اور
 اگر اسی اقتدار کے ماتحت قرآن مجید یا درود شریف یا

۱۲۹

۱۔ اب المفرد للبخاری ص ۱۹۳ کَالْثَّابِتِ لِأَنْبِئِ أَمْسَتْ الْبَيْتُ صَلَّيَ اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَ كَالْثَّابِتِ لَعَبْلَكُمْ أَدْرَايَا ثَابِتِ لَعَبْلَكُمْ لَعَبْلَكُمْ لَعَبْلَكُمْ
 نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ پاک کو ہاتھ لگایا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں تو حضرت
 ثابتؓ نے حضرت انسؓ کے ہاتھ کو بوسہ دیا حضرت انسؓ کو دستِ پاک نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے دستِ مطہر کو پہلے مس کر چکا تھا تو حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ کے
 دستِ پاک کو بوسہ دے کر تبرک حاصل کر کے مسلمانوں کو مسئلہ ظاہر کر دیا۔

اب فرمائیے کہ حضرت انسؓ کو حضرت ثابتؓ نے ہاتھ کو بوسہ دے کر معبود بنا
 دیا؟ یا اُن کو اس ترجمہ عبادت کی سمجھ نہ آئی۔ آپ کی ان تحریروں سے صاف عیاں
 ہے کہ جس کو چاہر عبادت بنا دو اور جس کو چاہر شرک کہہ دو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نئی دکان
 آپ نے ہی نکالی ہے۔ اور بیچئے۔

الْبَدَايَا وَالْأَنْهَاءُ
 لابن کثیر جلد ۴ ص ۱۶۰
 سر پر بوجہ تھا ظَلَمْنَا نَاثَ نَعْسُوكَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَسْبُكَ
 دَاخِلُكَ نَعْسُوكَ يَجْلِيكَ يَعْنِي جَبَّ أَسْ عَرَّتْ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 کی زیارت کی تو مسلمان کو چھیٹکا اُس نے اللہ آگے بڑھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں
 پاؤں مبارک کو بوسہ دیا اُس نے کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مسئلہ کا علم و تھا؟ نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کی حدیث صحیحہ مرفوعہ سے بزرگ اودھنی کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینا مسنون ثابت

اعمالِ صالحہ نماز روزہ وغیرہ کر کے قرآن کا کچھ بھی ثواب نہ ملے گا۔ بلکہ وہ قرآنِ کیم اور نمازِ اُن پر لعنت کریں گے۔

جو اہلِ قرآن و غیرہ کئے جائیں دعائیں مانگی جائیں تو کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا بلکہ اُن کے لئے دعا مانگنی چاہیئے نہ صدقہ خیرات دینا چاہیئے اور نہ اُن کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیئے۔

ہے جیسا کہ آگے غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے ارشاد میں بھی مذکور ہے۔

عَنْ مُسْتَنَدِ الْحَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ
مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۱ اَسْتَبَقَا عَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ذَاتَ يَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَاوِسْتُ زَكِّيَّتِهِ ابْنِ زَكِّيَّةٍ وَخَسَمَ
 كَفِّيَّتِهِ مَعْنَى خَسَمَ لِيَوْمٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ عربی خطاط سے روایت ہے کہ ہم ایک
 دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اچانک ہمارے طرف ایسا آدمی آیا تو اس
 نے اپنے دونوں گھٹنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں گھٹنوں کی طرف ٹیکے اور اپنے
 دونوں ہاتھوں کو اپنے رانوں پر رکھا۔ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبریل نے
 مہر دے دیا تھا؟ جو آپ کے سامنے دو زائر ہر کر بیٹھا رہا تھا ہمارے عقیدے کی مطابق
 جبریل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرنے سے اپنے
 قرب سے کیوں دہن دیا۔ اور ہاروت اور ماروت کی طرح اُن کو سزا کیوں دی کہ تم نے
 غیر کی عبادت کیوں کی؟ معلوم ہوا کہ جبریل علیہ السلام کو اسی حکم سے ملاحظہ فرماتے ہیں
 اور اپنے قرب سے بتایا جی نہیں تو یہ تہوار اکہنا کہ دو زائر ہر کر بیٹھا غیر کے سامنے یہ عبادت
 غیر اللہ ہے۔ جو ٹھٹھ ہے۔ بلکہ کسی مسلمان پر یہ لعنت کرنے والا اللہ کی طرف سے

ایسے عقائد باطلہ پر مبتلا ہو کر جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ
 جو اس قرآن } بھی ویسا ہی کافر ہے کہ کب ایمانی علی اولاد الزواہی
 کہ کب ایمانین علی الجعلان والخراطین ترضیع المادلس
 ۱۲۷
 تحتبط فی الاستمداد کالاکافران سب کتابوں میں ثابت کیا گیا ہے کہ ایسے
 عقائد دے لگ ہاسکل پکتے کافر ہیں اور ان کا کوئی نکاح نہیں۔

خود مومن ہوتا ہے۔ اور صراطِ مستقیم سے دور ہے۔

۱۳۰
 لے ماقبل و لائل سے ثابت ہو چکا ہے کہ یہ تمام عقائد بدلائل اربعہ ثابت ہیں اور
 دیوبندی وہابی مسلمانوں کو مشرک بنانے والے جوڑے ہیں جس واسطے بعض دیوبندی امام پر
 تفتہ کر کے ہماری احسان کی مساجد میں لگے ہوئے ہیں اور عوام الناس کے بلانے پر غم وغیرہ بھی
 پڑھ آتے ہیں ان کو بلانا گناہ ہے کیونکہ وہ باطنی خائن ہیں۔ اس واسطے ان کے دھاکے ہاتھ اٹھ
 ہوئے نہ دیکھیے۔ خدا کی طرف سے ان کی دعا نامقبول ہے۔ نہ ان کو امام ہی مقرر کیا جائے۔
 کیونکہ وہ یا رسول اللہ کہنے والے کی میت پر نماز کی بجائے اپنے بزرگوں کے کہے پر لعنت
 بھیجتا ہے۔ اور مسلمان یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے والے کو ان کی اقتداء سے سچا پائیے۔
 ۱۳۱
 مولوی غلام خاں صاحب براس کتاب کے مصنف ہیں ان کے والد بھی یہی
 عقیدہ رکھتے تھے اور ہیں۔ اور کیا ان کا نکاح بھی فاسد ہو گیا؟ یہ قانون صحیح ہے
 تو اپنے گریبان میں فدا منہ ڈالے۔ کہ میں بے نکاحی کا ولد ٹھیکرتا ہوں۔ اور میرے مال
 باپ مجھے کیا سمجھیں گے اور کیا حاجی ادا اللہ صاحب اور شاہ عبد الرحیم صاحب اللہ
 محمد قاسم نازکی صاحب جوبائی دارالعلوم دیوبند ہیں اور مولوی اشرف علی تھانوی صاحب
 شرکت میلاد شریف کرتے رہے ہیں ان کے نکاحوں کا کیا حال۔ کوئی بات تو سوچ سمجھ کی کیا
 کرو کہ ہمارے افاضان ہی زمان میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اب خود ملاحظہ کرو کہ کفر کی مشین کون ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ ص ۱۳۹ { ورو کرنا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شاکلہ وغیرہ حرام ہے۔

مصنف مولیٰ اشرف علی جلد ۲ ص ۹۴ یا شیخ عبدالقادر جیلانی
 لے فتاویٰ امدادیہ شفاء صبح العقیدہ سلیم الغفر کے لئے جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے
 تاویل مناسب کر کے اور تقیم الغفر کے لئے بوجہ مفاسد اعتقادیہ و عملیہ کے اجازت نہیں
 دی جاتی۔ چونکہ اکثر حرام بد فہم اور کج طبع ہوتے ہیں ان کو علی الاطلاق منع کیا جاتا ہے۔
 اس سے معلوم ہوا کہ مائین و نظیفہ اور حرام کہنے والے مولیٰ اشرف علی کے
 نزدیک صبح العقیدہ اور سلیم الغفر نہیں۔ اور ان عقائد کو کالاکافر کہنے والے بھی تقیم الغفر
 اور کج طبع قرار دئے گئے۔ اس واسطے ان پر واقعی حرام ہے۔ مسلمان صبح العقیدہ سلیم الغفر
 پر نہیں۔ یہ فیصلہ تنہا سے بزرگ آپ کے حکیم الامت کا ہے۔ شاہ عبدالرحیم صاحب
 نے بھی مجلس میلاد شریف قائم کی اور قیام کیا۔ تذکرۃ الرشید جلد ۱ ص ۳۲

مولیٰ اشرف علی صاحب بھی محفل میلاد شریف میں قیام کرتے رہے ہیں کیا آپ
 کافر و شیطنست ان پر چسپاں نہیں۔ ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۱

اب اللہ جل شانہ سے دریافت فرمائیں کہ میلاد شریف کا دن مقرر کرنا اور نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت خرافی کرنی جائز ہے یا نہیں۔ اللہ جل شانہ نے یرمیشاق مقرر
 فرما کر تمام انبیاء کے مجمع میں خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کا خطاب فرمایا
 اور آپ کی شان بابرکت کا بیان فرما کر تمام انبیاء سے اقرار کروایا۔

(العملین ۳) وَاِذَا خَذَ اللّٰهُ مِثْقَاتِ النَّبِيِّۦنَ لَمَّا اسْتَبْتٰكُمُ
 مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ لِّتُرْحَبُوْهُ كَمَا دَسَّوْا۟ مَصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ لَقَوْمٌ
 سٰیٓمٌ وَّلَقْنٰهُمْ نَارًا اَشْوَدَ تَوْرًا اَخَذَ تَحٰۤرُۥ عَلٰی ذٰلِكُمْ اٰیٰتِیۡ

سوال :- اگر کوئی موفی بعض کام خلاف شریعت کرتا
 ہو مثل مولود شریف مع قیام و عرس بلا راگ اور فاتحہ
 بر آب و طعام دست برداشٹ و نماز معکوس و
 مراقبہ بر قبور سورہ الم نشرح وغیرہ و پارچہ رنگین اور کوئی بات کفر و شرک

فَاَنذَرْتُمْ اَنْتَا لَ مَا شَهِدُوْا اِذَا اَنْتَا مَكُوْنَتِیْنِ الشَّاهِدِیْنِ

(ترجمہ) اور جس وقت یا اللہ تعالیٰ نے پکا وعدہ انبیاء سے کہ جو کچھ میں تم کو کتاب
 اور حکمت دوں۔ پھر شریف لائیں گے تمہارے پاس ایک رسول جو تصدیق کرنے والے
 اُس چیز کی جو تمہارے پاس ہے تو تم اُس کے ساتھ ضرور ایمان لانا اور اُس کی ضرورت
 کرنا۔ فرمایا اُس نے کیا تم نے اقرار کیا اور اُس پر پکا وعدہ کیا تو انہوں نے عرض کی کہ ہم نے
 اقرار کیا۔ ارشاد فرمایا کہ تم گواہ رہو میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔

یوم میلاد شریف میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معاد و محاسن بیان کرنے والوں کو شیعان
 کہنے والا قرآن پاک میں ترست اشد ثابت ہو گیا۔ پہلے خدا پر اعتراض کرو چہرہ پیٹوئی
 دینا اگر قائل رہو۔ تو اب آپ کے بزرگ اور پیرو مرشد حاجی امداد اللہ صاحب ارشاد
 فرماتے ہیں :-

فرمایا کہ مولود شریف تمام اہل حرمین کرتے ہیں۔ اسی قدر ہمارے
 واسطے حجت کافی ہے۔ اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیے
 مصنف مولوی اشرف علی مذموم ہو سکتا ہے۔ البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں
 مولوی مشتاق احمد نے نہ چاہئیں۔ اور قیام کے بارے میں میں کچھ نہیں کہتا مجھ کو نیک
 کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔

کیا حاجی صاحب مذکور مولود شریف سن کر قیام کرتے رہے ہیں اور تم نے قیام

کی کرتا ہر تفرمایئے کہ ایسے صوفی سے مرید ہونا اور اُس کی صحبت میں بیٹھنا جائز ہے یا نہیں۔ اور ایسے صوفی کو بوجہ اپنے مجاہدہ و تہجد گزاری کے اور

کرنے والے کو شیطان کھاسے۔ ذرا منہل کر قدم رکھو۔ کیونکہ قریب پرپٹ زیادہ پڑتی ہے فائدہ قیام کا بغیرت ماضی و ناظر کی بحث میں مہرود ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ دَاوُدَ (سورۃ النعام ۱۱۶) نَكَلُوا بِمَا ذَكَرَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ إِنَّ كُنْتُمْ بَانِثِينَ فِي آيَاتِ اللَّهِ ثُمَّ لَا تَأْتُوا بِلَاغٍ مِنْهَا فَيَكُونَ عَلَى السَّامِعِينَ بِمَا لَعَنَ اللَّهُ الْفَاسِقِينَ (پس کھاؤ تم اُس چیز سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اگر ہر تم اللہ کی آیتوں کے ساتھ ایمان لانے والے)

یعنی اے اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ جس شخصے ملال پر اللہ کا نام لیا اللہ کا ذکر کیا اللہ کی کلام پڑھی گئی ہو وہ چیز کھانے کے قابل ہے ورنہ نہیں۔ پھر اگلے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَكَلُمُوا فِي مَا لَعَنَ اللَّهُ الْفَاسِقِينَ (ترجمہ۔ اور تمہیں کیا ہوا کیوں نہیں کھاتے تم اُس چیز سے جس پر اللہ کے نام کا ذکر کیا جاتا ہے) اللہ تعالیٰ عالمِ غیب ہے اس واسطے اُس نے مسلمانوں کو متنبہ فرمایا کہ جو لوگ کھانے پر میرے کلام یا نام لینے سے چڑیں گے تم اُن کا کھانا نہ کھانا۔ اور اس عقیدے والوں کو ڈانٹ فرمائی کہ تمہارے دلائل میں کیا مرض ہے۔ کیا اتفاق ہے کہ جس پر اللہ کا کلام پڑھا جاتا ہے۔ اُس کو حرام کہتے ہو یا حلال کھاتے پکھاتے پڑھنے کا مفتی اللہ تعالیٰ ہے۔ اور تم کہتے ہو کہ شیطان ہے۔ بتائیے آپ کا فتویٰ کہاں تک پہنچا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس پر مخلوق کا نام لیا جائے اُس کو بھی تم حرام کہتے ہو۔ اور میں پر خدا کا کلام پڑھا جائے وہ بھی حرام تو پھر اسے کا مگر سی ملا تو اپنی بات کے بجائیں سے مل لے کر کھانے پر بجا لیا کرو۔ تاکہ مجھ سے کلام پڑھے ہوئے کھانے سے تمہارا کھانا زیادہ اطمینان ہو جائے۔

فما تروا بآب وھام شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب بھی کرتے

حب الہی کے محنتِ شاقہ کے کچھ کمال بھی حاصل ہو سکتا ہے یا نہیں۔

جواب :- نہ وہ قابلِ بیعت ہے اور نہ وہ صاحبِ طریقت ہے بلکہ شیطان ہے۔

رہے ہیں اور اپنے مریدین کو فاتحہ بر شیرینی بروز مولد شریف کا حکم بھی دیتے رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔
الاستبابة والسلاسل مثلا آپ کے فتوے سے شاہ صاحب بھی نہ بچ سکے۔
اور سنئے۔ الحدیث الثانی والعشرون

اخْبَرَنِي سَيِّدِي الْوَالِدُ قَالَ كُنْتُ أَصْنَعُ فِي أَيَّامِ
الْمَوْلِدِ طَعَامًا مِثْلَهُ بِأَلْفِي مَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
شاه ولی اللہ صاحب } در شہین معنف
أَفَلَمْ يَنْتَهَ فِي مَسْنَةِ مِنَ السِّنِينَ مَلَى أَصْنَعُ
بِهِ كَعَامًا مِثْلَهُ أَحَدًا إِلَّا جُعِلَ مَلَكِيًّا فَفَسَدَتْهُ سَبْتُنَ النَّاسِ فَرِيضَةً صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيَّنَّ سَيِّدِي مِلْدَادَ الْجَمْعُ مَتَّبِعًا لِبَشَامَا.

ترجمہ :- جناب والد صاحب فرماتے تھے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام
مولد شریف میں کھانا پکوا کر تاکھا۔ میلاد شریف کی خوشی میں ایک سال میرے پاس
کچھ نہ تھا کہ کھانا پکواؤں۔ کچھ مینہ آیا۔ گرچے بجھے ہوئے۔ وہی میں نے لوگوں کو تقسیم کئے
تو میں نے بنی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے سامنے وہی چنے رکھے ہوئے
ہیں اور آپ بہت شاد و بشارت ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم
صاحب ہر سال مولدِ شریف والے بھی اور فاتحہ برطمانہ چھنے والے بھی آپ کے فتوے
شیطنیت کے مصداق ٹھہرے۔ مَعَاذَ اللَّهِ تَسْمَعُونَ اللَّهَ

۲ مولوی ارشد شیدا احمد صاحب گنگوہی اور مولوی محمد قاسم صاحب نازکی بالی
مدرسہ دیوبند بھی عرس کرتے رہے ہیں اور عرسوں میں داخل ہوتے رہے ہیں۔ دیکھیے
اشرف التبیہ ص ۶

کتاب التوحید
مصنفہ عبدالوہاب بنہوی ص ۱۲۱

اِنَّ الْاِلٰهَ سُبْحَانَكَ لَا شَکَّ لَکَ فِی الْمَخْلُوْقِ شَرِکٌ
بلا شک مخلوق سے پناہ مانگنی شرک ہے۔

حاشیہ ۱۵۲: ایسے پرہیزگار صوفی اور تہجد گزار اور حسبِ الہی کے واسطے منتبہ شائق اٹھانے والے اور مجاہد بالفسق کرنے والے کو بغیر کسی سہیل و محبت و خدمتِ مشرک کا فترے لگا دینا اور شیطان کہنا یہ دیوبندی و دہریوں کا ہی حصہ ہے۔ ورد انبیاء کرام کے سوا باقی سرمنین میں غلطی کا امکان ہو سکتا ہے اور وہ غلطی نہ شمار کی جائیگی بلکہ اُس کی جگہ باذن الہی ملائکہ شکی مکد دیتے ہیں اور بُرائی کا اعادہ اس سے مکر دیتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُكَفِّرُنَ الشَّيْئَاتِ۔

یہ عبارات مذکورہ بالا فتاویٰ دیوبندی کی گہر ریڑی کے اعتبارات میں جس میں کفر کی نشین دیکھا کفر کی توپ کے گزے میں جن کو مسلمان کا ایمان سن کر کا پتا ہے۔ اب آپ اپنے چھوٹے بھائی دہریوں کی نشین کا فترہ ملاحظہ فرمائیے۔

لَهُ دَانِ أَحَدًا مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَخَارَكَ مَا جَرَّدَ سَعَىٰ لِيُتَمَّ مَلَأَ اللَّهُ
شَرًّا بِلَيْلَةٍ مَا نَسَهُ ذَاكَ يَا قَوْمِ قَدْ وَهَلَا يَعْلَمُونَ۔

ترجمہ:۔ اوساگر کوئی مشرکین میں سے پناہ مانگے آپ سے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو پناہ دیجئے آپ اس کو۔ یہاں تک کہ سننے کلام اللہ کو پھر پناہ دیجئے آپ اس کو اُس کی جگہ امن میں۔ یہ اس واسطے کہ وہ بے سمجھ قوم ہیں۔

سب امتزاجی جلا لا کا اس آیت کریمہ میں ارشاد ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی مشرک جس کی تمام عمر مشرک میں گزری ہو جب وہ آپ کے در دولت پر حاضر ہو کر آپ سے پناہ طلب کہے تو اُس کو مشرک کہہ کر مٹا دیجئے نہیں بلکہ وَأَمَّا السَّائِلُ فَدَلَّاهُ
کے قانون سے سوالی کی قبولی بھر کر انعامات دینی و اخروی سے اس کو مالا مال فرمائیے اور پناہ

دیکھئے اور قرآن کریم سنائیے۔ جب وہ قرآن کریم سے آپ کے قولِ بلغ کے ذریعے متاثر ہو گا۔ تو آپ اس کو اس کی جائے امن پر پہنچا دیجئے۔ ہر شخص کی مومن ہو یا مشرک عالم دنیا یا عالم ارواح یا عالمِ عقبیٰ میں جائے امن و امن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یعنی آپ اس کو اپنے دامنِ رحمت میں چھپا کر دُیُوَ کَیْثِیْم کے دریا میں غوطہ دے کر اس کو جنتِ مادیٰ میں پہنچا دیجئے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام عمر کفار و مشرکین کو باوجود ان کی تکالیف پہنچانے کے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے دوزخ کی آگ سے محفوظ رہا اور دنیا میں ہی جنت کا سہرا ان کے سر پر باندھ کر ان کو جائے امن یعنی جنت تک پہنچایا۔ اور اپنی رحمت سے مخلوق کو اتنی وسعت سے پناہ دی اور نہ دیا کہ جس شخص نے مشرک ہو یا کافر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ پڑھ کر اپنے عقیدہ کو اسی کے مطابق درست کر کے میری زیارت کر لی تو اس کو دوزخ کی آگ نہیں چھو سکتی۔

عن جابر بن عبد الله يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَحْتَسِبُ النَّارَ

ترجمہ شریف

جلد ۲ ص ۲۲۶

أَسْلَبْنَا نَارَ فِي دَسَائِفٍ مِنْ سَائِفٍ -

ترجمہ ۱۔ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے کہ جس شخص نے مسلمان ہو کر مجھے دیکھا یا میرے صحابی کو دیکھا تو اس کو آگ نہ چھوئے گی۔
آئے صحابہ کرام کا پناہ لینے کے متعلق عقیدہ دیکھیں کہ وہ خدا کے سوا انبیاء سے پناہ مانگا مشرک سمجھتے ہیں یا نہیں۔

عَنْ أَبِي سَعْدٍ أَنَّهُ كَانَ يَضْرِبُ غُلَامًا

مسلم شریف جلد ۲ ص ۵۲

فَجَحَدَ يَقُولُ أَعُوذُ بِاللَّهِ تَالِ فَجَحَدَ يَفِي

مَا دَقَّقَ فِي هَذَا الْأَمْرِ مَسْعُودُ الْعَصَدِيِّ فِي كَثِيرٍ
 مِنَ الْمُسْلِمِينَ بِأَعْلَاءِ الْعُبَادَةِ وَالْمَوَاتِي وَالْأَمَانِي
 مَعَ أَسْبَابِ الْقُبُورِ وَعَلَوِهِمْ فِي تَعْظِيمِهَا وَالْمُضْجِعِ
 بِهَا وَالْعُكُوفِ بِهَا وَالْبَاعِ عَلَيْهِمَا وَالْبَابِ مَا بَالِ الثِّيَابِ الْفَاحِشَةِ وَحُرْمَتِ

۲۲

کتاب التوحید

فَقَالَ أَعُوذُ بِرَسُولِ اللَّهِ بِتَوَكُّلِهِ -

ترجمہ :- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ آپ اپنے غلام کو مار رہے تھے تو وہ
 اعوذ باللہ کہتا تھا یعنی میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ راوی نے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود
 اس کو مارتے رہے تو غلام نے کہا اَعُوذُ بِرَسُولِ اللَّهِ یعنی میں رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے پناہ مانگتا ہوں۔ تو عبد اللہ بن مسعود نے اس کو چھوڑ دیا۔

اب فرمائیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص صحابی قاری قرآن اور حافظ
 قرآن اپنے غلام کو مار رہے ہیں اور غلام اللہ سے پناہ بہتری مانگتا ہے لیکن عبد اللہ بن مسعود
 اس کو چھوڑتے نہیں۔ جب غلام نے اس آڑے وقت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قاضی الحاجات
 سمجھ کر غائبانہ پناہ طلب کی تو آپ نے اپنے تصرفِ نبوت سے عبد اللہ بن مسعود کو مارنے
 سے ہٹا دیا۔ چنانچہ عبد اللہ بن مسعود غلام کو چھوڑتے ہیں۔ اور شرک نہیں کہتے۔ ثابت ہوا کہ
 انبیاء علیہم السلام سے پناہ یعنی جائز ہے۔

۱۔ تمام دنیا میں پہلا شخص ابن تیمیہ ہے اور دوسرا شخص مصنف کتاب التوحید
 محمد بن عبد الوہاب نجدی ہے جس نے عرسوں کو گناہِ بکیرہ کہا ہے اور قبر کی بے حرمتی
 کا اعلان کیا ہے۔ خواہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ مطہر وہی کیوں نہ ہو۔ پس انچنان
 اموعات سے ان کا منع کرنا ان کے جواز کی تین دلیل ہے۔ کیونکہ ان کا ثبوت پہلے خیر القرون
 میں چلا آتا تھا۔ اور ان کے شرافِ قرن میں ان حسنات کی نیکی ان کو جلی معلوم نہ ہوئی تو انہیں

حَبْلُ الْاِكْدَامِ لَهَا بِاَلْحُضُورِ لَدَّ يَحَا بِاَلْمَرَّاسِ يُمِرُّ وَالْاَعْرَاسِ
وَيَحْوِي مَا وَيَحْتَبُونَ اَنْهُمْ عَنْ سَتْنِ وَلَا يَسْتُوا فِي الْحَقِيقَةِ عَلَى شَيْءٍ اِلَّا
عَلَى ذَنْبٍ الْاَكْبَرِ لَا يَغْفِرُهُ اللهُ تَعَالَى اَبَدًا اَوْ اَبَدًا سِرًّا اَوْ ظَهْرًا لِّذِي
هُوَ السَّبْرُ الْجَبَلِيُّ وَالْكُفْرُ الْوَاضِحُ -

جو واقع ہوا ہے اس زمانہ کے مسلمانوں میں علماء اور صوفیاء اہل قبور کے ساتھ
اور حد سے زیادہ قبور کی تعظیم کرتے ہیں اور قبور کے واسطے حضور کرتے ہیں اور عثمان
میثقیہ ہیں اور ان پر رجوع کرتے ہیں اور ان پر عجیب غلات چڑھاتے ہیں اور زیادہ اس
کی تعظیم کرتے ہیں۔ اُس کے پاس جا کر مختلف رسموں کے ساتھ اور عرسوں وغیرہ سے۔ اور
وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ثواب کا کام کرتے ہیں۔ حقیقتاً سو اے گناہ کبیر کے کوئی ثواب نہیں۔
اُس کو اللہ کبھی نہیں بخشے گا۔ اور بڑا بوجھ ہے ایسا جو شرک جلی ہے اور کفر واضح ہے۔

نے بند کیا۔ اور دوسری دلیل کتاب التوحید کی خود مذکورہ بالا عبارت کا عنوان معنوں
کے صحیح ہونے پر ولادت کرتا ہے۔ جیسا کہ لکھا گیا ہے کہ اس زمانہ میں تمام علماء اور تمام
عباد ان امور کو مستحسن سمجھ کر اور خیر القرون کی سنتِ حسنہ پر عامل تھے اور مصنفِ خدا
اکیدامی علماء و عباد اُمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع اُمت کے غلات
چلائے جو فی کثیر المسلمین بالعلماء والعباد کی عبارت سے صاف ظاہر ہے
کہ اس کے زمانہ میں بھی مسلمانوں کی کثرت اور علماء حقہ کا جم غفیر اور زہاد کی جماعت ان
ہی امورات کے عامل تھے۔ اور یہ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّاسِ کی زمیں آگئے ہیں۔
اسی کی افتداریں تمام فرقہ وادہا بیہ اور دیوبند یہ مسلمانانِ دنیا کو کفر کے جعلی فتوے لگا رہے
ہیں۔ اور انبیاء و اولیاء کی تعظیم سے بند کر رہے ہیں جن کی تعظیم کرنا قرآن کریم سے ثابت ہے
جو دوسری جگہ انشاء اللہ ذکر کیا جاوے گا۔

کشف الشبہات **وَإِنْ مُحْسَدًا لَا يَمْلِكُ لِنَفْسِهِ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا**
 نَضْلَعُ عَنْ عَبْدِ الْقَادِرِ وَغَيْرِهِ اور بے شک محمد صلی اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نفس کے واسطے نفع اور نقصان کے مالک
 نہیں۔ چو جائیکہ عبد القادر وغیرہ۔

لہ فرقہ دیوبندیہ اور وہابیہ کے نزدیک انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام و بہت
 مساوی ہیں۔ کیونکہ جو آیات کریمہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے بتوں کی معجزیت کو توڑنے کے
 واسطے ان کا معجز ثابت کیا ہے وہی آیات یہ لوگ وہابیہ اور دیوبندیہ انبیاء و اولیاء پر
 سپاں کرتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ انبیاء و اولیاء پر یہ فتوے اور ان کا معجز ظاہر نہ کر سکتا
 تھا۔ حالانکہ ان کے برعکس اللہ تعالیٰ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کے گرد
 کئی ہزار ملائکہ نازل فرماتا رہتا ہے۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کے پاس
 مروجہ بارود و شریعت پڑھتے رہتے ہیں۔ کیا وہ بھی تمہارے اسی فتوے میں شامل ہیں۔
 اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ کہنا آپ اپنے نفع و نقصان کے مالک نہیں کیا کرتا
 اور بہت کس ذات کو مستلزم ہوئی؟ اور عالمین کی رحمت ایسی ذات کو بنایا گیا جو اپنے
 نفس کے نفع نقصان کے مالک نہیں اور پھر اپنے نفس کے نفع نقصان کے انکار سے
 یہ کب لازم ہوا کہ آپ عالمین کے نفع نقصان کے بھی مالک نہیں ہیں۔ جو تمہاری عقل نافہم
 نے سمجھا ہے۔ خدا کا کچھ خوف کرو جن کی نسبت اللہ تعالیٰ لَا تَخَوْفُ عَلَيْهِمْ شَيْئًا وَلَا
 هُمْ يَخْشَوْنَ شَيْئًا سے سراسر ہے اور تم ان کو ذلیل سمجھو۔ یہ آپ کا کون سا ایمان ہے۔ اب
 ان عبارات مذکورہ بالا سے مختصر عرض کرنا میرے خیال میں کافی ہے۔ مثنیٰ از غزوہ اہی نوذر
 کافی ہوتا ہے اور اہل انصاف کے نزدیک بھی عبرت ہوتی ہے اور متعصب ہمیشہ
 محروم رہتا ہے۔ اور شیشے میں اپنے واغوں کو دیکھ کر دوسروں کو مطمئن کرتا ہے۔ جیسا کہ

اکابرین دیربندید اور دوماہیہ نے تمام مسلمانان دنیا کو کافر کہا اب یہ لوگ اُن کے اقتدار کفندہ
 ہمیں کہتے ہیں کہ تم کفر کی مشین ہو۔ سالانہ اپنی عبارات کو ملاحظہ کرنے سے ہمیں یہی اندازہ
 سمجھیں گے۔ بلکہ بجائے ہمیں ڈانٹنے کے اپنے اکابرین کے کفر بنیں گے۔ کیونکہ حدیث پاک
 میں مذکور ہے مسلم شریف جلد اول ص ۷۷ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
 وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَا یَا اٰمُرُؤُا قَالَا لَا خَیْبَ لَیَّا مُحَا فِرٌ فَنَقَدْنَا بَا عًا بِمَا اَحَدُنَا اٰمُرُؤُا قَالَا لَا تَجْعَلَتْ عَلَیْہِیْ۔

ترجمہ: ابن عمر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس
 آدمی نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو اُس کفر نے اُن کے ایک کی طرف رجوع کیا۔ اگر کہنے
 والے نے سچ کہا ہے۔ تو نہادورہ قائل پر وہ کفر رجوع کرتا ہے۔

اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمان بھائی کو کافر کہنے میں حقیقت کو
 سوچ کر قدم اٹھانا چاہیے۔ اب تم نے عبارات مذکورہ بالا سے یہ نتیجہ سمجھ لیا ہوگا
 کہ تمہارے دیربندید و دوماہیہ کے اکابرین نے ایسی کفر کی مشین گن چلائی کہ جس سے حضرت
 پیر میران صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور
 حضرت واما گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث
 دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم کو بھی اپنے کفر کے فتویٰ سے مطعون کیا۔ حتیٰ کہ صحابہ کرام رضوان
 اللہ جمیعین و حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات بھی تمہاری زبان درازی سے
 نہ بچ سکے۔ اور خداوند کریم کی اُن آیات کریمہ کو پس پشت ڈال دیا۔ جن میں ان تمام کی
 اتباع کا ارشاد ہوا ہے اگر یہ تمام مطاع امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ
 کے کہنے کے مطابق نہیں بن سکتے کیونکہ یہ مذکورہ بالا افعال کے مرتکب تھے۔ تو تم بڑھیا
 کرشن کو اپنا مطاع بنا کر جیسا کہ تم نے بنایا ہوا ہے۔ جو اپنے اسلام کو بھی گمراہ ثابت
 کر رہے ہو۔ اے مکفرین امت محمدیہ ذرا انصاف سے ملاحظہ فرمائیے کہ حق کون ہے

اور باطل کون۔ مکر کون ہے اور مسلم گر کون۔ جنہوں نے دنیا میں اسلام پھیلایا اور ایمان کی بنیادیں رکھ دیں۔ تم نے اُن کو کافر کہہ دیا۔ اور اُن کو کڑواں کو ڈانٹے۔ فقیر پر یہ بہتان کہ یہ مکر ہے۔

مسلمانو! ہر شیار بن کر اپنے ایمان کو اسلامی بوڑھوں نے دے دی ہے۔ اپنے ایمان کو محفوظ کر لو۔ اور انبیائے عظام و ادویائے کرام کے دامن کو مٹا دیا۔ تاکہ اُن کی امداد سے ہم ان کے قریب سے بچ سکیں۔ یہ ہے آپ کی تکفیر کا جواب۔ باقی رہا کہ آپ کی ولایت کو اظہر من الشمس کرنا یہ فقیر کے خاندانی منصب سے ہے۔ جو تمام اسی شہر قصور میں آپ کے پرشیدہ رازوں کو افشا کرتے رہے ہیں۔ اگر آپ اُن کی تصانیف کا ملاحظہ فرمائیں۔ تو حقیقت واضح ہو جائے گی چنانچہ اپنے اکابرین سے حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب قصوری حضور رحمتہ اللہ علیہ جن کو تمام زمانہ جانتا ہے کے چند اشعار مہادی نذر کرتا ہوں۔ امید ہے کہ انشاء اللہ شکر یہ سے یاد فرماؤ گے۔

ہست یکے منہ و ہایاں	منکر از امداد ولی و رہاں
بلکہ ز امداد نبی منکر اند	باہمد اموات مساوی نہند
لعنت حق باد بر این مقتاد	رفت مسلمانان ایشاں بباد
صورتِ شاں صالح و باطنِ پلید	صحت ایشاں معنی لے سعید
لغۃ من بیج منہ و رہیاں	ہیں کہ چہ گفت است ز پیشیاں
صحت بد راہ تباہ میکند	دیگ سیاہ جامہ سیاہ میکند
جملہ فسادات ز صحبت اثر	یُحْفِظُنَا اللہُ عَذَابَ الْمُشْکِرِ
غیت خلل بیج ولی را بورت	توت امداد نہ زو گشت فوت
موت ولی بہت حیات ابد	ہر کہ نہ اقرار کند گشت رد
گر نہ مدد ہاں سد از اولیاں	غیر ولی چوں زولی شد جد

خاصہ قرآن شہ ہمد اولیاء
نائب کامل ز شہ انبیاء
قطب جہاں غوث نماں محی الدین
فیض از و تا بقیامت یقین
پیر و گر شاہ بود نقشبند
بست زبیا رشاخ بلند
ہم مددش تا بقیامت یقین
ایں ہمہ آثار کرامت بیدین
جملہ ولی راست مدد بیگمان
بہر مریدان و سہ اندر جہاں

فقیر کے خاندان سے حضرت مولانا مولوی غلام و شکیہ صاحب قسوری محسن کی
دھاک اب تک شہر دیابندہ میں مٹھی ہوئی ہے۔ جنہوں نے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی
اور خلیل احمد صاحب انجروی اکابران دیوبند پر سے مناظرہ کر کے حکم نواب صاحب
ریاست بہاولپور ریاست بدر کو دیا۔ اور اُس مناظرہ کی تفصیل بنام کتاب تقدیس
الوکیل شائع فرمائی اور تمام دنیا کے علماؤں سے ان کے عقائد باطلہ پر دستخط ثبت فرمائے۔
اور جنہوں نے اکابرین و ماہرین کو ریاست فرید کوٹ کے راجہ کی عدالت میں مناظرہ کر کے
علمائے وہابیہ کو سزائیں دیوائیں اور جرمانے کروائے تو فرقہ وہابیہ برطانیہ نے ہائی کوٹ
تک اپیل کر کے سزا سے بری اذکر ہو گئے۔ لیکن جرمانہ نہ ٹٹ سکا جس کی مصدقہ نقلیں
بعد مناظرہ فرید کوٹ بنام کتاب اسماٹ فرید کوٹ عام چھپ چکی ہیں۔ جواب تک
مربوط ہے۔ اب اس فقیر کا پیشہ بھی اسی خداوندی عطیے باطل کو مسلمانوں کے سامنے
دامع کرنا قرآن و حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا خاندانی پیشہ سمجھتا ہے اور اس
عطیے الہی پر خداوند تعالیٰ سے دھاکرتا ہے کہ یا اللہ باطل کے مقابلہ میں حق کو ظاہر کرنے
کے واسطے فقیر کو ثابت قدم رکھ اور انبیاء کرام و اولیائے عظام کی شان ظاہر کرتے
ہوئے دنیا میں زندہ رکھ۔ اللہ تعالیٰ نے فقیر کو اسی واسطے پیدا کیا ہوا ہے۔ اور اسی
کام پر فقیر کو مستط کیا ہوا ہے۔ جو ہر دشمن اسلام پر واضح ہے (القول ۹) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ
اَنْ یَّحْیَیْ الْحَقَّ یُکَلِّمَہِمْ وَ یُعْظِمْ ذَکْرَہُ اَنْ یَّکْفِرَ بِہِمْ لَیْسَ بِالْحَقِّ وَ یُضِلُّ الْاَبْطَالَ

وَلَا تُكْرَهُ الْمَجْرُمُونَ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ فَكَيْدٌ وَلَا تَحْجَلُ.

سوال :- تبلیغی جماعت کیا غیر مقلد تھے۔ ثبوت دیجئے۔

جواب :- واقعی جماعت تبلیغی دہلوی میں جن کے بانی محمد الیاس صاحب دیوبندی نے اس جماعت کی بنیاد رکھی۔ جو آج کل جماعتی صورت میں مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہوئے پہلے کلمہ پڑھاتے ہیں۔ تاکہ اپنے مرکز میں اطلاع دیں کہ ہم نے اتنے کافروں کو مسلمان کیا ہے۔ فرقہ وادہ اور دیوبندیہ کے اکابرین نے مسلمانوں کو محض زبانی فتوے دیا اور تبلیغی ایسا ہی جماعت مسلمانوں کو جو مسجد میں داخل ہوں اور نمازیں بھی ادا کرتے ہوں کافر سمجھتے ہوئے کلمہ پڑھا کر اپنی وہابیت کا اقرار کر دیتے ہیں۔ اگر اس جماعت کا کام حقیقتہً تبلیغ اسلام کا ہرگز مسجد کے نمازیوں کو کافر سمجھ کر کلمہ پڑھانا وہابیت کا کام تھا۔ ان کو چاہیے یہ تھا کہ بھنگیوں اور چرسوں کے ڈیروں میں جا کر حقیقتوں اور افسانیوں کے تکیوں میں جا کر ان کو کلمہ پڑھائیں اور نماز کا سبق دیں۔ اور اسلام کی طرف بلائیں۔ پھر تو تبلیغ اسلامی ہے۔ ورنہ ان کی حرکات سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو وہابیت کے دانتوں سے چبانا چاہتے ہیں دراصل یہ تبلیغی جماعت اسماعیل دہلوی کے پروپیگنڈا سیکرٹری ہیں۔ ان کا مرکز چھانک بخش خاں دہلی میں ہے۔ جو وہابیت اور دیوبندیہ سے سمجھون مرکب ہے۔ اب جا کر تحقیق کر لو مساجد میں بھی مسلمانوں نے ایسے ہی دیکھا ہے کہ بعض دیوبندی ہیں اور بعض دہلوی ہیں۔ اب ہمارے ملک میں اس تبلیغی جماعت کی ترکیب دہلوی، گنگوہی، احراری، مودودی اور دیوبندی جماعت سے ہے۔ یہ پانچوں جماعتیں مرکب ہو کر جماعت تبلیغی سے موسوم ہیں۔ اور سرکارِ وہابیت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی جو امام فرقہ دیوبندیہ ہیں۔ رقمطراز ہیں اور مولوی صاحب نے ثابت کر دیا ہے کہ دیوبندی دہلوی ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص ۲۱ } مولوی اسماعیل صاحب عالم ممتی اور بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے باری

کرنے والے اور قرآن و حدیث پر پورا عمل کرنے والے اور خلق اللہ کو ہدایت کرنے والے تھے اور تمام عمر اسی حالت میں رہے۔ آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔ پس جس کا ظاہر حال ایسا ہو وہ ولی اللہ اور شہید ہے۔
اب اپنے فرقہ ویز بند پر کے مسئلہ ولی کا عقیدہ سن لیجئے۔

التَّحْقُّقُ أَنَّ رَفْعَ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْإِسْتِجَارَةِ وَاللُّزُومَ
وَالْقِيَامَ مِنْهُ وَالْقِيَامَ فِي الثَّلَاثَةِ مَسَدًا
عَلَيْهِمْ مَوْجِبًا بِمَنْ سَمِعَ الْهَدْيَ فَيَشَاقِبُ
مَنْعِلًا بِمَنْعِلٍ مَا فَعَلَ إِنَّ ذَا أَمَّا فَحَسْبُهُ -

تنویر العینین
فی اثبات رفع الیدین
مصنف سخیل دہلوی

ترجمہ :- یہی بات یہ ہے کہ رفع یدین کرنا تکبیر اولیٰ کے وقت اور رکوع کے وقت اور تیسرے قیام تک سنت غیر موکدہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے ہے۔ تو اس کے کرنے والے کو ثواب دیا جاوے گا۔ جتنا اس نے کیا۔ اگر ہمیشہ کیا تو اس کو اس کے کافیا ہے اور مستحب ہے۔

اس حوالہ مذکورہ میں مصنف نے ثناء ولی اللہ صاحب کا حوالہ دیتے ہوئے رفع یدین عند الركوع وغیرہ ثابت کیا ہے اور اس تمام کتاب میں مصنف مذکور نے دہلیوں کے مسئلہ رفع یدین کو ثابت کیا ہے۔ اب تم نو فیصلہ کرو کہ رفع یدین دہلی کرتے ہیں یا حنفی۔ اور جن کے مرشد دہلی ان کے مریدین کیسے عنفیت کا دعوے کر سکتے ہیں۔

سوال :- دہلی کون لوگ ہیں اور عبد الوہاب بخاری کا کیا فتاویٰ شیعہ ہیں؟
جواب :- عقیدہ تھا۔ اور کون مذہب تھا۔ اور وہ کیسا شخص تھا۔ اور حصہ اول ص ۱۱۹

الحجواب :- محمد بن عبد الوہاب کے متبذیر کو دہلی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔

کیوں جناب اب تو تمہارے امام دیوبندیہ کا اقرار ہے کہ محمد بن عبد الوہاب کے
راز عمدہ تھے اس واسطے دیوبندیوں نے بھی احناف کے عقائد چھوڑ کر محمد بن عبد الوہاب
نبوی کے عقائد عمدہ چھونے کی بنا پر قبول کئے ہوئے ہیں۔ اب بھی اور ظاہر یہ اعمال
سنت کے بنا کر مسلمانوں کو دھوکا دیا جاتا ہے اب بتاؤ کہ دیوبندیوں کے وہابی بننے میں
بیشک رہا جس کی حقیقت وہابی ہر ظاہر کا کوئی اعتبار نہیں۔

اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور
دین دار کو کہتے ہیں۔ } فتاویٰ رشیدیہ
صفحہ دوم ص ۱۶۱

عقائد میں سب مقلد غیر مقلد متقدم ہیں۔ ابتدا اعمال
میں مختلف ہیں۔ (۱) امتد تلماعی علم رشید احمد گنگوہی
اب تو آپ کے رشید اللہ الدیوبندی نے وہابیوں سے عقائد کے متقدم ہونے کا فتویٰ
دے دیا اپنی خامدانی وہابیت پر آپ کو ضرور آمین پکارنی چاہیے۔ اور منور۔ آپ کے فرقہ
دیوبندیہ کی متقدمہ اور مستبرہ تصنیف میں لکھا ہے جس پر تمام دیوبندیہ کی مہر ثبت ہیں۔
المہند ص ۱۶۱ اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ
اس کا عقیدہ فاسد ہے۔ بلکہ یہ مقصد دہوتا ہے کہ وہ کبھی حقیقی ہے۔

اب تو تمہارے مرکز کا متقدم فیصلہ تمہارے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ اور امید ہے
کہ تم اپنے زبانی دعوے اصل حقیقت کے عقب سے دست بردار ہو کر اپنی حقیقت ہمایہ
کا اعلان فرماؤ گے۔ اگر کچھ شک ہو تو اور تحقیق کرو۔

تذکیر الانحران | چاہے شائق یکے بغیرت کہیں | یا وہابی اور بے ملت کہیں
مسند امین علی ص ۲۲ | یا ہمیں گمراہ بد طینت کہیں | یا کہ کافر اور بے عزت کہیں
اپنے حق میں معتدل رہنا ہے

اسے فرقہ دیوبند پر اب دہلانی کہلانے کہنے سے عار نہ کرنا۔

تذکرۃ الرشید رجب مولوی رشید احمد صاحب نے مولوی اثر علی صاحب کو لکھا ہے۔ کہ میں نے سنا ہے کہ تم مجلس مولود وغیرہ میں جاتے ہو قیام کرتے ہو۔ صلواتیں پڑھتے ہو تو انہوں نے یہ جواب دیا۔ الحمد للہ کہ میں نہ یہاں کسی کا محکم ہوں نہ کسی سے مجبور مگر پوری مخالفت کر کے قیام و شمار ہے گو اب بھی یہاں کے بعض علماء مجھ کو دہلانی کہتے ہیں۔ اور بعض بیرونی علماء بھی یہاں آکر لوگوں کو سمجھا گئے ہیں کہ یہ شخص دہلانی ہے اس کے دھوکہ میں مت آنا۔ اگے چل کر فرماتے ہیں،

دینی مضرت یہ کہ جو ان لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی گئی ہے۔ سب بے اثر اور بے وقعت ہو جاوے گی۔ اس بدگمانی میں کہ یہ شخص ترو دہلانی ہے۔ اب آپ کے مذہب کا تقلید بھی ثابت ہو گیا اور دیوبندیت کا پوشیدہ کرنا بھی میری مرض ثابت ہوئی آپ نرو انصاف کر لیں کہ تم واقعی غیر مقلد دہلانی ہو جو آپ کے اکابرین بھی تسلیم کر چکے ہیں یا صرف میرا ہی کہنا ہے جس سے آپ رنجیدہ خاطر ہوئے ہیں۔ یہ آپ کا سوال کرنا کہ یہ تبلیغی جماعت ایسا ہی کیا دہلویہ غیر مقلدوں کی جماعت ہے؟ یہ تجاہل عارفانہ سوال ہے۔ درحقیقت ان کی دیوبندیت آپ کو معلوم تو ہے کیونکہ مریض جتنا اپنی مرض کو خود سمجھتا ہے دوسرے کو سمجھنا مشکل ہے۔ عیاں کرے یا نہ کرے۔ لیکن سمجھنے والے بھی فراست الہیہ سے سمجھ جاتے ہیں۔ مریض اگر اپنی مرض کو علاج کے واسطے ظاہر کرے تو شفا پائیگا۔ اگر چھپائے گا تو خیر السدنیاء الاخیرۃ اور اس ایسا ہی جماعت میں ترصاف صاف ظاہر و باطناً و دہلانی ہیں جس میں کسی کو شک ہی نہیں۔ سوائے گھرواؤں کے کیونکہ گھرواؤں کو اپنے کا عیب ہنر نظر آتا ہے اور اگر وہ دہلانی نہ تھے تو پھر دہلانی چڑھے کیوں۔ اب ایک اعتراف کے بنیادی عقیدہ کہ متعلیٰ اپنے بچے کا فیصلہ نہ کرے (ایضاح الحق مصنف امیل دہلوی ص ۱۴) تقلید شخصی بدعت ہے۔

فتاویٰ

۱۰۔ اس واقعہ میں کہتا ہوں تعلید حرام ہے کیونکہ اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کا قلولہ
 بلا دلیل اپنے گمے میں ڈالنا سوائے گمراہی کے اور کیا ہو سکتا ہے جب
 ہمارے پاس قرآن تَبٰیٰنًا لِّکُلِّ شَیْءٍ مَّوْجُوْدٍ ہے تو مجتہد کی تعلید برنود بھی غلطی کر سکتا
 ہے۔ ہم لاریبی طریقہ کو چھوڑ کر ایک اضطرابی راستہ کے مشکلات میں پڑ جائیں یہ عقل سلیمہ
 کے خلاف ہے۔ فرمانِ خداوندی کے خلاف ہے سنو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اَوَلَمْ
 یُکَفِّرْ بِنَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ یُشٰحٰی عَلَیْکَ مَرَاتٍ فِیْ ذٰلِکَ لَرٰحٰۃٌ
 وَذِکْرٌ فِیْ لِقَآءِ رَبِّکُمْ مِّنْکُمْ کَیْۤا اَنْ کَافِیْ نَہِیْۤا کَہْمُ فِیْ قُرْۡاٰنِ کِتٰبِ اَنَامِیْ جَوٰن
 پڑھتی باقی ہے اس میں البتہ رحمت ہے اور ایمان داروں کے واسطے نصیحت ہے
 اللہ تعالیٰ فرمائی کہ کیا ان کو قرآن کافی نہیں جس میں رحمت بھی ہے اور ایمان داروں کے
 واسطے نصیحت بھی ہے اب اس آیت کریمہ کو پڑھ کر بھی اگر تم کلامِ الہی پر اکتفا کرو اور اماموں
 کے نیچے جھکے چرو ترمات گمراہی میں ہو دلیل، اللہ تعالیٰ نے قرآن کے فیصلے کو چھوڑ
 کر دوسری طرف جانے والے پر تین فرقے لگائے ہیں سَلٰوَدَ مِّنْ لَّسْمِکُمْ بِکَا
 اَسْأَلُ اللّٰہَ مَا وَاٰلِہٖٓ سَلَامٌ اَلْکَا نِیْرُوْنُ۔ برا اللہ کی کتاب کے ساتھ فیصلہ نہ
 کرے تو واقعی ایسے آدمی کافر ہیں۔ دَمْنُ کَمُ یَحِیْکُمْ بِکَا اَسْأَلُ اللّٰہَ مَا وَاٰلِہٖٓ
 سَلَامٌ اَلْطَّٰبِیُوْنُ برا اللہ کی کتاب کے ساتھ فیصلہ نہ کرے وہی فاسق ہیں لہٰذا قرآن کو
 چھوڑ کر اماموں کی تعلید کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے کافر اور ظالم اور فاسق فرمایا اس
 سے زیادہ مقلد پر اور کیا سختی ہو سکتی ہے۔ اللہ کے فرمان کو چھوڑ کر مقلد اپنے آپ کو
 مسلمان اور مومن کہلاوے تو اس سے زیادہ اور کونسی بے ایمانی ہے۔

”محمد عمر“ غیر مقلد دست نے ایک اعتراض میں کئی پہلو بیان کئے فقیر انشاء اللہ
 مس۔ ایک شق کا شک با التفصیل نکلا ہے۔ تعلید حرام نہیں ہے
 یہ تھا اپنا آخری ہے کفر نہیں بلکہ تعلید واجب ہے اس تعلید میں دَعْوِ اللہ کی واقعی حرام

ہے اللہ کے بندوں کی تقلید جن کے ساتھ اللہ کی معیت ہے ان کی تقلید واجب ہے
 بغیر ان کی تقلید کے ہم ایمان و اسلام میں داخل ہی نہیں ہو سکتے ایمان بالاعتقادات بغیر
 تقلید کے محال ہے مثلاً خداوند کریم پر ایمان لانا محض تقلید ہی ہے جس نے ذات باری
 پر ایمان لانے کے واسطے دلائل تلاش کئے وہ گمراہ ہوا اور جو شخص بلا دلائل اللہ پر ایمان
 بالغیب لا کر محض انبیاء علیہم السلام اور اویار کرام کی تقلید پر اکتفا کرتا ہے وہ پکے سچے مسلمان
 اور مؤمن ہے اور قرآن مجید پر بھی محض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید سے ایمان لایا جاتا ہے
 قرآن کریم کے معجزات کو جس نے طلب کیا وہ گمراہ ہوا اور جو شخص قرآن کریم کا بلا طلب
 دلائل مقلد ہوا اس کو اللہ کریم نے ایسے ایمان لانے کی وجہ سے قرآنی معجزات و کرامات
 عطا فرمائے ایسے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جو شخص بلا دلائل مقلد ہوا وہ مقرب ہوا اور
 جو دلائل کا متلاشی ہوا وہ اوجہل کہلانے کا حقدار ہوا اور آخرت پر ایمان لانا یہ بھی محض
 تقلید ہی ہے جو دلائل کا متلاشی ہے وہ آخرت کا منکر کہلاتا ہے۔ پھر مروجہ قرأت سے
 قرآن کریم کی تلاوت کرنا یہ بھی محض تقلید سے ہی ثابت ہوا اور یہی الذین یؤمنون
 بالغیب کے معنوں میں اگر تم تقلید کو حرام کہو تو تمہیں بلا تقلید ان تمام کا منکر سمجھا جاوے گا
 جب بلا دلیل تم قرآن کو ہاتھ نہیں لگا سکتے پڑھ سکتے تم تم بلا تقلید اس کو اپنی دلیل کیسے
 پیش کر سکتے ہو جس پر ایمان ہی درست نہیں کہ اس کے متعلق یہ دعویٰ کرنا کہ قرآن کو چھوڑ
 کر اور فیصلہ کرنا یہ کفر ہے یہ بھی تو فرمان قرآنی ہے اور خود قرآن کو تم اپنی طرف سے
 فیصل نہیں مقرر کر سکتے جب تک کہ اس کے بلا دلائل مقلد نہ بن جاؤ تو معلوم ہوا
 کہ پہلے تقلید واجب ہے پھر قرآن کو اپنا فیصل مقرر کر سکتے ہیں چنانچہ غیر مقلد خدا کا بھی منکر
 قرآن کا بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی آخرت کا بھی عذاب قبر کا بھی پکڑا کا بھی جنت
 و دوزخ کا بھی علیٰ هذا القیاس یؤمنون بالغیب میں تب ہی داخل ہو سکتے ہیں جب
 تک کہ بلا دلائل تقلید نہ کریں کیونکہ یہ تمام محض تقلید سے متعلق ہیں تقلید کے انکار سے ایک

اور بڑا عبادی نقصان ہوتا ہے۔ انسان اگر تقلید نہ کرے اور دلائل تلاش کئے تو عملاً لی ہی نہیں دین سکتا کیونکہ انسان اپنے والد کی نسب میں اپنے آپ کو تب ہی شمار کر سکتا ہے۔ جب اپنی ماں کا مقلد بنے کیونکہ اس کی نسبت اپنے والد کی طرف محض اس کی ماں کی تقلید پر مبنی ہے اگر ماں سے والد کی طرف منسوب ہوئے ہیں دلائل طلب کرے اور تقلید امی نہ کرے تو سوائے حرامی کہنے کے اس کو اد کوئی چار نہیں ہوگا۔ کیا مجتہد میں کی تقلید کا ارشاد اللہ تعالیٰ فرمائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں اس کی تقلید کو چھوڑ کر یا بلا اجتہاد قرآن کا عامل بننا یا حدیث پاک پر عمل کرنا یہ محض گمراہی ہے جیسا کہ آگے ثابت ہوتا ہے۔ پھر غیر مقلدوں کے لئے بھی ان کی حمایت میں ان کے مذہب کے پیغمبر کہہ دیتے ہیں باقی تمام احکام مقلد میں اگر ان کو قرآن پاک کی آیت بھی معلوم ہو جائے تو بھی ایمان نہیں لاتے جب تک ان کا مجتہد نہ کہے کیا یہ تقلید نہیں تو اور کیا ہے۔ جب ضرورت محسوس ہوئی تو قرآن کو بھی بتیاننا حدیثی تسلیم کیا لیکن یہ تسلیم کرنا محض موت کو چھوڑ کر بیماری اعتبار کرنے کے برابر ہے ورنہ اس پر بھی تہارا ایمان نہیں کیونکہ قرآن کریم کا بتیاننا حدیثی ہونا یہ ہمارا عقیدہ ہے جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب کلی ثابت ہوتا ہے جس کے تم منکر ہو اور قرآن کریم سے بتیاننا حدیثی کا علم بھی تب ہی ثابت ہوتا ہے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ مجتہدین کی تقلید کی جاوے ورنہ قرآن کریم بھی بلا تقلید یضیٰ کہ کثیراً سے فتویٰ گمراہی چڑھتا ہے۔ اسی واسطے یضیٰ کی منکالت کو مقدم فرمایا چونکہ غیر مقلد مقدم ہوتا ہے اس واسطے اس پر قرآن نے گمراہ ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا اور مقلد چونکہ موخر ہوتا ہے اس واسطے اس کو تقلید ہی بہ کثیراً سے فرازا لہذا اگر تم تقلید کو چھوڑ کر آگے بڑھو گے تو یضیٰ یہ کثیراً آگے مسدوق ہو گئے اور اسی بنا پر حسنات سے پیچھے ہٹ رہے ہو اور اگر بلا دلیل اہل اللہ کا قلاوہ اپنے گلے میں ڈال کر اتباع کے عامل رہ گئے تو حسنات میں ملائکہ سے بھی انشاء اللہ سبقت لے جاؤ گے جیسا کہ ابلیس نے تقلید کو بڑا بھجا

اور براہ راست بلا تقلید اہل اللہ قرب خداوندی کا دعویٰ بنا کر ہمیشہ کے واسطے علموں پر اور اس کے تمام اعمال صالحہ ضبط ہو گئے ایسے ہی منہارے بھی اعمال صالحہ نماز روزہ حج زکوٰۃ کلمہ بلا تقلید ضبط ہو گئے اور تم کا تلبس و خشب و مسند و پرے رہو گے اور منہاری ید دہل کو جو قرآن کو چھوڑ کر دوسروں کی تقلید کرتا پھرے اس کو اللہ تعالیٰ نے کافر ظالم فاسق فرمایا ہے ہاں واقعی یہ بھی غیر مقلدوں پر ہی کافر و ظالم فاسق کا حق ہے چسپاں ہو رہا ہے کیونکہ ارشاد الہی ہے وَمَنْ يُحِبَّكُمْ يَبَأْزُكُ اللَّهُ فَاقْلَبْكَ هُمْ الْمَكِيدُونَ جو شخص میں اللہ کو اپنا فیصل نہ بنائے وہ کافر ہے اور میں اللہ کا کیا ارشاد ہے آگے نہیں بڑھتے ملاحظہ ہو۔

لَا نَسَارَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَادْعُوا
الْأُمْرَ بِكُمْ مِمَّا نَزَّلْنَا فِي مِثْقَاتٍ مِثْقَاتٍ فِي مِثْقَاتٍ مِثْقَاتٍ مِثْقَاتٍ مِثْقَاتٍ
كَالرَّسُولِ إِن كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا۔

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور جو تم سے الٰہی امر ہو پس کسی شے میں منہارا جھگڑا ہو جاوے تو تم اس کو اللہ اور رسول کے سپرد کرو اگر تم اللہ اور قیامت سے ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور حقیقت بہت اچھا ہے اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا بِنَا اُنْزَلَ اللہ قسم کے تین اقسام ہیں اطاعت اللہ اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اطاعت اولی الامر اور قسم کا اظہار و بڑ بڑا اپنے اقسام کے محال ہے۔ اور ہر سہ اقسام میں اجتہاد و ابط کی حیثیت رکھتا ہے جس کے بغیر چارہ نہیں مثلاً قرآن کریم پر بغیر اجتہاد و عمل کرنا محال ہے چند مثالیں تنہا اے سامنے پیش کرتا ہوں۔

۱۶۸ بقرہ ۲۸ | وَمَنْ حَيَّيْتَ خَرَجْتَ ذَوِي وَجْهٍ شَطْرًا يُسَبِّحُ الْحَمْدَ

إِنَّمَا كُنْتُمْ فِتْنَةً لِّوَادِعُوهُمْ كَمَا شَطَرَةٌ

اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں آپ تشریف لے جاویں تو اپنے سب اور
کو مسجد حرام کی طرف پھیری اور اسے مسلمانوں میں بھی جہاں کہیں ہو تو اپنے منہ کو اس مسجد
حرام کی طرف پھیرو۔

اب ایمان سے کہنا مسجد حرام کی طرف منہ پھیرنے کے واسطے اجتہاد کی ضرورت نہیں؟
بغیر اجتہاد مسجد حرام کی طرف منہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس آیت کریمہ پر عمل کر سکتے ہو۔

وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيعُونَكَ بِذَلِكَ طَعَامٌ مِّسْكِينٌ

۲ بقدرہ ۲۳ } اور جو لوگ روئے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ان پر مسکین کے کھانے
کا فدیہ ہے۔ تم فدیہ بھی بغیر اجتہاد نہیں ادا کر سکتے اللہ نے فدیہ کا تعین نہیں فرمایا مسلمانوں
کے اجتہاد پر چھوڑ دیا اگر قرآن میں اجتہاد کا انکار کرو گے تو فدیہ نہیں ادا کر سکتے۔

وَكُلُوا ذَآئِرَةً لِّذَآئِرٍ مِّمَّنْ يَبْتَغِي لَكُمْ الْخَيْطَ الْأَبْيَضَ

۲ بقدرہ ۲۴ } مِّنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ لَمَّا مَّكَدَ الصَّيَّامُ إِلَى الْبَيْتِ
ترجمہ۔ کھاؤ اور پیو حتیٰ کہ تمہارے لئے فجر کا سفید تاگہ سیاہ تاگہ سے ظاہر
ہو جاوے۔ پھر روزے کو پورا کرو رات تک۔

اب تم اپنے وہابی ایمان کو سامنے رکھ کر اور گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ اگر
اجتناب سے کام لے کر تو مشرک بنے ہو اور اگر اجتہاد نہ کرو تو تمہیں فجر کا اندازہ لگانا مشکل لہذا
ثابت ہوا کہ قرآن کریم کے عامل تب کہلا سکتے ہو جب اجتہاد کو دخل دو۔

وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ لِلَّهِ إِنَّ أَحْصَىٰ لِمَن يَفْزَعُ أَسْتَبْسِيهِمْ

۲ بقدرہ ۲۵ } اَللّٰهُمَّ وَلَا تَخْلِفْ ذَاؤُسْكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِبَرُ
حکایت۔

اور اللہ کے واسطے حج اور عمرہ کو پورا کرو پس اگر تمہیں روکا جاوے تو جو قربانی

تہیں میسر ہو دی جاوے اور اپنے سروں کو نہ منڈاؤ جب تک کہ قربانی کا جانور اپنی جگہ پر نہ پہنچ جاوے۔ مناکہ طرٹ قربانی کے جانور کو چھوڑنا اور پھر قربانی دینے والے کے اجتہاد پر چھوڑا کہ جب تہیں اس کے پہنچنے کا اندازہ معلوم ہو جاوے تو سر منڈا دو پہلے نہیں تو اس آیت کریمہ پر بھی بغیر اجتہاد و عمل کرنا محال ہے۔

كَانَ آدَا دَا بَصُلًا عَنْ شَرِّهِمَا وَكَشَاوِدَ فَلَا جَنَاحَ
۴۔ بقرہ ۲۰۰ { عَلَيْنِہَا۔

پس اگر دو عین اپنی رضا مندی اور مشورے سے بچے کا دو وہ چھوڑا دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم کے علاوہ والدین کے اجتہاد پر چھوڑا جس تہیں کی تخصیص نہیں رکھی۔

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَأَبْعُوثُ حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ
نساء ۶ { وَحَكَمَاتٍ مِّنْ أَهْلِہَا۔

اور اگر تہیں دو عین کی مخالفت کا خوف ہو تو مرو کے اہل سے ایک حکم اور عورت کے اہل سے ایک حکم ان دونوں کی طرف سے یثبات ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے علاوہ شرعی حکم کے دوسری طرف سے مجتہد حاکم مقرر کرنے کا ارشاد فرمایا جس میں اجتہاد کے بغیر اس آیت پر عمل کرنا محال ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ مِّنْ
۷۔ مائدہ ۹۵ { آتَلْتُمْ مِمَّنْ تَقْتُلُونَ فَخِذُوا بِمَا قَدْ يَحْكُمُ بِهِمْ ذُنُوبًا
عَدَلٍ مِّمَّنْ تَقْتُلُونَ

اے ایمان والو! احرام کی حالت میں شکار کو فوج نہ کرو اور جس شخص نے تم سے عداوت
شکار فوج کیا تو بدلہ دے اس چیز کی مثل جو اس نے فوج کیا اور اس کے بدلے کا فیصلہ دو عداوت

تم سے کریں۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ بغیر اجتہاد کے اس آیت مبارکہ پر عمل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس کے متعلق فیصلہ الہیہ ثابت ہے کہ جب تک قرآن کریم میں اجتہاد کو دخل نہ ہو قرآن کریم کے اکثر احکام پر عمل نہیں ہو سکتا۔

۱۰) نساہ ۱۱۱ ﴿لَا يَتَذَكَّرُ أَهْلُ الْقُرْآنِ وَكَذَلِكَ مِنْ عَشِيرَةِ اللَّهِ النَّبِيُّ ۚ إِنَّهُ إِخْتَلَفَ كَلِمًا﴾

کیا پس یہ قرآن میں تدبر نہیں کرتے اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں وہ اختلاف بہت پاتے اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید کو اللہ کی کلام وہی سمجھ سکتا ہے۔ اور قرآن پر وہی ایمان لا سکتا ہے۔ جو اس کی آیات میں اجتہاد اور تدبر سے قطع دے سکے اور اختلاف آیات کی طرف نہ جھکے ورنہ گمراہ ہو جاویگا۔ نہ بنا بر غرض تدبر فی القرآن مجاہد کے اجتہاد کا قائل نہیں وہ از روے ما انزل اللہ کلام ہے۔

۱۱) نساہ ۱۱۲ ﴿وَإِذْ أَخْبَأْنَا هَمُزَ الْمُؤْمِنِينَ الْأَمِينِ إِذَا مَخُوفٌ أَذَاعُوا بِهِنَّ وَكَذَلِكَ نَقُولُ إِلَى الرُّسُلِ ۚ وَإِنِّي أَنذِي الْأَمْرَ مِنْهُمْ لَعَلَّكَ الْكَافِرِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ وَكَذَلِكَ نَقُولُ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةً لَّا تَبْغِيكُمْ الشَّيْطَانُ إِلَّا لِيُكَلِّمَهُمْ﴾

اور جب ان کے پاس کوئی کسی امر کے متعلق خبر آتی ہے امن کے متعلق یا خوف کے متعلق تو وہ اس کو پھیلاتے ہیں۔ اور اگر وہ اس خبر کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیں یا اہل الامر کے سپرد کر دیں تو اس کو وہ لوگ استنباط سے معلوم کر جیتے ہیں۔ اور اگر اللہ بفضل اور رحمت تم پر نہ ہو تو سو اے قبیل کے تم شیطان کی تسبیح ہو جاؤ۔

محمد ۲۲ ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ ۖ وَأَصْلُهُمْ فِي الْأُولَىٰ ۖ أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ﴾

یہی ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی ہے تو ان کو بہرہ کر دیا ہے۔ اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے کیا پس وہ قرآن کو سوچتے نہیں یا ان کے دلوں پر تارے لگے ہوئے ہیں۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ جو شخص تدبیر القرآن دوسرے معنوں میں اجتہاد فی القرآن کا قائل نہیں بلکہ جملہ قرآن کریم کو بدیہی سمجھے اور ہر آیت کو بلا اجتہاد مجتہد کما حقہ سمجھنے کا دعوے کرے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو اس عقیدے کی بنا پر اللہ کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ ان پر اتنی لعنت برساتا ہے کہ جس سے ان کو اس نے بہرہ کر دیا خواہ کوئی ان کو کتنی کلام الہی پڑھ کر سنائے وہ ایمان کی بات نہیں سنتے اور کہتے ہیں کہ ہم غیر مقلد ہیں ہم نے براہ راست قرآن مجاہد ہے اور لعنت سے خداوند نے ان کی بینائیوں کو اندھا کر دیا ہے۔ ان میں نظر بصارت نہیں ہے۔ جب مادہ بصارت ہی نہیں تو فاعلموا یا ادنی الالبصار سے وہ بات الہیہ کو جانچ کیسے سکتے ہیں جب جانچ نہیں تو ان کو مادہ اجتہاد کیسے نصیب ہو سکتا ہے۔ اس واسطے غیر مقلدوں میں کوئی مجتہد نہیں اور انہی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے دلوں پر تارے لگے ہوئے ہیں یہ بیچارے اجتہاد کو کیا سمجھیں اور انہیں مجتہد کی قدر و منزلت کا پتہ ہی کیا مجتہد کی شان اب اللہ سے دریافت کریں کیا یا اللہ حیب تمام قرآن کو بغیر اجتہاد مجتہد سمجھا مشکل ہے تو مجتہد کیسا ہو سکتا ہے اور مجتہد کن کہلا سکتا ہے۔

یہ بھی اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اگر قرآن کریم میں کوئی امر امن یا خوف کا ایسا آئے جو تہارہی فراست سے بعید ہے تو اس کو غیر مقلدیت سے مشہور مست کر دے بلکہ پہلے اس امر کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تلاش کر دے کیونکہ آپ کی اطاعت بلا دلیل تہارہی سے ذمہ ہے کیونکہ ایسے امر کو تم نہیں سمجھ سکتے جب تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کی تعلید نہ کرو اور اگر حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ملے تو اس امر کو ان مجتہدین کے سپرد کرو جو آیات فرقانیہ سے استنباط کر کے معلوم کر لیتے ہوں تا ثابت ہو کہ قرآن کریم باوجودیکہ خود ناطق ضرور ہے لیکن اس کا آواز ہم تک نہیں پہنچ سکتا کہ جب تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ مجتہدین کا واسطہ درمیان میں ہم تک نہ ہو اس کی صیح مثال یوں سمجھئے کہ ایک شخص مسی عبد اللہ بن اسماعیل بن عبد الرحمن بن عبد القادر ہے اگر عبد اللہ سے کوئی شخص سوال کرے کہ تو عبد اللہ عبد القادر سے کیسے آگیا تو وہ یہ جواب دے کہ میں عبد القادر سے بغیر واسطہ غیر کے آگیا ہوں تو لوگ یا تو اس کو پاگل سمجھیں گے یا کہیں گے کہ تو عبد القادر کا ہے ہی نہیں کیونکہ اس کو گودے ہوئے سو سال گزر گیا ہے اور تو ابھی پانچ سال کا ہے۔ تیری نبوت کا اس کی اہوت سے کیسے تعلق ہو سکتا ہے۔ اس خیال است و محال اور اگر صاف صاف کہ دے کہ میں عبد اللہ اسماعیل کا بیٹا ہوں اسماعیل عبد الرحمن کا بیٹا تھا اور عبد الرحمن عبد العزت اور کا تو پھر ہر شخص بلا کھٹکے تسلیم کر جائے گا کہ ہاں واقعی دو کی وساطت سے یہ شخص عبد القادر کی نسل سے کہلا سکتا ہے اور اس کی نبوت میں شامل ہو سکتا ہے ایسے ہی اگر کوئی غیر مقلد کہے کہ براہ راست بلا واسطہ قرآن کریم کا عامل مومن ہوں اور سمجھ سکتا ہوں اور فیصلہ کر سکتا ہوں تو قطعاً غلط اور محال سمجھا جاوے گا اور اسے جواب دیا جاوے گا کہ تو قرآن کو جانتا ہی نہیں چہ جائیکہ اس کا عالم اور عامل کہلائے کیونکہ قرآن کریم کو نازل ہوئے تیرے سو سال گزر چکے ہیں۔ تو اس پر ایمان کیسے لایا اور تیرے تک پہنچا کیسے تو سمجھا کیسے اور عامل کیسے ہوا اور کچھ زیادہ جی متبع قرآن کو ماننا پڑے گا کہ میں نے یہ قرآن شریف اور اس کے مسائل ائمہ مجتہدین سے حاصل کئے جنہوں نے بالمشافہ صحابہ کرام سے حاصل کر کے اشاعت فرمائی اور بلا واسطہ ان کی اطاعت کا قلاوہ اپنے بعض مسائل قرآنیہ صریحہ کو تفسیر و تخریج میں ڈالا اور ان کی تعلید نے ہی بعض اشارات و کنایات و دلالت قرآنیہ کو جو ہماری فراست سے بالا تھے۔

علم لدنی الہی سے آسان کر کے بارے کافروں تک پہنچا کر ہمیں قرآن کا حامل بنایا۔ اگر
 ائمہ کرام کا یہ احسان نہ ہوتا تو ہم آج کلام الہی کے سمجھنے سے کیا بلکہ ڈھنسنے سے ہیرو و نصرت
 کی طرح کوسوں دور ہوتے اور انہی پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک کی حفاظت کا
 بوجھ ڈالا اگر ائمہ کرام قرآن کریم میں کوئی کسی قسم کی مداخلت پیدا کرتے تو اللہ کریم اپنے
 قانون اِنَّا نَحْنُ مُرْسِلُوهُ بِخُذْ اِنشَاءً لِّلْحَفِظُوْنَ سے ان کو علیحدہ کر دیتا اور سزا دیتا
 اور اس قابل نہ چھوڑتا کہ وہ دین میں خرابی ڈالیں جب ائمہ کرام نے من و عن قرآن کریم کی
 ترجمانی کی تو اللہ کریم نے ایسے مجتہدین کو تمام مسلمانوں سے نوازا اور ان کو اولی الامر کا
 خطاب دے کر ان کے ذریعے ہم تک قرآن پہنچایا اور انہیں کے متعلق اللہ کریم
 نے لَعَلَّكَ الْبَاقِيْنَ يُسْتَبْطَنُ مِنْهُ سُبْحَانَكَ بِشِكْرِيْ فَرَمَانِی اللہ ہی نے ان ائمہ کرام
 کو اپنے وعدہ کے مطابق ملکہ امتداد بخشا ان کے سوا اگر کوئی اور امت محمدیہ میں قرآن و دین
 پہنچانے کے واسطے ہے تو اپنے ایمان سے ظاہر کرو جس کی تاریخ بھی شاہد ہے و یحییٰ۔

۱۰۹ ابن خلدون ۳۴۴ اَمَّا أَبُو حَنِيفَةَ فَعَلَّاهُ الْيَوْمَ اَهْلُ الْعِرَاقِ
 وَمُسْلِمَةُ الْفَيْسَلِيَّةِ وَالصَّيْبِيَّةِ وَمَا وَرَاءَهُمَا
 وَبِلَا وَ الْعَجْمُ كُلُّهَا مَا كَانَتْ مَدَنُ هَبْهُ اَخَصَّ بِاَلْعَبْدَانِ وَدَا يَا سَلَامُ
 وَكَانَتْ تَلْيِيْدُكَ حَبَابَةُ الْمُخْلَفَانِ مِنْ بَنِي الْعَبَّاسِ فَكَثُرَتْ تَالِيْعُهُمْ

ابن خلدون رقمطراز ہیں لیکن ابو حنیفہ تو اس کے متعلق آج عراق و اے اور ہند
 کے تمام مسلمان اور چین کے اود ما و النھر کے اور تمام عجم کے بلاد کیونکہ امام ابو حنیفہ کا مذہب
 خاص کر عراق میں تھا اور دور دورہ اسلام کا ہوا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ غفار صواب جو
 بنی عباس سے تھے ان کے شاگرد تھے جن کی خصوصیت یہ تھی پھر فرمایا وَكَذَلِكَ صَانِدُ
 اَهْلُ الْاِسْلَامِ الْيَوْمَ عَلَى تَلْيِيْدِ مُؤَلَّاهِ الْاُمَمِ الْاَزَلِيَّةِ لَعَلَّكَ آج
 تمام اہل اسلام ان چار اماموں کی تقلید پر جمع ہیں۔

عبدالرحمن ابن غلدون جو تمام مورخین میں مسلمہ مؤرخ ہیں اور مورخین اس کتاب میں سلطان اکبر کا خطاب دیتے ہیں وہ تحریر فرماتے ہیں شیخ میرے زمانہ میں سوائے ائمہ اربعہ کے مقلدین کے دوسرا کوئی شخص یعنی غیر مقلد نہ تھا تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ غیر مقلدین کا فرقہ مدعیہ ہے تو کیا ۱۷۹۷ء سال یہ قرآن کریم یہ دین تین بہترین تعلید ملا آیا اگر قبول تھا اسے تعلید کو حرام کہا جاوے اور قبول تھا تمام مقلدین پر فتویٰ کفر لگا دیا جاوے تو معاذ اللہ قرآن پاک اور دین مبین کو خیر باد کہنا چاہے گا مالا کہ بنی صلے اللہ علیہ وسلم نے ائمہ مجتہدین کی شان میں حدیث بیان فرما کر غیر مقلدین کا خوب رو فرمایا ہے۔

بخاری ۱۶ ۱۷
يَعْتَدِلُ مَنْ يَرِدُ اللَّهُ خَيْرًا لِيَقْفَةَ فِي الدِّينِ وَ إِمَّا
أَنْتَ كَأْسِيكَ وَاللَّهُ يُعْطِي وَ لَنْ تَذَالَ هَذَا الْأَمَّةُ
ثَابِتًا عَلَى أَمْرِ اللَّهِ لَا يَصْرَفُهُ مَنْ خَالَفَهُمْ حَقًّا يَا فِي أَمْرِ اللَّهِ

ترجمہ:- بنی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص کو اللہ تعالیٰ بہتری کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو تقفہ فی الدین عنایت فرماتے ہیں۔ اور کوئی بات نہیں میں تمام ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے عنایت فرماتا ہے اور یہ تمام وسائل تعلیدی قرآن کریم کو کافی سمجھنے سے ثابت ہیں جن کو تم بکے ہو کہ ان تعلیدی وسائل کو قبول کرنا قرآن کریم سے روگردانی کرنا ہے یہ غلط ہے بلکہ ان سے انکار کرنا اور تعلید کو مطلقاً حرام کہنا قرآن کریم سے روگردانی کرنا ہے۔ ظلم اور فسق اور کفر کو قبول کرنا ہے۔ اور سنت سے محروم ہونا معصیت کا اندھن بننا ہے۔ اور اس حد کا زوال ہرگز نہیں ہوگا امر اللہ پر قائم رہیں ان کا مخالف ان کو کوئی نقصان نہ دے گا۔ قیامت تک اس حدیث پاک سے چل دو ثابت ہوئے۔

(۱) جس کو اللہ تعالیٰ ارادہ خیر کا فرماتے ہیں اس کو تقفہ فی الدین عطا کرتے ہیں

امام مجتہدین کو نفع نہ فی الدین عطا فرمائی خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ ان کو اللہ کی طرف سے ارادہ خیر کی علامت ہے۔

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم قاسم ہیں۔

(۳) یہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم امر اللہ تعالیٰ پر ہمیشہ قائم رہی کبھی ذوال نہیں ہو گا۔ اب فیقیم پر کچھ کیا فوان نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ۷۷ سال کے بعد اس حدیث کا عمل شروع ہوا ہے یا آپ کے زمانہ سے۔

(۴) ب مخالف ظاہر ہو گا تو نقصان نہ پہنچا سکے گا جیسا کہ غیر مقلد مقلدوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے لیکن ناکام رہتا ہے اور قیامت تک انشاء اللہ ناکام رہیگا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مشکوٰۃ ہے۔

پھر تہارا کہنا کہ امام سے غلطی بھی ہو سکتی ہے اگر ان کی تقلید میں غنص گئے تو کین ہی غلط ہو گیا۔ اس کا جواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں۔ چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے اس اعتراض کا علم تھا اس کو آپ نے پہلے ہی حل فرمادیا۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِعَمْرٍو ائْضِ بَيْنَهُمَا قَالِ اِقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَنْتَ حَاضِرٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالِ لَعَنَ عَلَى أَنْتَ إِنْ أَصَبْتَ فَلَكَ عَشْرُ أَجْرٍ وَإِنْ اخْتَلَفْتُمَا فَأَخْطَا فَذَلِكَ أَجْرُ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْأَصَادِ -

ترجمہ :- عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جھگڑا لائے تو اپنے عبد اللہ بن عمرو کو کہا کہ ان کے درمیان فیصلہ کرو تو عبد اللہ نے جواب دیا کہ حضور میں فیصلہ کروں آپ کی موجودگی میں آپ نے فرمایا ہاں اس بات پر کہ اگر تو جواب کو پہنچا تو تیرے واسطے دس نیکیاں ہیں اور اگر تیرے

اجتہاد میں غلطی ہو گئی تو پھر بھی تجھے ثواب ہے یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔
اس حدیث پاک سے بین الامم ثابت ہو گئے۔

(۱) بنی حصر علیہ وسلم کا اپنی موجودگی میں ہی اپنے مطیعین کی اطاعت و تقلید کا حکم صادر فرمایا۔

(۲) اجتہاد کا اجراء

(۳) اگر مجتہد سے اجتہاد میں غلطی ہو جاوے تو بھی اس کو صواب ہے گنہگار نہیں جب
مضیق گنہگار نہیں تو مائل کیے گنہگار ہو سکتا ہے خائفہ

ثابت ہوا کہ ائمہ مجتہدین کی خطا قابل گرفت نہیں تو اسی واسطے اللہ کریم نے
ان کی اتنی بڑی شان فرمائی اور امامت کا رجبہ ان پر ڈالکر فرمایا اور ہمیں ان کی تقلید
کے بغیر چارہ نہیں۔

وَلَسْتُمْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ
بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ أُولَٰئِكَ هُمُ
الْمُتَّقُونَ ﴿۱۳۱﴾

ترجمہ :- اور ضرور چاہئے کہ تم سے ایسا گروہ ہو جو خیر کی طرف دعوت دیں
اور نیکی کا حکم کریں۔ اور برائی سے روکیں اور ان لوگوں کو بھی نلاح ملیگی ثبات ہوا کہ
ضرورت امام بھی ہے بغیر اس کے چارہ نہیں اور ائمہ کرام اللہ کے حکم سے ہم تک
دین پہنچا دیں جو ان پر بوجہ اللہ تعالیٰ نے ڈالا تھا اور ہم پر ان کی تقلید واجب
فرمائی فرمایا وَاسْتَبِيعَ سَبْعَ مِائَةٍ اَنْتَابِ اِنِّیْ فَرَمَیْاکُمْ بِمِیْرَی طَرَفِ رَجُوعِ کَرْنِ
والا ہر تم اس کی اتباع کرو کیونکہ قرآن کی حقیقت سوائے اللہ کے اور اہل علم کے جو
مجتہد دین نہیں ہیں کوئی جانتا نہیں۔

۱۳۱ ال عمران ﴿۱۳۱﴾ وَمَا یَعْلَمُ تَادِیْلُهُ اِلَّا اللّٰهُ وَالرَّاسِخُونَ فِی الْعِلْمِ

قرآن کی حقیقت کو سوائے اللہ کے اور جو علم میں پختہ ہیں کوئی نہیں جانتا اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر ایک مجتہد بننے کا دعویٰ نہیں ہو سکتا اور نہ ہر ایک قرآن کی حقیقت کو کوئی سمجھ سکتا ہے اللہ کریم سمجھتے ہیں یا را سخی فی العلم سمجھتے ہیں اور وہ یہی ائمہ کرام ہیں اور ہمیں بھی ان سے دریافت کر کے عمل کرنے کا ارشاد ہوا۔

فَاسْتَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ
 فصل ۱۴ انبیاء ۱۴
 مسلمانوں اگر تمہیں علم نہ ہو اہل ذکر یعنی اہل اللہ سے دریافت
 کر لیا کرو معلوم ہوا کہ اندھا و حنہ بہتہ بننے کا دعویٰ ہر نادوست نہیں بلکہ اہل اللہ نے مجاہدین
 سے دریافت کر کے عمل کرنے کا ارشاد فرمایا تاکہ خود کہیں گمراہی میں نہ چنس جاؤ اور اللہ
 تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت میں بھی اماموں کے نام سے ان کے مقلدوں کو پکارا جاوے گا۔
 يَذْمِىْ ذُكُوًّا كَثٰرًا يٰۤاٰنٰٓا بِاٰمِیْہِمْ قٰمًا وَّرٰکًا کٰرِہِمَاۤنَ کَ
 ۱۵ انبیاء ۱۵
 انبیاء اسرائیل ۱۵
 اماموں کے نام سے پکارے جائے۔

اللہ تعالیٰ نے بانیانِ عہدِ مبارکؑ کو یہ سلاہ فرمائی کہ بایمانہ سے فرمایا ہے
یعنی بغیر ان کے نام سے نہیں رسولوں کے نام سے نہیں فرمایا بلکہ ایمانوں کے نام سے
ان کے مقلدین کو پکارا گئے۔ اس اثبہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ بغیر امام کے گزارہ نہیں۔ کیونکہ اللہ
کرام ہی کے واسطے سے ہم نبی علیہ السلام تک پہنچ سکتے ہیں۔ اور تقلید اللہ کرام بجا
اُتزل میں داخل ہے۔ خارج نہیں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اس اثبہ قرآنی کو پڑھ کر
اگر تم امام کی ضرورت محسوس نہ کرو اور امام کے بغیر نجات اخروی تلاش کرو تو محال ہے
مقلدین کو زمینِ حشر میں ان کے اماموں کے نام سے آواز دیا جاویگا۔ جسکا کوئی امام نہ ہوگا
تو غیر مقلدین کو شیطان کے نام سے بلایا جاویگا۔ اور دوزخ میں فیضان کے ساتھ ڈالے
جاویگے اور اللہ دین اور اچھے مقلدین کو بھی ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ جنت میں لے جاوے گا
اور مقلدین کو اور ان کے مان باپ بھی جو تقلید میں فوت ہوئے۔ چنانچہ ارشاد الہی ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ ۚ

اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ان کی اتباع کی ایمان کے ساتھ قرآن کی ذریعہ کو ان کے ساتھ ہی ہم شامل کر دیا اور ان کے عمل سے ہم کچھ ضائع نہیں کر دیے۔ لہذا ہم اپنے امہ کی تقلید میں متبع ہیں ان کے ساتھ انشاء اللہ جنت میں جو نگے اور تم رسو گے کیونکہ تم ان کے مندرجہ ذیل پر چلتے ہو اور ان کی تقلید کرتے ہو۔

پھر امہ کرام نے بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تقلید کی امدان کے مستند بنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اپنے دلائل سے ان کے ارشادات کو ضبط فرمایا کہ ان سے دلائل طلب کے کیونکہ ان کو بھی ان کی تقلید کا ارشاد الہی تھا بلا غلطی۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ ۚ

وَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ ۚ

اور مہاجرین اور انصار سے پہلے سبقت لے جانے والے اور جنہوں نے ان کی اتباع کی نیکی کے ساتھ ان سے اللہ رضی عنہما اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے اور ان کے واسطے اللہ نے باغات تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان بیان فرمائی اور ان کے متبعین باحسان یعنی جنہوں نے ان کے فرمان کو بلا دلیل تسلیم کر لیا اور ان کی تقلید کر لی وہ تابعین میں شامل ہوئے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ جنت میں جائینگے اور ان کے ساتھ ہمیشہ جنت میں رہیں گے یہی ان کی تقلید کا بدلہ ان کو بڑا ملا ہے اور نبی صلی اللہ

علیہ وسلم نے بھی صحابہ کی تقلید کا ارشاد فرمایا۔

۱۱۔ ابن ماجہ، بخاری شریف ۱۰۸۲ { تَعْلِيْقُكُمْ بِلِسَانِي وَسَمَاءُ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ

الْمُهَدِّثِينَ عَضُّوا عَلَيْهِمَا بِالنَّوَاجِدِ

اور عنقریب میرے بعد تم سنت اختلاف دیکھو گے تو تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین محدثین کی سنت واجب ہے۔

اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ سخت اختلاف کے وقت (جیسا کہ آج کل ہے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کرام کی سنت ہم پر واجب ہے اگر ائمہ کرام خلفاء راشدین کی تقلید کو واجب نہ جانتے تو اب تک اسلام مفقود ہو جانا چنانچہ آج کل بھی ائمہ کرام کی تقلید کرتے ہوئے جب تک خلفاء راشدین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح مقلد نہ بن جاویں گے تب تک اسلام کے نزدیک نہیں جا سکتے چنانچہ ارشاد الہی ہے۔

۱۲۔ بقرہ ۱۷۹ { تَوَلَّوْا ذُنُوبَكُمْ فِى شِقَاقِىْ فِىْ سَكَنٍ اَوْ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ لَكُمْ اِلٰهًا مَّا اَنْتُمْ بِعِلْمٍۭ بِهٖ فَتَقَدَّرَ اٰتَدٰى اٰتٍ الشَّيْخِ الْعَلِيِّ

پس اگر یہ لوگ ایمان لائیں اس طرح جیسا کہ اے صحابہ تو تم ایمان لائے ہو تو وہ راہ راست پر ہیں اور اگر وہ تم سے پھر جاویں تو اور کوئی بات نہیں وہ مخالفت میں ہیں تو ان سے اللہ جلدی نرٹ لے گا اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ تقلید صحابہ کرام بھی بِلَا اَشْذٰكِ اللہ میں داخل ہے۔ اور جس نے ان کی تقلید نہ کی وہ اللہ کا مخالف ہے اس سے اللہ خود نیٹے کا ارشاد فرماتے ہیں۔

۱۳۔ نسا ۵۹ { وَمَنْ يَشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى

وَيُتَبَّعُ عَنِ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ فَوَلَّيْنَا لِي وَكُلَّيْنَا جَهَنَّمَ وَنَارًا
مَصِيدًا۔

اور جو شخص مخالفت کر گیا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد اس کے کہ اس کی واسطے
ہدایت ظاہر ہو گئی اور پیروی کی اس نے مؤمنین کے راستے کے سوا تو ہم اس کو پھر دیتے
ہیں جدھر وہ پھرا اور اس کو جہنم میں داخل کر دیں گے اور بہت بری دھڑلے کی جگہ ہے۔
اب اسے غیر مقلد و تابعیہ کہتے ہو کہ تقلید واجب نہیں وِیَتَّبِعُ عَنِ سَبِيلِ
الْمُؤْمِنِينَ نے تقلید کو ایسا واجب کر دیا کہ ان کے چھوڑنے والے غیر مقلدین کو جہنم
کی سزا سنادی اب تمہارے دل پر موقوف ہے ایمان لاؤ یا جہنم قبول کر لو کیونکہ اس
آیت کریمہ میں اللہ جل شانہ نے صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین دونوں کی تقلید کا ارشاد فرمایا ہے
اور اس نے منہ پھیرنے والے کو بھی جو ان کی تقلید منکر ہو غیر مقلد ہونے کا دعویٰ کرے
وہ خاص و وزخی ہے۔ پھر پانچوں وقت نماز میں بھی صحابہ کرام اور ائمہ کرام کی تقلید کرنے
کی دعا سکھائی ملاحظہ ہو۔

۲۲۔ فَاتَّبِعُوا صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
یا اللہ ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت دے ان لوگوں کے راستے کی جن پر تو نے
انعام کیا ہے۔

اس آیت کریمہ میں منعہ من اللہ کے راستہ قبول کرنے کی خدا سے دعا مانگنا ہے
سچے معلوم ہے کہ جب منعہ من اللہ کے پاس نہ جاویں ان کی تقلید نہ کریں تب تک
ہدایت نصیب نہیں ہو سکتی سب سے پہلے منعہ من اللہ صحابہ کرام ہیں
جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کا حکم کیا بعد میں ائمہ کرام
جنہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت نصیب ہوئی۔
جن کی تقلید کا ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سبق دیا۔

مہمند البوداود طرابلسی ۶۱
 حدثنا یونس قال حدثنا البوداود قال حدثنا
 بشیر قال أخبرني أبو عیون الثقفی قال
 سمعت أcharث بن عمر یحدث عن أصحاب معاذ من أهل حمص و
 قال مرساة عن معاذ أن رسول الله صلى الله علیه وسلم لما بعث
 معاذاً إلی الیمین قال له کیف تفضی إن عرض لك قضاة قال أفضی
 بكتاب الله قال فإن لم تجد من سنت رسول الله قال أجتهد رأی
 لا أئوت قال فصر بیده فی صدره و قال الحمد لله الذی
 وفق رسول الله لما یرضی رسول الله -

ترجمہ :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کو یمین کی طرف بھیجا بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ارشاد فرمایا کہ توفیصلہ کیسے
 کریگا اگر تیرے سامنے کوئی جھگڑا پیش ہوا تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
 جواب دیا کہ میں اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا آپ نے فرمایا پس اگر تجھے کتاب
 اللہ میں نہ ملا تو اس نے عرض کیا کہ میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ
 کروں گا۔ حضرت نے فرمایا اگر تجھے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی نہ
 ملا اس نے کہا کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا نہیں کسی کوں گا میں حضرت
 معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے
 سینے میں مارا اور فرمایا سب تعریف ہے اس ذات کے واسطے جس نے اللہ کے
 قاصد کو وہ توفیق عنایت فرمائی جو رسول اللہ پسند کرتا ہے۔ ایسے ہی جب علی المرتضیٰ
 کرم اللہ وجہہ کو بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے یمین کی طرف بھیجا تو بھی مجتہد بنا کر بھیجا اور
 عوام کو ان کی تقلید کا ارشاد فرمایا۔

ہمبتدک ۴/۸۸

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ الْيَمَنِ عَلَيْنَا فَقَالَ عَلَيْهِمُ الشَّرَارُ وَانْصِبْ بَيْنَهُمْ ثَالَثَ لَأَمِّنَ لِي بِأَلْقَصَامٍ قَدْ نَمَ فِي صُدْرِهِ فَقَالَ لَقَدْ أَهْدَاكَ لِلْقَضَاءِ هَذَا مَدِيتُ صَحِيحًا عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يَخْرُجَا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو آپ نے فرمایا اے علی ان لوگوں کو امر و نہی بت سکھانا اور ان کے درمیان فیصلہ بھی کرنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ حضرت مجھے علم قضا نہیں تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں مارا تو فرمایا اے اللہ اس کو قضا کی راہ دکھا دے یہ حدیث صحیح ہے جس شرط پر شیخین روایت کرتے ہیں لیکن انہوں نے بیان نہیں کیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ جامعین کو مجتہد تیار کریں اور تم کہو کہ ہمیں قرآن کافی ہے معلوم ہوتا ہے کہ تم مدعی نبوت ہو جو قرآن کو بغیر اجتہاد بالوحی سمجھنے کا دعوے رکھتے ہو یا معلوم ہوتا ہے کہ تم یہاں اَنْزَلَ اللہ کو سمجھے ہی نہیں اَنْزَلْتُمْ بِخُصِّ الْكِتَابِ وَكُفُّرُوتًا بَعْضُ اٰیٰتِ پر ہی عمل کر کے اکتفا کر لیا ہے ورنہ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کو سمجھا ہے اور باوجود سمجھنے کے اپنے صحابہ کرام و انصار جامعین کو اولی الامر تیار کرتے رہے کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہاں اَنْزَلَ اللہ کے خلاف عمل رہا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل خلاف تھا۔ کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تسلیم کرنے والوں کو مقلد نہ کہا جاوے گا۔ تقلید کی تعریف بھی یہی ہے شرح عقائد جلالی ص ۱۷۰ اَتَوَلَّوْا الْعَبْدَ بِعَبْدٍ جَحْدَةً مَرَّ الْجَحْدِ الْاَلْبَعْدَةُ فَاَفْهَمُ یہ حدیث شریف فرمان الہی اطیعوا اللہ و اطیعوا الرَّسُولَ وَاُولِی الْأَمْرِ مِنْكُمْ آیت قرآنی کی ترجمانی فرمے اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور

صحابہ کرام عامل ہوں اور پھر تم کہو کہ مجتہد کی تعلید حرام ہے تو تمہیں خداوند ہدایت دے
بجاء حدیث شریف کو ہی بغیر اجتہاد مجتہد سمجھ کر دکھاؤ۔

عَنْ اَيُّوبَ النَّصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
۲۵ ترمذی شریف ۳۱ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمْسَلْتُمُ النَّاطِلَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا لِقَائَهُ
بِالنَّاطِلِ وَلَا بُولٍ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهُمَا وَلَيْكُنْ شَرِيفًا أَوْ عَجَزًا

ترجمہ:- ابراہیم انصاری سے روایت کیا انہوں نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے کوڑا پٹنما کر آؤ تو قبلے کی طرف رخ نہ کرو۔ پائیمانہ کے وقت یا پیشاب
کے وقت اور نہ پیچھے کرو قبلے کو اور لیکن مشرق کی رخ مٹھو یا مغرب کی جانب راب
اس حدیث شریف پر اگر پاکستان و ہندوستان میں زمان مصطفوی پر عمل کریں شریف
اَوْ عَجَزًا سے منہ اور پیچھے مشرق یا مغرب کو کریں تو قبلہ رخ کرنا پڑتا ہے تو مجتہد کے
اجتہاد سے معلوم ہوا کہ یہ ارشاد نبوی محض علاقہ مدینہ طیبہ کے واسطے ہے جس کا رخ
مکہ شریف سے جانب قطب ہے اور مکہ شریف جانب جنوب ہے اس سمت کے
لحاظ سے یہ ارشاد اپنے فرمایا آپ کا مقصد صرف یہی ہے کہ قبلہ رخ نہ منہ کر کے پاخانہ
پیشاب مٹھے نہ پیچھے کر کے باقی سمت کے لحاظ سے قبلے کا لحاظ رکھے نہ شریف اَوْ عَجَزًا
ترجمہ حدیث شریف بغیر اجتہاد مجتہد سمجھ میں نہ آئی یہ ہے جناب مجتہد کا اجتہاد جسکی ضرورت
قرآن و حدیث پر عمل صحیح کرنے کے لئے پڑتی ہے بغیر اس کے گزارہ نہیں

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ مَنْ عَصَى كَذِبًا فَلْيَقْضِ
۲۶ مستدرک ۲۶ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَإِنْ جَاءَهُ أَمْرٌ كَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ
عَزَّ وَجَلَّ فَلْيَقْضِ بِمَا تَقْضِي بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نسائی شریف ۲۵ فَإِنْ جَاءَهُ أَمْرٌ كَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَمْ
يَقْضِ بِهِ نَبِيُّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَقْضِ بِمَا تَأَلَّمَ الصَّالِحُونَ فَإِنْ

جَاوَزَ أَمْرًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَلَا لَمْ يَقُضِ بِهِ مَبْنِيَّةٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَلَا لَمْ يَقُضِ بِهِ الصَّالِحُونَ فَلْيَجْتَنِبْ بِرَأْيِهِ فَإِنَّ لَمْ يَحْسِنْ فَلْيَقْبَلْ وَلَا يَسْتَمِ
 هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادُ وَلَمْ يَخْرُجْ سِجَاذُ وَالْقَاسِمُ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
 بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ۔

ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا
 جس شخص کو فیصلہ درپیش ہو تو چاہیے کہ فیصلہ کرے کتاب اللہ میں سے پس اگر اس کے پاس
 ایسا امر آجائے کہ اللہ کی کتاب میں نہیں ہے تو چاہیے کہ فیصلہ کرے جو نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فیصلہ کیا پھر اگر اس کے پاس ایسا امر آجائے۔ اللہ کی کتاب میں بھی
 نہیں ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ بھی اس کے متعلق نہیں ہے۔ تو چاہیے کہ فیصلہ
 کرے جو بزرگان دین نے اس کے متعلق فیصلہ کیا ہے پھر اگر اس کو ایسا امر آگیا کہ کتاب
 اللہ میں بھی نہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کے متعلق فیصلہ نہیں کیا اور اسکے
 متعلق بزرگان دین کا فیصلہ بھی موجود نہیں۔ تو چاہیے کہ اپنی رائے سے اجتہاد کرے
 پس اگر تم نے اچھا فیصلہ نہیں کیا تو صاف صاف اقرار کرے حیاء کرے یہ حدیث
 صحیح سندوں والی ہے۔ بخاری مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا اور عبد اللہ راوی عبد اللہ
 بن مسعود صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور قاسم راوی اس روایت کے
 ان کے پوتے عبد الرحمن کے بیٹے ہیں۔

اسے جماعت غیر متقلدین اس صحیح حدیث کو سن کر اتواہلین کہندو۔
 بعینہ یہ حدیث شریف دوسرے جو عین اصل متقلدین ہیں کہ فیصلہ پہلے کتاب اللہ
 سے پھر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر اجماع سے پھر قیاس سے یہی اول
 اربعہ متقلدین کے واسطے حجت ہیں جو حدیث کے مطابق متقلدین اعتقاد رکھتے ہیں جس کے
 تم منکر کہیں تقلید کو حرام کہتے ہو کبھی مجتہد کو غاطی سمجھ کر چھوڑتے ہو کبھی قیاس کرنے

و اے کوشیطان کہتے ہیں اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ یہ تنہا ہی تمام باقی لغویں
ازلہ و بعد پر عمل کرنا حدیث کے مطابق ہے۔ اور عَیَّتْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَ سُنَّتِیْ خُلَفَاؤُ الرَّسُولِ
الْمُتَّبِعِیْنَ کے مطابق عمل ہے اور یہی قرینہ تقلید ہے۔ جو یُتَّبَعُہُمْ بِذَٰلِکَ میں موجود ہے
اور ہے۔

۲۷ طبقات ابن سعد ۴/۱۳ ابنی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر عبداللہ بن انیس نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کا مرثیہ غانی کرتے ہوئے صحابہ کرام کو مخاطبہ
کرتے ہیں۔

فَیَا مُتَرَفِّعًا قَبْلَکَ مَا مَرَّ بَعْضُ رِیَاقٍ صَبَّحَ الْقَوْلُ لِلنَّاسِ نَافِعًا
پس اے جماعت ترش اگر تمہیں کوئی امر آجاوے تو تم بعض کی تقلید کرو کیونکہ
صحبات لوگوں کو نفع دینے والی ہے۔

دوستو اب تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی تقلید پر صاف فتویٰ ثابت
ہو گیا۔ اب بھی اگر تقلید کو حرام کہو تو تمہیں خدا حدایت دے۔

۲۸ مستدرک ۴/۱۳ عَنْ عَطَايَ كَانَتْ عَالِشَةً أَفْقَةً النَّاسِ وَ أَعْلَمَهُمُ النَّاسِ
وَ أَحْسَنَ النَّاسِ رَأْيًا فِي الْعَامَةِ

حضرت عطار سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام لوگوں
سے زیادہ فقیہیں اور سب لوگوں سے عالمہ تھیں اور عام لوگوں میں بہت اچھی رائے
دینے والی تھیں۔

اب تو حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا افقہ اور رائے عامہ میں
بہترین رائے دینے والی ثابت ہو گئیں کیا معاف اللہ انہوں نے خلافت قرآن عمل کیا
فرا سوچ کر تو بات کرتے کیا ان کو اہل الرائے کا فتویٰ دو گے حقیقت یہ ہے کہ تمہیں
بزرگان دین و ائمہ مجتہدین سے حد ہے اس وجہ سے تقلید کو حرام کہتے ہو۔ سنو۔

۲۹ بخاری شریف ۱/۱۱۱ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَتَلَطَّ عَلَى مَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَآخَرُ آتَاهُ اللَّهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَلِيْلَيْهَا.

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے حسد گرد و آدمیوں میں ایک آدمی جس کو اللہ نے مال دیا ہو اور وہ حق میں خرچ کرنے پر مسلط ہو اور دوسرا جس کو اللہ نے دانائی عطا فرمائی تو وہ اس دانائی سے فیصلہ کرتا ہے اور وہ اس کو سکھاتا بھی ہے۔

واقعی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق لوگ مال پر حسد کرتے ہیں اور تم ائمہ مجتہدین کے اجتہاد و وقفا کے علم پر حسد کرتے ہو اور حدیث مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم (تَبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ) کا انکار کر رہے ہو۔ اور سواد اعظم سے علیحدہ ہو۔

۳۰ کنز العمال ۱۲/۳۱۷ عَنْ حَارِثِ بْنِ مِصْرِبٍ قَالَ كَتَبَ إِلَيْنَا عُمَرُ بْنُ خَطَّابٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ مَعْلَمًا وَزَيْدًا وَكُفَّاءُ مِنَ الْجُبَّاءِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ شَعَلُوا مِنْهُمْ وَاقْتَدُوا إِلَيْنَا.

حارث بن مصرب سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ ہماری طرف عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا اما بعد پس تحقیق میں نے مہتاری طرف عمار بن یاسر کو امیر بنا کر بھیجا ہے اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو وزیر معلم بنا کر بھیجا ہے اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص اصحاب سے ہیں اور بدری بھی ہیں تم ان سے تعلیم حاصل کرو اور ان کی اقتداء کرو۔ فقیر نے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ پیش کئے جو انہوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تقلید کا فرمایا اب

صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ارشاد حالیہ عرض کر دئے۔

خدا را سوچو اور مقلدین بن کر اپنے ایمان کو درست کرو اگر بَا اَنْذَلِ اللہ کے معنی ذہن میں یہی بٹھائے رکھو گے کہ محض قرآن کریم ہی کافی ہے قرآن کریم سے بھی جواب ملے گا۔ کیونکہ قرآن کریم میں تو جہاں خداوند اپنی اطاعت کا ارشاد فرماتے ہیں تو ساتھ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اطاعت میں شامل کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بغیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اطاعت اللہ بھی محال ہے خدا یہ تو سمجھاؤ جو تمہاری کوئی عقل میں درج ہے کہ قرآن ہی ہمیں کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَاقْبَلُوا الصَّلَاةَ كَمَا كُنْتُمْ رُكُوعًا لَهَا وَرُكُوعًا لِرَبِّكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَخْتَفُونَ مِنْهُ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمُجِيبُ لِمَنْ يَدْعُوهُ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ عَنِ الْعَالَمِينَ
پڑھنا کیا ہے یا خاموش کھڑا ہونا ہے ایسے ہی فرمان الہی ہے وَارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَارْكَعُوا
کرنا اور سجدہ کرو صرف قرآن سے ہی ثابت کرنا بغیر فرمانِ معصطی صلی اللہ علیہ وسلم خدا کرنا
سجود کی حیثیت کذا نبیہ تو سمجھاؤ کلا و ما شا ابنِ محال است معلوم ہوا کہ جب تک حدیث پاک
کے مطابق لَا تَطِيعُوا اللَّهَ وَلَا رَسُولَهُ کے ساتھ شامل نہ ہو گئے عمل کرنا محال ہے۔

وَمَنْ يَطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَبَّلْنَا تِلْكَ لَكَ عَظِيمًا

۳۰۔ احزاب ۲۲ { اور جو شخص اطاعت کرے گا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پس تحقیق رتبہ پایا اس نے مرتبہ بڑا۔

۳۱۔ حدید ۲۴ { يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا رَسُولَهُ يَوْمَ تُنْفَخُ
کِشْفِیْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان
لاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت سے دگنا ثواب دیگا۔

۳۲۔ نسا ۲۴ { وَمَنْ يَطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ حِلْهُ خِلَةٍ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

خَلِيدَيْنِ فِيمَا وَ ذَٰلِكَ الْفَوْدُ الْخَطِيئَةُ -

اور جو شخص اطاعت غلامی کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی داخل ہر گاہ جنت میں اس کے نیچے نہری جاری ہوگی ان میں ہمیشہ رسیدگی اور یدرتہ ہے۔

۳۳ مَعْنَى لِيُحِبَّ اللَّهُ ذَرْمُولًا وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ سَيُخَلِّدُ نَارَ الْخَلِيدَيْنِ فِيمَا وَ ذَٰلِكَ الْفَوْدُ الْخَطِيئَةُ -

اور جو شخص نافرمانی کریگا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اس کی حد سے تجاوز کریگا ہمیشہ کے واسطے جہنم میں داخل ہوگا اور اس کے واسطے عذاب ہے ذلیل کرنے والا۔

فتح ۲۶ { دَمْنٌ لِّكَبْرِيَوْمٍ يَا اللَّهُ ذَرْمُولًا يَعْتَدُ لِكَبْرِيَوْمٍ سَعِيدًا } اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان نہ لایا تو ایسے کافروں کے لئے بھڑکتا ہوا اور زخ تیار کیا ہے۔

تغابن ۲۸ { نَأْمِنُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْغَدِ الَّذِي أَنزَلْنَا } پس ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے رسول صلی اللہ

علیہ وسلم کے ساتھ اور اس نور کے ساتھ جو اتارا ہم نے اس انجیر کریم میں اللہ کریم نے قرآن کریم سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کو فرمایا۔

معلوم ہوا کہ جب تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی اطاعت مقدم رکھے بعد کو قرآن مجید پر ایمان درست ہوتا ہے اور جب تک اس کے ساتھ ایمان درست نہ ہو اس کو سمجھنا محال ہے۔

چنانچہ اللہ کریم باعتبار ذات و صفات ہمارے واسطے مقدم ہے لیکن باعتبار اطاعت ہمارے واسطے ذات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقدم ہے جب تک نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پہلے نہ کی جائے تو حید و کتاب کو سمجھنا محال فرمایا۔
 مَنْ يَطِيعِ الرَّسُولَ فَتُحْدِثْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَدَّى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ
 ۲۶ نیسار ۱۱ { عَلَيْنَا حَفِيفًا۔

ہر شخص اطاعت کرے گا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پس تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس شخص نے منہ پھیرا تو ہم نے آپ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بھیجا۔ ان پر نگہبان روشن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ نگہبان نہیں اور مؤمنین کے واسطے روف و رحیم ہیں، اس آیت کریمہ سے صاف صاف ثابت ہوا کہ جب تک پہلے اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کی جائے تب تک بلا لیا اللہ کا مطیع نہیں ہو سکتا۔

ان تمام آیات و عاویت صحیحہ سے ثابت ہوا کہ تقلید واجب ہے اور اجتہاد مجتہد حق ہے جبکہ بغیر شریعت مطہرہ کا سمجھنا محال ہے اور ہمارے واسطے امہ مجتہدین کی تقلید واجب ہے۔ کیونکہ امہ مجتہدین نے صحابہ کرام کی تقلید کو واجب سمجھ کر مقلد بنے اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین بارئہ اللہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کو واجب سمجھا اور تمام عمر مقلدین رہے اور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلا تقلید غیر خد اللہ کریم کی طرف سے ملے عز و جل اللہ ثابت ہوئے یعنی بلا تقلید و بلا واسطہ بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن کریم کے حامل مصلیٰ رہے اور یہی اور پہلے باقی رہا ہمارا قرآن کریم تک پہنچا اور سمجھنا اور خدا رسیدہ ہونا بغیر تقلید محال ہے کیونکہ ہمیں قرآن و شریعت امہ کرام سے پہنچا اور امہ کرام کو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند کریم سے یہ تمام تقلیدی وسائل اولی الامر سے یکے بعد دیگرے تک پہنچا اللہ میں شامل ہیں اور ثابت ہیں جس سے تم عمداً و گورانی کہہ رہے ہو کہ منکرین تقلید فوراً سوچو کہ قرآن کریم کو براہ راست فیصل مان کر مدعی نبوت بننے ہو کیونکہ براہ راست قرآن کریم تک پہنچنا یہ نبوت و رسالت کا کام ہے جب صحابہ کرام بغیر بنی

صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن کریم تک نہ پہنچ سکے اور ائمہ کرام بغیر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچ سکے تم کو ان ہر جو طفرے سے قرآن مجید پہنچ جاوے خداوند کریم آپ کو حدایت بخشنے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينِ اور وہابیہ کے متعلق فقہائے کرام کا فتویٰ کہ وہابیوں کو غامہ جیوں میں شمار کیا گیا ہے۔

عَلِمْتُ أَنَّ هَذَا غَيْرُ شَرْطٍ فِي مَسْئَلِ الْخَوَارِجِ بَلْ
كُتِبَ بَيْنَ يَدَيْ خَرَجُوا عَلَى سَيِّدِنَا عَلَى رِضَا عَنْهُ وَإِلَّا
فَيَكْفِي فِيهِمْ اِعْتِقَادُ هَمَّ كُفْرًا مِنْ خَرَجُوا عَلَيْهِ
لَمَّا وَقَعَ فِي نَمَانًا فِي أَنْبَاءِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ تَجْدِيدِ وَقَلْبُوا
عَلَى الْحَرَمَيْنِ وَكَانُوا يَنْتَقِلُونَ مَذْهَبَ الْخَنَازِلَةِ لَكِنَّمَا اِعْتَقَدُوا
أَلَّهُ هُمُ الْمُسْلِمُونَ وَأَنَّ مَنْ خَالَفَ اِعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكٌ كُفْرٌ وَأُسْتَبَاحُوا
بِذَلِكَ قَتْلَ أَهْلِ الْمَسْجِدِ وَقَتْلَ عُلَمَائِهِمْ حَتَّى كَثَرَ اللَّهُ لَعْنًا فِي
شَوْكَتِهِمْ وَخَذَّابِ بِلَادِهِمْ وَظَفَرِيهِمْ عَسَا كِرَ الْمُسْلِمِينَ عَاهِدَ
ثَلَاثَ دَسَائِثٍ وَمِائَتَيْنِ وَآلَفٍ۔

ترجمہ:۔ تو نے جان لیا کہ غامہ جیوں کے مسمیٰ میں یہ غیر مشروط ہے بلکہ وہ ان غلامیوں کا بیان ہے جنہوں نے حضرت علیؑ پر چڑھائی کی اور تبرے کئے اور انہیں لو ان میں ان کا اعتقاد کفر کا ہے۔ جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبد الوہاب کے متبعین جو نجد سے نکلے ہیں اور عربوں شریفین پر چھا گئے ہیں۔ اور وہ اپنے آپ کو حنبلی مذہب کی طرف منسوب کرتے ہیں لیکن ان کا اعتقاد ہے کہ وہ خود ہی مسلمان ہیں اور جو شخص ان کے عقیدے کے مخالف ہے مشرک ہے۔ اور وہ اہل السنۃ والجماعت کے قتل کو مباح سمجھتے ہیں۔ اور ان کے علماء کو انہوں نے قتل کیا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی حکومت کو توڑا اور ان کے شہروں کو برباد کیا۔ اور مسلمانوں کے شکر نے ۱۲۳۲ھ میں ان پر فتح پائی،

دیوبندی حضرات کو جو حنفی کہلا کر مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ میں انعام پیش کرتا ہوں کہ اگر وہ اپنے آپ کو نجدیوں کے عقائد کی تعریف کے انبار لگا کر اور ان کے اعمال و عقائد کو اپنا معمول بنا کر اہل سنت و جماعت ہونا ثابت کر دیں کیونکہ یہ سراسر تحقیق کے خلاف ہے۔

سوال { آپ کے پاس وہ کونسا مقیاس خفیت ہے جس سے تم دہابی اور حنفی میں فرق کرتے ہو۔ بمع کتب فاروق بیان کرو۔

محمد عمر { مقیاس خفیت تو زیادہ ہیں لیکن مشتے از خروار عرض کرتا ہوں۔ دیوبندی اہل بائیں اور اخلاف اہل سنت و جماعت کے عقائد میں اور کتب میں سخت تناقص ہے۔

عقائد و ہابیہ دیوبندیہ عقائد احناف

دیوبندیوں کا خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔
 احناف کے نزدیک یہ اسے جھوٹ ممال اور متنع ہے
 (نحل ۱۲) اِنَّ الَّذِیْنَ یُعْتَدُوْنَ عَلٰی اللّٰهِ
 الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ وَلَهُمْ
 عَذَابٌ اَلِیْمٌ
 حصہ اول منہ

اگر حق تعالیٰ شائد کلام
 الجہد المقل { کاذب پر قادر ہو گا۔
 حصہ دوم ص ۱۱۱ { تو قدرتِ انسانی قدرتِ
 ربانی سے زائد ہو جائیگی۔
 ترجمہ: بے شک بد لوگ اعتراض کرتے ہیں
 اللہ پر جھوٹ کا وہ خلاصی نہیں پاویں گے۔
 نفع نھڑا ہے اور ان کو عذاب ہے
 درد و سینے والا

وَمَنْ اَصْحٰقُیْ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا
 اور بات کے لحاظ سے اللہ سے زیادہ کون
 الجہد المقل { کذب متنازع فیہ صفات
 حصہ دوم ص ۱۱۱ { افانیت میں داخل نہیں۔

بکہ صفاتِ نبیہ میں داخل ہے۔

پچا ہے۔

الحجۃ المقل ۱۶ اہل سنت کے نزدیک۔

مُضَاتِ الدِّعْرِ عَمَّا يَصِفُوْنَ

پاک ہے اللہ اس چیز سے جو وصف بیان کرتے ہیں۔

افعالِ قبیحہ مقدور باری تعالیٰ میں

الحجۃ المقل ۱۷ اے افعالِ قبیحہ کو قدرت اقدس حق تعالیٰ شاذ سے کیر کر خارج کر سکتے ہیں۔

تفسیر کبیرہ ۲۵۶ عَنِ الْاَيُّمَانِ

ترجمہ ہے بے شک مومن کو بازو نہیں کر لیا کرے اللہ کے ساتھ جھوٹ کا عمل ہوتا ہے ساتھ اس کے ایمان سے،

الحجۃ المقل ۱۸ جو حضرات تفسیر مطابق احوال کے (مواقعِ رجسٹ) کہ مقدور باری تعالیٰ کہتے ہیں ان کا یہ مطلب ہے کہ باوجود انکشافِ واقعہ اور احوالِ عدمِ مطابقت واقعہ غیر واقعی (جھوٹ) کا قند و اسرار قدرت باری جلِ سلطانہ میں داخل ہے۔

یَحِبُّ اَنْ لَا يَتَّصِفُ بِمُفْصِلٍ ۲۳ واجب ہے کہ نہ وصف کیا جائے اللہ تعالیٰ نفقہ کے ساتھ۔

الحجۃ المقل ۱۹ فضلِ قبیحہ با نظرِ اہلِ حق

الحجۃ المقل ۲۰ افعالِ قبیحہ کو مثلِ دیگر ممکنات ذاتیہ مقدور باری جلِ اہلِ حق و باطنی و یونہی تسلیم کرتے ہیں۔

مسلمہ ۶۵ لَا يُوصَفُ اللّٰهُ لَعَنَی بِاَلْقُدْرَةِ عَلٰی الظُّلُمِ اَوَّلُ التَّغْطِیَةِ وَ الْكَذِبِ لَا تِلْكَ الْهَآئِلُ لَا یَسُدُّ خَلْقَ نَحْمَتِ الْقُدْرَةِ اِنَّهٗ لَا یُطْلَمُ مَعْلَمَاتُهَا

خلاصہ یہ نکلا کہ ماہر الشیخ
الجہد المقل ۱۴۴۱ھ بین الدینین امکان

فی الکلام اللغوی ہے امکان کذب
فی العلم ہرگز نہیں۔

کلام نفی شد قرآن مجید

وَعِندَ الْمُعْتَزِلَةِ يَقْدِرُ تَعَالَى
عَلَى كُلِّ مَا ذُكِرَ۔

انتہی۔ اللہ تعالیٰ نہیں وصف کیا
جاتا ساتھ قادر ہونے کے ظلم پر بعد پرتی
پر اور جھوٹ پر اس واسطے کہ محال ہوتا
الہیہ کے ماتحت داخل نہیں ہوتا۔ یعنی
اُس کے متعلقات کی صلاحیت نہیں
رکھتا۔ اور معتزلہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ
ہر نقص پر قادر ہے۔ یعنی جھوٹ، بیوقوفی
ظلم وغیرہ۔

معلوم ہوا کہ امکان کذب باری تعالیٰ معتزلوں کا عقیدہ ہے۔ لہذا خداوند تعالیٰ
کے نزدیک اور اخلاف کے مذکورہ بالا احادیث سے دیوبندی معتزلی ٹھیرے۔ یہ دلیل
اول ہے دیوبندیوں کے معتزلی ہونے کی اور ثابت ہوا کہ یہ دیوبندی قرآنی کذب کے قائل ہیں۔
”دیوبندی ٹیلیٹ کے قائل ہیں“

قرآن شریف

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝
لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ كَذَلِكَ ۝ كَذَّبَ الَّذِينَ
كَفَرُوا ۝ أَحَدٌ ۝

ترجمہ۔ فرمادیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے نیاز ہے
نہیں جناس نے اور نہ جنا گیا۔ اداس
کے واسطے کوئی برابر نہیں ہے

خدا ان کفری
مرثیہ محمود الحسن صاحب
بدگامی رشید احمد علی

مولیٰ میرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی۔
جبر کو آپ مائل تھے اور ہر حق بھی ارتقا،
فضائل قاسمی
از مناظر ضامن صاحب

ہمارے قلب و کعبہ تمہیں یوں دہنیا میں اگر
تم سے پھر حق سے پھر اور اُس کے فرمان
سے۔

الحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رَسَب
تعلیفیں خاص اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام
جہانوں کے پالنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمادیں کہ رب العالمین اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور دیوبندی کہیں کہیں شہداء احمد
فلک ہی ہے۔ اب فرق تم سوچ لو۔ بنی حطیہ اللہ علیہ وسلم کو اگر ہم مولیٰ کہیں تو دیوبندی ہم پر
فتوے شرک ثبت کریں۔ اور اگر ان کے مقتدا کسی کو کہیں۔ تو سب کے فتوے کفر کے اُس پر
لگنا لازم بھی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمادیں اللہ الصمد اللہ بے نیاز ہے اور یہ کہیں کہیں کس طرف
موروی شہداء صاحب کا ارادہ ہوتا تھا۔ اللہ کو اُن کی اقتدا کرنی پڑتی سجان اللہ۔

دیوبندیوں کا خدا پہلے عالم الغیب نہیں
بلکہ الحیران مصنف
سب چیز موجود
اللہ اللہ عالم
حسین علی صاحبان سچا
کا ارادہ کرتا ہے اُس کا بھی عالم ہے۔ اور جس کا
ابھی ارادہ نہیں کیا۔ اُس کا عالم نہیں ہے
کہ نکاح میں وہ شے بھی نہیں ہے اور انسان
خود مختار ہے۔ اچھے کام کریں یا نہ کریں اور
اللہ کہ پہلے اس سے کوئی علم ہی نہیں کہ کیا
کریگے۔ بلکہ اللہ کو اُن کے کرنے کے بعد معلوم
ہوگا۔

وَاللّٰہُ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اور اللہ کو تمام آسمانوں و زمین کا غیب ہے
مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ
حَدِیْد ۲۴
فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی الْاَفْکِ
اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مِّنْ قَبْلِہٖ اَنْ تَبْرَءَ مَا اَنْ
ذٰلِکَ عَلَى اللّٰہِ یَسِیْرٌ۔

ترجمہ زمین میں اور تمہارے نفسوں میں
کوئی ایسی مصیبت نہیں جو اُس کے پیدا ہونے
کے پہلے ہم نے اُس کو نہ لکھا ہو بے شک یہ
اللہ پر آسان ہے،
یہ حقائق فرقہ جہیہ کے بھی ہیں جیسا کہ مسامرہ
جلد احصہ میں مذکور ہے۔

قرآن مجید کی فصاحت کا انکار

بلغتہ الحیران ۱۲ } فحقن مقام بکے تزیین
یہ خیال کرنا
چاہیے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی فصاحت
و بلاغت سے نہ تھا کیونکہ قرآن خاص واسطے
کفار و ضماہ بلغار کے نہیں آیا تھا اور کیل
بھی نہیں۔

قرآن خداوندی } فَأَنذَرْتُكُمْ
اِتِّينَ بِشَلِّہِ
اگر تم بڑے فصیح و بلیغ ہو، تو ایسی ایک
سودہ بنا کر دکھاؤ۔

یہ مذکور بالا دو عقیدے ریابند کا آریہ کے عقیدہ کے بعینہ مطابق ہے جیسا کہ ستیا رتھ
پرکاش مشن میں مذکور ہے۔ مسلمانوں کا خدا ہمہ دان نہیں اور قرآن کریم معجز ہے۔

دوبندوں کا کلمہ بھی مسلمانوں سے علیدہ ہے
امروئی اشرف علی صاحب
رسالہ الاموال
صفحہ ۱۲۶
مفت از سیف علی
دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
پڑھتا ہوں۔ لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ آپ
کا اشرف علی نام لیتا ہوں اتنے میں دل
کے اندر خیال پیدا ہوا کہ کلمہ سے غلطی ہوئی
کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کلمہ پڑھنا
چاہیے۔ اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف
پڑھتا ہوں۔ دل پر تو یہ سہہ کہیں پڑھا

بخاری شریف } مَبْنِي الْإِسْلَامُ
عَلَى خَمْسٍ
جلد اول ص ۷
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَنْ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَ
إِبْرَاهِيمَ الصَّلَوَاتُ وَآلَاتُهُمُ الْبَرَكَاتُ
وَعَصَاهُ مَضَامَاتُ

جاوے۔ لیکن زبان سے بے ساختہ بجا کے رسول اللہ کے اشرف علی نکلتا ہے۔ ہر کوئی اشرف علی صاحب فرقتے ہیں جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

ترجمہ: بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام پانچ بنیادوں پر قائم ہے۔ قائلہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور نماز کا قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے۔

قرآن شریف

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا۔

ترجمہ: اور ہمیں رسول بنایا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ۔ مگر تمام لوگوں کے واسطے کافی بشارت اور نذیر۔

پہلے ہر اسے نبوت کا مسئلہ دیوبندیوں نے جاہلی کیا

اگر بالفرض آپ کے تخییر الناس مصنفہ فناء میں یا بالفرض مولوی محمد قاسم صاحب آپ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جاوے تو بھی حاقیت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا۔

اِنَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَآ يُفْتَحُ لَكَ فِي شَيْءٍ مِّنْهُنَّ سُلْطٰنٌ مِّنْ رَبِّكَ۔

ابن ماجہ } بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

زبان پر اہل اجوائے نبوت کی بے شایہ انتظام سے کوئی بات اسلام کا ثانی نہیں ہو سکتی ہے جو قبیلہ کی زبان سے نکلتا ہے اور بدقسمت کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں جوں مگر اس فناء میں جاہلیت و نہات موقوف ہے میری اتباع پر۔

قرآن دیوبندیہ کے نزدیک بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی اور نبی فرض کیا جائے تو بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی مہتمم نبوت میں فرق نہیں آسکتا۔ چنانچہ اس عبارت کھنکھنے کے بعد مولوی رشید احمد صاحب نے بھی قسم کھا کر اپنی امت دیوبندیہ کو فرمادیا۔ کہ اس زمانہ

ہیں ہدایت و نجات میری اتباع پر موقوف ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر ہدایت و نجات کو قیامت تک کے قوت رکھا ہے۔ تحذیر الناس (۲۵) بلکہ اگر بعض بدعات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی غایتِ محمویٰ میں کچھ فرق نہ آئیگا ثابت ہوا۔ کہ بانی مرزائیت دیانہ ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی پیدا کرنے کے ور پے ہیں اور اسلاف کا عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے بعد کسی کو نبی فرض کرنا بھی کفر ہے۔ انصاف تم پر موقوف ہے۔

قرآن شریف

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً بِلِئْلِيَيْنِ
اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ
مگر تمام جہانوں کے واسطے رحمت۔

ذو بندوں کے نزدیک قلم و رہندی مولیٰ
رحمتہ العلیین ہو سکتے ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ
استفسار کیا فرماتے
ہیں علماء دین کہ
حضرت رحمۃ العلیین
حضرت دوم ۹

مضمون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے
یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں۔ الجواب۔ فقط
رحمتہ العلیین حضرت خاصہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے۔ بلکہ دیگر اولیاء
و انبیاء اور علماء ربانین بھی مرجعِ محبت
عالم ہوتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام عالمین کی رحمت بنا کر بھیجا۔ اب اللہ کو ان سے عالمین میں جن
کے یہ بھی رحمت بن سکتے ہیں۔ جیسا کہ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہنے کے بعد تمام عالمین میں کسی
دوسرے رب کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی مانے تو اس نے شرک فی اللہ جمید کیا ہے ایسے
ہی رحمتہ العلیین کے اقراء کے بعد کوئی عالمین کی رحمت نہیں کہہ سکتا۔ اور اگر کوئی تسلیم

کے تو مشرک فی الرسالت ہو گا۔

دیوبندیوں کا کعبہ لنگوہ ہے؟

قرآن شریف

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا
الْأَلَىٰ لَنَعْلَمَنَّ مَا يُقْبِلُكَ التَّوَّابُونَ
يَكُنْ يُنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ -

ترجمہ :- اور نہیں بنایا تم قبلہ کو جس پر آپ
ہیں مگر تاکہ جان لیں ہم کون شخص رسول
کی تابعداری کرتا ہے اس شخص سے جو اپنی
اڑیوں پر پھرتا ہے۔

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ كُنُوا أَوْجُهَكُمْ
مَشْطُورًا - ترجمہ :- اور جس جگہ بھی تم ہو

تراپے مرنہوں کو مسجد حرام کی طرف پھیرو
وَلَيْسَ أَتَيْتُمُ الَّذِينَ آتَوْا الْكَلْبَ

بِحُكْلٍ أَيْسَ مَا تَبَعُوا قِبْلَتَكَ وَمَا
أَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ

ترجمہ :- یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اگر اہل کتاب کو آپ تمام مہجرت کی گئی
قریب آپ کے قبلہ کی تابعداری نہ کریں گے۔

اور آپ ہی ان کے قبلہ کی تابعداری کرنے
والے ہیں۔

مشرکین کی کعبہ میں بھی پڑھتے لکھتے کہ سید
مشرکین کی کعبہ میں اپنے سینوں میں پڑھتے لکھتے کہ سید

و کلمہ مکرر میں عذرہ صریحہ دیوبندی کی مسجد کا
محراب خانہ کعبہ کی طرف ہے اس محراب

میں ایک چوٹا محراب بنا ہوا ہے جس میں
امام کھڑے ہو کر اپنا رخ مسجدِ مکیہ کی طرف

کی طرف رکھتا ہے۔ ہا کر غلط فہم نہ کریں۔
فقیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کا کعبہ و قبلہ مسجد حرام مقرر فرمائی ہے۔ نیز یہی ارشاد

فرمایا کہ اگر آپ اہل کتاب کو تمام آیات دکھائیں تو بھی یہ آپ کے قبل کی طرف منہ نہ کریں گے۔ یہی سال دیوبندیہ کا ہے۔

گنگوہ کے حج کا اعلان

قرآن شریف

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ
اَلَيْدِهِ سَبِيلًا۔ اور اللہ کے واسطے لوگوں
پر بیت اللہ کا حج فرض ہے ہر شخص جس کی طاقت کچھ

اسے قوم حج رفتہ کجاوید کجاوید
تذکرۃ الرشیدیہ مشرق و ریخاست بیانیہ جلد ۲
جلد ۲ ص ۵۵

قرآن کریم
وَالسَّلَامُ عَلٰی يَوْمٍ هَـذِهِ تَبَوَّءَتْ
اَمْوَاتٌ وَ يَوْمٍ هَـذِهِ اُبْلِغَتْ حَيًّا۔

نیلا دہلوی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دیوبندیوں
کا عقیدہ

ترجمہ :- اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا
کیا گیا۔ اور جس دن میں مروں گا۔ اور جس
دن میں زندہ اٹھایا جاؤں گا،

پس یہ ہر روز احواد
ولادت کا تو شمل
ہمزو کے سانگ
کھنیا کی ولادت
برائین قاطعہ
مصنفہ مولوی خلیل احمد فیضی
ص ۱۳۸

مستند کہ
اِنَّ اَبْعَدَ اٰتِيَا سَآلَ عَلَيْنِي
صَلَّى اللہ علیہ وسلم

جلد ۲ ص ۶۲
اَحَنَّ صَوْرَةٍ يَوْمَ الْاٰتِيَنِ
قَالَ اِنَّ ذٰلِكَ الْيَوْمَ الْاٰتِي
وُلِدْتُ فِيْهِ وَاُنْزِلَ عَلَيَّ فِيْهِ
ترجمہ :- ایک اعرابی نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے پیر کے دن کے متعلق روزہ
رکھنے کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا
وہ دن ہے جس میں میں پیدا کیا گیا ہوں

کا ہر سال کرتے ہیں۔

اور اسی دن میں مجھ پر وحی نازل کی گئی۔

مذکورہ بالا آیت میں صلی علیہ السلام کی کلام کو اللہ تعالیٰ نقل فرماتے ہیں کہ صلی علیہ السلام نے فرمایا کہ میری ولادت کا دن اور یوم وصال اور قیامت کا دن مجھ پر سلامتی والا ہے۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں انبیاء کے لئے دو دنوں دن چونکہ خاص ہیں اس واسطے ان دنوں میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ خیرات کرنا یا ان کو کلام کا ثواب پہنچانا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان دونوں دنوں میں زیادہ نزول اسلام ہوتا ہے۔ چنانچہ یحییٰ علیہ السلام کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی ارشاد فرمایا ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَوْمَ وُلِدْتَ وَیَوْمَ قُتِلْتَ وَیَوْمَ تُبْعَثُ حَیًّا۔ اور سلام ہے اُس یحییٰ علیہ السلام پر جس دن وہ پیدا کیا گیا۔ اور جس دن اُن کا وصال ہو گا۔ اور جس دن وہ اُٹھایا جائیگا۔ اہل آیت کریمہ سے بھی یوم ولادت اور یوم وصال کی خصوصیت اللہ کی طرف سے ثابت ہوئی اگر کوئی متبع انبیاء کرام اور محکوم من اللہ فرمان الہی کے مطابق ان آیات کی خصوصیت میں اعادہ ولادت کرے تو اللہ کی طرف سے ضرور ثواب پائے گا۔ مگر دیوبندی قائلین سے وہ غائب ہنروں میں سمجھا جائیگا۔ دیگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مذکور سے بھی یوم ولادت کی تخصیص ثابت ہوئی۔ لیکن فرقہ دیوبندی نے یوم ولادت کے اعادہ کرنے والے کو ہمدرد اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رد معاذ اللہ اکھینا قرار دیا۔

کتاب تفریق الایمان مصنف اسماعیل دہلوی کی اہمیت فرقہ دیوبندی کے نزدیک اور وہ کتاب کیسی ہے اور اس پر عمل کیسا ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ } کتاب تفریق الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب فائدہ اور اصلاح ایمان کی ہے اور قرآن و حدیث کا مطلب پورا اس میں ہے۔ اس کا مؤلف ایک معتبر بل بندہ

جلد اول ص ۱۱

ہے۔

از بندہ رشید احمد

ثابت ہوا کہ تقویۃ الایمان دیربندیہ اور ولہم یہ میں قرآن کا درجہ رکھتی ہے،

کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور نہ تو شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ جلد اول ص ۱۲

اسلام ہے۔ راب ذرا دیربندیہ ولہم یہ کے قرآن و اسلام کی گہرا نشانی ملاحظہ ہوں۔ اور قرآن و حدیث دوسے کی شان کا وہ کہاں تک علوم مرتبہ سمجھتے ہیں اندازہ لگائیں،

حدیث شریف

اولیاء و انبیاء

تقویۃ الایمان ص ۶۱

امام زادہ پیر

شہید جنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ

سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور

ہمارے بھائی۔ مگر اُن کو اللہ نے بھائی کی

وہ بڑے بھائی ہوئے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
الرِّوَاؤُ وَ جلد اول ص ۱۲

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایتنا

اَنَّا نَكْمُرُ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ ابْنِ الْوَالِدِ

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے (اور کوئی بات نہیں میں

تمہارے باپ کے قائم مقام ہوں تمہیں

سکھاتا ہوں)

سکھاتا ہوں)

”بنی علیہ الصلوۃ والسلام بفرمان محمد وادبعان الہی آذ و اجننا اَمَّا اَتَقَمُّمُ کے بمنزلیہ

ثابت ہوں اور یہ بھائی کہیں اور آپ کے تمام فضائل کا انکار کریں“

قرآن کریم

جبران کاموں کا

وَوَجَدَ لَوْ عَابِدًا غَنِيًّا رَجُلًا

مختار ہے اُس کا

آپ کو یا رسول اللہ نادار پایا پھر غنی کیا

نام اللہ ہے محمد یا علی نہیں ہے اور جس کا نام

تقویۃ الایمان ص ۶۲

نام اللہ ہے محمد یا علی نہیں ہے اور جس کا نام

مذہب یا مل ہے وہ کسی چیز کا مقدار نہیں۔

آپ کو

(ترجمہ) : اے لوگو! اَلَا اِنَّكُمْ اَعْتَمَرْتُمْ
وَدَعَوْتُمْ مِّنْ قَبْلِہِ فَاِنَّ شَیْءَ کَبِیْرٍ
خَیْرًا لَّہُمْ وَاِنَّ شَیْءَ کَبِیْرٍ لَّیْسَ بِہُمْ
اَعْلَمُ مَعْلٰتِنَا اَلِیْمًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ
وَمَا لَہُمْ فِی الْاَرْضِ مِنْ رِّقٍّ وَّلَا
نَصِیْرٍ .

۱۔ وزجہ نہ اور نہیں بدل لیا انہوں نے مگر اس
 بات کا کہ اللہ نے اور اُس کے رسول صلی
 اللہ علیہ وسلم نے اپنے فضل سے ان کو غنی
 کیا ہے۔ سو اگر توبہ کریں وہ تو اُن کے لئے
 بہتر ہے اور اگر منہ پھیریں وہ تو اللہ تعالیٰ
 اُن کو دنیا اور آخرت میں دردناک سزا دے
 گا۔ اور اُن کے لئے زمین میں کوئی کاروبار
 اور سودگار نہیں،

اُشد قائلے تو فرمایا میں کہ تمام کو اُشد اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل نے
 معنی کی اور یوں بند ہی وہابی کہیں کہ اُشد کو اختیار ہے اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ اختیار
 نہیں تو اُشد مَبْتَدٌ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْثُرُ الدُّنْيَا بِبَعْضِ مَشْرُكِينَ مَلَكٌ مِّنْ دَاخِلِ
 ہو گئے۔ کیونکہ وہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی فضل کے منکر تھے جن کو اُشد نے ارشاد
 فرمایا کہ اگر وہ اُشد اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و غنا کی طرف رجوع
 کر لیں اور اپنا عقیدہ اِسی سے درست کر لیں تو اُن کے لئے دُنیا و عِبَتِی میں بہتر ہو گا۔

ورنہ ان کا کوئی امدادی نہیں ہوگا۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ دنیا و عقبیٰ میں دونوں عذاب کیلئے
دوستوں اپنے عقائد کو فرمان الہی کے مطابق بناو۔ اگر تقدیر الامیان پر ایمان لے
آئے اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو بے اختیار تصور کر لیا تو دنیا و عقبیٰ میں عذاب الہی نہیں
گرفتار ہو جائے گا اور ارشاد الہی موجود ہے۔ وَكَذَّبَكَ بِالْحَقِّ غَالِبًا عَلٰی غَالِبٍ اَعْنٰی یعنی بنی صلی اللہ
علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ نادار تھے پھر غنی کیا۔ یعنی آپ کسی جدی جاوید
کے وارث نہ تھے۔ تو اللہ نے آپ کو غنی کیا۔ اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے غنا کو بھی
اللہ نے عام فرمایا ہے۔ کسی قسم کی قیدِ خصوصیت سے مفید نہیں فرمایا۔ اور یونہی وہابی آپ
کے عدم مفاد ہونے کا فتویٰ جاری کر دیں تو مساعقل کے اندھوں کے دوسرا کون بھلا تسلیم
کرے اور قرآن کریم کو پس پشت ڈالے اور منکر قرآن بنے اور مومن کو رب العزت نے
ارشاد فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اپنے آپ کو بے اختیار
سمجھو فرمایا۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ
اَحْزَابٌ ۚ ۲۲ اَمَّا اَنْ يَكُوْنَ لَكُمْ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِكُمْ وَمَنْ يَتَّبِعِ اللّٰهَ
وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا اور کسی مومن کو یا مومنہ کو کوئی اختیار نہیں جب
اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کا فیصلہ فرما دیا یہ کہ ان کے کام سے
ان کو کوئی اختیار ہو اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی (اس میں)
نافرمانی کرے گا یعنی خود مختار بنے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بے اختیار
سمجھے گا، تو ضرور وہ صریح گمراہی میں گمراہ ہوا۔

ثابت ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو با اختیار اور اپنے آپ
کو بے اختیار سمجھے تو مومن اور فرمانبردار ورنہ نافرمان اور گمراہ کیونکہ سب انعام اللہ اور
اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہر مومن کو ہے چنانچہ اس آیت کے آگے

ارشادِ الہی موجود ہے کہ اِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ
 ارجعْ إلى ربِّك فاعبدہ۔ اس شخص کو جس پر اللہ نے انعام کیا اور آپ نے اس پر
 انعام کیا۔

کیوں جناب انعام نبوی مومن پر ثابت ہوا یا نہ اور ہو کسی سے کہا کہ انعام فراموش
 ہو جس خطاب کو گ اس کو یاد کرتے ہیں وہ تم خود سمجھتے ہو اور جو شخص انعام رسول کا منکر وہ
 خداوند کا بھی اسان فراموش کیونکہ مومنین پر انعام رسول یا احسان خداوندی ہے جیسا کہ
 ارشادِ الہی ہے كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهِ إِذِ انبَأَهُ الْمُرْسَلِينَ اِذْ بَعَثْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ
 مومن قرآن کریم کو چھوڑ کر تقویۃ الایمان پر ایمان لاتے ہوئے بنی صلی اللہ علیہ وسلم
 کو بے اختیار کیسے بچے۔

قرآن کریم

رَمَقُونَ ۲۸ اِذْ بَعَثْنَا فِيهِمْ رَسُولًا
 وَلِلَّهِ الْمُنَافِقِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ
 لَا يَعْلَمُونَ

اور یہ یقین
 تقویۃ الایمان ص ۱۱
 امان لینا چاہیے
 کہ ہر مخلوق بڑا ہر یا چھوٹا وہ اللہ کی شان
 کے آگے ہمارے ہی زیادہ ذلیل ہے۔

ترجمہ:- اور واسطے اللہ کے ہے عزت
 اور اُس کے رسول کے واسطے اور مومنین
 کے واسطے۔ اور لیکن منافق نہیں جانتے۔

ذیوبندی دہریوں کے نزدیک بتافون مذکورہ میں اسلام یہ ہے کہ ہر مخلوق بڑا
 ہر یا چھوٹا اور بڑے چھوٹے کی شرح تقویۃ الایمان کے مشابہ پر اولیاء و انبیاء سے
 تعبیر کی ہے۔ اور ہاں بڑے بجائی کا مرتبہ دیا اور یہاں تمام انبیاء و اولیاء کو ہمارے
 ہی زیادہ ذلیل کہہ دیا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اور ان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ
 دہریوں کو اللہ اور اُس کے رسول تمام عزت و ادب ہیں لیکن منافق بوجہ نفاق کے

ان کی عزت کو جانتا نہیں ہوا کہ یہ دیوبندی عقیدہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے نفاق پر موجزن ہے وہی فتدلی اللہ تعالیٰ نے اسی لئے تم کو سمجھایا ہے۔ کچھ سوچو۔

حدیث شریف

ابن علی علیہ وسلم

بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس

تقویت الایمان ۶۹ کی ذاتِ مطہرہ

شخص نے عداً مجھ پر جھوٹ بولا تو وہ

پرہیزگار لگایا گیا ہے۔

اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ اس بہتان کو

میں بھی ایک دن مرکزِ مٹی میں ملنے

جو بنی صلی اللہ علیہ وسلم پر لگایا گیا ہے حدیث

والا ہوں۔

پاک میں اس کے برعکس ثابت ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

ابن ماجہ ۱۱۹ اللہ علیہ وسلم

إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ

أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ وَكَفَى اللَّهُ عَمَّا يُنْفَذُ

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

بلاشبک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کیا ہے

کہ انبیاء کے جسموں کو کھائے تو اللہ کا نبی نذ

ہے۔ رزق دیا جاتا ہے۔

اسے ایمان کا دعویٰ کرنے والا اور اصلی حقیقت کے مدعیو اپنے گریبان میں منڈول

کر تو دیکھو کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان انبیاء علیہم السلام کی حیات کو ثابت کرتا ہے صحیح

ہے یا تمہاری بناوٹ یا بہتان کی طرح سے انبیاء علیہم السلام کو بعد از وصال مردہ قرار

دیتا ہے۔ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میدانِ حساب میں کیا جواب

دو گے۔ یہ ہے دیوبندی دہریوں کی کتاب تقویت الایمان کے عین اسلام کا خلاصہ۔

دیوبندی

ایک ذاکر صلا کر	قرآن کریم
کثرت ہزار ہتر	احزاب ۱۱، کاذباً جحد ائمہ تہد
راشرف علی تھانی	یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات
کے تھر حضرت عائشہ	مومنوں کی ماہیں ہیں۔

آنے والی ہیں انہوں نے مجھ سے کہا کہ میرا
راشرف علی کا، ذہن معاً اسی طرقت منقل ہوا
کو کم سن عورت ہاتھ آئے گی۔

فرمائیے جناب۔ جو ماں کی رویا کو کس بیوی سے تعبیر کرے اس پر آپ کا فرائض
کیا ہے کیا جس مذہب کے مقتدا ان خیالات باطلہ کے ہوں کہ باپ کو بجائی کہیں بلکہ اس
سے بی ذلیل اور والدہ کو بیوی سے تعبیر کریں ان کے متبعین کے ایمان کا حال آپ خود
بجھ لیں۔ پھر سچ کہنے والے کو مفسد کہا جاتا ہے۔

دیوبندی	قرآن کریم
وَرَأَيْتُ امْرَأَةً	وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً بَعَالِيَيْنِ
بَيْنَ يَدَيْهَا صُلْبُ	اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ
أَنْ تَعْصَمْتُمُوهَا	مگر تمام جہانوں کے واسطے رحمت

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب
میں کرتے دیکھا تو آپ کو قحطاً اور گرنے
سے بچایا۔

اس عبارت مذکورہ بالا سے دیوبندیوں کے رہبر کی دروغ گوئی کا آپ کو اندازہ
ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے متعلق فرما دی کہ آپ کی

رحمت تمام جہانوں کو قلمے ہوئے ہیں۔ اور دیوبندیوں کا مرشد کہے۔ کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کیا ہوا ہے تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ تمام جہانوں کے قتل کرنے کا دعویٰ مولوی حسین علی صاحب کو ہے۔ جو اپنی جھوٹپٹری کے ستون کو قتل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا وہ جہانوں کی رحمت کے قتل کرنے کا مدعی ہو۔ اور جو جہانوں کی رحمت ہوا ان کو بے اختیار اور بے بس ہونے کا اعلان کرے۔ کیا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع کہلا سکتا ہے۔

اور جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو اپنا قتل سمجھتا ہے۔ معاذ اللہ تم معاذ اللہ خداوند تعالیٰ ایسے پیشروں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ یہ بھی حصہ دیوبندیت کا ہی ہے۔ چنانچہ دیوبندی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے استاد بن کر اپنی شان ظاہر کرتے ہیں۔

قرآن کریم

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بَيِّنَاتٍ
تُؤْمِنُ بِهِ أَتَرْتَابُونَ
بھیجا ہم نے کسی رسول کو مگر اس قوم کی بات
کے ساتھ)

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً
لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا

نزدِ جمہور اور نہیں بھیجا ہم نے آپ
کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مگر تمام لوگوں کے واسطے بشیر اور نذیر

اس فقیر کے گمان میں

براہین قاطعہ یہ آتا ہے کہ مدرسہ دیوبند

۲۶ ص کی عظمت حق تعالیٰ

کی درگاہ پاک میں بہت ہے ایک صالح

فخرِ عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب

میں مشرف ہوئے تو آپ کو نبی صلی

اللہ علیہ وسلم کو، اردو میں کلام کرتے

دیکھا تو پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے

آگئی۔ آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا کہ جب

سے علمائے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ

ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس

سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت سے اپنے امثل کو ظاہر فرمایا کہ میں جس رسول کو کسی قوم کی طرف بھیجتا ہوں تو اس قوم کی زبان سکھا کر بھیجتا ہوں۔ چنانچہ بنی صلیہ وسلم کو تمام لوگوں کی طرف بھیجا بلکہ تمام جہانوں کی طرف۔ فرمایا **اِنَّكَ اَنْتَ الَّذِي نَسْأَلُ الْعِلْمَ عَنْهُ عِنْدَ رَسُولٍ**۔ **لَا يَسْأَلُكَ عَنْ بَلَدٍ اَوْ قَوْمٍ**۔

ترجمہ: یا ربکت ہے وہ ذات جس نے حق و باطل کے فرق کرنے والی کتاب کو اپنے بندے پر نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہانوں کے لئے نذیر ہو جائے۔

جب آپ کو تمام جہانوں کا نذیر اور رسول بنا کر بھیجا تو قالون خداوندی فکر فرمایا سے بنی صلیہ وسلم کو تمام عالمین کی زبانیں سکھا کر بھیجا۔ دیوبندی کہیں کہہ کر دو بنی صلیہ وسلم کو ہمارے علمائے دیوبند سے ماٹل ہوا۔ تو یہ قرآن کریم کے صریح خلاف ہے اور اپنے استاد غبنے کے فخر میں قرآن مجید کا انکار ہے۔ اور رسول اللہ کی پہلے رسول دیوبند قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے رسولوں کے علم کو اپنی طرف منسوب فرمادیں اور یہ علمائے دیوبند کی طرف۔ یہ ہے فرقہ دیوبندیہ کا ایمان جو منظم کر کے اور تمام جہانوں کے حکیم ساز کو اپنا شاگرد تصور کرتے ہیں۔ تو اکابرین دیوبند کا خدائی دعویٰ ظاہر ہو گیا۔

قرآن کریم

دیوبندی

اَلَمْ يَأْتِ اُولٰٓئِكَ بِاللّٰهُمِّنْ مِّنْ اَلْغَيْبِ

انبیاء اپنی امت سے اگر متاثر ہوتے

تخذیر الناس

ترجمہ: بنی صلیہ وسلم تمام لوگوں کی جانوں سے بہت بہتر ہیں۔

ہر ایک کو تمام صاحب نافرستی مرے ہیں تو علم ہی میں متاثر ہوتے ہیں

باقی ہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر انسانی مساوی ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام عالمیان کی جانوں کے مقابلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے
 فرماویں اور تم اپنی جانوں کے اعمال کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال سے برتر سمجھو۔ کیا
 دیوبندی فرقہ کو مسلمان تسلیم کا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا یہی اثر ہے کہ اپنے
 آقا سے غلام کو اعمال میں بالا سمجھتے ہو۔ سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑائی کا دعویٰ
 جناب کو یاد ہونا چاہیے سابق مسلم المملکت اہلسنن تھا اور آنحضرت ﷺ کی بڑائی تر
 کہ اللہ تعالیٰ نے مَا خُذَ مِنْهَا خَائِفَةٌ وَخِيبَةٌ إِلَّا مَا يَمْلِكُ اللَّهُ وَأَمَّا اللَّهُ فَمَوْلَاكَ دِيار
 اُس کے تمام اعمال و عبادات اس بڑائی کی وجہ سے ضبط کر کے حضرت آدم علیہ السلام کے
 مقابلے میں ابدال آباد تک بلا اپیل رائدہ درگاہ کر دیا۔ جو تم بھی اس صفت اہلسنی پر عامل ہو۔
 اللہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑائی کے مدعی ہو۔ تو حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ
 والسلام سے بہتر بننے کے مدعی کو اللہ اس کے متبعین کو تو اللہ تعالیٰ نے غرور و ناز کا وعدہ فرمایا
 ہے اور تمہیں سید الانبیاء اصالتِ کل، فخرِ کل، فی الملک پر بڑا کہلانے سے خبر نہیں۔
 اللہ تعالیٰ تمہارے متبعین کو بعد تمہارے کو نے قعرِ جہنم میں بلا اپیل داخل فرما دے گا۔

قرآن کریم

كَذَلِكَ مِنْ آيَاتِ الْغَيْبِ لَخُبِيرٌ
 الْبَيْتِ

دیوبندیوں کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 جیسا علم تو مافا اللہ کتنے بڑے خسر کر رہی
 ہے۔

ترجمہ۔ یہ غیب کی خبروں سے ہے جو ہم
 نے وحی کیا اس کو آپ کی طرف یعنی رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف)

آپ کی ذات
 حفظ الایمان مصنفہ
 مردی اثر علی تھانی
 بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے
 کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے
 یا کل غیب۔ اگر بعض غیب مراد ہیں تو

اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم
غیب تو زید و عمر و عکرمہ ہر مہی و بمنون بلکہ جمع
جبرائیل و جبرائیل کے لئے بھی حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ قرآن مجید جو آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں یا رسول اللہ
یہ تمام غیبی خبریں ہیں۔ اور مصنف خطِ الایمان نے یہ کہا ہے کہ ایسے علوم غیبیہ تو مہی و بمنون
اور کئے اپنے خضر پر کو بھی حاصل ہے جسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بعض علوم غیبیہ جن کو قرآن شریف
کہا جاتا ہے ہر فرد و حیران اور مہی و بمنون پر بھی نازل ہیں۔ تو میرے خیال میں مصنف مذکور
کو جو قرآن شریف نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا ہے اُس کی اتباع کی کیا ضرورت ہے۔ کسی
لڑکے یا دیوانے یا کتے و غیرہ کے نازل شدہ قرآن پر ہی ایمان لے آئے اور اُدُّ اُدُّ کرنا
پھر سے۔ تاکہ غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ کہنے کا موقعہ ہی نہ ملے۔ اور مصنف
مذکور اس توہینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عذابِ الیم میں گرفتار ہو۔ ورنہ اس عقیدہ رکھنے
والے کو تو توہینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ایمان کا کچھ حصہ نصیب نہیں۔ اور
مصنف مذکور پر صوفیہ ہم نے ہی نہیں بلکہ بعض دیوبندیوں نے بھی اس عبارت پر فتوے
نکڑتے کیلئے۔ (المہند ص ۱۲) ہمارے نزدیک متعین ہے کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے علم کو زید و عمر و جبرائیل کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے۔

دیوبندیوں کے بعض اکابرین نے مصنف مذکور یعنی مولوی اثرات علی تھانوی پر بھی ہتھیار
فوسلے نکڑے۔ لیکن حکیم صاحب آخِذُ شِدِّ الْاَعْدَاءِ لِحَاثِرِ فَحْشَةٍ جَمَلٌ
پاک ثابت قدم رہے۔ پنجابی خلیل مشہور ہے کہ گزروں جنہاں مے پئے چلیے جان چھڑپ جس
بخت دیوبندیہ کے حکیم کا یہ حال ہے۔ اُن کے مریضوں کے کیا ہی کہنے ہیں۔

دیوبندیوں کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے علاوہ شیطان اور ملک الموت کا علم
خاص کبرے اَعْلَتْ اَسْمَاءُ
اَنكُرُوا لَمَّا عَلِمَد
جلد ۲ ص ۱۹

زیادہ ہے۔

اَدَمُ الْاَوَّلُ مَكْرُومًا۔

الماہل خود کرنا چاہیے
برائین قاطعہ مصنفہ کہ شیطان ملک الموت
موسیٰ خلیل احمد انیسوی^{۵۱} اکامال دیکھ کر علم
عیط زمین کا فخر عالم کو غلاب نصرت قطعیہ
کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا
شرک نہیں تو کوئی ایساں کا حصہ ہے شیطان
اور ملک الموت کو زور و دست نص سے
ثابت ہوئی۔ لہٰذا عالم کی دست علم کی لڑائی
نص قطعی ہے۔ — ملک الموت سے
افضل ہونے کی وجہ سے برگزیدہ ثابت نہیں ہوتا
کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے
برابر بھی ہو۔ چہ جائیکہ زیادہ۔

ترجمہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں
سکھایا گیا ہوں کل چیزوں کے نام جیسا کہ سکھایا
گئے آدم علیہ السلام کل چیزوں کے نام،
بخاری شریف
جلد اول ص ۱
کہ میں تم تمام سے زیادہ جاننے والا ہوں،

بخاری شریف

جلد اول ص ۱

حدیث مذکورہ سے ثابت ہوا کہ آپ سب سے زیادہ جاننے والے ہیں جس میں
حضرت آدم علیہ السلام بھی شامل ہیں۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو تمام ملائکہ جس میں
ملک الموت بھی شامل ہے سے زیادہ علم ہے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام ملائکہ کے مقابلہ
میں اللہ تعالیٰ نے زیادہ علم عطا فرما کر اُن کا استاد مقرر فرمایا۔ بلکہ جبریل و ملک الموت
غیر ہم ملائکہ کو آدم علیہ السلام کے علم ہی کی وجہ سے سجدے کا حکم فرمایا۔ تو بہر حال نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو حضرت آدم علیہ السلام سے علمی فوقیت حاصل ہے۔ تو اس سلسلے میں نبی صلی اللہ
علیہ وسلم امام الانبیاء پر تمام ملائکہ یعنی ملک الموت وغیرہم کے استاد و استادِ مشہر ہے۔ جو شخص
ملک الموت کے استاد حضرت آدم علیہ السلام کے علم ہونے پر ایمان رکھتا ہے اُس کو

امام الانبیاء جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے استاد والا استاد ہونے پر بھی ایمان لانا میں اسلام ہے۔ اور اس کا انکار آفتِ محمدیہ سے خارج کرتا ہے۔ دیگر مصنف مذکور اپنے کلام سے بھی نادانگہ ہے۔ کیونکہ عبارتِ مکررہ بالا میں لکھتا ہے۔ "فخرِ عالم نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور عالم کا نظریہ متحال کرنے سے ملک الموت بھی شامل ہے اور فخرِ عالم کہنا نبی ہی درست ہو سکتا ہے۔ کہ ملک الموت اور شیطان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تمام سے علمی فخر بھی حاصل ہو۔ ورنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فخرِ عالم کے خطاب سے بیکار نا غلط ہو گا۔ تو مصنف مذکور کو اتنی بھڑائی کہ شیطان اور ملک الموت کے علم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے وسیع کہنا اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فخرِ عالم کے لقب سے یاد کرنا کیا یہ دروغ گویا مانند نباشد کا مصداق نہیں ہے۔" ع۔ و آپ اپنے دام میں جیبا د آگیا

پھر مصنف مذکور شیطان اور ملک الموت کے علم کا اتنا وسعت سے قائل ہے کہ ان کا علم زمین کے ذرے ذرے پر محیط ہے۔ لیکن تعظیمِ کل مخلوق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ کو جو مقامِ مرتبہ "رَبِّ دُنِّی جَلَّ جَلَّ" کا دلیلیہ بھی دیتے رہے آپ کے علم کو ناقص ماننا ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر علمائے دیوبند کے بعض علماء کو مولوی خلیل احمد صاحب انبھوی پر فتوے "کفر لگانا پڑا۔" (مہند ص ۲۷) جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتوے دے چکے ہیں۔

اب فرمائیے آپ کے اکابرین پر ان کے اعتقاداتِ باطلہ کی بنا پر جماعتِ دیوبندی کے علماء جب فتوے "کفرِ ثبوت" کر رہے ہیں تو ہمارے کہنے پر آپ یوں سیخ پا ہوتے ہیں۔ کیا آپ کے علماء کفر کر لیں تو مسند نہیں۔ اور بعض دیگر آپ کے علماء ان ہی عبارات کے قائل پر فتوے "کفرِ شائع" کر دیں تو مسند نہیں۔ اور ہم اسی فتوے کو دہرائیں تو اسے ساتھ شکر بھی کا باعث ہو جاتا ہے۔ "ہیں عقل و دانش بائید گریست"

دیوبندیوں کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
ولی نطق،

مصراط مستقیم
و امثال ان تمخنین گورنر
محمد عیسیٰ دہلوی
آب باشد بخندیں مرتبہ
بدتر از استغراق و صورت کا و آخر و است
یعنی شیخ وغیرہ اور رسالت آب
کی طرف صرف ہمت کا و آخر کے تصور
سے بدتر ہے،

قرآن مجید

روائد ۶، فَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْكُمْ
توبہ ۱۱، يَا الْمُؤْمِنِينَ رَفَعُوا رُءُوسَكُمْ
نماز میں جب آپ ان آیات پر پہنچتے
ہیں تو پیشکمرہ کشید اور سجدت
و سجود پڑھتے ہوئے اگر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کا خیال دل میں نہ لائیں تو کیا انکار قرآن
کریم ہے یا نہیں۔

بخاری شریف ۶۲۲۱
مَنْ كَبَّرَ
قَدْ يَأْتِيهِ فَاَسَارِقَةٌ الْمَنْظُورُ۔

کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
قریب نماز پڑھتا تھا اور میں نماز میں نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر چا کر دیکھتا تھا صاحب
کرام رضوان اللہ اجمعین کرتے ہوئے
نماز میں نظر کرنا نصیب ہو اور تمہیں آپ
کا خیال آنے سے نماز فاسد ہو جاوے یا
تم انصاف کرو۔

قرآن کریم

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ

دیوبندیوں کے نزدیک معاذ اللہ فرشتوں
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان کہہ سکتے

ہیں۔

وَيَكُونُ مِنَ بَنِي اللَّهِ رَجُلًا مِّنْكُمْ كَمَا هُوَ شَيْطَانٌ
 کے ساتھ اور اللہ کے ساتھ ایمان لاتا
 ہے۔ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ
 الْوُثْقَىٰ رَأْسًا لِّمَنْ فِيهَا حَقٌّ
 اس معنی جو جب طاغوت جن اور ملائکہ

طاغوت کے معنی مکد

بلغتہ الحیران

مَنْعَبَدٌ مِّنْ دُونِ

اللَّهِ فَعَوَّلَ الْطَّاغُوتُ

۲۳

اور رسول کو بونا جائز ہو گا۔

مذاہد تھائے کے فرمان مذکورہ کے مطابق مومن وہی کہلا سکتا ہے اور ایمان دار
 جب ہی بن سکتا ہے کہ پہلے طاغوت کا انکار کرے۔ پھر اللہ کے ساتھ ایمان لائے تو وہ
 متبع رسالت ہو سکتا ہے۔ اسی بنا پر اکابر ویرندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طاغوت
 کہنا جائز سمجھتے ہیں۔ تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر کے محض اللہ کے قائل ہو جائیں۔
 مالا کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنی درگاہ سے صاف جواب دے رہے ہیں۔ ارشاد الہی
 هُوَ مَن يَطِيعُ الرَّسُولَ فَجَبَدَ اَخْلَعَ اللّٰهُ رِئِيسَ بَرِّشَخْصِ رَسُوْلٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 غلام ہے پھر وہ اللہ کا غلام ہے اور نہ نہیں۔ اس آیت کریمہ میں اطاعت رسول صلی
 اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت پر مقدم فرمایا ہے۔ تو انبیاء علیہم السلام
 اور ملائکہ کو طاغوت کہنے والا اللہ کی طرف سے وہ خود طاغوت ہے۔

قرآن کریم

فَلْيَعْبَادِيَ الَّذِينَ اَسْرَفُوا
 لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ

ترجمہ: مفراد بچے یا رسول اللہ! اے
 میرے بندو جو حد سے تجاوز کر گئے ہو اللہ
 کی رحمت سے بے امید نہ ہو۔

فرق ویرندہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
 انہی نسبت کرنا ہی شرک کہتے ہیں۔

کوئی اپنے بیٹے کا

تقویۃ الایمان

نام عبد البنی کہتا

ہے۔ سو وہ شرک

۲۴

میں گرفتار ہے۔

مہشتی زبیر علی بخش حسین بخش علی بخش (نور ۱) وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ
دوسرے نام رکھنا شرک وغیرہ نام رکھنا شرک اور تمہارے عبادوں سے نیک لوگ
حد اول ۱۳۱ ہے۔

اگر عبد کی نسبت اللہ کے سوا کسی دوسرے کی طرف شرک ہوتی تو اللہ تعالیٰ مِنْ
عِبَادِكُمْ نہ فرماتا۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے عبد کو اپنے سوا دوسروں کی طرف منسوب کیا
ہے تو اور کون روک سکتا ہے۔ اور عبد البشی نام رکھنا اگر نام باندھنا یا شرک تو اللہ تعالیٰ
قَدْ لَعِبْنَا فِيْ ذٰلِكَ مِنْ قَبْلِكَ اِنْ تَتَذَكَّرْ اِنَّكَ لَعَٰبِدُوْنَ اِلٰهٍ غَيْرِ اللّٰهِ الَّذِیْ
۱۳۲ فرمایا (حاجی امداد اللہ صاحب) پر نکد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسل بحق ہیں۔
عباد اللہ کو عباد رسول کہہ سکتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَدْ لَعِبْنَا اِیْ
الَّذِیْنَ آمَنُوْا عَنْ اَنْفُسِهِمْ۔ مزح ضمیر متکلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
مولانا اشرف علی صاحب نے فرمایا کہ قرینہ بھی انہیں معنی کا ہے۔ آگے فرماتا ہے۔ لَا تَقْنَطُوا
مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِذَا رَمٰی عَنْكَ الشَّيْءُ اِنَّكَ لَعِنْدَ رَبِّكَ فَاعْبَادُ اللّٰهِ
ترجمہ آپ کے مولوی اشرف علی صاحب کا بیان اور حاجی امداد اللہ صاحب کا۔

اب صحابہ کرام کا بھی عقیدہ سن لیجئے۔

کنز العمال قُلْنَا وَ لَیْ عَمْرٍ اَبْنُ خَطَّابٍ خَطَبَ النَّاسَ عَلٰی مِنْبَرٍ
رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لَمَّا حَجَّ اللّٰہُ وَ اَشْخَا
جلد ۴ ص ۱۳۴ عَلَیْہِ شَرَفًا لَیَّا اَتَیَہَا النَّاسُ اِنِّیْ فَا تَدْعُوْنِیْ اَتَاکُمْ کُنْتُ
تَوْنِیْوْنَ مِنْ سَفِیْةٍ وَ عِلْظَیْةٍ وَ ذٰلِکَ اِنِّیْ کُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وَ کُنْتُ عَبْدًا وَ خَادِمًا۔

ترجمہ توجب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلیظہ ہوئے لوگوں کو آپ نے
خطبہ پڑھا۔ مہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی ہے۔

آپ نے فرمایا۔ اے لوگو! میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے سخت محبت رکھتے ہو، اور یہ اس لئے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں۔ اور میں آپ کا عبد ہوں اور آپ کا خادم ہوں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اپنے آپ کو عبد الرسول منبر پر کھڑے ہو کر پکارتے ہیں۔ تو عبد الرسول کہنا کوئی غلط شرع ہے۔ اور جب تم نے غلیظہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر فتوے لکھ کر چھڑ دیا۔ تو تمہیں کہنے سے کونسا گریز ہے اور غلو محبت بھی ثابت ہو گیا۔ دیوبندیوں کے نزدیک امام حسین علیہ السلام کا ذکر حرام اور جو مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کا ذکر خیر ذکر کرے وہ لعنتی

فتویٰ رشیدیہ ۲/۱۱۳ } محرم میں ذکر حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ پوشیدہ
روافض کی وجہ سے حرام ہے۔ فقط رشید احمد۔

فتویٰ رشیدیہ ۲/۱۱۴ } بہر حال یہ لوگ مولوی اسماعیل کے طعن کرنے والے ملعون ہیں مولوی
اسماعیل شہید مبطل رحمت حق تعالیٰ کے ہیں۔

اور مولوی اسماعیل صاحب کا ذکر یعنی ان کی تصنیف تفتیۃ الایمان کے متعلق قلعہ از
ہیں۔

فتویٰ رشیدیہ ۲/۱۱۵ } اور کتاب تفتیۃ الایمان واسطے ورسنی ایمان کے اکیر
اعظم ہے۔

مسلمانو انصاف کرو جن کے مذہب میں ذکر حسین علیہ السلام بروایات صحیحہ حرام
اور مولوی اسماعیل صاحب کا ذکر اکیر اعظم۔ خداوندان کبریا سے دے۔

قرآن کریم
عذر ۲۹ وَاللَّعْنَةُ مَا هَجَرُوا اور پلیدی
کو چھوڑ بیے۔ وارشاد ہے اِنَّا الشُّرُكُوْنَ
ہوئی چیز حرام۔
فتویٰ رشیدیہ ۲/۱۱۶ } مسند ہندو تہوار ہولی
بخن، مشرک پلیدی ہیں۔ لہذا پلیدی کی شی

بھی پییدہ

یاد دہانی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو
کھیلیں یا پوری یا کچ اور کھانا دینا چھوٹے
کا بھنا ہوا گوشت، بطور تحفہ بھیجتے ہیں
ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و
نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ بن ابی
معیط کی دعوت کو اس شرط پر قبول فرمایا
کہ ایمان لاوے۔

خازن ۲۸۰ { قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِنَّا بَعَلْ طَعَامِكَ حَتَّى تَشْعُدَ أَنْ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَآفَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ تَبَرَأَ
كُفَّانًا نَحْنُ كُفَّانٌ كَمَا حَتَّى كَرَّرْنَا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ كَلِمَةُ شَهَادَتٍ پڑھے۔

ثابت ہوا کہ کافر کے گھر کا کھانا پکا ہر مومن
کو۔

الجواب درست ہے فقط
دہندہ کے ہاتھ کی کچی ہوتی شے دیربندی کو
حلال اور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی گیارہویں کا کھانا حرام

ہندو کے گھر کی اور مقررہ دن کی تبروں سے گھومی ہوئی پلید ہاتھوں سے تیار شدہ
کُوْمِيْدُ کُوْمِيْدُ اَللّٰهُ عَلَیْہِ کی مصداق دیربندی کو درست اور حلال طیب لیکن
مومن کے ہاتھ سے تیار شدہ پاک و حلال کھانا متبرک دن میں کچی ہوئی شے حرام ہو جائے
اور ہندو کے پلید ہاتھوں اور پلید مشکوک غیر طاهر کنوؤں سے نکالا ہوا اور سو کا فضلہ تبر
کے نام سے پکا ہوا ان کے دیر تا پسپل کے نیچے کا مقرر شدہ سبیل کا پانی پاک اور پینا جائز
ملاحظہ ہو۔

سوال ہندو جو پیاد پانی کی لگاتے ہیں صومدی روپیہ مرث
فتویٰ رشیدیہ ۳۱۱ { اگر کے مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں

الجواب اس پایہ سے پانی چنا مضائقہ نہیں فقط واشدہ تھانے اعلم رشید احمد گنگوہی
 مفتی منہ اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے سبیل لگائی جاوے تو اس کا پینا
 حرام۔ ملاحظہ فرمائیے۔

فتویٰ رشیدیہ ۱۱۳ | محرم میں سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا
 یا دودھ پلانا سب نام درست اور تشبیہ و اقتضای کی وجہ سے حرام
 ہیں فقط رشید احمد۔

اس سے ثابت ہوا کہ دیباغہ کے نزدیک مسلمان کے ہاتھ کا پانی و شربت و دودھ
 حرام اور ہندو کے ہاتھ کی خواہ سودی روپے کی مصروف ہو تو اس میں مضائقہ نہیں آنے
 دو اور پھر مسلمان کے ہاتھ کی شئی سے گئے کی رس چمار کے ہاتھ کی نخلی ہوئی یا چمار کے ہاتھ
 کو پانی عدل پاک اور دیباغہ کے نزدیک درست

فتویٰ رشیدیہ ۱۱۴ | اگر بہو جویاں چلتے ہیں اس میں سارا کاروبار چمار اپنے ہاتھ
 سے کرتے ہیں یعنی رس کا نکانا اور رس میں ہاتھ ڈالنا اور
 رس کا اپنے برتن میں فروخت کرنا مسلمان کو ان کے ہاتھ سے چھوئے ہوئے رس کا لینا
 جائز ہے یا نہیں یا دوسرے شخص ہے اور نا پاک ہے علیٰ خدا پانی ان کے ہاتھ کا پاک ہے
 یا نجس ہے ایسے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں فقط

الجواب جب تک یقین اس امر کا نہ ہو کہ چمار کے ہاتھ نجس ہیں حکم نجاست رس
 وغیرہ پانی پر نہیں ہوگا پس صورت موجود میں خریدنا رس کا مسلمانوں کو واجب استعمال کرنا اس کا
 درست اور حلال ہے علیٰ خدا پانی بھی پاک ہے نماز وغیرہ درست ہے فقط واللہ اعلم کتبہ
 عز دارالمنہ مفتی منہ دیوبندی مدرسہ عالیہ دیوبند۔

اور سنئے۔

فتویٰ رشیدیہ ۱۱۵ | مسئلہ ہاتھ کا پڑھنا کھانے پر یا خیر میں پر ہونہ جہالت کے

صرت ہے یا نہیں۔

الجواب ذاتِ حق کھانے یا شیرینی پر پڑنا بدعتِ ضلالت ہے برگزیدہ کرنا چاہیے
 فقط رشید احمد کیوں جناب جس شیرینی پر ام القرآن پڑھی جاوے وہ تو پرے پرے دور
 دور گمراہ کی مٹی ہے اس واسطے کہ مسلمان نے اس پر الحمد جو قرآن کریم کی ماں ہے اس
 کو کیوں چھو یا لیکن ہندو کے ماتھ کی پوری کھیلیں یا اور کچھ اور کھانا مثلاً کپور سے دکر پٹ
 کے ماتھ سے جھنا ہوا اور ہندو کے سودی روپے سے سیل کا پانی اور چار کی رس نکال
 ہوئی اور اس میں اس نے ماتھ ڈال کر صاف کیا ہو اور گوبری زمین پر بھی ہو اور دیوبند
 میں اڈے تہہ بہ تہہ ہے۔ (ثبوتِ تقرر کیا رہیوں)

دیوبندیوں کے نزدیک کلامِ حق حکمِ اہلِ قبلہ
 کو بتایا ان کی طرف سے کچھ صدقہ غیرت
 دینا۔ دن مقور کر کے ترصد قہمی حرم اور
 قرآن پڑھنا بھی حرام اور قرآن پڑھنے
 والا کافر۔

فتاویٰ رشیدیہ (قرآن پڑھا ہوا)
 حصہ اول ص ۱۵۱ (مذقہ ۱) ایسے
 عقائدِ فاسد موجبِ کفر ہیں۔

علیہ السلام کو اپنی نشانیں کے ساتھ تاکہ
 نکالیں آپ اپنی قوم کو اندھیروں سے نور
 کی طرف۔ اور یاد دلائیں ان کو اللہ کے
 دن بے شک اس میں ہر صبر کرنے والے
 شکر کرنے والے کے واسطے نشانیاں ہیں

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ ہم نے تجھ کو نبوت
 سے کر اس لئے بھیجا ہے تاکہ تو اپنی قوم کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لے آئے
 اور ان کو آیتِ اللہ کی یاد دلاتے رہیے۔ آیتِ اللہ کی شرح مفسرین نے یوں بیان

فرمائی ہے۔

تفسیرِ نفسی

جلد ۱۹

وَذَكِّرْهُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ، بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْكِتَابِ وَحَدِيثِ ظَلَمُوا
عَلَيْهِمُ الْعَنَاءَ وَاسْتَرْكَبُوا عَلَيْهِمُ الْعَنَاءَ وَالسَّلَافُ
أَوْ فَسَلُوا لَعْنَةُ الْبَحْرِ۔ (یعنی آیتا ہر اللہ ان کو یاد دلایئے جن

ایام میں اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا۔ جس دن ان پر سایہ کیا اور ان پر من و سلوی
آمارا اور جس دن ان کے واسطے دیرا کو پھاڑا ثبوت ہوا کہ ایام انعام ایام اللہ ہیں
ان کا ذکر دہرانا اور ان کی فضیلت کو بیان کرنا صابر و شاکر کے لئے موقعِ عبرت ہے
اور مقرر دنوں کو دوبارہ یاد کرنا یا اس کی فضیلت کو دہرانا یا خصوصیت سے عبادت
کرنا کوئی شخص بدعت کہے اور موجبِ کفر کہے اور اس عبادت پر حرمت کا فتوے دے
تو دشمنِ قرآن ہے۔ اور مشرک باللہ ہے۔ چنانچہ حدیثِ شریف میں بھی مذکور ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بزرگوں کے یوم وصال کو ایام اللہ فرمایا ہے۔

کنز العمال

جلد ۳۲

إِنَّ عَمَلَهُمْ فِي يَوْمٍ مِّنْ آيَاتِ اللَّهِ دُخِيَ صِلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فرمایا کہ عاشورے کا دن ایام اللہ سے ہے، کیونکہ اسی دن میں اللہ

نے دیرا کو پھاڑا اور اسی دن آدم علیہ السلام کی توبہ منظور ہوئی اور اسی
دن نوح علیہ السلام کی کشتی پہاڑِ جوادی پر پھیری بلکہ یہ دن تمام انبیاء کے انعامات کا
ہے۔ اسی واسطے ایسے مقرر دنوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی منانے کا ارشاد
فرمایا ہے۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام کے یوم ولادت و یوم وصال کی
جی ڈھنڈھائی تھے تخصیص فرمائی ہے جس کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔ باقی رہا یوحنا کے
تقریب کے متعلق تو اس کو بھی اسی وجہ سے منایا جاتا ہے۔ کہ اس دن میں حضرت عزتِ لا اعظم
پیغمبرِ مکی الدین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا درِ روضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا دن ہے۔ اور یوم وصال
لہذا قرآن کریم سے ثابت ہے۔ اسی واسطے حضرت پیرِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسی

کا اذان اپنے پیش پیش سنا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے کبھی اذان نہیں دی۔ مگر دور کعتیں نماز پڑھیں۔ اور میرا کبھی وضو نہیں ٹوٹا۔ محمد میں نے اسی وقت وضو کیا اور مقرر کیا میں نے کہ اللہ کے واسطے مجھ پر دور کعتیں ضروری ہیں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان دونوں کے سبب سے،

ثابت ہوا کہ جب حضرت بلالؓ نے خبیۃ اوضو کو جب اپنے پر ابوجہولؓ ہونے کے فرض کر دیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خفیات کے سبب سے حضرت بلالؓ کے پاؤں کی آہٹ جنت میں سن رہے ہیں تو یقیناً غفلت عبادت کو اپنے پر فرض کرنے سے بدقسم دنیاوی جنت تک پہنچ سکتا ہے۔ باقی رہا تقرر کیا رہی تو کوئی ایسا عمل نہیں جو ہوا ہو یا بغیر تقرر ہو سکتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا تو دن مقرر کر کے اور اگر ان سے رعبیت کا اقرار کر دیا تو دن مقرر کر کے اور انبیاء علیہم السلام سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و فضائل کا اقرار کر دیا تو دن مقرر کر کے آدم کو پیدا فرمایا تو دن مقرر کر کے۔ اور ان کی تربیت قبول فرمائی تو مقرر دن میں۔ حتیٰ کہ ہر انبیاء کو جب مخالفین پر قلبہ دیا تو دن مقرر میں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا تو بارہویں تاریخ مقرر کر کے آپ کا وصال ہوا تو مہینہ ربیع الاول اور بارہویں تاریخ مقرر کر کے۔ اور حضرت پیر پرائی کو وصال دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مہینہ مقررہ ربیع الاول کے بعد ربیع الثانی کا مہینہ مقرر فرما کر اور دن بھی گیارہویں کا مقرر فرمایا تاکہ مہینہ اور دن بد میں رکھنے سے تہمت کے بعد درجہ ولایت ثابت ہو جائے۔ اسی بنا پر بھی آپ کو گیارہویں والا کہا جاتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت پیر پرائی کا یہی ربیع الثانی کا مہینہ اور یہی گیارہویں تاریخ وصال کی مقرر فرمائی ہے۔ مینا کہ علیؓ نے نہضۃ المناظر العاقلہ کے صفر ۱۱ میں بیان فرمایا ہے اور خدائی چنانچہ ہی یوم وصال زیادہ متبرک ہوتا ہے۔ اسی واسطے آپ کے اس گیارہویں دن مقررہ پر حضرت پیر پرائی کی طرٹ سے صدقہ خیرات کئے جانے ہیں۔ اور ان کی روح کو ثوابات

قرآن پھیلے جاتے۔ بقاؤن قرآن و حدیث گیارہویں کا مقررہ اور یوم وصال کا تبرک
نابت ہو گیا۔ تم بھی ہر کام جو بھی کرو دن مقررہ کر کے ہی کرتے ہو۔ شادی کرو تو دن مقررہ
نکاح کرو تو دن مقررہ کر کے۔ ایسے تو نکاح بھی ناجائز ہونا چاہیے۔ بلکہ حرام کہہ نیکہ دن مقررہ
کیا گیا۔ جلسہ کرو تو دن مقررہ کر کے۔ لہذا ہمارے مولویوں کا اس مقررہ دن میں آنا اور کھانا
مقررہ کی وجہ سے حرام ہو جانا چاہیے۔ اور اگر آپ کے کسی مولوی صاحب کے گھر گیارہویں
کو بچہ پیدا ہو جائے۔ تو یہ اس کو حرامی کہنا چاہیے یا درخواست دی جائے کہ آج حرمت
کا دن ہے کل پیدا ہو۔ لہذا تیری پیدائش کا دن مقررہ۔ موت کا دن مقررہ اذ اخباہ اجلہا
لَا یُسْتَأْخِیْزُونَ مَعَهُ وَلَا یُسْتَعْبَدُونَ۔ قیامت کا دن مقررہ۔ نمازیں مقررہ۔
نفلوں کے وقت مقررہ۔ یکتیں مقررہ تبسّمیں گیارہ کی حد تک مقررہ۔ و نذر گیارہ کی حد تک مقررہ
گیارہویں تاریخ اللہ کو زیادہ پسند۔ ارشاد الہی ہے۔

(صفحہ نمبر ۳۰) وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرًا وَالشَّفْعِ وَالْوُتْدِ قَسَمٌ بِهِ فَر

کی اور قسم ہے دس راتوں یعنی محرم کی یا عشرہ ذوالحجہ کی یا عشرہ ذوالقعدہ کی۔ اور قسم ہے جوڑے کی۔ عشرہ اشفع کو مرکب کر کے سے اعداد ۱۲ بنتے ہیں۔ وہ بارہویں تاریخ صا

بنی صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور قسم ہے اکیلی کی عشرہ کو جب تر سے ترکیب دی جائے
تو اعداد گیارہ بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے گیارہویں کی بھی قسم کھائی۔ معلوم ہوا کہ گیارہویں
تاریخ اللہ کو بھی زیادہ پسند ہے۔ اور آیت کا ظاہر اور سیاق و سباق اس بات پر دل
سے کہ بارہویں تاریخ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کی ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ
نے تمام انبیاء سے اپنے محبوب ترین محبوب کے وصال کے دن کی قسم کھائی ہے۔ تو یہ
اذکر من جنات ادیار کا درجہ ہے۔ جو اس گیارہویں کی قسم میں مستتر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
ادیارے کرام کے فضائل اور درجہ ولایت گیارہویں ہی پارے کے بارہویں رکوع میں ذکر کیا ہے
بس سے صاف ظاہر ہے۔ چنانچہ گیارہویں واسطے کو بارہویں واسطے سے فیض ہے۔ اور یہی

حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبیاً حسنی پر حضرت
عن علیہ السلام تک آپ کی گیارہ کشتیں ہیں۔

سیدنا السیدنا محمد بن ابی محمد
نزد ہمتہ الخاطر الفاطر ص ۱
عبد القادر (ابن) السیدنا الخصال
موسى بن جنى دوست (ابن) السید عبد اللہ (ابن) السیدنا محمد الزاهد
(ابن) السید محمد (ابن) السید داؤد (ابن) السید مؤمنی الشافعی
(ابن) السید عبد اللہ المحض (ابن) السید الامام الحسن المثنی (ابن)
السید الامام الحسن السبط۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیاتِ خود گیارھویں واسے کی طرف سے قربانی کی

عَنْ خَالِشَةَ عَنْهَا رِثْرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَمَرَ بِكَبْشٍ أَقْرَبَ نِظَارِي سَوَادِي وَيَنْظُرُ فِي سَوَادِ
وَيَبْرُكُ فِي سَوَادِ خَاتِي يَدِ نَفْخِي يَدِ نَفْخِي يَدِ نَفْخِي
هَلْجِي الْمُدِيَّةَ شَرَّحَالَ أَخْجِدِيهَا بِحَجْرٍ نَفْخِي
ذَا خَذَمًا وَأَخَذَ الْكَبْشَ فَصَلَّاهُ فَذَبَحَهُ
وَقَالَ لِيَسْمِ اللَّهَ أَلَسَ لِقَبْلَ مِنْ مُحَمَّدٍ وَال
مُحَمَّدِ وَمِنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ شَرَّحَتْ بِهِ۔

البرد اود

جلد ۲ ص ۳

مسلم شریف

جلد ۲ ص ۱۵۶

بیہقی شریف

جلد ۹ ص ۲۱۶

ترجمہ:- عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا:- ایسے چنڈے کا برہمنوں والا سیاہ ٹانگوں والا اور سیاہ آنکھوں والا اور سیاہ
منہ والا تو لایا گیا اس کو پھر قربانی کی آپ نے اس کو تو فرمایا اسے عائشہ پھری لاؤ پھر فرمایا
آپ نے پھر کے ساتھ اس کو تیز کر دو تو پھری لی آپ نے اور منڈے کر کڑا پھر فرمایا اس کو
پھر فوج کیا اس کو پھر فرمایا آپ نے بسم اللہ یعنی اللہ کے نام سے فوج کرتا ہوں اے اللہ

تو قبول کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل کی طرف سے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت کی طرف سے۔ پھر قربانی دیا آپ کے اس پر۔

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آل کی طرف سے قربانی لرائی داد آپ کی آل میں پیر پیراں بھی ہیں۔ لہذا پیر پیراں کی طرف سے جب آپ نے قربانی کر دی۔ دن بھی مقررہ رسواں اور رات گیارہویں۔ بڑا افسوس ہے۔ کہ جس امر کو شریعت نے ہر پہلو میں جائز رکھا ہو۔ مثلاً فقرہ سے نیکی کرنا یا کسی بزرگ کی طرف سے صدقہ خیرات کرنا یا قرآن شریف پڑھ کر کسی ایک مقررہ دن میں بندگی کی ریح کو بخشنا اور تم اس کو حرمت کے فتوے سے نامزد کرو اور موجب کفر کہو۔ یہ محض تمہارا اسلام سے عناد ہے۔ ورنہ مسلمان کے ہاتھ کی حلال کمائی اور مسلمان کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیز حرام کہو۔ لیکن کافر کے پیدا ہونے کی تیار شدہ بیابان سے حرام کمائی کی ہوئی اور کافر کے مقررہ دن میں پکی ہوئی اور بتوں کے نام سے چرھاوا چڑھی ہوئی دیوبندی فرقہ کے نزدیک حلال و پاک ہو۔ یہ ایمان دیوبندی ہی میں گناہ کش ہے اسلامی قانون اس کے برعکس ہے۔ اس قتلِ سلیم اس واسطے تسلیم کر سکتی ہے کہ جیسا فرقہ دیوبندی کا عقیدہ ہے۔ ان کو اعمال بھی ویسے ہی موزوں ہو گئے۔ جیسا بطن دلیا کھانا، اللہ تعالیٰ حضرت پیر پیراں کی طرف سے کچھ کھانا پکا ہوا یا شیرینی مسلمان کے ہاتھ سے خوراک کے بطن میں جانے نہیں دیتا۔ کیونکہ حلال و پاک چیز کے واسطے بطن پاک مسلمان کی ضرورت ہے اسی واسطے منکرین کے پیر و منکرین کے عقائد میں منکرین کے بطن کے مطابق ہی چیر بھٹاکا لگتی ہے۔

مسلمان اگر بغیر مذہبی تعصب کے ملاحظہ ہو کہ گیارہویں کو حرام کہنے والے اور ہندو کی چیز سودی روپے کی استعمال کرنے والے حق پر ہیں یا مسلمان کے ہاتھ کی گیارہویں قرآن مجید پڑھا کر عمل خیر سمجھے اور کافر کے ہاتھ کی تیار شدہ چیز کو اور سودی روپے کی مصروف شیا کو حرام سمجھے۔ یہ حق پر ہیں۔

اب دیوبندیوں کے اکابر کی زبانی ان کے اسلام کی اور ایمان کی حقیقت سن لیجئے کہ یہ اپنے آپ کی اپنے اکابر کی زبانی اگر وضاحت سن لیں گے تو امید ہے کہ انشاء اللہ ضرور تائب ہو کر مسلمان بننے کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ مرزا یوں نے دیوبندیوں کی تکفیر سے نفی ضرور کیا کہ تم دیوبندی نہیں کافر کیسے کہہ سکتے ہو جبکہ تم پر بھی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے کفر کا فتوے لگایا ہوا ہے۔ کہ تم اس فتوے کی بنا پر کافر ہو؛ اگر تم ان کے فتوے کفر سے کافر نہیں تو ہم تمہارے فتوے سے کافر نہیں ہیں اگر تمہارا فتوے کفر پر صحیح ہے تو تم پر احمد رضا خاں صاحب کا فتوے صیح ہے۔ اگر وہ نہیں تو یہ بھی نہیں۔ تو اس کے جواب میں مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دیوبندی تحریر فرماتے ہیں۔

اگر خاں صاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے
اشد العذاب ص ۱۳ ابھی تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا۔ تو خاں صاحب پر ان
 علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر نہ جاتے۔ جیسے علماء اسلام
 نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفر معلوم کر لئے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے۔ تو اب علماء
 اسلام پر مرزا صاحب اور مرزا یوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور
 مرزا یوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ لاہوری ہوں یا قذافی وغیرہ تو وہ خود کافر نہ جائیں گے
 کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

یہ ہے مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دیوبندی کا فتویٰ کفر جو انہوں نے اپنے ان علماء
 دیوبند پر جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں عبارتیں لکھی ہیں۔ اور علی حضرت احمد رضا
 خاں صاحب کے فتوے تکفیر کو جو انہوں نے اکثر علماء دیوبند پر لگایا ہے صحیح تسلیم کیا ہے جب
 تمہارے بزرگ اس فتوے کفر کو اپنے پر صحیح سمجھتے ہیں تو تم ہم پر کیسے معترض ہو سکتے ہو۔

مدعی لکھ پر بھاری ہے گواہی تیری۔
 اب مشتے از خردار فقہ دیوبندیہ کی طرف بھی توجہ مبذول فرمائیے تاکہ عقائد دیوبندیہ

کے سمجھنے کے بعد ان کے اعمال و افعال پر بھی کچھ مسلمانوں کو واقفیت حاصل ہو جائے۔ اور
اقتیاد الکی کر سکیں۔

عقیدۂ احناف عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
يَا كَلَّ الْعُرَابُ
ابن ماجہ ص ۲۲۱

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سبقتا۔
ترجمہ:- ابن عمر سے روایت ہے کہ شخص
کو اکلانا ہے تحقیق اس کا نام نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فاسق رکھا ہے۔

ابن ماجہ ص ۲۲۱ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَيَّةُ
فَأَسِيفَةٌ وَالْعُزْرَابُ وَالْفَأْسُ وَالْفَأْسُ
وَالْعُزْرَابُ فَأَسِيفٌ فَعَيْلٌ لِلْقَائِمِ
أَفْوَجَكَلَّ الْعُزْرَابُ، قَالَ مَنْ يَأْكُلُهُ
بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَأَسِيفًا۔

ترجمہ:- عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
سانپ فاسق ہے اور بچھڑا اور بچہ فاسق ہے
نر کہا گیا قائم کر کیا کرا کھایا جاتا ہے تو یہ

مسئلہ جس جگہ
فتاویٰ رشیدیہ } ذرا مہر و نہ دکن
حصہ دوم ص ۱۳۱ } کو اکثر حرام مانتے ہیں
اور کھانے والے کو برا کہتے ہیں۔ تو ایسی جگہ
اس کو کھانے والے کو کچھ ثواب ہو گا یا نہ
ثواب ہو گا نہ طاب۔

الجواب:- ثواب ہو گا۔ فقط
کشیفہ احمد گنگوہی

نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد فاسق کو کون کھاتا ہے

ان روایتین سے ثابت ہوا کہ فاسق ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے
کے بعد کوا کھانے والا فاسق کہلاتے گا۔ اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہی نہ لانے
بلکہ اپنے سے کم سمجھے تو اس کے کوا کھانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سوال :- تالاب وہ درودہ سے بہت زیادہ قریب ہستی کے
ہے۔ اہل ہستی کو اس کے اطراف و جوانب میں بول و براؤں کا

فتاویٰ رشیدیہ

حضور دوم ص ۱۲
اتفاق ہوتا ہے۔ برسات میں اگر پڑھتا ہو اور باہر فٹ چھوٹ کر
بھی نکلا ہو تو اس صورت میں ظاہر ہے یا غیر ظاہر۔ اور اہل ہستی کو اس کی ضرورت شدید ہے۔
کوئی دریا وغیرہ نہیں جس میں وحول کی کپڑے وغیرہ دھوئیں۔ البتہ کنوئیں بہت ہیں۔

الجواب :- یہ تالاب پاک ہے اگر باہر نہ نکلا ہو۔ فقط۔ کتبہ احقر نذر رشید اعظمی

سوال :- زید کو جماع کی سنت ضرورت
اہل اہل الفتویٰ مصنفہ مولیٰ اشرف علی صاحب

ہے۔ اور اس کی زوجہ مائلہ ہے اس
صورت میں وہ کیا کرے گا۔

جلد دوم ص ۱۶۳

الجواب :- بی بی کی ساق وغیرہ سے رگڑ کر نکال دے۔ یا اس کے ہاتھ سے خارج کرانے

لیکن اس کے ران کو مس نہ کرے۔

اسی واسطے دیوبندیوں کو رات کے وقت مسجد میں رہنے سے اور شب باشی کرنے

سے ٹوٹا نکال دیا جاتا ہے۔ کہ بوقت ضرورت اگر سنت اشرفیہ پر عمل کیا تو چٹائی یا مسجد کو چلیے

کریں گے۔ تو نمازی ناواقفیت میں اپنی نمازیں خراب کر بیٹھیں گے۔ اپنے اس فعل سے تاہم ہر

تائب نہیں ہوتے انہی مسلمانوں کو ٹوٹا جاتا ہے کہ ہماری شب باشی پر کیوں اعتراض ہے

اور ہم سے اجتناب کیوں ہے آپ کی شب کے نتائج اپنی کتابوں سے ہی ملاحظہ فرمائیے۔ اور

اپنے تصرف پر بھی نظر فرمائیے۔

بزرگان دیوبند کا تصوف

اشرف الثانیہ فرمایا ایک دفعہ جو پہلوان نے جو دیوبند کا رہنے والا تھا باہر کے کسی پہلوان کو کھپاڑ دیا کہ مولانا محمد قاسم صاحب کو بڑی غشی حاصل ہوئی اور ملاقات کسی اشرف علی فرمایا ہم بھی بڑا درد اس کے کرتب کو دیکھیں گے۔ حافظ انوار الحق کی صاحب قاضی صاحب بیٹھک میں اُسے بلایا۔ اور سب کرتب دیکھے۔ مولانا بچوں سے منہ تے ہلاتے تھے اور جلال الدین صاحب زادہ مولانا محمد یعقوب صاحب سے جو اس وقت بچے تھے بڑی ہنسی کیا کرتے تھے۔ کبھی نوپا آتار تے تھے کبھی کر بند کھولتے تھے دہچوں کے کر بند کھولنے کی حالت مولانا کو کیا اچھی ہے یا بُری۔ یہ ہے حال ہائے دیوبند کا۔

اشرف الثانیہ حضرت والد صاحب مرحوم نے فرمایا کہ مولانا منصور علی خاں صاحب مرحوم مراد آبادی حضرت نانوتوی کے تلامذہ میں سے تھے طبیعت کے بہت چمٹے تھے۔ اس لئے جدھر طبیعت مائل ہوتی تھی چمٹگی اور انہماک کے ساتھ ٹوہر ٹھکتے تھے۔ انہوں نے اپنا واقعہ خود مجھ سے نقل فرمایا۔ کہ مجھے ایک رٹکے سے عشق ہو گیا۔ اور اس قدر اُس کی محبت نے طبیعت پر غلبہ پایا کہ رات دن اُسی کے تصور میں گزرنے لگے میری عجیب حالت ہو گئی۔ تمام کاموں میں اختلال ہونے لگا۔ حضرت کی فراست نے جانپ لیا۔ لیکن سبحان اللہ تربیت و نگہانی اسے کہتے ہیں۔ کہ نہایت بے تکلفی کے ساتھ حضرت نے میرے ساتھ دوستانہ برتاؤ شروع کیا۔ اور اُسے اس قدر بڑھایا۔ کہ دو بار اکہاں میں بے تکلف دل لگی کیا کرتے ہیں یہاں تک کہ خود ہی اُس محبت کا ذکر چھیڑا۔ فرمایا کہ

ہاں جانی وہ دو، دکھا، قہار سے پاس کبھی آتے بھی ہیں یا نہیں۔ میں شرمِ حجاب سے چپ رہ گیا۔ تو فرمایا کہ نہیں جانی یہ حالات انسان ہی پر آتے ہیں۔ اس میں چھپانے کی کیا بہت ہے۔ غرض اس طرح سے مجھ سے گفتگو کی کہ میری زبان سے اُس کی محبت کا اقرار کر دیا اور کوئی تنگی اور کوئی ناراضگی نہیں فرمائی بلکہ دجوائی منہ مائی اس مخصوص بے تکلفی کے آگے اب مجھ پر ظاہر ہونے شروع ہوئے۔ میں ایک دن تنگ آ گیا اور دل میں سوچنے لگا کہ یہ محبت میری رگ و پے میں سرایت کر گئی ہے مجھے تمام امور سے بیکار کر دیا۔ کیا کروں اور کہاں جاؤں آخر عاجز آ کر دوڑا ہوا حضرت کی خدمت میں پہنچا۔ اور مؤدب عرض کیا۔ کہ حضرت شہ میری اعانت فرمائیے۔ میں تنگ آ گیا اور عاجز ہو چکا ہوں۔ ایسی دعا فرما دیجئے کہ اُس لئے کا خیال کسی میرے قلب سے محو ہو جائے تو ہنس کر فرمایا کہ بس مولوی صاحب۔ کیا تنگ آ گئے۔ بس جوش ختم ہو گیا میں نے عرض کیا کہ حضرت میں سارے کاموں سے بیکار ہو گیا ہوں ہو گیا۔ اب مجھے یہ برداشت نہیں۔ خدا کے لئے میری امداد فرمائیے۔ فرمایا۔ بہت اچھا و مغرب کے بعد لڑکے کا خیال ہی جاتا رہا، الخ

اتنا عرصہ جا نہیں کا تعلق سے کیا ہی گزرا ہر گاہ جس کو معرض التوا میں رکھا گیا۔ اور مسئلہ استمداد بھی حل کر دیا۔

اشرف التبتیہ ص ۶۶ { حضرت والد ماجد مولانا حافظ محمد احمد صاحب و عم محترم مولانا حبیب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہا نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ گنگوہی خانقاہ میں مجمع تھا یعنی عرس تھا، حضرت گنگوہی (رشد احمد)، اور حضرت نانوتوی (احمد قاسم) کے مرید و شاگرد سب جمع تھے۔ اور یہ دونوں حضرات بھی وہیں مجمع ہی میں تشریف فرما تھے۔ کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا۔ کہ یہاں فریڈ جاؤ۔ حضرت نانوتوی کچھ شرما سے گئے۔ مگر حضرت نے پھر فرمایا۔ تو بہت ادب کے ساتھ چیت لیٹ گئے۔ حضرت بھی اُسی چارپائی پر لیٹ گئے۔

اور مولانا کی طرف کو کروٹ لے کر اپنا ہاتھ اس کے سینے پر رکھ دیا۔ جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تکبیر دیا کرتا ہے۔ مولانا ہر چند فرماتے ہیں کہ میاں کیا کر رہے ہو۔ یہ لوگ کیا کہیں گے حضرت نے فرمایا۔ کہ لوگ کہیں گے کہنے دو کیا کر رہے ہو کا شور کیوں مچا جس پر لوگ کہیں گے کہنے دو کا جواب دیا گیا

ایک بار ارشاد فرمایا۔ میں نے ایک بار خواب میں دیکھا تھا کہ مولوی محمد قاسم صاحب عروس کی صورت میں ہیں۔ اور میرا ان سے نکاح ہوتا ہے۔ سو جس طرح لندن و شومبر میں ایک کو دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے۔ اسی طرح مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہنچا۔ انہوں نے حضرت کی تعریف کر کے مجھے مرید کر لیا۔ اس کی تصدیق مولوی محمد الحسن صاحب فرماتے ہیں

مولوی محمد الحسن صاحب
فیض دیوبندی حقیقت مولیٰ محمد قاسم
صاحب و مولوی رشید احمد صاحب

ان میں جو ربط ہے میں نے تو نہ دیکھا نہ سنا
دونوں ولداہ ہیں اور ولبر و جاناں دونوں
قرب جہانی پہ ہے ان کے قسطنطنیہ کا مدار
قرب روحانی ہے یہ یکدل حباں دونوں
ایک عورت ہی نظر آتی ہے جس کے دو عکس
اک حقیقت ہے کہ جس کے یہ عنوان دونوں
عشق کا ذکر ہی کیسا بغض و عداوت ان کی
بنے دل میں ہیں تو ام چسپاں دونوں
ماقبل ازیں دیوبندیوں نے خود ایسے حوالہ جات پیش کئے ہیں جن سے دیا بنے خود ہی
اپنی وہابیت کا اقرار فرمایا۔ اب اہل انصاف کے سامنے چند ایسے مسائل شرعیہ پیش کئے
جاتے ہیں جن سے معلوم ہر جائیگا کہ دیوبندیوں کو وہابیوں کے ساتھ کن کن مقام خاصہ متمیزہ
میں اتفاق و اتحاد و ذاتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

گی۔ جیسا کہ بعض معتدین جہلان احادیث صحیحہ اور افعال و سنن صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انکار کرتے ہوئے بزرگوں کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھنا عبادت کی بنا پر ٹیک کہتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ اس بزرگ کی عبادت سمجھی جاتی تو حضرت عمرؓ اس فعل کو نہ کرتے بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ کو اس فعل سے منع فرما دیتے۔ آپ کی مضبوطی مسنونہ کے واسطے زبردست دلیل ہے۔ اسی واسطے امام بخاریؒ نے گھٹنے ٹیک کر بیٹھنے کا باب باندھا ہے۔ چنانچہ اسی مذکورہ حدیث کا باب بخاری شریف ۱/۲۰۰ درج ہے باب مَن بَرَكَ عَلَى رَأْسِ كَبْتِيٍّ عِنْدَ الْإِمَامِ أَوْ لِحْدَيْهِ اور حضرت عمرؓ کے مذکورہ بالا فعل سے استدلال لیا ہے۔ اس واقعہ اس حدیث پاک کا یہ ہے۔

۲۲۔ تفسیر خازن ۱/۳۸۲ | اپنی خاکی صورتوں میں پیش کی گئی۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھیں۔ تو مجھ پر ایمان دار تھا یا میل منکر تھا مجھے معلوم کیا گیا۔ تو یہ خبر منافقین کو پہنچی تو انہوں نے اس خبر کو سن کر استہزا کیا جیسا کہ آپ کے علوم کی شان سن کر آجکل بھی منافقین استہزا کرتے ہیں، کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے گمان کیا ہے کہ وہ اپنے پر ایمان رکھنے والے کو بھی جانتا ہے۔ اور اپنے منکر کو بھی جانتا ہے اور جو کافر ابھی پیدا نہیں ہوا اس کو بھی جانتا ہے۔ حالانکہ ہم اس کے ساتھ ہیں ہمیں نہیں بلتا تو یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ منبر شریف پر کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف و ثنا کہی۔ پھر فرمایا۔ مَا بَالُ أَتَقُولُوا طَعَنُوا فِي عَلِيٍّ لَّا تَسْأَلُونِي عَنْ مَثَبِي فِي مَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ إِلَّا نَبَأْتُكُمْ بِهِ فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَذَّافَةَ سَهْمِي فَقَالَ مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ يَكُنْ عَالِي حِلَّانٍ تو مول کا جنہوں نے میرے علم میں طعن کیا ہے۔ جو تنہا اول چاہے میرے اور قیامت کے درمیان سوال کرو تو میں تمہیں خبر دوں گا۔ تو عبد اللہ بن حذافہ نے اپنے باپ کی حقیقت

کا سوال کیا۔ تو آپ نے صحیح خبر دے دی۔ آخر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رَضِیْتُ بِاَللّٰہِ اِلٰہِ پڑھ کر معافی مانگی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَهَلْ اَسْتَمِعُ مُنْتَبِہُونَ فَهَلْ اَسْتَمِعُ مُنْتَبِہُونَ شَعْرَ نَزَلَ عَنِ الْمُنْبِہِ یعنی کیا تم اپنے نبی کے علم پر اعتراض کرنے سے رکتے نہیں۔ کیا تم باز نہیں آتے۔ پھر منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منکرینِ غیب انبیاء کا رد فرماتے ہوئے خود منافقین کے اعتراضات کو توڑا۔ اگر آپ کو بعض کا علم نہ ہو یا انورِ خمسہ کا علم نہ ہو تو آپ اُن کو اپنے اعلان میں واضح فرما دیتے کہ ان علوم خمسہ کے ماسوا جو چاہے دریافت کر لو۔ جب آپ نے اپنے علم کے متعلق کوئی کسی قسم کی تخصیص نہیں فرمائی تو تمہاری شخص فائدہ مند نہ ہوگی۔ باقی رہا قیامت کے علم کو ظاہر نہ فرما تو یہ آپ کے نزدیک ہونے کے برخلاف تھا۔ کیونکہ آپ عالمین کے نزدیک ہیں۔ نہ کہ خود مُنْتَبِہُونَ میں ہیں۔ تو بعد ازاں صحابہ کرام پر اس واقعہ کے بعد دوسرے ایک سکتہ طاری تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

۲۵۔ آل عمران ۱۸۱ مَا كَانِ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَىٰ
مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰی يَخْرِجَ الْخَبِيْثَ
مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
يَجْعَلُ لِّمَنْ يَّرْغِبُ مِنْ حَرْصٍ مِّنْ شَاءَ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَّسُوْلِهِ وَاِنْ تَوَلَّوْا يَنْشَقُّ
فَلَئِنَّكُمْ اَجْرًا عَظِيْمًا (اللہ تعالیٰ مومنین کو اس حالت پر نہیں چھوڑنا چاہتا جس
پر تم ہر محبوب مومنین و منافقین، جب تک کہ پلید منافق) سے پاک رہو، اگر علیحدہ نہ کئے
اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتا کہ غیب پر مطلع کرے۔ اور لیکن اللہ ہی جس کو چاہتا ہے اپنے
رسولوں سے غیب کے سکھانے پر وہمروں سے) برگزیدہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے
ساتھ تم ایمان لاؤ کہ وہ جس کو چاہے غیب سکھا دیتا ہے، اور اُس کے رسولوں پر رک

محمدؐ تو ہمارے بھائی اور ہمارے جیسے بشر ہی تو ہیں۔ اور یہ عقیدہ قرآن کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تین دفعہ قرآن شریف میں فرمایا۔

قَدْ اِمْنَا اَنَا بَشَرًا مِّثْلَكُمْ يٰ ذِي النُّفُوْسِ الْاَلْبَانِ اِنَّمَا الْفَرْسُ الْاَلْبَانِ وَ اَحَدُكُمْ اَفْرَا
 دیکھو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو اس کے نہیں میں بشر ہوں نہ بھاری مثل جب
 اللہ فرماتے ہیں کہ تم کہہ دو میں نہ بھاری مثل بشر ہوں۔ تو آپ کی نسبت ہمیں بشر کہنا کونسا کفر
 ہے۔

اسی آیت کے ماتحت جو حضرت حسنؑ نے اس آیت کا مطلب سمجھا
 محمدؐ ہے ملاحظہ ہو۔

تفسیر خازن ۶۰
 قَالَ الْحَسَنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَعَالَى لَتَضَعُ حُسَيْنٌ فِي
 فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تواضع کے واسطے
 اِمْنَا اَنَا بَشَرًا مِّثْلَكُمْ مَعْنَاهُ

تفسیر کبیر ۵۶
 اَمْرًا مَحْتَلًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
 اَوْ مَسْلُوبًا اَنْ يَسْتَلِكَ طَرِيقًا لِّلْوَضْعِ فَقَالَ - يٰ اللّٰهُ
 نے اس واسطے آپ کی زبان پاک سے کہہ دیا۔ تاکہ تواضع اور عاجزی کے طریقے پر آپ
 کو چلاوے۔

(۲) جو نبی اپنی زبان سے بطریق تواضع و انکساری ارشاد فرمادیں ہم اُن کو حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مطہرہ پر استئمال نہیں کر سکتے۔ ہم تو اپنی طرف سے حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تواضع اور انکسار اور غلامانہ الفاظ پیش کر سکتے ہیں۔ وہ
 سنت کے خلاف لازم آئیگا۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
 اَوْ مَسْلُوبًا اَنْ يَسْتَلِكَ طَرِيقًا لِّلْوَضْعِ فَقَالَ - يٰ اللّٰهُ
 بخاری شریف ۱۱۶

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ کیا آدم علیہ السلام یہ فرما سکتے ہیں کہ میری اور اللہ کی صورت ایک جیسی ہے۔ اور میں سورتاً اللہ کے مائل ہوں۔ اگر یہ جائز نہیں اور کہنا کفر ہے تو ہمارے لئے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل بشر کہنا کفر کیوں نہیں ہو سکتا۔ خواہ کوئی کسی قسم کی مائلت کہے ہاں خداوند تعالیٰ فرما سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ تمام کے خالق ہیں چنانچہ آدم علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا **إِنِّي خَالِقُ ثَنَشْكَامٍ مِّن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ**۔ اس کے بعد ترقی دی اور فرمایا **إِنِّي خَالِقُ ثَنَشْكَامٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ**۔ اس کے بعد ترقی دی اور فرمایا **إِنِّي خَالِقُ ثَنَشْكَامٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ**۔ جب بشر کو درست کر کے اُس میں اپنے روح کو چھونک دوں تو اسے فرشتہ تم اُس کو سجدہ کرنا۔

تم ظاہری بشریت میں الجھ گئے اور ملائکہ میں رُوحی کے ارشاد پر پہنچ کر ساجد ہو گئے اور فائر ہو گئے اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم فوریت سے فیضیاب ہو کر صدیقین و شہداء اور صالحین بن گئے۔ اور تم آپ کی بشریت کے جھگڑے میں محروم رہ گئے۔ **تَوَلَّوْا إِلَىٰ هَؤُلَاءِ وَلَا إِلَىٰ هَؤُلَاءِ** میں شامل ہو گئے۔

(۱۳) آدم علیہ السلام کا کوئی بکس تکبیر و تلیف نہ رہا۔ **وَبَنَّا ظُلُمْنَا أَلْفُسْنَا وَإِنْ نَكُنْ لَّغَیْظًا لَّنَا وَتَوَحُّمًا لَّكَ كُفْرًا مِّنَ الْحُسْبَانِ**۔ آدم علیہ السلام نے اس میں عین اپنی ذات کی طرف ظلم اور خسارہ کو منسوب کیا۔ لیکن اگر ہم آدم علیہ السلام کی ذات کو ظلم اور خسارہ کی طرف منسوب کریں تو ایمان جاتا ہے۔ ایسے ہی ریش علیہ السلام نے **لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ مَجْبُوكٌ** اپنی کُنت مِن الظَّالِمِينَ چھو کہ اپنی طرف ظلم کو منسوب کیا۔ اگر ہم اُن کو ظالم کہیں تو کفر ہے۔ لہذا انبیاء کرام نے جو الفاظ عجز و انکاری میں استعمال فرمائے کسی امتی نے اُن کا حامل اُن کو نہ قرار دیا۔ چنانچہ اگر ہم بھی انہیں الفاظ کو جو انہوں نے اپنی ذات پر استعمال فرمائے ہیں منسوب کریں تو کفر ہے۔ علیٰ هذا فقیاس حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہنا یا هَلْ كَذَّبْتَ، إِلَّا بَشَرًا مَّرْكُومًا کہنا اور انبیاء کا اِنْ تَحْكُمُ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلُكُمْ کہنا اپنی ذات کے واسطے تواضعاً جائز ہے۔ لیکن ہم اُمّتوں کو انبیاء علیہم السلام کی شان میں خصوصاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اپنی مثل بشر کہنا توہینِ انبیاء میں گرفتار کرنا ہے۔ اور سنتِ اُمّیسی کے پیرو جو ناہے۔ کیونکہ سب مخلوق سے پہلے شیطان نے آدم علیہ السلام کو لفظ بشر استعمال کیا۔ قَالَ يَا اِبْنِیُّ مَا لَكَ اَنْ لَا تَكُونَ مَعَ السَّجَّادِیْنَ اے ابلیس تجھے کیا ہوا۔ تو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہ دیا یعنی سجدہ نہ کیا۔ تو اُس نے جواب دیا اَا لَمْ اَكُنْ لَا سَجُّدًا لِّبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ مذن مبرے لئے یہ لائق نہیں ہے کہ میں ایسے بشر کو سجدہ کروں جس کو تو نے کیچڑ بچھنے ہوئے سے پیدا کیا۔ ان کلمات سے ابلیس نے آدم علیہ السلام کی ذہل توہین کی۔ آپ کو بشر کہا پھر خدا کی کہا جب اُس نے یہ الفاظ آدم علیہ السلام کی نسبت استعمال کئے۔ حالانکہ نقلِ الفاظ خداوندی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَادْخُلْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَاحِیْمٌ قَاتِلٌ اِنَّكَ عَلٰیكَ اللَّعْنَةُ اِنِّیْ یٰكُوْهُمُ السَّیِّئِیْنَ تو نکل جا اُس رجعت سے تو وہ دوو ہے اور بلا شک تجھ پر قیامت تک لعنت ہے۔

شیطان نے جب اس حکم خداوندی کو سنا تو غرور نہ کر سکا کہ میں نے تیری بیان کردہ حقیقت کو دہرایا ہے۔ تو نے بھی تو اِنِّیْ خَالِقُ الْبَشَرِ کہا تھا۔ میں نے کہہ دیا تو کیا ہوا وہ سمجھ چکا تھا۔ کہ یہ الفاظ شانِ خداوندی کے لائق تھے۔ میرا کہنا گستاخی ہے۔ اور اسی گستاخی پر اڑا رہا۔ ایسے ہی تم بھی یہی الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی میں استعمال کر کے لعنت کا طوق پہن کر اُٹھے و لاکل میش کرتے ہو۔

(۴) قرآن کریم میں کئی مقام پر اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا۔ کہ کفار اپنے زمانہ کے انبیاء کو اپنے مثل بشر کہتے آئے۔ تمام قرآن کریم میں یہ ثابت نہیں کر سکتی کہ کسی نے بھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کا خطاب کیا ہو۔ فوج علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے کہا۔

(۱) ہود ۱۱ { مَا نَدَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا - ہم اُس کو نہیں دیکھتے مگر ہماری
مثل بشر ہی تھے۔

(۲) مومنون ۱۸ { مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ
مِثْلَهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ۔

یہ نتہاری مثل بشر ہے۔ کھاتا ہے جو کچھ تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جو کچھ تم پیتے ہو۔
غیب علیہ السلام کو اُن کی قوم کے کفار نے خطاب کیا۔

(۳) شعراء ۱۹ { وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔
نہیں ہے تو مگر ہماری مثل بشر۔

(۴) انبیاء ۱۷ { وَأَسْرَدُ الْغُجُوزِ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْلَ هَذَا
الْأَلْبَشَرِ مِثْلَكُمْ۔ ظالم لوگ پوشیدہ پوشیدہ گزشتی
کرتے ہیں۔ کہ یہ نتہاری مثل بشر ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار نے بشر کہا۔

(۵) یسین ۲۲ { قَالُوا أَمَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا۔ کفار نے کہا نہیں
ہو تم مگر ہماری مثل بشر۔ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو
فرون اور اُس کے سرداروں نے کہا۔

(۶) مومنون ۱۸ { أَذُومِثْلِ بَشَرَيْنِ مِثْلِنَا۔ کیا ہم ایسے دو شخصوں پر ایمان
لاویں جو ہماری مثل بشر ہیں۔ بعد ازاں ولید بن مغیرہ نے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہا۔

(۷) مؤثر ۲۹ { إِنَّ هَذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ۔ نہیں ہے یہ مگر بشر کا قول ہے یعنی
یہ قرآن مجید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا (بشر کا) قول ہے۔ اللہ تعالیٰ
نے اُس کے مقابلے میں جواب دیا۔ مَا صُلِّيَ بِسَقَمَةٍ۔ اُس کو میں جلدی نمازِ سقر
میں داخل کروں گا۔ فَمَا أَذْوَكَ مَا سَقَمَةٍ۔ اور کس چیز نے بتایا آپ کو کیا سقر

ہے۔ کَاسُ مَبُورٍ وَلَا تَذَلُّ لَهَا أَهْلًا لِّلْبَشَرِ۔ باقی نہیں رہنے دیتی اور چھوٹی نہیں۔ چمڑے کو چھلنے والی ہے۔

ولید بن مغیرہ نے غلطی بشر سے آپ کی توہین کی تو اللہ تعالیٰ نے اُس کے چمڑے کو ہی چھلنے والی آگ سے سزا فرمائی۔ ایسے ہی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنت و لیدی پر عمل کرتے ہوئے آپ کو بشر کہہ کر پکارے گا کہ تو اللہ تعالیٰ دوزخ میں اُن کے بشر کو ہی جھدیں گے۔ ان روایات کریمہ سے ثابت ہوا کہ انبیاء کو کسی اُمتی نے بشر سے خطاب نہیں کیا۔ اور نہ ہی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی صحابی نے ہی بشر کا خطاب کیا۔ اس کا شاہد تمام قرآن مجید ہے۔ ہاں البتہ اس بشریت کے جھگڑے کا ثبوت شیطان سے لے کر ولید بن مغیرہ پر اس کی سند ختم ہوتی ہے۔ ورنہ مومنوں میں انبیاء علیہم السلام کو بشر کہنے والا ایک بھی ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں ایک روایت ترمذی شریف کی باوجود خبر واحد ہونے کے ضعیف بھی ہے جس کا ضعف انشراح علیہ ثابت کیا جائیگا۔

۱۵) جس لمحے کے ساتھ کفار نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گستاخی سے خطاب کیا ہوا اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اُس کلمہ کے استعمال سے نبی علیہ السلام کی شان میں ممانعت فرمائی ہے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَا أَعْنَاهُمْ قَوْلًا مِّنْهُمْ وَلَا تَنْظُرُوا۔ اے مسلمانو تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو راعنا نہ کہو کیونکہ یہ کلمہ کفار کہتے ہیں۔ تم اُنظرنا کو غلط استعمال کرو یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہماری طرف نظر مبذول فرمائیے جو کلمہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کفار نے پکارا اُس سے اللہ تعالیٰ نے علما منع فرما دیا۔ بعد ازاں اگر کوئی مومن اس کلمہ راعنا کو صحیح نیت سے ہی کہہ دیتا تو اللہ تعالیٰ اُن کے اعمال کی طرف توجہ نہ فرماتا بلکہ بموجب گستاخی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے تمام عبادات کو اور اعمال کو ضبط کر کے قعر جہنم میں داخل فرماتا۔

”کیا یہ فتوے خدا پر بھی عائد ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا نے بھی خلق بشر کو اختیار دیا ہے۔“

محمد عمر ”خداوند کریم آپ کو ہدایت دے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر اپنے آپ کو قیاس کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ خالق ہے۔ باقی تمام انبیاء و اولیاء ہر شے اُس کی مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرما سکتے ہیں۔ اُس کا فرمانا کچھ اور ہے۔ تمہارا کہنا کچھ اور۔ اللہ تعالیٰ تو پہاڑوں کی قسم، فرشتوں کی قسم، بلکہ دیگر اودا اشیاء کی قسمیں بھی کھاتے ہیں۔ کیا تم بھی اللہ کے سوا کسی کی قسم کھا سکتے ہو۔ یہ قیاس انبیاء چھوڑ دو۔“

”یہ بتاؤ جب قرآن پاک میں (مَا اَنَّا لَشَيْءٌ مُّبْتَلٰوْنَ اَتَىٰ اَكْثَرُہُمْ) آیا ہے؟“

محمد عمر ”کیا تم جب غیر کی قسموں پر آتے ہو تو ان آیات کو چھوڑ دیتے ہو؟ کیونکہ تمہیں غیر کی قسم کھانا جائز نہیں“

دوسرا جواب یہ ہے کہ جب تم (مَا اَنَّا لَشَيْءٌ مُّبْتَلٰوْنَ اَتَىٰ اَكْثَرُہُمْ) سے ہر توہمہ کی کلام سمجھ کر چپختے ہو یہ کلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری طرف سے خطاب نہیں ہے۔ جیسا کہ ذرہ بن ابی لہب کا نام قرآن کریم میں پڑھا جائے تو ذکر اللہ میں شمار ہوتا ہے ایسے ہی یہ آیت قرآن کریم میں پڑھنا گستاخی نہیں۔“

(۶) نور ۱۸ { لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَ يَدَيْكُمْ كَدُعَاۃِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ } اے مومنو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے نہ بلاؤ۔ جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاؤ۔“

معلوم ہوا کہ ہم ایک دوسرے کو اپنی مثل بشر کہتے ہیں۔ اور سب انسانوں کو بشریت میں مساوی کہتے ہیں۔ لہذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شیئ سے نہیں پکارنا چاہیے۔ اور نہ شامل کرنا چاہیے۔ جیسا کہ کتب مشیہ نے ممانعت سے منع کر دیا۔ تو ہمیں اپنے سے

بالا بلکہ تمام مخلوق سے حتیٰ کہ ملائکہ سے بھی آپ کو بالا سمجھنا پڑے گا۔

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ازدواجِ مطہرات کو اللہ تعالیٰ نے عالین کی عورتوں سے ممتاز و بالا فرمایا ہے۔ اور مماثلت کو توڑا ہے۔ جس حاکم کے محکوم کی شان تمام جنس سے اللہ تعالیٰ ممتاز فرمائے تو اس حاکم کی شان کو اونے سے تشبیہ دینی یہ کونسا بیان کا جزو ہے۔

لِیَسَاءَ النَّبِیِّ لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ۔ اے
اعزاب ۲۲/۳۷ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو عورتوں کی مثل نہیں ہو
 اللہ تعالیٰ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ازدواجِ مطہرات کی مثلت غیروں سے
 گوارا نہ فرماویں اور تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ مماثلت میں شامل کرتے
 ہو۔ خدا سے ڈرو اور توبہ کرو۔

”کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں۔ آنکھ، کان ہمارے مثل
 وہابی“ دیکھتے؟

”اگر ان عوارضات کی بنا پر تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے عبد یا بھتے ہو
 محمد عمرؓ تو میرے خیال میں تم جبریل علیہ السلام کو بھی اپنی مثل بشر کہنے سے گریز نہ
 نہ کرو گے۔ کیونکہ وہ بھی شکلِ انسانی میں ہی تشریف لاتے تھے۔ اور وہ بھی ہاتھ پاؤں ناک
 کان، سیاہ زلفیں تمام عوارضاتِ انسانی سے مزین ہو کر تشریف لاتے تھے۔ جیسا کہ بناری
 شریف جلد اول صفحہ ۱۱ میں مذکور ہے۔ کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: مَا نَأْتِيَهُ رَجُلٌ إِلَّا
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ آیا ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رحمت
 جبریل علیہ السلام تشریف لے گئے۔ تو پھر آپ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کون تھا۔ صاب
 کرامؓ اجماع میں نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ۔ تو صحابہ کرام کو جبریل علیہ السلام کا سلام
 ہوا۔ اگر جبریل علیہ السلام کے انسانی لباس میں تشریف لانے سے اور ہاتھ پاؤں وغیرہ ظاہر

ہرنے سے اُن کی نورانیت میں فرق نہیں آیا۔ توحید صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ پاک یا قدمِ پاک کا مظاہر ہونے سے آپ کے نور ہرنے میں فرق لازم نہیں آئیگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمِ پاک کی آپ کے قدم سے مماثلت تو کجا جبریل علیہ السلام ہی آپ کے قدمِ پاک کی خاک پا کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتا جس کی اللہ تعالیٰ قسم فرماتے ہیں۔ طبعی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی اُس خاک پا کی قسم جو آپ کے تلووں پا کوں کر مس کر چکی ہے لَا أَقْسِدُ بِهَذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں اس مال میں کہ آپ کا نزول اس شہر میں ہے۔

ثابت ہوا کہ جو فضیلت اور شان آپ کے قدمِ پاک کی خاک پا کوں کر چکی ہے جبریل کیا مقام ملا کہ کوا نور علی اُس منور مٹی سے مماثلت نہیں رکھنے (۲) اگر تم انہیں وجوہات کی بنا پر نبی سے اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل سمجھ گے تو پھر خدا کو بھی اپنی مثل سمجھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں۔ بَلْ سَيَدَأُكُمْ تَسْوِطًا بَلْ كَذَّبْتُمْ عَنْ سَاعَتِ الْقِيَامَةِ۔ قیامت کے میدان میں اللہ تعالیٰ اپنی پٹلی کو ظاہر فرمائیں گے۔ اس آیت سے اُسکی پٹلی ثابت ہوئی۔ تیسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اٰمِيْنًا كُوْنُوْا فَتَعْلَمُوْا جَنَّةُ اللّٰهِ جِسْ طَرَفٌ مِنْ پُھرو اُسی طرف اللہ کا وجہ ہے۔ اس آیت سے اللہ کا رخ ثابت ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ ظاہرات سے باطن کی حقیقت پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے پاک و مبرا بے خلل پیرین اور بے مثل ساق اور بے مثل وجہ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ایسے ہی تم کو نبی اکرم ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضائے پاک پر کوئی کسی کی مثل تمام کرنا منع ہے اور ایمان لانا ضروری ہے

اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں بے مثال اور اپنے مہرب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پاک کو پیدا فرمایا۔ تو آپ کی ذات بمعہ صفات کو بے مثل ہی ظاہر فرمایا۔ اللہ کی

ذات اور صفات میں کوئی شریک نہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مہیبت کذاً امیہ میں نہ مکان میں نہ زمان میں نہ سیر و سفر میں نہ حضر میں نہ قیام و فتور و سجدہ میں نہ قول و فعل میں۔ نہ عقل و علم و حکمت میں۔ الغرض آپ کی ذات و تمام صفات میں کوئی شریک نہیں۔

وَمَا مِنْ ذَاتٍ اَنْبَتَ فِي الْاَرْضِ وَلَا طَائِرٌ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّا اَعْتَدَ لَهَا لَكُمْ

(۸) انعام

کوئی پتہ جو اپنے پتوں سے اُڑتا ہو۔ مگر امتیں ہیں تنہا ہی مثل۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں یہ ثابت کیا۔ کہ جیسے تم امتیں ہو ایسے ہی دوسرے کتے بے خنزیر اور پرندے اُڑاؤ گدھ وغیرہ بھی تنہا ہی ہی طرح امتیں ہیں۔ اب تم بھی اُمتی ہو اور یہ تمام بھی امتیں اور اُمت کی اُمت کے ساتھ تشبیہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمائی ہے ترا اگر اُمت وہابیہ کو اُمت دہلوان خنزیریہ وغیرہ سے تشبیہ دی جائے اور کہا جائے کہ اُمت ہونے میں فلاں مولوی صاحب اور خنزیریہ ہم مثل ہیں تو اس سے اُمت وہابیہ کو ناراضگی تو نہ ہوگی؟ اور دہلوانی چاہیے کیونکہ اللہ نے مماثلت بیان فرمائی ہے۔ اور اگر اس صحیح ارشاد الہی کو بیان کرنے سے اپنی گستاخی سمجھتے ہو تو ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا اپنی مثل بشر کہنا گستاخی سمجھتے ہیں جب اُس مثال پر آپ کو ناراضگی ہے تو اس مثال پر ہمیں بھی ہے۔

”وہابی“ جی ہاں۔ اُن کی مثل کہنے سے ہمیں گریز تو نہیں ہو سکتا۔ مگر دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دوسری اُمتوں سے ممتاز کر دیا ہے۔ فرمایا اَنْتُمْ خَيْرُ اُمَّةٍ تَمَّ بَہْتَرِ اُمَّةٍ ہو۔ اس واسطے جب ہم بہتر اُمت ثابت ہو گئے تو اسے کوادنے سے تشبیہ جائز نہیں۔

”محمد عمر“ واہ جناب۔ اس تشبیہ کے وقت تو آپ کو اپنی خیر اُمت ہونا یاد آگیا۔ اور یہ تپہ نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم کو اپنی اُمت میں داخل جی فوہلی

کے یا نہیں۔ جب داخل ہر گے تب ہی تَخْيِزُ أُمَّةٍ بزرگے۔ اور جب اُمّت محمد رسول اللہ برسنے میں ہی آپ کو شک ہے۔ بلکہ تم ماثِلِ محمد رسول اللہ ہی اپنے آپ کو کہلو اتے ہو تَخْيِزُ أُمَّةٍ کا مصداق تم کیسے بن سکتے ہو۔ کُنْتُكُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ کے مخاطب تو ہم اخلاف ہی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ غلامی کا دعوے تو ہمیں ہی ہے۔ ہمیں مماثلت کا دعوے نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مثلیت کے تم مدعی ہو۔ اس واسطے اس آیت کے مصداق تم نہیں بن سکتے۔ اپنی بنی پر تو ہمیں دوسری آیت جھٹ تماش کرنی پڑی جس نے تمہارا ساتھ بھی نہ دیا۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ کے مقابلے میں دوسری آیت اَلنَّبِيُّ اَوَّلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کو مبادا دیا۔ کیونکہ اس آیت کریمہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی ادویت ثابت ہوتی تھی۔ اپنی غیریت ثابت کرنے کے واسطے تم دور اُپلٹے۔ اور تاویل کے متلاشی ہوئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُمّتِ خنزیر سے ہماری مثلیت ثابت ہو جائے اور جس مثلیت کو تم بٹا بھی نہ سکے۔ لیکن اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ادویت کا سوال آچلے تو تم اَلنَّبِيُّ اَوَّلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کو چھوڑ کر اِنَّمَا بَشَرٌ مَثَلُكُمْ پڑھ دیتے ہو۔ کیا یہ تمہارا انصاف ہے اور اسی کا نام ایمان ہے؟ اب فیصلہ تم پر ہے۔ اگر ہمیشہ غلام اور امتی ہونے کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور گھنے کے قائل ہو جاؤ تو کُنْتُكُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ میں داخل ہو جاؤ گے۔ ورنہ بطلانِ آیت سابقہ اُھم اَفْتَا لَكُمْ میں شامل ہو جاؤ گے۔ اب تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔

فہامی اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عبد فرمایا یعنی بندہ مثلاً مَبْعُوثُ الَّذِي اسْتَشْرٰى بِعَبْدٍ دَاكٍ ہے اور ذات جس نے اپنے بندے کو رات میں سیر کرائی اور ہر وقت ناز میں عبد اُٹھتے ہو۔ ہاں جو اس کے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے واسطے عبد کا لفظ

قرآن مجید میں مذکور ہو۔ اور نمازیں اللہ کے بندے ہونے کا اقرار کر دیں لیکن عقیدہ یہ رکھو کہ آپ اللہ کے بندے نہیں ہیں۔ یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے۔

محمد عمر " تم نے اپنے کلام کا پہلو بدل دیا۔ بشریت سے عبودیت کی حرمت ٹوٹ آئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرشتوں کو مَلٰئِکَہِ عِبَادَہِ

مُکَلِّمَاتٍ فَاِذَا نَادٰی رَبُّہُمْ فَلَمْ یَجِبُوْا اِلَیْہِ اِلَّا اَنۡہُیْہُمْ عَلٰی مَا یَاْمُرُوْنَہُمْ اَنۡ یَّعْبُدُوْا اللّٰہَ تَعَالٰی فَاِذَا نَادٰی رَبُّہُمْ فَلَمْ یَجِبُوْا اِلَیْہِ اِلَّا اَنۡہُیْہُمْ عَلٰی مَا یَاْمُرُوْنَہُمْ اَنۡ یَّعْبُدُوْا اللّٰہَ تَعَالٰی

فرشتوں پر بھی عباد کا اطلاق فرمایا۔ اگر فرشتے پر عبود کے اطلاق سے فرشتے کے نہ ہونے میں کوئی فرق لازم نہیں آتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی عبود کا کہنے سے آپ کے ذمہ ہونے میں کوئی تناقض نہ ہو گا۔ کیونکہ عبود کا لفظ نور پر بھی بولا جاتا ہے۔ (۲) سُجِّنَ

الَّذِیْ اٰمَنَّا بِالْعَبَسِہِ معراج کی شان کو بیان فرماتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لفظ عبود کا اطلاق فرمایا۔ تاکہ منکین معراج شریف کو یہ انکار کا موقع نہ ملے

کہ شاید آپ کو معراج روحانی ہوا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے عبود کے لفظ کو استعمال فرما کر واضح کر دیا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے رُوحِ مَعِیَہِ اطہر نورانی میر

کرائی ہے۔ یہ خوابی واقعہ نہ تھا۔ بلکہ عالم بیداری کا ذکر ہے۔ اسی واسطے مقام شاقیہ لفظ عبود کا استعمال فرمایا۔

وہابی " ہر بات کو تم نے قرآن شریف سے ثابت کیا ہے۔ اور جواب دیا ہے۔ لیکن اس بات کا کیا جواب دو گے۔ کہ آپ کی ولایت بشری نہ

خاک کی سے نوری کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔

محمد عمر " زخرف ۲۵ } وَکُوْنُ شَآءٍ لِّجَعَلْنَا مِنْکُمْ مِّثْلَ اٰیٰتِکُمْ فِی الْاٰرْضِ یَخْلَعُوْنَ رَاۡیَہُمْ اِنْہُمْ اَرۡسُلُوْا فَاِذَا نَادٰی رَبُّہُمْ فَلَمْ یَجِبُوْا اِلَیْہِ اِلَّا اَنۡہُیْہُمْ عَلٰی مَا یَاْمُرُوْنَہُمْ اَنۡ یَّعْبُدُوْا اللّٰہَ تَعَالٰی

فرشتے بنادیں جو زمین میں غیبہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے اپنی طاقت فرمائی کہ اگر ہم چاہیں تو تم خاکپوں سے فرشتے فدی پیدا کر دیں۔ کہ تم طاقت وہابی کے منکر ہو۔

إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت والا ہے) کہ قبول کئے ہو اور مِنْ الْفُتُورِ (بے شک اگرچاہے تو خاکی سے فوری پیدا کر سکتا ہے) جنت میں فوری فوری ہیں۔ جن سے اولاد بھی ہوگی۔ معلوم ہوا کہ فوری کی اولاد بھی ہو سکتی ہے۔

”تم نے کہا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی اصحابی نے بشر نہیں کہا میں ثابت کرتا ہوں کہ اس کا ثبوت ہے۔ مشکوٰۃ مشریف ص ۵۴۰
شائخ ترمذی ص ۲۴۰ میں ہے حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں۔ كَانَتْ بُشْرًا مِنْ الْبُشَرِ۔ حضرت بشاروں سے بشر تھے۔ تہار ایہ وعوے فاسد ہو گیا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے بشر نہیں کہا۔

”محمد ص ۱۱“ یہ حدیث خیر اماد سے ہے۔ قرآن شریف کے مقابلہ میں حجت نہیں ہو سکتی۔ (۱۲) اس کی سند میں بہت ضعف ہے چنانچہ اس سند کے رواۃ سے عبد اللہ بن صالح راوی ہیں۔ لکن کے متعلق لکھا گیا ہے۔ قسب التقدیب ص ۲۴۰ عبد اللہ بن صالح کثیر الغلط یعنی عبد اللہ بن صالح بہت غلط روایتیں بیان کرتا ہے۔ جو اس کی کتاب میں ثابت ہیں۔

تقدیب التقدیب جلد ۵ ص ۲۵۶-۲۵۷ عبد اللہ بن صالح لَئِنْ هُوَ بَشِيرٌ۔ عبد اللہ بن صالح کچھ نہیں۔ اِنْ شَاءَ كَانَ مَكْدِبٌ فِي الْخُدَيْثِ علامہ ذہبی نے فرمایا کہ عبد اللہ بن صالح حدیث میں جھوٹ بولتا ہے۔ قال احمد بن صالح لَئِنْ بَشِيرٌ احمد بن صالح نے بھی کہا۔ کہ عبد اللہ بن صالح کچھ نہیں۔ قال الشافعی لَئِنْ بَشِيرٌ امام شافعی نے فرمایا کہ عبد اللہ بن صالح مضبوط راوی نہیں ہے۔ ابن مریم سے روایت ہے۔ کہ یہ جھوٹا ہے۔ اہل حدیث بننے کا دعویٰ کرنے والے ایسی کچی بات احناف کے سامنے چہر زبان پر نہ لانا۔

(۹) مائدہ ۲۶ | رخصتیں اسے رگوں قہاری طرف اللہ کی طرف سے فور آیا ہے
اور کتاب بیان کرنے والے،

اس آیہ کریمہ میں ومغاورۃ کی لاکر فور اور کتاب مبین کو علیحدہ علیحدہ دو چیزوں کا ذکر فرمایا۔ فور سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے اللہ کی طرف سے ہمارے پاس یہی دو چیزیں آئی ہیں۔ اس واسطے اللہ نے دونوں کا ذکر فرمایا۔ فور کو کتاب مبین پر مقدم فرمایا۔ تاکہ جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے میں شک ہو تو اس کے واسطے کتاب بیان کرنے والی موجود ہے۔ (۲) اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک دنیا میں مقدم نہ ہوتا۔ تو کتاب مبین دنیا میں نہ آتی۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے اس آیہ مذکورہ میں نور کو مقدم رکھا اور کتاب مبین کو بعد میں (۳) کتاب مبین بغیر رکششی کے ظاہر نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اس کا بیان ہو سکتا ہے۔ جب تک کہ نور نہ ہو۔ اس واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو مقدم فرمایا۔ تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا قائل نہیں۔ اس کے واسطے کتاب مبین نہیں ہو سکتی۔ وہ بغیر آپ کے نور کے کتاب مبین سے بے بہرہ ہے۔ اور اس کا دعویٰ باطل ہے۔ اس واسطے جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا اقرار نہ کیا جائے۔ کتاب مبین پر ایمان درست نہیں ہو سکتا۔

(۱۰) شوریٰ ۲۵ | مَا كُنَّا لِنَشْرَبَ أَنَّ لِيُكَلِّمَ اللَّهُ الْأَفْخِيَاءَ أَوْ يَفْهَمُوا
أَوْ يُعْذِرُوا أَوْ يَسْأَلُوا فَيُجِبُوا بِأَذْنٍ بَلْ كُنَّا بِلِقَاءِ رَبِّنَا عَلَىٰ
اِسْتِغْنَاءٍ عَنْ حِكْمَتِكَ (نہیں طاقت ہے کسی بشر کی کہ اس کو اللہ کلام کرے۔ مگر وحی سے یعنی القار سے) یا پوچھے یا جبرئیل بھیج کر وحی کرتا ہے وہ اللہ کے اذن کے ساتھ۔ جو چاہتا ہے۔ بے شک وہ اللہ بڑا جاننے والا بڑا دانہ ہے۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے بالمشافہ بشر کلام نہیں کر سکتا۔
 سوائے ان تین مذکورہ طریقوں کے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ بالمشافہ
 بکلام ہر گز بغیر پروردگار کے اللہ بغیر جبرئیل کے۔ چنانچہ ایک وفد کے واقعہ کو اللہ تعالیٰ
 نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے۔ جب آپ معراج کی رات ساتویں رجب تھی تو
 اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مدعو کیا۔ اندھیری رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کو بڑا ادا آپ کا تشریف لے جانا اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ماضی صَاحِبُ کُفْرٍ
 وَمَا عَوَّی دُہُورًا دوست مجھ کو نہیں اور نہ آپ نے کجروی کی یہ آپ کے نور
 ہونے کی بے قین دلیل ہے۔ اگر آپ نور نہ ہوتے۔ تو ایسے اندھیرے میں اتنی مسافت طے
 کرنا اور آپ کے نہ بھولنے کی شہادت اللہ تعالیٰ کا پیش کرنا یہ ایماندار کے لئے مقام
 یقین ہے ورنہ اللہ تعالیٰ جو جبرئیل کے ہاتھ میں کوئی روشنی دے بھیجے۔ اللہ کو نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کے نور پاک چمکی اٹھا دیتا۔ اسی واسطے ماضی سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ
 وسلم کی ہی شان بیان فرمائی۔ پھر سوزہ المستہی سے آگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے
 گئے تو سوائے اللہ کے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جبرئیل علیہ السلام کے پر کو بھی بھٹکنے
 کی طاقت نہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد لباس و نیاوی تشریف فرماتے جس سے
 یہ واضح طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کا نور پاک اتنا زبردست ہے کہ اگر خاکی کپڑا آپ
 کی مصاحبت اختیار کرے تو وہ بھی نور ہو جاتا ہے۔ جو جبرئیل کے نور پروردگار سے
 زیادہ زبردست قوی ہوتا ہے۔ کہ اگر وہ پرواز کریں تو وہاں خاکستر ہو جائیں۔ لیکن نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس پاک میں اتنی نورانی قوت کہ جس کو تجلیات البیہ و حانیہ
 ادودہ لباس اپنی قوت میں سلامت سہے جس کے لباس میں اتنی نورانی قوت ہے اس
 کے جسمانی نور کے کیا کہنے ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرمادے۔

النَّحْمُ شَہِدٌ ۖ شَہِدٌ نَّافِذٌ لِّی (پھر قریب ہوئے انبی صلی اللہ علیہ وسلم)

تو استقبال کیا اُس نے راہ اللہ سے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم بلا حجاب اللہ تعالیٰ کے قریب ہوئے۔

دَنَا الْجَبَّارُ رَبَّ الْعِشْتِ فَتَدَلَّى. اس حدیث بخاری شریف ۱۱۳۰ { سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے قریب ہوئے۔ تو اللہ نے قرب کی شرح فرمائی۔ فَكَانَتْ ثَابِتًا قَدْ مَسَّيْنَا أَنْ أَذْنِي تَوَدُّ لِمَا نُوں کی برابر فاصلہ رہ گیا یا زیادہ کم۔

زیادہ قرب کا فاصلہ اللہ تعالیٰ نے وضاحت سے نہیں بیان فرمایا معلوم ہوا کہ اقرب سے اقرب مراد ہو سکتا ہے۔ فَأَوْضَحْنِي إِلَى عَبْدِكَ مَا أَذْنِي مَا كَذَبَ الْعَدَا مَا سَمِعْتُ أَذْنِي تَمْرُؤْنَهُ عَلَى مَا سَمِعْتُ. در القا کیا اللہ نے جو القا کیا دل نے جوٹ نہیں بولا جو دیکھا اُس نے۔ کیا پس جھگڑا کرتے ہو تم آپ سے اُس چیز پر جو دیکھا آپ نے، اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اُس قرب کے مقام پر بھی عبد کا فرمایا تاکہ مخالف کو روحانی معراج کا شک نہ ہو جائے۔ بلکہ لامکان پر بھی اللہ تعالیٰ نے روح بعد جسم اطہر سے جو مرکب عبد تھا وہی استعمال فرمایا۔ تَوَدَّاتِ نَبِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَأَقْرَبِ ذَاتِ الْهَبِي سَے ہونا یہ عین نور کا ہی خاصہ ہے۔ اور نور بھی ایسا جو نہ کہ مقربین سے بھی بالاتر ہو۔ اور شاکی تو عالم ملکوت کو ملے نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ اُوْ اَذْنِي کے مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پہنچنا اور بلا ٹھکان اور بلا مغربیت اجسامی بشاس ہو کر واپس تشریف لانا یہ آپ کے نور پاک کی ہی طاقت ہے۔ جب آپ کی رویت مولیٰ ذوالجلال ثابت ہو گئی اور اَعْلَى كَانَتْ لَيْسَ بِأَنْ تُكَلِّمَهُ اللّٰهُ نے ثابت کر دیا کہ بشر کی طاقت نہیں کہ اللہ سے کلام کرے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متکلم ہونے سے آپ کے نور ہونے کی دلیل واضح ہو گئی۔

(۱۱) نور ۱۸ { مَثَلُ نُورٍ كَمِثْلُ شَوْجَةٍ فِيهِمَا مَصْبَاحٌ

میں اور ذر میرے بائیں اور ذر میرے جلد میں اور ذر میرے گوشت میں اور ذر میرے
خون میں اور ذر میری ہڈیوں میں۔ اے اللہ میرے لئے ذر کو بڑھا دے اور مجھے ذر عطا کر
اور مجھے ہی ذر بنا دے،

”وہابی“ اگر آپ نور تھے تو سوال کی کیا ضرورت تھی۔

محمد عمرؒ ” تم نمازیں کھڑے ہو کر اللہ سے سوال کرتے ہو اِھْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِیْمَ کہ اس اللہ میں سیدھے راستے کی ہدایت دے۔ کیا
نمازیں ہاتھ باندھ کر خدا کی عبادت میں قلبہ رُخ ہوتے ہوئے پھر اللہ سے صراط
مستقیم طلب کرتے ہو۔ کیا نماز کی حالت میں گمراہی کے راستے پر کھڑے ہوتے ہو نہیں
بلکہ ترقی درجات کی طلب ہوتی ہے۔ ہمیشہ سے یہ قاعدہ چلنا آتا ہے۔ کہ جو بہتر چیز اپنے
پاس موجود ہو۔ اُس کے نطف حاصل ہونے پر اُس کی طلب زیادہ ہو جاتی ہے۔ اُس
کا نطف اُسے حریص بنا دیتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں نور بن کر ہی تشریف
لائے۔ اور آپ کا تمام جسم اطہر نوری ہے۔ آپ کا نور مبارک جب اللہ کے نور کے
روبو ہوتا ہے تو نور کا نطف آپ کو زیادتی نور پر زیادہ حریص بناتا ہے۔ اسی بنا پر
آپ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا فرماتے ہیں۔

بخاری شریف ۴۴۳ نے فرمایا۔ اِنِّیْ لَسْتُ بِمِشْكُكُمْ میں تمہاری مثل
نہیں ہوں۔

عن ابی سعید الخدریؓ اِنِّیْ لَسْتُ کَهِیْتُکُمْ نَبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ فَمَا یَاکِرْہِیْ تَبَارَہِیْ مِیثَاقِ جِیَاہِیْہِیْ ہُوں۔

۳۔ ابوداؤد $\frac{1}{۳۶۹}$ ترمذی شریف ص ۹۷ عن ابی ہریرۃ قال قال

۳۰۔ ابوداؤد $\frac{1}{329}$ ترمذی شریف ص ۹۱ | عن ابی ہریرۃ قال قال

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى كَنْدُ مَبْتَلَى - ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ بنی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کون ہے تمہارا میری مثل -

اس حدیث پاک سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت فرمادیا کہ تم سے میری مثل
کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور مشیت کی کوئی تخصیص بھی نہیں فرمائی۔ کسی مرد سے میں کوئی آپ
کا مماثل نہیں ہو سکتا۔

۴۔ طبقات ابن سعد ۱/۲۲۱
عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا كَانَ الْيَوْمَ الَّذِي
دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ أَضَاعَ مِنْهَا
كُلَّ شَيْءٍ - (حضرت انسؓ سے روایت

ابن ماجہ ص ۱۱۹

ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔ تو
مدینہ طیبہ کی ہر چیز کو آپؐ نے روشن کر دیا۔

۵۔ تاریخ کبیر
جلد اول قسم اول ص ۱۷۸ عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللَّهُ رُوحَهُ قَبْلَهُ وَلَا يُجْلَدُ
مِثْلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالِدُ وَسَلَّمَ (حضرت علیؓ کرم
اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مثل نہ پہلے دیکھا اور نہ بعد
میں)

۶۔ مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۸
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ
مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّ
الْشَّمْسَ تَجَسَّدَتْ فِي وَجْهِهِ (ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا۔ گویا کہ سورج آپ کے رخِ انور
پر چل رہا ہے۔

۷۔ مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۸
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

بے شک آپ بیت الخلا پاخانہ کو جب تشریف لاتے ہیں تو ہم کسی چیز کو آپ کے فضلہ مبارک سے نہیں دیکھتے سوئے اس کے کہ ہمیں کمزوری کی خوشبو پہنچتی ہے۔ یہ ہے آپ کے نور مبارک کی حقیقت۔

۱۱۔ مستدرک ۲/۴۱۶ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ لَمَّا سَلَّمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ يَبْرِقُ وَجْهُهُ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَسَّرَ اسْتَنَّاہُ وَجْهَهُ مَا نَدَى قِطْعَةً قَسَمٍ وَكَانَ يُعْرِتُ ذَلِكَ مِثْلَهُ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ۔

دکعب بن مالک سے روایت ہے۔ فرماتے تھے۔ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کیا۔ آپ گفتگو فرماتے اس حال میں کہ آپ کا رخ الزہری کی طرح چمکتا۔ اور جب آپ خوش ہوتے تھے۔ تو آپ کا چہرہ مبارک لڑھکاتا تھا۔ گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہے۔ اور یہ آپ سے ہی معلوم ہوتا تھا۔

۱۲۔ استیعاب ۴/۴۷۴ عَنْ عَامِرِ بْنِ دَاوُدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ كَيْ سَلَّمَ يَرَى قَبْدَ إِنْ الْبَنَى مَوَ الدُّرُ الَّذِي كَشَّطَتْ بِهِ عَنَّا مَاضِنَا وَبَا قَرِينَا بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے نرم ہیں جو گل گلیں آپ کے سبب ہماری گزشتہ اور باقی گراہیاں اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام و تابعین کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نرم ہیں۔

۱۳۔ مستدرک ۲/۴۱۶ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذات کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ میری والدہ نے فرمایا اخرج منی

نُورًا صَاعَتْ مِنْهُ قُصُورُ الشَّامِ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ (مجھے نورِ بکلا جس سے
شام کے مملات روشن ہو گئے)۔

جس شخص کو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات بابرکات پر اور آپ کی والدہ
ماجدہ پر صحیح اعتماد ہو اُس کو آپ کے اس فرمان سے یقین ہو گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نور ہیں۔ اور نور بھی ایسے کو مکان کے اندر آپ کا نور شریف چمکے تو کوئی دیر انداز پہاڑ
آپ کے نور کے آٹے نہ آئیں۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ کی نظر پاک کو معظمہ کے
بیت المعمور میں بیٹھے ہوئے شام کے مملات پر نظر پڑے۔ تو وہاں بھی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کا نور پاک جلوہ افروز ہو۔

اِنَّهُ دَلِيلٌ مَّقْطُوعُ السَّرِّ { ۱۴۔ کنز العمال ۳۰۱/۶ }
بے شک آپ پیدا کئے گئے ناف کٹی
ہوئی۔ { ۲۴۲/۵ }
زرقانی

نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب دنیا میں تشریف لائے تو آپ کے بدن
مبارک پر ناف والی رگ کا تعلق نہ تھا۔ ثابت ہوا کہ آپ کی والدہ ماجدہ کے بطن
پاک میں بھی آپ کی خوراک نور ہی رہی ہے۔ خون نہیں۔

۱۵۔ مستدرک ۶۳/۴ { ام ایمنؓ نے آپ کا پیشاب مبارک پی لیا۔ تو نبی صلی
اللہ علیہ وسلم مسکرائے سختی بَدَتْ نَوَاجِدُ
یہاں تک کہ آپ کے بڑے دانت مبارک بھی روشن ہو گئے فرمایا۔ لَا يَفْقَهُ
بَطْنُكَ بَعْدُ أَبَدًا (نہیں تکلیف ہو گی تیرے پیٹ کو بعد ازیں ہمیشہ)

آپ نے ام ایمنؓ کو پیشاب پینے کے بعد یہ نہیں فرمایا کہ تمہارا منہ پلید ہو گیا ہے
تم کلی کر دیا جلاب سے بلکہ یہ فتوے دیا کہ اے ام ایمن تیرا پیٹ میرا پیشاب پینے
کے بعد کبھی دکھے گا نہیں۔

عن انس بن مالك قال رفع يديه
۱۷۔ بخاری شریف | احسن روایت بنیاض البطحینہ حضرت انس
 نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں دست پاک اٹھائے تو آپ
 کی بغل مبارک سے سفیدی میں نے دیکھی۔

ثابت ہوا کہ آپ کا نور پاک اتنا غالب تھا کہ کپڑوں کے اندر سے باہر پھوٹ
 رہتا۔ اور بغل میں باوجود کہ مبارک ہونے کے آپ کے نور کی سفیدی آپ کے وجود
 زری ہونے پر دال ہے۔ یہ ہے بخاری شریف کی حدیث صحیح مرفوع متصل جو ایسا نہ کہے
 لئے کافی دلیل ہے۔

عن ابن عباس لم یکن للنبی صلی اللہ
۱۸۔ مواہب اللدنیہ | علیہ وسلم ظلک کما یکن مع الشمس
 قطرا لا تغلب صوفی صوفی وقال ابن عباس کان صلی اللہ علیہ وسلم
 مکاتہ اذا مشی فی الشمس اذا انقلب لا یظلمہ لہ ظلک لان النور لا یتظلم
 ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا آپ کبھی سورج کے ساتھ
 نہیں برے۔ مگر آپ کا نور پاک سورج کی روشنی پر غالب رہتا۔ اور ابن عباس نے کہا کہ آپ
 فوتے جب سورج یا چاند میں چلتے تو آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا کیونکہ نور کا سایہ نہیں ہوتا،
 معلوم ہوا کہ خاک کی کپڑا بھی آپ کے جسم پاک سے مل کر کے نور بن جاتا تھا اور اس کا
 سایہ ہوتا۔

۱۸۔ مشکوٰۃ شریف | حضرت انس سے روایت ہے کہ انس بن حنفیہ اور
 عباد بن بشر دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 کسی غرض کے واسطے بات چیت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ رات کافی چلی گئی۔ اور رات
 سخت اندھیری تھی۔ جب وہ دونوں دوبارہ رسالت سے رٹے تو حدیث پاک کے حفاظ

ہیں دیکھیں کہ اگر ایک منہمنا عصیۃ فاضاۃت عصاۃ اُحدِہما لہما
 حتیٰ مسکنیٰ فی صلوٰۃہ حتیٰ اذا اُنزلت بہما الطریق اضاءت لجزعۃ
 د اور ہر ایک کے ہاتھ میں اُن دونوں کے چھوٹی چھوٹی چھڑیاں ہتھیں۔ قرآن دونوں سے
 ایک کی چھڑی روشن ہو گئی۔ سچی کو اُس کی روشنی میں وہ دونوں چلے۔ یہاں تک جب
 اُن دونوں کا راستہ علیحدہ علیحدہ ہوا تو دوسرے کے واسطے ایک نے اپنی چھڑی
 دوسرے کی چھڑی کو روشن کر دیا،

جب ایک کلہی کی چھڑی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مس کرنے سے آپ کے
 زور پاک سے روشن ہو جائے۔ ایسے نورِ نورِ وجود کو پھر بھی کوئی اپنے جیسا بشر کہے اور
 آیاتِ قرآنیہ و احادیثِ صحیحہ کو پریشانیت ڈال دے تو ایسے شخص کو اللہ ہدایت ہی دے
 جس کے متعلق اللہ تعالیٰ بھی فرماتے ہیں یُہْدِی اللہُ لِمَنْ یَّشَاءُ (نور) سے
 مراد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، ہدایت دیتا ہے اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے
 اللہ تعالیٰ ہر مومن کو۔ گو تو نورِ نبوت کی طرف ہدایت کی توفیق عطا فرمائے۔ لیکن یہ ہدایت
 مشیتِ ایزدی پر منحصر ہے۔ آپ کے نور ہونے کا عقیدہ بھی جس کو چاہتا ہے نصیب
 فرماتا ہے۔

۱۹۔ کم از کم تہذیب کا ہی مطالعہ فرمائیے۔ تو خطبہ میں ہی شاید ہدایت نصیب
 ہو جاتی۔ وَذُوۡا بِہِ الْاِقْتِدَآءَ سَبِیۡلِیۡنِ (ادنیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے ساتھ
 اقتدا کرتے رہو۔

۲۰۔ تفسیر محمدی ۱/۲۲۲ کو ہی دیکھ لیتے۔ حافظ صاحب نے سورۃ النضحیٰ
 کم از کم قرآن اپنے بزرگ حافظ محمد لکھو کے واسطے کی تفسیر

کے بیان میں لکھا ہے کہ
 جہدوم غالب ہوئی تیرے اوپر نورِ الہی
 تے بشریتِ ناب و ہر باسی چھڑی اولِ ابی

۲۱۔ مودی نور حسین صاحب گھر جا بھی یوں دلفظ نہیں۔۔

فضائل مصطفیٰ اعلیٰ اللہ علیہ واد وسلم ص ۵۷

ہر وہ کچھ کے نور محمدی و اکبر شرک نے جاجرٹوں چلیاں فی
جتنے بدرمیر و انور چمکے اونٹنے رندیاں کدوں سیاسیاں فی

۲۲۔ مودی ثناء اللہ صاحب نے کتاب ذوق حید میں اپنے آپ کو سات

دفعہ ذکر کیا ہے۔ کیا وہ نور ہو سکتے ہیں؟ اور حضور پاک صلی اللہ علیہ واد وسلم نور نہیں؟

دیوبندی :- کچھ اعتراضات عقلیہ کی تسلی چاہتا ہوں۔

محمد عمر :- ضرور تسلی فرماؤ۔

دیوبندی :- جب تمہارے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور حاضر

محمد عمر :- فرشتے تمہارے نزدیک نور ہیں یا نہی۔

دیوبندی :- نور ہیں۔

محمد عمر :- اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔

النفط طست بنت :- اِنَّ عَلَيْنَا لَلْخَفِيفِیْنَ کِیْدًا مَّا ظَنَّنْتَ بِنَا رَیْثَکَ

تم پر دو کرانا کا بتین محافظ فرماتے ہیں، تو اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ ہر شخص کے ساتھ

دو نور فرشتے ضرور دی ہیں۔ تو اندھیری رات میں ان کی روشنی ہر جانی چاہیے۔ حالانکہ ایسا بھی

نہیں ہوا۔ تمہیں چاہیے یا ان کے نور کی ہونے سے انکار کر دو۔ یا ان کے حاضر و ناظر ہونے

سے انکار کر دو۔ حالانکہ دونوں صورتیں موجود بھی ہیں اور ان کا نور تمہیں دکھائی نہیں دیتا۔ یا سلوم

بڑا کہ ان کی ذرا نیت کو دیکھنے کے واسطے کسی خاص نورانی نظر کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کو مفضل بیان فرمایا ہے۔ (۲) اَللّٰهُ یُرِیْ مَا تَعْمَلُوْنَ

وَالْاَرْضُ خِیَاۡدُہٗ زُوْرَہٗ اَسْمَاوْنَ اُوْرِیْمَہٗ کَا۔

اللہ تعالیٰ تمہارے نزدیک بھی حاضر و ناظر ہے اور نور بھی اعلیٰ جس سے اعلیٰ
 کوئی اور نہیں۔ اور نہ بڑا اور نہ ہو سکتا ہے۔ نور سورج اور چاند کی کیا ضرورت تھی اللہ
 تعالیٰ کا نور ہی کافی تھا۔ اور باوجود اس کے چہرہ بھی اندھیری راتیں ہر باتیں ہیں معلوم ہوا
 کہ اللہ کے نور کو دیکھنے والی بھی کوئی نوری طاقت ہی ہو سکتی ہے۔ ہمارا اتہار کام نہیں
 ایسے ہی اثر تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی بے مثال نور ظہر فرمایا جن کو
 دیکھنے والے یا نور ہی ملا کہ ہو سکتے ہیں یا اللہ تعالیٰ جو ہر وقت آپ پر کوٹ پڑتے ہیں۔
 یا اویسے کریم کی نور آئینہ آپ کی زیارت سے مشرف ہو سکتی ہے بنی سے اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کے نور کو اپنے جیسا بشر کہنے والا آپ کی زیارت سے محروم رہتا ہے اور
 محروم رہے گا۔ آپ کے اکابرین دیوبند کے ارشادات ملاحظہ فرمائیے۔ آپ کے محمد اکبر
 صاحب دیوبندی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی شان میں لکھتے ہیں:-

(۱) مرتبہ صلا:-

چھپائے جا رہا تھا کیونکہ شمع روشن کر
 مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی تو نور مجسم ہو سکتے ہیں۔ لیکن حضور اکرم نور مجسم صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور کہنے سے تم کو شرک لازم آتا ہے اور اپنے جیسا بشر کہتے ہو۔

(۲) قصائد قاسمی صلا:-

رہا جمال پر تیرے حجاب بشریت
 نہ بانا کوئی کچھ بھی کسی نے جز تار
 اب تمہارے مولوی محمد قاسم صاحب نافذی جو ہائے مدد سے دیوبند ہیں۔ وہ
 حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ پیش کریں کہ آپ کے جمال پر بشریت کا پڑ
 رہا ہے آپ کی حقیقت کا کسی کو علم نہ ہو سکا۔ بلکہ بشری لباس آپ کے جمال پر پردہ تھا
 کیا مولوی محمد قاسم صاحب نے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت سمجھنے سے قاصر
 ہیں اور تم مولوی محمد قاسم صاحب کے پس خورہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت

کو سمجھ کر معتزض بنے ہو یہ کوفے ایمان کا جزو ہے

مولوی حسین احمد صاحب یونیدی شہاب ثاقب

۳- امداد السلوک ص ۲۱

ہیں اور مولوی رشید احمد صاحب امداد

السلوک میں صحابہ رضوان اللہ جمیعین کی شان

شہاب ثاقب ص ۵۹

کے متعلق بیان فرماتے ہیں: صفات بشری

ایشان باکل مضمحل گشت: صحابہ رضوان اللہ جمیعین کی صفات بشری باکل مضمحل ہو

گئی۔ اور آگے چل کر تابعین کی شان بیان فرماتے ہیں: دل و جان ایشان نور محض

گرمیدند: تابعین کے دل و جان تو محض نور بن گئے۔ لیکن نور محض اور نور گر کو اپنے مبیا

بشر کہا جائے۔ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماوے: کہ اللہ ان لوگوں کو اندھیرے

سے نور کی طرف لا تا ہے۔ یہ دن کو رات اور رات کو دن کہنا ہے۔

و فر سوم مکتوب صدم حصہ نہم ص ۱۷۱ مجد الف

۵- مکتوبات شریف

ثانی سرمندی کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔

بایدانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلق بیع

یعنی فرد سے ازا افراد عالم مناسبت ندارد کہ اسلئے اللہ علیہ وسلم کو باوجود نشاء عنصری

از نور حق جل و علی مخلوق گشت است مناقب علیہ الصلوٰۃ والسلام خلقت

من نور اللہ و جاننا چاہیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش تمام انسانی افراد کی

پیدائش کے رنگ میں نہیں ہے۔ بلکہ کسی مخلوق کے تمام عالم کے افراد سے کسی فرد کی

پیدائش میں مناسبت نہیں رکھتے۔ اس واسطے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود عنصری

پیدائش کے اللہ جل و علی کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جیسا کہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

فرمایا۔ کہ میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔

دیوبندی: کیا نبی علیہ السلام کے دانست مبارک عزوہ احد میں شہید نہ ہوئے

خون زہر کا بہاؤ

آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ فرشتے زہری ہیں۔ مسلم شریف جلد ۲ ص ۲۶ میں
محمد عمر ہے۔ اَمَّا مَلِكُ الْمَوْتِ ابْنُ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا
 جَاءَهُ مَلَكُهُ فَقَطَاعَيْنَهُ۔

ملک الموت کو موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجا گیا۔ جب عزرائیل علیہ السلام موسیٰ
 علیہ السلام کے پاس آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے طمانچہ مارا تو عزرائیل علیہ السلام کی آنکھ
 بہہ گئی۔ پھر اللہ نے درست کی۔ کیا عزرائیل علیہ السلام کی آنکھ نکلنے سے ان کے ذاتی زہر
 میں فرق آگیا؟ معلوم ہوا جو شے جس شکل میں متشکل ہے اسی کے عوارضات اس پر لازم ہوتے
 ہیں۔ جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وراثت مبارک شہید ہوئے تو آپ کے زہر ہونے
 میں فرق لازم نہ آیا۔ کیونکہ آپ دنیا میں شکل انسانی میں متشکل ہو کر تشریف لائے۔ آپ کی
 شکل پاک بھی سب سے ممتاز اور وراثت مبارک بھی ممتاز اور خون مبارک بھی ایسا زہری
 کہ ملکہ کا زہر کسی طرح بھی متبادل نہیں کر سکتا۔

علامہ خیر الدین رملیؒ استاذ فقہاء و فطراز ہیں۔

مَنْ قَالَ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 خَرَجَ مِنْ مَخْرَاجِ الْبَوْلِ فَلَمْ يَقْتُلْهُ أَحَدٌ
 لَأَنَا حَبَابُ الْحَاجِّ بِأَنَّهُ إِذَا قَالَ
 بِحَبَابِ بَنِي ذَكْوَانَ الْقَتْلُ فَيُقْتَلُ وَلَا
 يُسْتَأْذَنُ وَإِنْ ذَكَرَهُ فِي ذِكْرِ الْقَتْلِ عَادَ

(۴) اللالی الدریہ

فی الفوائد الخیریه
 علی جامع الفصولین
 مست

اَنَّا اِنَّهُ مِنَ الْبَشَرِ فَاِنَّهُ يُقْتَلُ بِمَسَرٍّ بِأَشَدِّ يَدٍ أَوْ بِمَيْتَةٍ لَا يَقْتُلُ دِينَ
 تَجِبُ ذِكْرُ كَلَامِهِ غَيْرِ جَوَابٍ قَتْلُ وَلَا يُسْتَأْذَنُ۔ جس شخص نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم مخرج بول سے نکلے ہیں تو کیا قتل کیا جائے یا نہ۔ تو خیر الدین رملیؒ نے جواب

دیا۔ کہ اگر اُس نے کہا ہے جواب دیتے ہوئے جس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
نفیبت کا ذکر کیا تو وہ قتل کیا جائیگا۔ اور تو بہ نہ منظور کی جائیگی۔ اور اگر ذکر کیا اُس نے
آپ کو صلحا کے ذکر میں یا ارادہ کیا اُس نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہے میں تو بیشک
اُس کو مارا جائیگا سخت مارنا۔ اور قتل نہ کیا جائیگا۔ اور اگر کسی کے جواب کے بغیر محض اپنی کلام
میں کہا اُس نے قتل کیا جائیگا اور تو بہ نہ منظور کی جائیگی۔

فتہار کے اس فتوے کو آپ خود ہی سمجھیں اور خود ہی اپنے پر فتنے لگالیں۔ اس کے
برخلاف تم کوئی فتہار کا جزیہ نہیں دیکھا سکتے۔ اور نہ انشاء اللہ دیکھا سکو گے۔ فَإِنْ
لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا أَنَا لَأَتُوا النَّارَ الْبَاقِيَّةَ وَفُكُّهَا النَّاسَ وَالْأَجْمَعُونَ أَعْدَتْ
لِلْكَافِرِينَ۔

فرقہ دہا بیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر نہیں مانتے بلکہ شرک کہتے ہیں

تم سوچو کون ہو؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر کے دلائل

۱، اَسْمَعُ فَكَيْفَ إِذَا اجْتَمَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ لَشَهَادَةٍ وَجَنَابَةٍ عَلَى
هَؤُلَاءِ مُشَاهِدِينَ اِدھر کس طرح دیکھا کریں گے یہ منکر، جب لائے ہم ہر امت سے گواہ
اور لائے ہم آپ کو یا رسول اللہ ان تمام امتوں پر گواہ،
اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام امتوں پر گواہی لی

جائیگی۔ اور فظ شہادت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ شہادت حاضر و ناظر کی ہی ہو سکتی ہے
ورنہ شہادت کا مصداق صحیح نہیں بن سکتا۔ اور شہادتِ صادقہ حاضر و ناظر ہونے سے
ہی کہلا سکتی ہے۔ ورنہ شہادت کا ذبح کہلائے گی۔ یا شہادتِ علیٰ شہادت کہلائے
گی۔ شہادتِ کاذبہ تو معاذ اللہ آپ کی طرف تر نسبت ہی نہیں ہو سکتی۔ اور شہادت
علیٰ شہادت کا یہاں ذکر ہی نہیں۔ کیونکہ آپ سے کسی کا مرتبہ بلند نہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَهِيدًا وَمُبَشِّرًا
(۲) احزاب ۲۲ ﴿۲۲﴾ وَنَذِيرًا ۚ وَدَاعِيَا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَبِرَأْيَا
مُتَّبِعِينَ ۚ (اے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بے شک ہم نے آپ کو بھیجا ہے۔ مشاہدہ کرنے
والا اور مبارک دینے والا۔ اور ڈرانے والا۔ اور اللہ کی طرف اُس کے اذن کے ساتھ لگانے
والا۔ اور چراغِ فردینے والا یا سورجِ فردینے والا۔)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مطلق شاہد نامہ فرمایا۔
جس پر نہ ال داخل کیا اور نہ شاہد کا صلہ ل لائے نہ علی جس سے صاف ظاہر ہے کہ
مطلقاً بر مطلق پر نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا شاہدہ موجود ہے۔ شاہد کے معنی اذروئے تفسیر
ملاحظہ ہوں۔

تفسیر خازن ۱۹۲ ﴿۱۹۲﴾ میں بھی اسی کی شرح موجود ہے۔

يونس ۱۱ ﴿۱۱﴾ كُنَّا عَلَيْكُمْ تَحْفُودًا ۖ إِذْ لَفِضُونُ بَيْنَهُ دِمَ تَمِ بِرَ عَاضِرَ مَتِ
یونس ۱۱ ﴿۱۱﴾ ہیں جب تم اُس میں عمل شروع کرتے ہو،

۲۔ سورہ یوسف ۱۲ ﴿۱۲﴾ وَشَهِيدٌ مَّشَاهِدٌ بَيْنَ أَهْلِكَ (اور اگر وہی
دی حاضر ہونے والے نے زمین کے اہل سے)

یہاں شاہد کے معنی شاہدہ کرنے والے کے لئے گئے ہیں۔ اگر شاہدے کے معنی نہ

ہے جہاں تو زمانِ خداوندی مساواتِ خلق ثابت ہوتا ہے۔

۳۔ بروج ۳۱ } اِنَّ شَاہِدًا وَّ قَسَمًا لِّدٰۤیْہِمْ ہُوَ رَاقِمٌ ہُوَ مَشَہُوْدٌ کَرۡہِیۡمٌ
اور مشاہدہ کئے گئے کی، اس کو ترجمہ تفاسیر سے بھی ملاحظہ ہو۔

تفسیر ابن جریر ۲۱۲ } تفسیر ابن کثیر ۳۱۱ } عَنْ اَبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَشَہَدُ
ہُوَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

(مشاہدہ کرنے والے وہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں)

تہار سے بزرگ حافظ محمد صاحب لکھو کے واسطے بھی اس کو تسلیم کر چکے ہیں۔
تفسیر محمدی ۱۱۱ } ہاں اکھن شاہد بنی محمد ہے مشہور و قیامت

۳۔ فتح ۲۱ } اِنَّا اَرْسَلْنَاکَ شَہِیْدًا وَّ مَبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا
ہم نے آپ کو مشاہدہ کرنے والا،

۴۔ مزمل ۲۹ } اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکَ رَسُوْلًا شَہِیْدًا عَلَیْکَ
اَلَا اَرْسَلْنَا اِلَیْہِ فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (میشاک)

تہار ہی طرف ہم نے رسول بھیجا۔ جو تم پر شاہد ہے جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف
رسول بھیجا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مشاہدہ کو
مقام علیہ السلام کے مشاہدہ سے تشبیہ دی۔ یعنی جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام اس وقت حاضر
و ناظر ہونے کی حیثیت میں فرعون کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ ایسے ہی نبی صلی اللہ علیہ الہ
وسلم تمام کو بلا تعلق مشاہدہ فرما رہے ہیں۔

۵۔ سبا ۲۲ } وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا کَافًّاۃً اِلَی النَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا
وَلَا یُکۡفِیۡ اَکْثَرَ النَّاسِ شَیْءٌ
اور انہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ اگر تمام

لوگوں کے لئے بشیر و نذیر۔ اور لیکن بہت لوگ نہیں جانتے،

مَنْ أَفْضَلُ النَّاسِ كَـجِلِّی نے ثابت کر دیا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے تاقیامت مُرسل بنا کر بھیجا ہے۔ اور رسول کو اپنی اُمت کی اطلاع اور مشاہدہ بہتر ہی اُن کی رسالت درست ہو سکتی ہے۔ اور اسی مشاہدے کو حاکم و ناظر کہا جا تا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر اس سے زیادہ وضاحت فرمائی۔ فرمایا۔

تَذٰیٰ یٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْۤ اَرْسَلْتُ اللّٰهَ اِلَیْکُمْ رُجُلًا
 ۶۔ اعراف ۱۵۷ | اَلْخَیْرِ لَکُمْ مِّنْکُمْ اَنْتُمْ لَیْسَ بِہِ

فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اسے لوگ ابیں تم تمام کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ وہ ذات جس کے واسطے بادشاہی ہے آسمانوں کی اور زمین کی، بھیجنے والا ہو تمام کی طرف اللہ تعالیٰ اور بھیجے گئے ہوں تمام کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہر ہر فرد کی طرف آپ پہنچے نہیں تو جس کے پاس آپ نہ پہنچیں تو اس کے لئے آپ کی رسالت کیسی۔ کیونکہ رسول کے معنی ہی بھیجے ہوئے کے ہیں۔ اور آپ کا رسول اللہ ہونا کیسا۔

معلوم ہوا کہ آپ کا رسول اللہ ہونا تمام کی طرف تب صحیح ہو سکتا ہے جب آپ
 تمام کے واسطے حاضر و ناظر ہوں۔ اور اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم کو تمام پر گواہ رکھا ہے جس کی تشریح دوسرے مقام پر ارشاد فرمائی۔

۱۔ بقرہ ۲۵۶

وَيَكُونُ مِنَ الَّذِينَ هُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِمَا كَفَرُوا وَبِمَا ظَنُّوا أَنَّ الرِّسَالَاتِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْمَلِكُ الْمُقْتَدِرُ
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم پر ہر وقت گواہ رہتے ہیں، یعنی حاضر رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے تو بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی کرنیت ثابت فرمائی تھی کہ ان کو فرما کر جس کا مطلب ہے کہ آپ موجود ہوتے ہیں۔ اور بعد ازاں الی الرسول میں لائے تاکہ اس ال سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے رسول کا لفظ خاص مراد لیا جائے۔ اب یہاں رسول سے سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی رسول مراد نہیں لے سکتے۔ اور یہی

۱۔ عہد فارسی کا غاصہ ہے۔ آگے عَلَیْکُمْ کا خطاب عام فرمایا جس کی شرح پہلے جمیعاً کے لفظ سے واضح ہو چکی ہے۔ تریہاں مخاطب تمام ہی ہو گئے۔ آگے اللہ تعالیٰ نے شَہِیْدًا کا لفظ فرمایا۔ یہ شَہِیْدٌ مِثْلُہُمْ کے باب سے نکلا ہے۔ اور فِیْہِیْل کے وزن پر مبیضہ صفت مشبہ ہے اور صفت مشبہ دو ام پر دلالت کرتا ہے۔ اگر ایک وقت کے لئے بھی حامل فعل سے وہ ہو جائے تو صفت مشبہ صفت مشبہ نہیں رہتا۔ تو شَہِیْدًا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت دائمی اگر تسلیم کی جائے تو شہید پر ایمان درست نہیں رہتا۔ اور اس میں اگر ملکہ نہ تسلیم کی جائے تو حقیقت معزٰی سے انکار ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے صاف ظاہر فرمایا اِنَّ اللہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ اب شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر شاہد ہے کیا شہید کے معنی یہاں شہادت الشہادت جو آپ نے نکالا ہوا ہے یہ سمجھ جائیں گے یہاں اگر یہ معنی کئے جائیں تو کفر لازم آتا ہے۔ تو جب یہاں خرابی لازم آتی ہے۔ تو دیکھو اللہ سَوَّلَ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا میں تم کیسے قرآن مجید کی تحریف کہہ کے معنی بگاڑ سکے۔ بہر حال تم کو اس آیت کریمہ کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننے کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ پھر فرمایا۔ وَیَشَہِدُکُمُ الْمَظْہَرُ الَّذِیْنَ رَاوْا مَا حَضَرَہُمْ لَکُمْ اُسَے مقرب رکھنا غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے حاضر و ناظر کی تاکید فرمائی۔

۸۔ کہف ۱۵ اٰیٰتِ الْاَنْۢبِیَآءِ وَالْعِشْرِیْنَ یُرِیْدُوْنَ وَخَیْرَتُہُمْ وَکَلَّ

لَعَنَ عَلَیْہِمْ عَذَابُہُمْ دَاوْرًا ثَابِتًا رکھے ریا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کو ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے رب کو صبح شام پکارتے ہیں۔ خالص اللہ کی رضا کا ارادہ رکھتے ہیں اور اپنی نظر پاک کو ان سے نہ پھیرے۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا جو محض اللہ کی رضا کے لئے اُس کا ذکر کرتے ہیں ان کے واسطے خدا کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا اور آپ کی معیت ان

کے ساتھ صحیح ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ خاص ہے ایک اُن کے لئے بھی آپ کی توجہ اُن سے مبذول نہیں ہوتی۔ خواہ وہ ذاکرین کسی زمان کسی مکان میں ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اور زیادہ تاکید فرمائی۔

وَلَا تَطْعَمُوا فِي الدِّينِ يَدُ عَوْنٍ سَهْبًا لِّغَدَاةٍ

۹۔ النعام ۶ { وَالْغَنِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَنَا } اور نہ چھوڑیئے آپ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن لوگوں کو جو خاص اُسی کی رضا کے لئے اپنے رب کی صبح شام عبادت کرتے ہیں،

اس حکم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنین کے نہ چھوڑنے کا اللہ نے ارشاد فرمایا۔ اب تم کہہ رہی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ نہیں ہیں تو تمہارا یہ کہنا ہم اپنے متعلق کیسے صحیح سمجھیں۔ جب ہم مومن ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے نہ چھوڑنے کا ارشاد فرمایا ہے ہاں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کے مسئلہ میں اُن کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ وہ ایمان سے خالی ہیں۔ لہذا اُن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں۔ اور اس لئے کہ ذکر اللہ سے انہوں نے روگردانی کی ہوئی ہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اعراض کا حکم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

فَاعْرِضْ عَنْ مَن تَدْرِي عَنَّا ذِكْرُنَا { اور اعراض فرمائیے، }
نجم ۲۴ { یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس شخص سے جس نے

ہمارے ذکر سے منہ پھرا، }

اگر تم اللہ تعالیٰ کو غلوں دل سے پکارتے ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارا حاضر و ناظر ماننا ضروری ہے۔ اور تمہارے ساتھ آپ کی معیت ہے۔ ورنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم سے بیزار ہیں۔ اس لئے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بیزار ہو۔ لیکن تمہارے اعمال کو ہر وقت ہر مقام پر ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:۔

۱۰۔ توبہ ۱۱۳

وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ
 علیہ والہ وسلم عمل کرو تم جلدی دیکھنے کے گا اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں کو اور اس کا رسول
 اور مومنوں ابھی یہ آیت پاک قرآن کریم کی نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نازل ہونے کی
 شہادت دے رہی ہے۔ اور بالترتیب روایت کے مراتب بھی بیان فرما دیئے۔ سب
 سے پہلے اللہ بصیر ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے تمام کے اعمال کی روایت کو اپنی ذات کے
 واسطے مقدم فرمایا۔ بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ناظر ہیں۔ اس واسطے انکو
 کے عزم کو بیان فرماتے ہوئے اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی روایت کو ان کے
 واسطے ثابت فرمایا۔ آپ کے بعد چونکہ ادیبائے کرام کا درجہ رسالت سے موخر ہے اس
 واسطے ان کی روایت کا ذکر نہ سُنو لہٰذا کے بعد المؤمنون سے مدخل کر دیا۔ کہ ادیبائے
 کرام بھی دیکھیں گے تمہارے تمام اعمال کو۔

۱۱۔ فرقان ۱۱۸

ثَبَّاتُكَ الَّذِي تُزَلُّ النَّفْسَانِ عَلَى عَبْدٍ
 جس نے امارا فرقان کو اپنے بند سے پرتا کہ ہر جائیں آپ تمام جہازوں کے واسطے ڈالنے والے
 اس آیر کریم میں اللہ تعالیٰ نے عالمین کے نذیر ہونے کا مرتبہ آپ کو عنایت فرمایا
 انصاف سے ذرا سوچئے کہ اگر ایسے نذیر کا وجود عالمین سے مفقود ہو جائے تو کیا ان کی
 نذارت عالمین کے واسطے ہو سکتی ہے؟ یا جس عالم میں ان کی ذات موجود نہ ہو۔ ان کے
 واسطے نذیر بن سکتے ہیں؟ ثابت ہوا کہ عالمین کے نذیر ہونے کے لئے نذیر کی موجودیت
 تمام عالمین میں ضروری ہے۔

۱۲۔ انبیاء ۱۷۱

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (اور نہیں بھیجا)

کے واسطے رحمت اللہ تعالیٰ نے محض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی رحمۃ اللعالمین ہونے کا خطاب فرمایا۔ جو آج تک نہ کوئی ہوا اور نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ یہ خصوصیت صرف آپ کے لئے ہی ہے۔ آپ سبب اور عالمین سبب سبب کا جو بغیر سبب محال ہے۔ معلوم ہوا کہ عالمین کے قیام کا دار و مدار اللہ تعالیٰ نے آپ پر ہی رکھا ہے لہذا آپ کی یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت تمام جہانوں کو شامل حال نہ ہو تو تمام عالمین جو جو اعمال خود قائم نہیں رہ سکتے۔ یہ سب عالمین کا ظہور و قیام محض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودیت پر ہی ہے کیونکہ آپ اللہ کی طرف سے رحمت بن کر تشریف لائے ہیں جب آپ رحمۃ اللہ علی العالمین بالذلائل ثابت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ مَرَحْمَتِيْ وَ مِيعَتِيْ كَانتِ شَیْئًا ؕ دے شک رحمت میری ہر چیز کو وسیع ہے اس آیت سے رحمتی اللہ تعالیٰ کے خاص رسول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ کل شے عالمین میں داخل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت اور خطاب شدہ اور مقررہ رحمت عالمین کے واسطے آپ ہی ہیں۔ اس واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات رحمت عالمین کی بر شے کو محیط ہے۔ اس لئے آپ حاضر و ناظر ہونے کے بغیر وَ مِيعَتِيْ كَانتِ شَیْئًا کے مصداق نہیں بن سکتے۔ اور آپ کی رحمت کو اللہ کی ذات محیط ہے۔ اس واسطے آپ کی رحمت کا مبداء ہونا عالمین سے محال ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ الْاِنْسَانِ کا ارشاد فرمایا ہوا ہے۔ اور آپ کے حاضر و ناظر ہونے کی زبردست دلیل فرمائی۔

وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ ۚ وَاَنْتُمْ تَشْكُرُوْنَ عَلٰی مَا اَنْتُمْ رَاٰی
۱۳۔ ال عمران ۱۰۱ اللہ دینی کدو سے سولہ راور کس طرح انکار کر

سکتے ہو تم حالانکہ تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اور تم میں اللہ کے رسول ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکروں کو اللہ تعالیٰ نے جہنم کی دے کر فرمایا۔ کہ تم

کیسے انکار کر سکتے ہو۔ حالانکہ تم پر اللہ کی آیتیں بھی پڑھی جاتی ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تم میں مروجہ ہیں۔ اس آیت کریمہ کو سن کر اور پڑھ کر اور سمجھ کر تم ارشاد الہی پر ایمان نہ لاؤ اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حاضر و ناظر نہ سمجھو اور ظاہری نص کی تاویل کرو

لَا تَطْعَمُ مَتَّ أَغْلَقْنَا قُلُوبَهُمْ عَنْ ذِكْرِنَا وَابْتِغَ هُؤُلَاءُ وَكَانَ أَمْرًا قَرِيبًا

کے رُوسے تمہارا دل بھی ذکر الہی سے غافل ہو گیا۔ کیونکہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو چھوڑ کر اپنی نفسانیت کی اتباع کی اور اس اتباع میں آپ کا کام مد سے تجاوز کر گیا۔ اسی سبب سے تم حاضر و ناظر ہونے کے منکر ہو گئے۔

اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں تو تم ہمیں دکھا دو۔ اور اگر صحیح حاضر و ناظر ہیں تو بغیر دکھائے نظر آنے چاہئیں۔

وہابی

کیا ہر حاضر و ناظر چیز کے لئے نظر آنا ضروری ہے ؟

(۱) ملائکہ تمہارے پاس حاضر ہیں اور وہ ناظر بھی ہیں۔ کیا تم نے ان کو کبھی دیکھا ؟ یا ان کے حاضر و ناظر ہونے کا انکار کر دو۔

محمد عمر

(۲) اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر آپ بھی مانتے ہیں اس کو ہی تم ہمیں دکھا دو معلوم ہوا کہ ہر حاضر و ناظر کو تمہارا نہ دیکھنا اُس کے حاضر و ناظر ہونے کے منافی نہیں۔ اور نہ ہر حاضر و ناظر کو تم دیکھ سکتے ہو۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ارشاد فرمادے کہ شیطان تمہارے لئے حاضر و ناظر ہے تو اُس کے حاضر و ناظر ہونے پر فوراً ایمان لے آؤ۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے۔

إِنَّمَا يَذُكُّهُمْ وَذُو قَبِيلِهِ مِنْ حَيْثُ

۱۲۔ اعراف

لَلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ دے شک وہ (شیطان) دیکھتا ہے تم کو وہ بھی اور اُس کا قبیلہ بھی۔ جہاں تم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔ بے شک ہم نے شیطانوں کو بنایا ہے۔ بے ایمانوں

کے واسطے اولیاء اور شیطانوں کو نہ دیکھنے کے باوجود بھی اُن کی رویت اور اُن کے حاضر و ناظر پر ایمان لانے سے تو مشرک نہ بنو۔ لیکن اللہ تعالیٰ اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناظر و حاضر ہونے کی صاف دلیل ارشاد فرماوے تو اُس کا صاف انکار کیا جاتا ہے اور شرک کہا جاتا ہے۔

وَنَزَّاهُمْ يُنْظَرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ

۱۵۔ اعراف ۲۴

ار اور ملاحظہ فرما رہے ہیں آپ (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُن کو۔ اور وہ تکنتے ہیں آپ کی طرف اور وہ دیکھ نہیں سکتے۔ اس آیت کریمہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ناظر ہونا اور حاضر ہونا اور غائب ہونا اور دیکھنا ثابت ہو رہا ہے۔ باوجود اس کے منکر کو شرک نے گھیرا ہوا ہے اور قرآن مجید سے بھی ہٹ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ

وہابی

إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَوْعِدَهُمُ

مقام پر فرمایا وَمَا كُنْتَ بَعْدَ الْغُرُبِ إِذْ فَضَّلْنَا إِلَى مَوْعِدِ الْأَمْوَ مَا كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ۔

ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر حاضری موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی اور مریم علیہ السلام کے زمانے میں بھی ثابت نہیں۔

محمّد ع
تہذیبی بیان کردہ آیات قرآنی سے موجودیت ذاتی مراد ہے جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کے منافی نہیں جیسا کہ

اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن اپنے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ لَا تَخْشَوْا السَّاعَةَ
وَقَدْ قَدْ مُتَ إِلَيْكُمْ بِأَنْفُسِكُمْ رَدَّ حُجَّوْ قَوْمِ رَبِّهِمْ پَس مَالَانِہ تحقیق میں نے
تہذیبی طرز و جدید پہلے بھیجا ہوا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کفار کو لَا تَخْشَوْا

سُورۃٔ فُرَاوٰیجِے۔ کیا اللہ تعالیٰ سے بھی کوئی چیز بعید ہے؟ نہیں۔ یہاں تو بے
وَبَدَ ذَاتِ مَرَا۔ ہے۔ ایسے ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی حاضر و ناظر تو ہیں لیکن بعض
کے لئے قرب ہے بعض کے لئے بُعْد ہے اور بعض کو باعتبارِ ناظر ہونے کے بُد پر حاضر
ہیں۔ چنانچہ اہم ماضیہ کی رویت آپ کو ماضی ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:-

۱۶۔ حاقہ ۲۱

وَأَمَّا عَادُ فَتَاهَلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ
مَخْرُجَةٍ مَّا عَلَيْهِمْ مَسْجِدٌ لَّيَالٍ وَمُنَانِيَةٌ أَيَّامٍ
حُسُونًا فَتَنَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعًا كَانُوا فِيهَا يَخْتَلِفُ
أَقْوَامًا فَفُتِنُوا فِيهَا عَمَّا كَانُوا فِيهَا يَخْتَلِفُ
تَنَزَّى بِهِم مِّنْ بَنَاتِهِنَّ وَأَوْرَثَهُنَّ قَوْمٌ عَادُوا تَرَهَّلًا
كُنْزِي لَهُنَّ وَهَلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ
مَخْرُجَةٍ مَّا عَلَيْهِمْ مَسْجِدٌ لَّيَالٍ وَمُنَانِيَةٌ أَيَّامٍ
حُسُونًا فَتَنَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعًا كَانُوا فِيهَا يَخْتَلِفُ
أَقْوَامًا فَفُتِنُوا فِيهَا عَمَّا كَانُوا فِيهَا يَخْتَلِفُ

گزرنے والی ہوا کے ساتھ چھپے لگا دیا اللہ نے اُس برا کو یعنی مسقط کیا اُس نے اُس ہوا کو قوم عا و پر۔ سات ساتیں اور آٹھ دن بچے ورپے۔ پس ملاحظہ فرماتے تھے آپ ریا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قوم کو اُن آیام و بیالی میں گری ہوئی گریا کہ وہ کھجور گری ہوئی کاؤنڈھ ہے تو کیا دیکھتے ہیں آپ ریا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اُن کا کوئی باقی :-

اس آیه کریمہ سے اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قوم عاد کے خذاب کو
تمام ہفتہ ملاحظہ فرمانا ثابت کر دیا۔ جو فَتْرَتَا الْقَوْمِ ذَٰلِكَ سے ثابت ہے۔ اور
اس وقت چپے چپے اور ذرے ذرے کی رویت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے
فَهَلْ تَرَوْنَ لَكُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ سے ثابت کر دیا۔ اس کا ترجمہ تفسیر ابن جریر سے ملاحظہ
فَتَرَوْنَ يَا مَعْشَرَ الَّذِينَ هُمْ فِي حُلُمٍ مِّنْ بَاقِيَةٍ وَاللَّهُ يَوْمَئِذٍ عَلِيمٌ
ابن جریر ۲۱/۲۹ اتَّوَمَّ عَادٌ فِي نِيلِكَ الشَّيْبُحِ الْأَيْبَانِ وَالْعُلْمَانِيَّةِ
الْأَيَّامِ دِپس دیکھتے تھے تم دیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم قوم عاد کو اس سات راتیں اور
آٹھ دنوں میں، اس آیه کریمہ مذکورہ بالا سے بعد اس کے ترجمہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت

ام ماضیہ کو ثابت ہو گئی۔ اور ناظر ہونا بغیر حاضر ہونے کے محال ہے۔ لیکن اُس حاضری کی ہیئت کذا یہ ہمارے فہم و بیان سے باہر ہے۔ باوجود اس کے اس آیہ کریم پر ایمان لانے کے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننا پڑے گا۔
 اور جب یہ بات قرآن کریم سے ثابت ہو گئی کہ آپ اللہ کی رحمت ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے قرب کا بھی ارشاد فرمایا۔

۱۷۔ اعراف ۱۸۱
 اِنَّ رَحْمَةً اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ر بَّ شَکِّ اللّٰهِ
 اکی رحمت یلکی کرنے والوں سے قریب ہے ثابت ہوا
 کہ رحمت اللہ مومنین کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ضرور ہیں۔ کیونکہ ان کا عقیدہ یہی ہے۔
 اور وہی مومنین سے ہیں اور مومنین کے واسطے رحمت اللہ کو قریب فرمایا۔ اور رحمت اللہ نبی صلی اللہ
 علیہ والہ وسلم ہیں۔ لہذا آپ مومنین کے قریب ہوئے معلوم ہوا جو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم
 کو اپنا قریب اور حاضر و ناظر نہیں سمجھتے وہ مومنین سے نہیں ہیں۔ اور نہ ان کی کوئی نیکی منظور
 ہے۔ قابل غور یہ امر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قرب مومنین کے ساتھ کتنا ہے
 اس کا فیصلہ قرآن مجید نے بیان فرمایا۔

۱۸۔ احزاب ۲۱
 اَلَّذِیْ اٰذٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ
 اَمْكَلَتْهُمْ فَوْقَ اَوْلَآئِهِمْ حَآجِرَ بَعْضُهُمْ

اٰذٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَلْمُهَاجِرِیْنَ ر نبی صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ
 قریب ہیں مومنین کے ساتھ ان کی جانوں سے اور آپ کے ازواج مطہرات مومنوں کی جانوں
 ہیں۔ اور دشمنانہ وار بعض ان کے زیادہ قریب ہیں بعض کے ساتھ مومنین سے اور مہاجرین
 سے۔

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب کا اندازہ جو مومنین
 کے ساتھ ہے بیان فرمایا۔ مومنین جمع ہے اور جمع پر الہ داخل فرمایا تاکہ فائدہ عموم کا دے۔

جس میں تمام مومنین ابتداء سے انتہا تک شامل ہو گئے۔ اور بیان فرمایا کہ مومنین کی جانیں اتنی قریب ان کے لئے نہیں ہیں جتنا کہ قریب بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنین سے ہے۔ اور اولیٰ کے معنی قریب تر ظاہر کرنے کے واسطے بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ میں لفظ اولیٰ کا دوازدہ فرمایا تاکہ پہلے اولیٰ کے معنی کوئی کج طبع بگاڑ نہ دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اولیٰ بمعنی اقرب میں سرگرمی سے مراد لے لی۔ جیسا کہ آل عمران ۳۴ میں مذکور ہے۔ إِنَّ أَوْلَىٰ الْمَنَاسِرِ بِإِبْرَاهِيمَ لِذِلِّهِ أَخِي أَخْتِمْهُ وَهَذَا الْكَتَبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ شَكَّ بَهِتْ زَوْدِ لُكُلِ كِے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ دو لوگ ہیں جنہوں نے ان کی تابعداری کی۔ اور یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ایماں دار لوگ، اس مقام پر بھی اللہ تعالیٰ نے اولیٰ بمعنی اقرب نزدیک تر لئے ہیں۔ چنانچہ اکابر دیوبند یہ بھی یہی معنی مراد لے رہے ہیں جس کا ذکر اخیر میں ابھی آ رہا ہے۔ اور اس اقربیت کا ذکر بر اولیٰ کے لفظ میں ہے مومنین کی خصوصیت سے یہ خود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا ہے۔

دلائل حاضر و ناظر از احادیث صحیحہ

۱۔ انسائی شریف ۲۷۱ | دُنِيَائِ فَعَتَىٰ - دین میں زیادہ قریب ہوں ہر مومن کے

ساتھ اُس کی جان سے۔ جس نے چھوٹا قرعہ کو تو مجھ پر لازم ہے، اُس کا ادا کرنا۔ اس حدیث پاک میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاضر و ناظر کے مسئلہ کو خوب حل فرمادیا۔ اگر تم مومن ہو تو آپ کا حاضر و ناظر سمجھنا تمہارا سے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بَکَّتِ مُؤْمِنٍ کی قید لگائی ہے۔

وہابی اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر ہی ہیں تو معراج کی رات لا مکان

پہرے میں تشریف لے گئے۔ ثابت ہوا کہ ہر جگہ حاضر و ناظر تھے۔ در نہ جانے کا کیا مطلب۔
محمد عمر خدا تعالیٰ تمہارے نزدیک حاضر و ناظر ہے۔ اور تَعْنُ اَقْرَبُ الْيَدِ مِنْ
 حَبْلِ الْاُدْيَةِ خدا شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ جب اُس
 نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو لامکان پر مدعو فرمایا۔ تو اُس کے حاضر و ناظر ہونے میں
 کوئی فرق لازم نہیں آیا۔ تو آپ کے تشریف لے جانے سے بھی آپ کے حاضر و ناظر
 ہونے میں فرق لازم نہ آئیگا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا دُخِنَ فِي
 قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُ بَيْتِهِ لِيَسْمَعَ
 تَرَعَهُ يَنَالُ لَيْسَ قَالِ يَا بَيْتِي مَلِكًا
 فَيَقْعِدُ أَيْمَهُ فَيَقُولَانِ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ قَالَ
 قَالَتَا الْمُؤْمِنُ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ وَرَسُولَهُ۔

۲۔ مسلم شریف ۲۸۶

نسائی شریف ۲۸۸

انس بن مالک سے روایت ہے۔ کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے
 کہ آدمی جب قبر میں رکھا جاتا ہے۔ اور اُس کے ساتھی اُس سے منہ موڑتے ہیں تو وہ
 اُن کے جوتوں کی کڑکڑاہٹ کو سنتا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کے پاس دو فرشتے
 منکر نکیر آتے ہیں تو اُس کو بجاتے ہیں۔ پھر اُس کو کہتے ہیں۔ کیا کہتا ہے تو اُس شخص کے
 بارے میں۔ اور اسی مقام پر بخاری شریف ۱۱۱۸ میں مذکور ہے۔ مَا كُنْتَ تَقُولُ
 فِي هَذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کہ تو کیا کہتا ہے۔ اس
 رجل محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بارے میں، آپ نے فرمایا یٰ اٰیْمُنُ مومن پس کہتا ہے
 میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ بے شک اللہ کے بندے ہیں۔ اور اُس کے رسول ہیں اتمام
 دوائے زمین ہیں کروڑوں مرتے ہیں۔ ہر ملک میں اور ہر ایک مردہ کو زندہ کر کے منکر نکیر

ایک ہی وقت میں کروڑہا مقامات پر اٹھا کر بٹھاتے ہیں۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ
والہ وسلم بھی کروڑہا جگہ ایک ہی وقت میں تمام قبروں میں پیش کئے جاتے ہیں۔ اور اسی
وقت ہی صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین میں بھی آپ تشریف فرما ہوتے تھے۔ ایک ہی
وجہ و اطہر اللہ کے حکم سے بلا تجزیہ نفس و بلا تعدد وفات ایک ہی وقت میں کروڑہا جگہ
حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو گیا۔ ایک ہی وقت میں مدینہ میں پر بھی حاضر و ناظر ہیں جو
اپنے زائرین کو مختلف مقامات پر زیارت سے مشرف فرما رہے ہیں۔ اور تحت الارض بھی
کروڑہا ملکوں میں بلا امتیاز زیارت کروا رہے ہیں۔ اور غرض کہ بلا نرم و بلا مراقبہ بلا شاذ
زیارت سے سرفراز فرما رہے ہیں۔ جیسے کہ قبر میں اہل قبور کے واسطے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کا حاضر و ناظر ہونا اور آپ کی پہچان پر فلاح کا دار و مدار ہے۔ اسی طرح فوق الارض
بھی ہر اہل ایمان کے واسطے آپ کو حاضر و ناظر سمجھنا کوئی ایمان ہے۔ بلکہ اگر آدمی کو سمندر
میں مچھلیاں نکل جائیں اور غذا بنائیں تو وہاں بھی تکبیریں آپ ہی کی ذات بابرکات
کو جوفنس کے واپس آنے سے اولیٰ تر ہیں انہی کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ اب عالم برزخ
میں بھی آپ کا حاضر و ناظر ہونا عالم دنیا میں بھی اور عالم ملکوت میں بھی اور لامکان میں بھی
اور روضہ اطہر پر جانے والوں کو بھی سوال کا جواب وہیں فرماتے ہیں اور جنت پخت
نشین بھی ہیں۔ اور ہر مقام پر سونے والے اولیائے کرام کو بھی اپنی زیارت سے مشرف
فرماتے ہیں۔ جیسے کہ ارشاد ہے:-

۳۔ بخاری شریف ۱۰۵۳ { اِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَأَىٰ

فِي الْمَنَامِ رَسِيْدًا اَوْ فِي الْيَقِيْظَةِ وَكَأَنَّمَنَّهُ الشَّيْطَانُ فِي الْبُحْرِ يَهُ سَے
روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے
تھے جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے جلدی جاگتا دیکھے گا۔ اور شیطان میری شکل

نہیں بن سکتا، اس سے صاف ظاہر ہوا کہ آپ کے حاضر و ناظر ہونے کے واسطے قیدِ زمانی یا مکانی نہیں ہے۔ اور اسی طرح متبرکہ مقامات پر بھی آپ کے ظہور کا اور ملاقات کا اور سلام کا اور شاد و خاص ہے۔

عَنْ أَبِي حَمِيدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ
فَلْيَسْلِمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴- ابو داؤد $\frac{1}{2}$ ابن ماجه $\frac{5}{6}$

بقی شریف $\frac{2}{222}$

روایت ہے۔ کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تمہارا کوئی ایک مسجد میں داخل ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کہے۔ پھر چاہیے کہ کہے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ (ابن حمید ساعدی سے)

اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ دنیا کی ہر مسجد میں دخول مسجد کی دعا سے پہلے اسلام علیکم یا رسول اللہ کہہ لے۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا میں حاضر و ناظر نہ ہیں تو اسلام علیکم یا رسول اللہ کہنا آپ کی نگرارشا و فرماتے۔

وہابی ملا لیا۔
حدیث میں تو مساجد کا ذکر ہے۔ تم نے ہر جگہ کا اضافہ اپنی طرف سے

الحمد لله تمام روئے زمین کی مساجد میں ترقم حاضر و ناظر مان گئے۔
اب باقی روئے زمین کے متعلق بھی حدیث شریف سن لیجئے۔

۵۔ بخاری شریف ۱/۶۲ { جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطِ لَیْسَ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِیَاءِ قَبْلَیْ۔ جُعِلَتْ لِی الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا رَجَعْتُ بِأَنْفِیْ

عطا کی گئی ہیں اللہ کی طرف سے، جو پہلے میرے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں۔ میرے لئے تمام روئے زمین کو مسجد اور پاک بنایا گیا،

اس حدیث سے تمام روئے زمین جی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے اللہ نے مسجد اور پاک بنادی۔ اور ہر مسجد میں آپ پر سلام علیکم بھیجا مسنون طریقہ مقرر ہوا۔ لہذا آپ تمام روئے زمین پر حاضر و ناظر ثابت ہوئے۔

کیا بے مقامات پر بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھتے ہو۔ کیسا یہ تہا را گندہ عقیدہ ہے۔ اور کیا وقت جملہ بھی نبی علیہ اسلام حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔

وہابی

کیا اللہ تعالیٰ کو اُن بے مقامات پر موجود اور سمیع و بصیر سمجھتے ہو یا نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ پاک کی نسبت اُن بے مقامات پر باوجود موجودیت کے نسبت کرنا گستاخی و کفر ہے۔ کیونکہ اُس کو اُن مقامات سے نفرت ہے اسی طرح نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی حاضر و ناظر تو ہیں اور اُس کو بانٹنے والے بھی ہیں۔ اور آپ کی شہادت بھی اُن مقامات کی ضرور ہوگی۔ لیکن بوجہ آپ کی ذات پاک ہونے کے اُن مقامات متنفذ کی طرف منسوب کرنا عین گستاخی ہے اور ایمان سے بعید ہے۔ چنانچہ تم اُن گندے مقامات پر اور اوقات متنفذہ میں اللہ کا ذکر نہیں کر سکتے۔ لیکن وقت گذرنا مثلاً آپ کو پیٹنے میں پاخانے آرہے ہیں۔ اور آپ اُس چیمش میں اُس اٹھے وقت پر ادھر پاخانہ نکل رہا ہے اور تکلیف ہو رہی ہے اور بیانتہ منہ سے کہہ رہے ہو کہ یا اللہ میرے گناہ معاف کر دے تو کیا اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر تہا را سے اس متنفذہ وقت اور متنفذہ مکان میں یاد کرنے کی سزا دے گا یا معافی دے گا۔ اور زجر فرمایا گیا۔ یا نہیں۔ اور اگر معافی عنایت فرمائیں۔ تو کیا تم یہ بات زبان پر لاؤ گے کہ اللہ تعالیٰ ایسے گندے مقامات پر بھی حاضر و ناظر ہے؟ نہیں۔ مالاکنہ واقع صحیح ہے۔ لیکن اُس کا بیان کرنا گستاخی ہے۔ چنانچہ نبی صلے اللہ

محمد ص

مَنْ انس بن مالك قَالَ كَانَ ابْنُ لَاحِي طَلْحَةَ يُشْنِكُنِي فَنَزَحَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَبَضَ
 الْقَبْضَ فَلَمَّا رَجَعَ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ مَا فَعَلَ ابْنِي قَالَتْ أَمْرٌ مُسْلِمٌ هَذَا
 مَسْكَنٌ مَا كَانَتْ تَقْرُبُ إِلَيْهِ الْعِشَاءُ فَتَعَثَّى ثُمَّ اصْطَابَ مِنْهَا فَلَمَّا نَزَعَهُ
 قَالَتْ وَرَأَيْتُ الْقَبْضَ فَلَمَّا اصْبَحَ أَبُو طَلْحَةَ أَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ أَعَزَّ سَتَمُ الدَّيْلَةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَلَيْسَ بِبَارِكٍ
 لَهَا نَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ أَحْمِلُهُ حَتَّى تَأْتِيَ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّتُ مَعَهُ بِتَمَرَاتٍ فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کا ایک بیٹا بیمار تھا تو ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلے تو رڈ کا فوت ہو گیا پھر جب
 ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس ہوئے تو فرمایا میرے رڈ کے کا کیا حال ہے ام سلیم
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ پیچھے سے کچھ آرام ہے تو حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ
 عنہا نے عشا کا کھانا چنا تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھانا تناول فرمایا پھر حضرت
 ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہمبستری کی پھر جب فاسخ
 ہوئے ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رڈ کے کو ملاحظہ فرمانے کے لئے عرض کیا تو وہ
 فوت ہو چکا تھا انہوں نے دفن فرمایا جب صبح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار
 اطہر میں حاضر ہوئے تو رڈ کے کی فیتہ کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا کیا تم نے رات کو جماع
 کیا ہے ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ جی ہاں آپ نے دعا فرمائی کہ ایسے صابریں کریں
 کہ ایا اللہ برکت کر تو آپ کی دلتے، ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر رڈ کا پیدا ہوا
 تو مجھے ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس بچے کو اٹھا رکھتی کہ تو اس کو نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم کی خدمت میں لاؤ پھر میں اس نے بچے کے ساتھ کجھوڑیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اس کو قبول فرمایا۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچے کے فوت ہونے کی آپ کو اطلاع دی تو آپ نے اَعَزُّ مَسْئَرًا لِّلْیَلَةِ فرمایا کہ کیا تم نے جہاں کیا ہے آپ کے اس ارشاد سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زوہدین کے جنت ہونے کے وقت بھی حاضر و ناظر ہوتے ہیں یہ علیحدہ امر ہے کہ آپ مثل کراما کا تہن ایسے واقعات سے اپنی نظر کو محفوظ فرماتے ہیں۔

عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں تشہد کے وقت ان کلمات پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ اور ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایسے تشہد سکھاتے تھے۔ جیسے قرآن کی سورۃ اور تشہد کے لفظ کو ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جملہ کی واسطے مقرر فرمایا۔ کہ اس جملہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر واضح دلیل ہے۔ اسی مطابقت کی وجہ سے ان کلمات کا نام تشہد رکھا گیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے روبرو حاضر ہوئے تو یہ کلمات آپ کی حضوری کے اللہ تعالیٰ نے استعمال فرمائے۔ اور وہی کلمات آپ کی حضوری والے آپ نے اپنی امت کو ارشاد فرمایا وہ کلمات یہ ہیں مذکورہ بالا صغیر پر اَلْغِیَٰثَاتُ لِلَّهِ وَالصَّالُوتُ لِلطَّيِّبَاتِ اَلْمُسْلِمَاتُ عَلَیْکَ اٰیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہَا اَللّٰهُمَّ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ۔ جب نماز میں تشہد کے وقت بیٹھتا ہے تو اس کی حالت کچھ اور ہوتی ہے یعنی با وضو ہونا۔ قبلہ رخ ہونا نماز الہی میں مشغول ہونا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر مومنہ انداز سے کہے۔ کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی فائت پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں اب نماز کا اس نماز کی حالت میں ہر وقت کی تبدیلی پر یعنی ہر نماز میں اور ہر دو رکعت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اور سلام ندائیہ کہنا پڑتا ہے سلام سے فارغ ہونے کے بعد اس عقیدہ سے متنفر ہونا یہ عین نفاق کی دلیل ہے۔ حالانکہ غیر مقلدین کے بڑے دہلانی ذاب مدین حسن خاں جھوپالی بھی سہی لکھتے ہیں۔

۸۔ مکاتباتِ شرح بلوغ المرام ۴۵۹/۱ آنحضرت ہمیشہ نصب العین

در جمع احوال و اوقات خصوصاً در حالات عبادت و نورانیت و انکشاف و این محل
بیشتر و قوی تر است و بعضی از عرفا قدس سرہ گفته اند کہ این خطاب بہت سرِ حقیقت
محمدیہ است علیہ الصلوٰۃ والسلام در ذرا بر موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم در ذواتِ مصلیٰ موجود و حاضر است پس مصلیٰ باید کہ ازین معنی آگاہ
باشد و ازین شہود غافل نہ ہو تا با نورِ قرب و اسرارِ معرفت منور و فائزہ گردد و شعر

در راہِ عشق مرعلہ رفت رب و بعد نیست مے بنیت عیاں و دعا مے فرستمت

و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مومنوں کے نصب العین اور عبادت کرنے
والوں کی آنکھ کی ٹھنڈک ہیں۔ تمام حالات میں اور تمام اوقات میں خصوصاً تمام عبادات
اور نورانیت اور انکشاف کی حالتوں میں اور یہ مقام بہت زیادہ اور قوی تر ہے۔ اور بعض
عارفوں نے ائمہ اُن کی قبروں کو اور اُن کے رازوں کو مقدس فرمائے، کہا ہے کہ یہ
خطابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کے سرِ بیان کے سبب سے ہے۔ تمام موجودات
کے ذروں میں اور تمام ممکنات کے افراد میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام نمازیوں کے
موجود ہیں موجود اور حاضر ہیں۔ تو نمازی کو چاہیے کہ اس حقیقت سے آگاہ رہے۔ اور اس
شہود سے غافل نہ ہو تا کہ معرفت کے اسرار اور قرب کے انوار سے منور اور فائزہ ہو جائے
سے عشق کے سستے میں قرب اور بعد کی منزل نہیں ہے۔ تجھ کو عیاں دکھتا ہوں میں ریا
رسول اللہ اور دعا کرتا ہوں :

اقوال بزرگان

قَالَ ابُو الْحَسَنِ شَاذَلِي

كُوْ حُجْبٌ عَنِّي النَّبِيُّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

طَرَفَةً عَيْنَيْنِ مَا عَزَدْتُ

۱۔ شرح قصیدہ حمزہ مصنف ابن جریر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۲۶

تنویر الحکم فی روایتہ النبی والملك ص ۱۸

نفسی مثلاً ابوالحسن شاذلیؒ نے فرمایا۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک آنکھ جھپکنے کی دیر بھی مجھ سے درپردہ ہو جائیں تو میں اپنے نفس کو مسلم شمار نہیں کرتا۔

قَالَ ابْنُ دِينَارٍ اِنْ كُنْ

يَكُنْ فِي الْبَيْتِ اَحَدٌ

۲۔ شرح شفا مصنف ملا علی قادی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۱۶

فَعَلَّ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ وَلَئِنْ سُرَّوْحَنَا عَلَيْهِ السَّلَامُ خَاصِرًا فِي بَيْتِ الْمُسْلِمِينَ دَكَا ابْن دینار نے اگر مکان میں کوئی شخص نہ ہو تو کبرا سلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا روح مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہوتا ہے،

وَأَقْسَى

۳۔ کتاب الابریہ مصنف عبد العزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ ص ۴۲

ذَلِكَ سُرَّوْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّمَا كُنْ حُجْبٌ عَنْهَا شَيْءٌ مِّنْ

الْعَاقِبَةِ۔ (۱) اور سب رُوحوں سے زیادہ قوی روح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

۸۔ آپ کے روح سے کوئی چیز دنیا کی پرشیدہ نہیں،

۴۔ مدارج النبوت ص ۲۸۶۔ جہاں کہوے صلی اللہ علیہ وسلم سے پیرو

مے شہود کلام ترا۔ زیرا کہ وہ متصف است بصفات اللہ تعالیٰ۔ (تو جان لے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو دیکھتے ہیں اور تیرے کلام کو سنتے ہیں۔ اس واسطے کہ آپ اللہ کی صفات سے متصف ہیں)

۵۔ قصیدۃ النعمان مصنفہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ص ۷
وَإِذَا سَمِعْتُ نَعْمَتَكَ قَوْلًا لَطِيفًا
وَإِذَا نَظَرْتُ نَمَّا أَسْرَى إِلَيْكَ
حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:-

جب میں کوئی بات سنتا ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ کی ہی طرف سے کلام پاک سنائی دیتی ہے اور جب میں دیکھتا ہوں (مہر سوز) تو سو آپ کے مجھے کچھ نظر نہیں آتا

اے حنفی بننے کا دعوے کرنے والی یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان اور عقیدہ۔ اب فرمائیے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی مشرک کہو گے۔ اس عقیدہ کو سننے کے بعد اگر تم نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے میں اپنے عقیدے کو نہ ڈھالو تو تم حقیقت کے مدعی جھوٹے ہو۔ یا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا تسلیم کر لو۔

۴۔ شامی ج ۱/۲ طحاوی شریف ص ۱۲۲
يَتَحَبَّبُ أَنْ يَقَالَ عِنْدَ
اسْتِماعِ الْأَوَّلَى مِنَ السَّمْعِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ (مستحب ہے یہ کہ کہا جائے اَسْمَعُكَ أَنْ تُخْبِرَنَا
رَسُولُ اللَّهِ جَب مَوْفُونِ كَيْفَ تَرَسِّنُ وَالْأَصْنَى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ کہے۔

۵۔ شامی ج ۱/۲
أَنْتَ إِلَّا شَأْنُكَ إِذَا ضَاعَ لَكَ شَيْءٌ وَآسَأَدَ أَنْ
يُرَكِّدَهُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ عَلَيْهِمْ فَلْيَقِفْ عَلَى مَكَانٍ عَالٍ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

شامی کے منہ پر علامہ شامی لکھتے ہیں تَقَرَّرَ الْقِيَادِي

وَلَيُفَضِّلَنَّ الْفَاحِشَةَ وَيُهَيِّدِي ثَوَابَهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ
يُهَيِّدِي ثَوَابَ ذَاكَ لِسَيِّدِي أَحْمَدَ بْنِ عَمَلُو أَنْ دَيُّقُولَ يَا سَيِّدِي
أَحْمَدَ بْنَ عَمَلُو أَنْ إِنْ كَثُرْتُ دَعَايَ عَلَى صَنَائِعِي وَإِلَّا نَزَعْتُكَ مِنْ دِيْوَانِ
الْأَوْلِيَاءِ فَإِنَّ اللَّهَ يَدْعُو عَلَى مَنْ قَالَ ذَاكَ حَيَّا لَشُدَّ - (زیادتی نئے آیت
کیا ہے جب کوئی چیز انسان کی گم ہو جاوے اور اُس کا ارادہ ہو کہ اللہ سبحانہ اُس کی
چیز واپس دیدے تو چاہیے کہ بلند مکان پر کھڑا ہو کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے فاتحہ پڑھے
اور اُس ثواب کا بدینہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک کرے۔ پھر سید احمد بن علوان کی
ملک کرے اور کہے اے سید احمد بن علوان اگر تُو نے میری گم شدہ چیز کو واپس نہ کیا
تو میں تیرا نام اولیاء کے دفتر سے خارج سمجھوں گا۔ تو اللہ تعالیٰ اُس کے یہ الفاظ
کہنے سے گم شدہ چیز واپس کر دے گا،

شامی اپنے پیر کو حاضر و ناظر سمجھ کر استمداد طلب فرمائیں تو اُن کو مستند سمجھا
جائے۔ اگر ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر اذروئے قرآن و حدیث و فقہ احنا
کے سمجھیں تو نام کا حقیقی کہلانے والا اُس کو شرک کہے۔ محض نام کا حقیقی ہے کام کا نہیں
اَنْتَ جَسَدٌ لَا تُشْرِيفُ لَا يَخْلُقُ مِنْهُ مُرَمَّاتٌ
۸۔ جو اہل الجار ص ۴۸۳

وَلَا كُرْسِيٌّ وَلَا قَلَمٌ وَلَا بَدَنٌ وَلَا جَسَدٌ وَلَا سَهْلٌ وَلَا عَسْرٌ وَلَا بَدَنٌ وَلَا
قَبْرٌ الخ دہلا شک آپ کے جسم اطہر سے نہ کوئی زمانہ خالی ہے نہ کوئی جگہ نہ محل اور نہ مکان
نہ عرش نہ کرسی نہ قلم نہ جھگل نہ دریا نہ نرم زمین نہ سخت زمین اور نہ ہمزخ اور نہ
قبر

فیصلہ حاضر و ناظر نبی صلی اللہ علیہ وسلم از اکابر دیوبند

۱۔ امداد المشتاق مصنف مولوی اشرف علی صاحب تھانوی و مولوی مشتاق احمد صاحب مدظلہ حاجی امداد اللہ صاحب نے فرمایا ہے علماء مولود شریف میں بہت تنازعہ کرتے ہیں۔ تاہم علمائے جواز کی طرف ہی گئے ہیں جب صورت جواز کی موجود ہے۔ پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں۔ اور ہمارے واسطے اتباعِ حرمین کافی ہے۔ البتہ وقت قیام کے اعتقاد تو لکھنا چاہیے۔ اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ عالم خفق مقید بزمان و مکان ہے۔ لیکن عالمِ امدادوں سے پاک ہے۔ پس قدمِ نخبہ فرمانا ذاتِ بابر کات کا بعد نہیں۔

۲۔ فتاویٰ امدادیہ۔ شیخ کی صورتِ ذہن میں حاضر کر کے نظرِ قلب سے اُس کی طرف ٹٹکی باندھ کر اور خیال کو سادہ کر دیکھا جاتا ہے۔ فَيَقْرَأُ مَا كَانَ حَاضِرًا مَّا ظَنَّهُ لَيْكُنْ لَقَبُ مَا أَفْقَطَ رَيعِنِ شَيْخُ كَيْ تَصَوَّرَ كَوَاضِرًا نَظَرًا تَصَوَّرَ كَيَا جَاوَدَ

۳۔ امداد السلوک مصنف مولوی رشید احمد گنگوہی مدظلہ شہاب ثاقب مدظلہ

مولوی حسین احمد صاحب مدظلہ کہتے ہیں۔ وہم مریدِ یقین دانہ کہ روئے شیخ مقید بہ یک زمان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگر از شیخ دور است اما روحِ ماییت اور دور نیست و چوں ایں امر محکم دانہ و ہر وقت شیخ را بیاد دارد و ربطِ قلب پیدا آید و ہر دم مستفید بود۔ چوں مرید ہر دم در محل واقع متاج شیخ بود۔ شیخ را بقلب حاضر آوردہ بلسانِ حال سوال کند و مرید بھی یقین سے جانتا ہے۔ کہ شیخ کا روح ایک زمانہ کے ساتھ مقید نہیں ہے۔

پس ہر جگہ کہ مرید قریب ہو یا کسی جگہ شیخ سے دور ہے۔ لیکن رومانیت دور نہیں جب اس امر کا یقین ہو جاوے تو ہر وقت شیخ کو یاد رکھے اور دل کا ربط نظر کرے۔ اور ہر وقت شیخ سے فائدہ حاصل کرے۔ جب مرید ہر وقت اپنی مشکلات کے حل کا متلج شیخ ہے تو شیخ کو دل میں حاضر لاوے اور زبان حال سے التجا کرے۔

مولوی رشید احمد صاحب شیخ کو حاضر ناظر جانتا ہے اُس کو تو اپنا بزرگ تسلیم کیا جائے باقی کمزور و شرک کا فتوے اُس پر چرچاں کریں۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جانے کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی اتنا غناوہ ہے۔

۴۔ فیوض الحرمین مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ و علیہ

تَمَوْجُ بَيْنَهُ تَمْرُجُ الرِّيحِ الْعَاصِفَةِ حَتَّى أَتَى النَّاطِلَ يَكَادُ يَشْغَلُهُ مُتَجَاعِنٌ مَلَا حِطَّةَ أَنْفُسِهِمْ إِلَى عَيْبَرِ ذَلِكَ مِنَ الذَّكَائِقِ وَمَا أُبَيَّتْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَكْثَرِ الْأُمُورِ يُبْدِعُ فِي صُورَتِهِ الْكَوْبِيَّةَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا مَرَّةً لَعْنَةُ مَرَّةٍ إِلَى طَاحِلَةِ إِلَهِهِ إِلَى سُرُوحَانِيَّةٍ لَا إِلَى حَبْشَانِيَّةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَقَطَّطَتْ أَنَّ لَهُ خَاصِيَّةً مِنْ تَقْوَى لَيْسَ بِرُوحِهِ بِصُورَةٍ حَبَشِيَّةٍ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ رُبَّ شَكَبِ نَبِيٍّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَ رُوحِ كَ سَاحِدَةٍ تَامَ نَضَائِرُهَا۔ اور وہ اس میں موج مارتی ہے۔ جیسا کہ تیز ہوا جتنی کہ دیکھنے والا قریب تھا کہ آپ کی رُوح کی موجوں میں ایسا مشغول ہو کہ اُس کو اپنا نفس بھی نظر نہ آئے۔ اس کے سوا مجتہدوں سے اور دیکھنا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر امور میں کہ آپ نے میرے واسطے ظاہر امور و ظاہر فرمائی اس صورت پر کہ آپ پہلے زندگی میں تھے۔ کئی دفعہ کیے بعد دیگرے باوجودیکہ میری آرزو محض آپ کی رومانیت کی تھی نہ جہانیت کی۔ تو میں نے سمجھ لیا کہ آپ کے رُوح مبارک کی تقویم آپ کی صورت جسمیہ کے ساتھ خاص ہے۔

مَا تَقُولُ جَوْتُ قَبْلَ قَبْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۔ فیوضِ الحرمین ص ۵۱

آپ کی قبر شریف کی طرف توجہ کی تو سوائے آپ کے حاضر اور غاہر ہونے کے کچھ نہ دیکھا،
تہا سے دیوبندیوں کے بزرگ شاہ ولی اللہ صاحب کو بھی سوائے حاضر و ناظر ہونے
کے کوئی پارہ نہ ہوا۔ مشرک کہنے والوں کو سنبھل کر قدم رکھو۔ فرقے بھی تہا سے اور حاضر و
ناظر کہنے والے تہا سے بھی ہیں۔

مصنفہ حاجی امداد اللہ صاحب ص ۵۲

۶۔ گلزارِ معرفت

چو دیدم رومے خوش را بہر عباسے بہر رنگے (جب میں
نے اپنے پیر نور محمد صاحب کے رومے خوب کو دیکھا تو ہرجائی اور ہر رنگ میں موجود
دیکھا)۔

مصنفہ مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی ص ۵۳ (اپنے مرشد

۷۔ مرثیہ رشید احمد صاحب کی شان میں تحریر فرماتے ہیں)۔

شہیدِ عالم و صدیقِ میں حضرت باذن اللہ حیاتِ شیخ کا منکر ہو جیسا کہ اس کی نادانی

مصنفہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی ص ۵۴۔ رسول اللہ

۸۔ تحذیرِ الناس

صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب
حاصل ہو جاتا ہے۔ کہ اُن کی جانوں کو بھی اُن کے ساتھ قرب حاصل نہیں کیونکہ اولیٰ
بمعنی اقرب ہے اَلْاَقْرَبُ اِلٰیَّ بِالْمَوَدَّةِ مِنْ اَلْاَقْرَبِ بِمَنْزِلَةِ مَاتَتْ مَا قَبْلُ مَدَّ
کیا گیا تھا۔ چنانچہ اس کو اُس کے ماتحت سمجھا جائے)۔

اور فخرِ عالم عبید اللہ صاحب مجلس مولوی میں حاضر

۹۔ فتاویٰ رشیدیہ ۱/۱۱۱

جاننا بھی غیر ثابت ہے۔ اگر بالامام اللہ تعالیٰ

بانتائے تشرک نہیں۔

دلائل علم غیب نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کا وہابی انکار کرتے ہیں

اور احناف نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اسطے تمام عالمین کا علم غیب

حاصل ہونا مانتے ہیں۔ اب تم سوچو کہ تم حقیقی ہو یا وہابی؟

نبی کا لفظ نبی سے مشتق ہے اور لفظ نبی صفت مشبہ کا معنی ہے

لفظ نبی کی تشریح اس کا معنی خبردار یعنی خبر رکھنے والا ہے اور اس کا استعمال

قرآن کریم میں اکثر ملتا ہے۔ (۱) نبی عبدی دخیل و یحییٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

میرے بندوں کو (۲) وَاسْتَلْ عَزِيزَهُ نَبَاً اُتِیَ اَذْهَر (اور پڑھئے ان پر آدم علیہ

السلام کے دو بیٹوں کی خبر (۳) سَبَّأُ سَبَّأً یَقِیْنُ رُحُومَ سَبَّأِیِّ کَیْ خَبْر (

(۴) یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ رَاے خبر رکھنے والے)

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی خبر رکھنے والے ہیں۔

نبی کی نسبت اللہ کی طرف سے تو آپ نبی اللہ ہونے کی حشیت سے اللہ کی خبر رکھنے

والے ہی مراد لے جا سکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ غیب ہے یعنی ہماری آنکھوں سے اوجھل

ہے اور یہ امر لازمی ہے کہ غیب کا علم بھی غیب ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جس کی ذات غائب

ہے اُس کے صفات بھی ضرور غیب ہونگے تو اللہ تعالیٰ نے اسی بنا پر آپ کا لقب اسم

باسم نبی رکھا۔ یعنی غیب کی خبر رکھنے والا۔ اور نبی صفت مشبہ ہونے کی وجہ سے

دوام پر دلالت کرتا ہے۔ اس واسطے یہ ثابت ہوا کہ بنی کو جتنا علم غیب عطا کیا ہو جس کی بنا پر اُس کو بنی کہا گیا ہے وہ علم غیب عطائی بنی کو علی الدوام رہے گا چنانچہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے عالمین پر بنی بنا کر بھیجا ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے آپ کو عالمین کا علم مکمل فرمایا اور آپ نے اُس کو علی الدوام از روئے بنی ہونے کے محفوظ رکھا۔ بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ مامور من اللہ ہوتے ہیں۔ اس واسطے بلا بائنت خداوندی ظاہر نہیں فرما سکتے۔ اور اُن کا اُمت کے لئے مظاہرہ فرمانا اُن کے عدم علم پر دلالت نہیں کرتا۔ اگر کسی نے بالعرض بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ وقت کیلئے معاذ اللہ اُس خبر سے بے علم سمجھا تو اس اعتقاد کی بنا پر اتنی دیر وہ منکرِ نبوت رہے گا۔ یا اُس کو یہ ماننا پڑے گا کہ بنی علیہ السلام کی کچھ دیر کے لئے عدم علمی اُس کے نبوت کے انقدام پر دال ہوگی۔ اور نبوت کا بنی سے منعدم ہونا ایک اُن کے لئے بھی اصولِ نبوت کیا بلکہ اصولِ الہیہ کے خلاف ہے ماننا پڑے گا کہ بنی علیہ السلام اپنے علم غیب عطائی سے ایک اُن کے لئے بھی بے خبر نہیں ہو سکتے جیسا کہ بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عالمین کے علم سے ایک اُن کے لئے بھی بے خبر نہ تھے اور نہ ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔ یہی مطلب لفظ بنی سے ظاہر ہوتا ہے۔ لہذا بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے تمام عالمین کا علم غیب عطائی علی الدوام ماننا یعنی از ابتدا کے آفرینش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تاقیامت اور قیامت کے بعد تک جی اور جنت اور دوزخ وغیرہم کا تمام علم غیب بلکہ اس سے بھی زیادہ جس کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور مخلوق کی عقلوں سے بالاتر ہے آپ کی شانِ نبوت کو حاصل ہے۔

غیب کی شرح از روئے قرآن شریف
غیب کے معنی ما غاب عَنْک ہیں۔

۱۔ لِقَاسِکَ ۱۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يَكْفُونَ بَالُغِيبِ دہایت

ہے۔ ڈرنے والوں کے واسطے جو ایمان لاتے ہیں پوشیدہ چیزوں کے ساتھ جو کچھ
ہوتی نہیں۔

۲۔ **فساء ۵** ﴿فَاِذَا ضَلَلْتُمْ فَذَلِكُمْ خَطَايَا تَلْفِظُ بِالْغَيْبِ بِالْحَفِظِ اللّٰهِ﴾
ایک بہت عورتیں فرمانبردار حفاظت کرنے والیاں
پوشیدہ چیز کی جس کی حفاظت اللہ نے فرمائی، یہاں اگر غیب کے معنی غیر مخلوق کے
بادوں تو فرمان الہی معاذ اللہ غلط ثابت ہوتا ہے۔

۳۔ **مائدہ ۱۱۱** ﴿لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ﴾ تاکہ معلوم کرے
اللہ تعالیٰ کون ڈرتا ہے اُس سے بن دیکھے،

۴۔ **یوسف ۱۲** ﴿ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِيْ لَمْ اَخْشُ بِالْغَيْبِ﴾
یوسف علیہ السلام نے فرمایا: (یر معنای اس
لئے کی ہے تاکہ عزیز جان کے کہ میں نے اس کی خیانت نہیں کی۔ اُس کی پرستش،

۵۔ **یس ۲۲** ﴿اِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ﴾
بالغیب (سوا اس کے نہیں آپ اُس شخص کو ڈراتے

ہیں جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرے)

۶۔ **ق ۲۲** ﴿مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ﴾
جو ڈر رہا من سے بن دیکھے۔

۷۔ **مُلک ۲۱** ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ﴾
لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّاجْرٌ كَبِيْرٌ رَّبِّ شَكْ

جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں بن دیکھے۔ اُن کے واسطے بخشش ہے اور بڑا
(اجر ہے)

اور یہی معنی محمد بن سب سے بھی ثابت ہے۔

۸۔ زرقانی ﴿ تَذَكُّرًا لِّمَا فِي دَعْوَانِ الْغَيْبِ ﴾ مَا غَابَ عَنِ الْعِبَادِ
یعنی جو چیز بندوں سے غائب ہو

۹۔ ابن جریر ۲۹/۶۶ عَالِمُ الْغَيْبِ (مَا لَمْ يَخْفَ عَنْ أَبْصَارِ خَلْقِهِ
فَلَمْ يَكُنْ دَعْوَا دَعْوَانِ الْغَيْبِ مَا نَسِيَ وَالْأَسْ حَظِيرًا
جو مخلوق کی آنکھوں سے غائب ہو۔ تو انہوں نے اُس کو دیکھا نہ ہو)

ان آیات مذکورہ بالا سے ثابت ہوا۔ کہ جسے جو اس غیب سے ادھل چلا ہو اُس کو غیب کہا جاتا ہے۔ غیر موجودی انما ج اگر غیب سے مراد یا جائے تو معنی اور مطلب ہی بگڑ جاتا ہے۔ اس غیب کو غیبِ انسانی کہا جائیگا۔ یعنی بہ نسبت الی العباد کیونکہ اللہ کے علم کو جو کس کو عالمین کا علم ہے یا اس سے زیادہ ہے انتہا علم تو وہ بھی بالنسبت الی العباد ہے نہ کہ اُس سے بھی پوشیدہ ہے۔ بلکہ اُس کی ذات تو لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ یعنی اللہ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ جب اُس سے کوئی چیز ادھل نہیں تو پھر عالم الغیب ہونے کا مطلب کیا۔ تو اس کا مطلب یہی ہو گا کہ بالنسبت الی العباد چونکہ غیب ہے اس واسطے جو دوسروں سے پوشیدہ ہو انہی کے لئے وہ غیب ہو سکتا ہے۔ اُس کی اپنی ذات کے واسطے نہیں۔ چنانچہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو چیز ظاہر اُس پر غیب کا اطلاق نہیں آتا یہ غلط ہے۔ کیونکہ علم واسطے سے تو غیب کا یہ وہ اٹھ گیا لیکن بالنسبت الی غیر غیب ہی ہے۔ ورنہ تھا اس عقیدے کے مطابق تو اللہ کو عالم الغیب کہنا بھی درست نہ رہتا۔ جب وہ خود عالم ہے۔ لیکن تھا اسے غیب کو اپنے علم کے ساتھ ملحق کر کے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ فرما دیں تو جائز ہو سکتا ہے اور ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جو بالی مخلوق سے غیب ہو علم غیب کا نسبت کرنا درست ہو جائے گا۔ اب اس امر کا فیصلہ اللہ تعالیٰ سے مطلوب ہے کہ آیا جو انبیاء علیہم السلام کو اللہ کی طرف سے وحی ہو جانے جو بھی باقی مخلوق تک نہیں پہنچی اُس پر غیب کا اطلاق کر سکتے ہیں یا

نہیں۔ یا بعد از اظہار اس غیب کی نسبت انبیاء کی طرف کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اور کیا انبیاء کو وہ غیب کا علم دیا ہوا علم غیب کہلایا گیا؟

ذَٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ كَذَّبْتَهُ إِنَّكَ بِهِ قَرَّانٌ
۱۔ ال عمران ۳

شریف غیب کی خبروں سے ہے۔ جو وحی کہتے ہیں ہم اُس کو آپ کی طرف (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)،

اس آیت کریمہ سے تین مسئلے ثابت ہوئے (۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قسم کی وحی ہوا تھا کہ فرمائیے یا ذکر لیں رسول یا من و راہ حجاب اُس کو غیب ہی کہا جائیگا۔ جیسا کہ یہ قرآن شریف۔ اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطائی ماننا بھی کفر ہے وہ منکر قرآن شریف ہے۔ جیسا کہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے (صاف عقیدہ ارحمن)۔
۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب باعطاء الہی ہے ذاتی نہیں۔ (۲) قرآن کریم کے تین پارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معنیات سے بعض علم غیب ہے۔

یہ قرآن کریم جو آپ کے علم غیب کا بعض ہے وہ آپ کے متعلق

کس قدر علم غیب کو واضح کر رہا ہے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۖ وَهُدًى وَرَحْمَةً
۲۔ نحل ۱۲
ہم نے آپ پر (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کتاب جو بیان کرنے والی ہے ہر چیز کو۔

وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۖ وَهُدًى وَرَحْمَةً
۳۔ یوسف ۱۲
تفصیل (اور قرآن شریف) تفصیل ہے ہر چیز کی۔ اور ہدایت اور رحمت ہے ایمانداروں کے واسطے

ان آیتیں میں اللہ تعالیٰ نے نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ ارشاد فرمایا ہے۔ اور قرآن کے نزول کو اپنی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نسبت کیا۔ تو اللہ تعالیٰ معلم اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے معلم ثابت ہوئے تو جس قدر معلم اول حقیقی نے اِنَّتَ لَتَلْفَحُ الْقُدْرَانِ مِّنْ لَّدُنْ حِكْمٍ عَلِيمٍ (بے شک آپ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور الفا کے رگے ہو قرآن شریف بڑے دانا جاننے والے کی طرف سے) سے بذریعہ الفا معلم اول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا واسطہ سکھایا جو کسی اور کو وہ علم حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ معلم ثانی اگر معلم اول کے برابر علم میں مساوی ہو جائے تو ثانی ثانی ہی نہیں رہتا۔ اور اولیت سوائے آپ کے اور کسی کو نہیں۔ چنانچہ معلم حقیقی کا ارشاد ہے۔ اَدْخُلْنِ عَلَیْہِ الْقُدْرَانِ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَیْہِ الْبَیِّنَاتِ (وہ جس نے سکھایا قرآن پیدا کیا اُس نے انسان کو سکھایا اُس نے اس کو بیان،

(۱) یہ امر ثابت ہو گیا چونکہ یہ کتاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی اللہ تعالیٰ نے مالک بنایا ہے دوسرے نہیں اور بقدر مالک اپنی مملوکہ اور مقبوضہ کو سمجھ سکتا ہے اور کوئی نہیں (۲) قرآن کریم میں کُل شے کا بیان اور کُل شے کی تفصیل موجود ہے (۳) اس بیان کُلّی اور تفصیل کُلّ شے سے خوبصورت ایمانداروں کے واسطے ہدایت اور رحمت ہے قریہ کُلّ شے کا علم اور تفصیل کُلّ کا کُلّی علم مغیبات میں شامل ہیں جس کو ارشاد الہی نے واضح فرمایا اِنَّكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ (یہ غیبی خبروں سے بعض ہے) ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کُلّ شے کا علم یعنی علم کُلّی آپ کے بعض مغیبات سے ہے۔ جس کے علم میں کُلّی علم غیب اُس کے علم کا بعض حصہ ہے تو اُس کے کُلّی علم غیب کی انسان کو کیا طاقت ہے کہ سمجھ سکے یا دماغ تک اُس کی رسائی ہو۔ چہ جائیکہ اُس کے غلط کی پرکھ کر سکے بلکہ ملائکہ اُس علم غیب کے سمجھنے سے یا اندازہ لگانے سے قاصر ہیں۔ ہاں البتہ اُن کے معلم و ملہم حقیقی وعدہ لا یزال جس کا

علم غیر محدود ہے۔ کئی جزئی سے مبدا اور بالا تر ہے۔ بلکہ جَعَلَ الْكَلِمَاتِ وَالْجُزْئِيَّاتِ ہے۔ جس نے تمام کلموں اور جزیوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کے علم کو کئی سے متصف کر کے اپنی ذات پر قیاس کرنا۔ اللہ کے علم کو محدود کرنا اور صراحتہً شرک ہے۔ تو یہ علم کئی مخلوق اور حادث کی طرف منسوب ہو سکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔

۴۔ انبیاء ۱۶ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ اور نہیں بھیجا ہم نے
 آپ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر تمام جہانوں کے
 واسطے رحمت کا خطاب ہے کہ تمام عالمین کا مختار بنا دیا۔ اس آیت مذکورہ سے
 شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عجیب نکات ظاہر ہوتے ہیں۔ (۱) جناب کی
 رسالت تمام جہانوں کے واسطے (۲) جناب کی رحمت کا تمام جہانوں کو محیط ثابت
 کرنا۔ اور عالمین کی تفصیل کل شے کا اظہار ہے (۳) رحمت کو نکرہ کہا اگر ثابت ہو
 جائے کہ رحمت کا ایک ہی وجود یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام جہانوں کو محیط ہے وہ
 ذاتِ واحدہ ہونے کی حیثیت سے تمام جہانوں کی خبردار بھی ہے (۴) آپ کا عاقل و
 ناظر ہونا بھی ثابت ہو گیا جس کو پیچھے ملے بیان کیا جا چکا ہے (۵) لہٰذا مذکورہ کی واسطے
 بڑا ہے۔ لِّلْعَالَمِينَ نے مسئلہ استدلال اور وسیلہ کو ثابت کر دیا۔ کیونکہ جب تک آپ تمام
 جہانوں کا وسیلہ بن کر ہر شے کی امداد فرمائیں رحمت اللعالمین کا معدن بن سکتے
 چنانچہ آپ کی رحمت سے ہی تمام جہان قیام پذیر ہیں (۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام
 جہانوں کا اختیار دیا جانا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رحمت اللعالمین کا مطلق خطاب عنایت فرما کر
 آپ کو اختیار عام عنایت فرما دیا جس کو جتنا جس وقت چاہیں جس زمانہ میں چاہیں رحم
 فرمادیں یا نہ کوئی تخصیص نہیں فرمائی۔ یہ آیت پاک اِنَّ اَمْرًا مِّنْ عِندِ رَبِّكَ يَأْتِيكَ
 ہر سکتی ہے کہ جناب کو تمام عالمین کا علم تفصیل و لجامی حاصل ہو۔ اور علی الدوام ہے ورنہ

نہیں۔ اور نہ ہی بغیر علم عالمین کے آپ کسی صورت سے بھی رحمۃ للعالمین کہلا سکتے ہیں۔
 تو جس کا ایمان آپ کے رحمۃ للعالمین پر ہے پر صبح ہے اُس کو بعد ازاں امرِ مستر ضرور یہ
 آپ کے واسطے تمام عالمین کے علم کا قائل ہونا جزوِ ایمانی ہے۔ اور عالمین میں لوح و قلم
 بھی شامل ہیں۔ لہذا اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت قلم کو اللہ تعالیٰ شامل حال
 نہ فرماتا۔ تو وہ قلم کبھی روح پر متحرک نہ ہو سکتی۔ اور تفصیل کُل شے محفوظ نہ کر سکتی۔ اور
 عالمین کے ذرہ ذرہ کا علم ظہور پذیر نہ ہوتا۔ ارے جس کی رحمت سے قلم متحرک ہوا اُس کو تو
 تم ناواقف بے علم کہو اور قلم کے واسطے علم کئی کہا جائے یہ کونسا انصاف ہے ع
 مدینِ عقل و دانش بیاد گریست۔ میں کہتا ہوں کہ لوح محفوظ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 کی رحمت سے ہی محفوظ ہے جس کی خلعت اللہ تعالیٰ کے بھی ذمہ ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم
 عنایت آپ کو ہوا ہے۔ مالک اس کے آپ ہیں لیکن اس کے محافظ مطلق و احد رب
 ذوالجلال خود ہیں۔ چنانچہ لوح محفوظ جس میں ذرہ ذرہ محفوظ ہے اُس کا قیام نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کی رحمت ہے۔ لیکن محافظ اُس کا اللہ تعالیٰ ہے۔ تو اُس کی خلعت کرنے
 سے لوح محفوظ کے رحیم کا انکار کر دینا اور اُس سے بے علمی کا اظہار کرنا یہ آپ کے رحمۃ للعالمین
 ہونے کا انکار کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ قُلْ لَا أَتْلُوْا لَكُمْ يُحَدِّثُ أَخْبَارَ

اللہ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا مَا كُنْتُ بِهٖ

وہابی

أَسْتَشِيْعُ الْإِنْمَاءُ يُوحٰی اِیَّیْ (فرما دیجئے یا رسول اللہ کہ میں نہیں کہتا کہ میرے
 پاس اللہ کے خزانے ہیں اور میں غیب نہیں جانتا۔ اور میں نہیں کہتا کہ میں فرشتہ
 ہوں میں کسی کی تابعداری نہیں کرتا۔ مگر جو میری طرف وحی کی جاتی ہے)۔

اس آیت میں تین اموث ثابت ہیں (۱) آپ خزانہ اللہ کے مالک نہیں یعنی
 متذکر کل نہیں (۲) اور میں غیب نہیں جانتا مطلقاً غیب کی نفی ہو گئی (۳) میں فرشتہ

کا احسان ہے کہ اُس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی، چہ جائیکہ کفار کو خزانہ اللہ کی لالچ دے کر رسالت پیش کی جائے بلکہ اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بے نیازی کا اظہار فرمایا اِنَّ شَاءَ نَا لِيُؤْمِنَ وَمَنْ شَاءَ نَا لَيُكْفُرْ دَجْرًا وَلَاجِلَ فِيهِ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِرَحْمَةِ رَبِّهِمْ فَهُمْ يُسَبِّحُونَ (پس ہے ایمان لائے جس کا دل چاہے کفر کر دے) مجھے اور میرے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو تمہارے ایمان سے کوئی نفع یا نقصان نہیں۔ اسی بنا پر لَا اَقُولُ كُفْرًا عِنْدِي خَزَائِنُ اللّٰهِ فرمایا۔ وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوق سے زیادہ اور بہتر خزانے عطا فرمائے ہیں تاکہ معتز ضمین استغنا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ناقدہ بند ہو جائے۔ فرمایا اَللّٰهُمَّ جَدِّكَ حَاطِبٌ لَا تَخْشِ عَنِّي (اللہ نے آپ کو یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (سببی مال سے) نادار پایا تو غنی کر دیا) اور فرمایا (الحجۃ ۲۶) هُوَ اَغْنٰی دَاغِنٰی (بے شک اللہ وہ ذات ہے جس نے دولت مند کیا)۔ خزانے والا کیا) پھر فرمایا (۳) اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (بے شک ہم نے آپ کو تمام کثرت عطا کی)

تفسیر کبیرہ

ہم نے آپ کو بہت کچھ دے دیا۔ آپ بہت عطا فرمائیے۔ اور سب مل کر کیجیے۔

۲۔ تفسیر نسفی ۲۸۲ اِنَّهُ مُقَرَّبٌ اِلَى الْكُفْرَةِ كَوْنُهُ فَوَعَلَ مِنَ الْكُفْرِ

پہلے کثرت سے اور اُس کے معنی زیادہ کثرت کے ہیں،

۳۔ تفسیر خازن، ۲۵۰/۱ (اصل کوثر کا فعل کے وزن پر کثرت سے،

٢٢١ مفردات راغب - يُقَالُ لِلْمَجْلِ الشَّيْءِ كَوْنُهُ يُقَالُ

تَكُوْثَرُ اَشْيَئُكَ كَثْرَةُ كَسْبِكَ مَثَلًا هَبْنِيْ رَآدِيْ سَخِي كُوْثُرُ كِهَانَا تَا هِيْ اُو
جب کسی شے کی زیادہ کثرت ہو جائے تو اُس کو تَکُوْثَرُ اَشْيَئُ کہا جاتا ہے،

مَا تَحْتَ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ جَعَلَ اللهُ
۵۔ تفسیر صاوی ۱/۸۸

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَا حَادِثٍ لِّاَنَّ لَاسْ لَا يُمْلِكُ شَيْئًا مَّا اَصْلًا وَلَا
نَفْعًا بِهٖ لَا ظَاهِرًا وَلَا بَاطِنًا فَهُوَ كَا ذِيْ خَاسِرَةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاسْتَدْلَلَهُ
بِهٖذِهِ الْاَيَّةِ ضَلَالٌ مُّبِينٌ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانوں کی پابیاں نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کے ماتحت نہیں کیں تو جس شخص نے گمان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے لوگوں
کی طرح کسی چیز کے باطل مالک نہیں ہیں اور نہ آپ کے ساتھ ظاہری اور باطنی نفع ہے
تو وہ کافر ہے۔ دنیا اور آخرت میں خسارے والا ہے۔ اور اس آیت سے یہ دلیل اخذ کرنا کہ
آپ نفع نقصان کے مالک نہیں یہ گمراہی ظاہر ہے۔ پھر اللہ نے فرمایا (۱۶) وَكَسُوْتُ
لِيْبَاطِيْكَ سَرِيْكَ فَتَوَضَّعْ دَاپ كِرِيَارِ سَوْلِ اللّٰهِ اللّٰهُ عِلْدِيْ عَطَا كَسَا۔ کہ آپ راضی ہو
جائیں گے۔ جیسا کہ اَنَا اَعْطَيْتُكَ اَنْتَ كُوْثُرُ سِيْ اَب كِتَام كَثْرَتِ عَطَا فَرَادِيْ پھر فرمایا۔

(۱۷) اِذْ لَقَوْلُ لِّلَّذِيْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ رَجِبٌ فَرَاتِيْ
تھے آپ اُس شخص کو جس پر اللہ نے انعام کیا اور آپ نے اُس پر انعام کیا، اگر نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس خزانہ اللہ نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ کا اطلاق آپ پر
کیوں کیا۔ اور فرمایا۔ (۱۸) وَنَحْنُ نَكُوْثُرُ مَا فِيْ السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ جَمِيْعًا قَبِيْرًا
اور اللہ نے جو چیز آسمانوں اور زمین میں ہے اُس کا مجموعہ تمہارے تابع کر دیا ہے اس
آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمانوں کی ہر چیز کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحویل
کر دیا۔ جس میں خزانہ اللہ بھی شامل ہیں۔

۹۔ بخاری شریف ۱/۱۰۱۰ اِذْ اِنَّا فَتَدَا اَعْطَيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ

اور بے شک میں یقیناً تمام زمین کے غزائوں کی کنجیاں دیا گیا ہوں۔

۱۰۔ مسلم شریف ۲۹۰ { اِذْ اَعْطِیْتُ الْکُذِّیْنَ دَسِیْمِیْ کُمِیْ مِیْرے لئے دین
حشی کہ میں نے اُس کے تمام مشرقوں کو دیکھا اور تمام مغربوں کو اور میں دو غزانے عطا کیا
گیا ہوں۔

قَالَ التَّوَدِيُّ قَالَ الْعُلَمَاءُ الْمُرَادُ بِالْكَثْرَيْنِ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ
 رطلاء نے کہا ہے کہ کثیرین سے مراد دونوں خزانے سونے اور چاندی کے ہیں۔ جو نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی طرف سے عطا کئے گئے، حدیث مذکورہ بالا سے دو امور ثابت
 ہوئے (۱) تمام زمین کا غیب اللہ نے مقرر و امدہ میں ہی عطا فرمادیا (۲) تمام سونے
 چاندی کے خزانوں کی گنجائش آپ کو عطا کی گئی۔

۱۱۔ بخاری شریف ۱۴۸ | اُتَبِّتُ بِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ خَزَائِنَ الْأَرْضِ فَصَبَّتُ
 فی بَیْذَنی دمجے تمام زمین کے تمام خزانوں
 کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ پھر میرے ہی ہاتھ میں رکھی گئی ہیں۔ چنانچہ اسی کی تصریح فرماتے
 ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا:-

۱۲۔ بخاری شریف $\frac{1}{149}$ } اِنَّمَا اَنَا قَاتِلٌ يُعْطِي اللّٰهُ
 آپ نے فرمایا اللہ عطا کرتا ہے اور
 مسلم شریف $\frac{1}{333}$ } میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

چنانچہ آپ کے قاسم ہونے کی دلیل اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائی۔

۱۱۰۔ وَ اَمَّا السَّابِلُ فَلَاحْتَمِلْهُ دُرَّتِي كَيْفَ قَسَمَ كَمَا سَوَّلَ لِي وَاللَّهِ اَجَابَ تَر
اُس کو یا رسول اللہ نہ جھڑکے، اگر بقول تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خزانہ

نہیں تو فلا تَنْهَوْا فرمے گا کیا مطلب۔ بلکہ فَاْتَمَّزَ چاہیے تھا۔ معلوم ہوا کہ آپ کے پاس خزانۃ اللہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ تقسیم کا ارشاد فرما رہا ہے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے سے کسی کو واپس مڑنا مناسب نہیں سمجھتے۔

۱۴۔ وَلَا تَجْعَلْ بَيْنَكَ مَخْلُوقًا إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَهْتَفُ بِمَا كَانَ بَيْنَ يَدَيْكَ
فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا اور آپ اپنے دستِ پاک کو تنگ نہ کیجیے اور نہ تمام فراخ
کو بھیجے تو آپ انوس سے تھکے ہوئے بیٹھے رہیں گے، اس آیت کریمہ میں جناب کی تائید
کے ميانہ روی کا ذکر فرمایا ہے۔ اگر آپ قاسم نہیں تو تقسیم اوسط کو بیان کرنے کا کیا
مطلب۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ترمیانہ روی کی تقسیم کا ارشاد فرمایا اور تقسیم علیہ فرمایا۔
۱۵۔ حشر ۲۸ مَا أَشْكُرُ الرَّسُولَ فَنُصِرْتُ بِهِ وَلَا مَأْثَرَ لَكُمْ عَنَّا
اے خداوند! جو تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
دی تو اس کو لے لو۔ اور جس سے انکار فرماؤ اس کو رک جاؤ۔

ثابت ہوا کہ آپ کے پاس خزانۃ اللہ کی کجیاں تو ہیں۔ جس بنا پر آپ کی ملکیت
ثابت کی گئی۔ آپ کو تقسیم کا طریقہ فرمایا گیا۔ اور ہمیں لینے کا طریقہ فرمایا۔ لیکن وَلَا
أَقُولُ كَمَا عِنْدِي خَزَائِنُ اللّٰهِ اس لئے فرمایا کہ صداقت رسالت پر وجہ نہ
لگے۔ کہ خزانۃ اللہ کو اپنی رسالت کی تصدیق پر خرچ کر کے رسالت کا اقرار کروایا جا رہا
ہے۔ اگر حقیقتاً یہ رسول اللہ ہوتے تو خزانۃ اللہ تقسیم کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ یہ ہے
حقیقت جو اس مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خزانۃ اللہ کا انکار کروایا گیا اور دوسرے
کئی مقامات پر ثابت کیا گیا۔ جو لوگ آپ کی رسالت کے مصدق ہیں وہ بلا طمع آپ پر
ایمان لانے ہیں اور آپ کے واسطے خزانۃ اللہ ہونے پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ باقی رہا
ارشاد الہی وَلَا أَعْلَمُ الْغُیْبُ دفرمایا بھیجے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں
غیب نہیں جانتا۔ آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات اس واسطے کہلائے کہ کوئی کج طبع

آپ کے علم غیب ذاتی کا معتقد نہ ہو جائے۔ کیونکہ شے کا مدعی وہی ہو سکتا ہے جس کی ملکیت ذاتی ہو۔ چنانچہ غیب کا حقیقی مالک و عالم وہی ذات ہے اور وہی مدعی ہو سکتا ہے کیونکہ اس کا علم ذاتی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے غیب عطائی ہونے کی وجہ سے آپ علم الغیب خود نہیں فرما سکتے۔ اللہ تعالیٰ اس عطیے کو اپنی طرف سے عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ سے خطاب کر سکتا ہے۔ چنانچہ اسی عطا کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

ذَٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ ذُو حَيْبٍ إِلَيْكَ رِیْ غَیْبِ کی
۵۔ آل عمران۔ پارہ ۳ | خبروں سے ہے جو ہم نے آپ کی طرف وحی کی، اللہ

تعالیٰ کا یہ دعوئے کہ قرآن شریف اخبار غیبیہ میں تو آپ کی ذات سے اللہ تعالیٰ بالذات وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبُ نہ کہلواتے بلکہ علم الغیب صراحتہ فرمادیتے تو معاذین ذَٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ اور اَعْلَمُ الْغَيْبُ کو مطابق کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مصنف قرآن کہہ دیتے۔ کیونکہ آپ کا دعوئے کرنا کہ میں غیب جانتا ہوں اور قرآن کا دعوئے کہ یہ غیبی خبریں ہیں یہ صاف ظاہر ہو جاتا کہ آپ مصنف قرآن ہیں۔ بلکہ ہر منکر کو موقع مل جاتا اور جو شے نبی کو مصنف کتاب بننا آسان ہو جاتا۔ حالانکہ نبی اپنی ذات کی طرف سے کسی چیز کا جامع نہیں ہوتا۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات پاک سے وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبُ کہلویا اور اپنی طرف سے علوم غیبیہ کے عطا کا انبیاء کے واسطے بیان فرمایا۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ کے متعلق تصریح فرمائی۔

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنٍّ (اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب پر بے شک نہیں) ۱۔ تکوید ۱۔

ترا اللہ تعالیٰ کی یہ کلام معاذ اللہ جعلی ثابت ہوتی ہے کہ جو چیز آپ کے پاس ہی نہیں اس پر بخل کیسا۔ لہذا ثابت ہوا کہ آپ کے پاس غیب تو منور ہے لیکن اللہ کی طرف سے عطائی ہے۔ اور وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبُ میں ذاتی علم غیب کی نفی ہے۔ ورنہ اگر لَا اَعْلَمُ الْغَيْبُ

سے مطلقاً غیب کی نفی مراد لی جائے ذاتی ہر یا عطائی تو قرآن کریم سے بھی ملتا دھونے پڑتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے فرمایا کہ میں کوئی غیب جانتا ہی نہیں اور قرآن کریم مدعی ہے کہ یہ غیبی خبریں ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ آپ قرآن نہیں جانتے۔ اور جب قرآن کریم کا انکار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ثابت ہو جائے تو قرآن کا دعویٰ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ معاذ اللہ جھوٹ ثابت ہو گا۔ اور خداوند تعالیٰ کی کلام کا جھوٹ ہونا محال اور اللہ کی کلام میں کذب کی نسبت کرنے والا کافر لہذا ماننا پڑیگا کہ ذلّا اَعْلَمُ الْغَيْبِ میں اللہ تعالیٰ علم غیب ذاتی کی نفی کر رہا ہے نہ کہ عطائی کا۔ اور ذلّا اَقُولُ لَکُمْ اِنِّیْ مَلٰکٌ را در فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تمہیں نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں !

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات سے فرشتہ ہونے کی نفی فرمائی۔ کیونکہ یہ آپ کی ہتک تھی ملائکہ تو آپ کے غلام ہیں بلکہ غلامانِ غلام ہیں۔ اور اُن کی فرمانیت کا قیام آپ کی رحمت سے مستفیض ہے۔ اور جو تم نے ملکیت کے انکار سے بشریت کا نتیجہ نکالا ہے وہ اس عبارت قرآنیہ سے تجاوز کرنا ہے۔ کہ آپ کو یاد نہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام جو سید الملائکہ ہیں۔ اپنی ذات کو مسدودۃ المتنبی پر ختم کر چکے لیکن ذات پر نور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلا اعانتِ غیر مرتبہ و تائیک پہنچے۔ فرشتہ چونکہ اپنی ذات میں اور صفات میں نبی سے کم ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات اور ہر صفات میں اذلی تر اور بالاتر ہیں۔ اس واسطے آپ نے ذلّا اَقُولُ لَکُمْ اِنِّیْ مَلٰکٌ فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اسی حقیقت کی بنا پر آپ کی زبان پاک سے کہلایا۔ دوسری وجہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مذکور اور ملائکہ ذاکر اور خداوند بھی آپ کا ذاکر اگر آپ دعویٰ ملکیت فرماتے یا مساوات یا مماثلت کے مدعی بنتے تو شانِ الوہیت کی بھی ہتک تھی۔ اور ملائکہ ذاکر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مذکور میں کوئی فرق نہ رہ جاتا۔ اگر آپ کی شان ملائکہ سے بالاتر

سبھی بلے تہی یُصَلُّونَ عَلَیْهِ اِثْنِیْ عَشَرَ مَرَّةً پر آپ فائز ہو سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ تمام آیت کا نتیجہ اللہ تعالیٰ نے منکروں کے واسطے اخیر جملہ میں نکال دیا فرمایا قَدْ هَدَا یَسْبُوْنَ اِلَّا غَیْرَ الْمُبْذَرِ فرمادیجئے یا رسول اللہ اگر مجھے غیب نہیں تو تمہیں اتنی نیز بھی نہیں کہ اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتے۔ منکرین غیب تو آپ کو بجائے بعیرانے کے ایمان سے خارج ہو کر اس کے برعکس مانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے اور آپ کی زبان پاک سے **وہابی** کہلوایا ہے کہ قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے۔ اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سی جمع کر لیتا اور مجھے بُرائی دے کر مٹا دیتے۔

وَكُنتُمْ أَكْثَرُ الْغَيْبِ لَا سَأَلْتُمُوهُ مِنَ الْخَبْرِ
اعراف ۲۴ اِنَّمَا سَخَّرَ الشَّوْعَانِ اِنَّا الْاَسْبَاغُ وَكَبِشْرُ
یَقُومُ یَوْمَئِذٍ دَاغِیْنِ غِیْبِ جَانِثَا کَثْرَتِ خَیْرِ طَلَبِ کَرَا۔ اور مجھے بُرائی دے کر مٹا دیں ایمانداروں کے واسطے بشیر و نذیر کے سوا کچھ نہیں،

اس آیت کا ماقبل آپ نے چھوڑ دیا یَسْأَلُوكَ مَا كَانَ حَتّٰی عَزَمْنَا
محمّد ﷺ قَدْ اِنَّمَا عَلِمْنَا عِنْدَ اللّٰهِ وَكَیِّنَ اَكْثَرُ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ
قَدْ لَا اَمْنٌ لِّنَفْسِیْ لَنْفَعَا وَلَا ضَرَّ اِلَّا مَا سَأَلَ اللّٰهُ وَكُنتُمْ أَكْثَرُ
الْغَيْبِ لَا سَأَلْتُمُوهُ مِنَ الْخَبْرِ اِنَّمَا سَخَّرَ الشَّوْعَانِ اِنَّا الْاَسْبَاغُ
وَكَبِشْرُ یَقُومُ یَوْمَئِذٍ دَاغِیْنِ غِیْبِ جَانِثَا کَثْرَتِ خَیْرِ طَلَبِ کَرَا
سے سوال کرتے ہیں یا رسول اللہ قیامت کے متعلق اگر آپ بحث کرنے والے ہیں اُس سے فرمادیجئے اور کوئی بات نہیں اُس کا علم اللہ کے پاس ہے۔ لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔ فرمادیجئے میں اپنے نفس کے واسطے نفع کے لحاظ سے اور نہ نقصان کے لحاظ سے مالک نہیں۔ مگر جو اللہ چاہے۔ اور اگر میں غیب جانتا تو کثرتِ غیر طلب کرتا اور مجھے بُرائی دے کر مٹا دیتے۔ (معمولی آدمی) اگر ڈرنے والا

اور مبارک دینے والا میں ہی ہوں ایسا خدا قوم کے لئے،

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بحث و تمحیص کا ذکر فرمایا ہے کہ آپ سے یہ لوگ قیامت کا سال ایسے دریافت کرتے ہیں کہ آپ اس سے جھگڑے میں پڑ جائیں۔ تو اللہ نے فرمایا کہ آپ اس جھگڑا میں مشغول نہ ہوئیے۔ بلکہ فرمادئیے قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے۔ اور یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کے پاس ہے اور کسی کو اس نے سمجھا یا یا جتنا یا نہیں۔ علم کی نفی ہے نہ تعلیم کی۔ کیونکہ آگے ارشادِ الہی مذکور ہے وَ لَکِنْ أَکْثَرُ النَّاسِ لَا یَعْلَمُونَ لیکن اکثر لوگ قیامت سے، بے خبر ہیں، اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے اکثریت کی بے علمی قیامت سے ثابت کی ہے۔ جس سے اقلیت کو علم حاصل ثابت ہوتا ہے۔ جس کا اللہ نے اس آیت میں انکار نہیں فرمایا بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات کے نفع اور نقصان کے متعلق مثبت ایزدی کے ماتحت رکھا۔ اسی واسطے فرمایا کہ اللہ کے ارادے کے سوا اپنے نفس کے واسطے میں نفع و نقصان کا مالک نہیں کیونکہ اگر نفع اور نقصان کی تعلیم اپنے نفس کی طرف منسوب فرماتے تو ہو سکتا تھا کہ آپ غیر کے نفع کے واسطے اپنی ذات کو نقصان پہنچاتے لیکن جب اپنے نفس کے نفع و نقصان کی مثبت ایزدی کے ماتحت رکھا تو یہ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ محبت اپنے محبوب کے ہر حال نفع کا خزانہ ہے اور نقصان سے وَاللّٰهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ فرما کر محفوظ فرماتا ہے۔ یہی وجہ تھی فَتَدَّ لَا اَمْلَکَ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ نے کی۔ کہ جب میرا محبوب اپنے نفع و نقصان کو میری مشیت کے ماتحت اپنی زبان پاک سے کر دے گا تو آپ کی ذات کو کسی قسم کے نقصان کا امکان ہی نہ رہے گا۔ وہ منافقین کی نظر میں آپ کی ذات کے واسطے ظاہر نقصان دکھائی دے گا۔ لیکن میری مشیت میں وہ ہر صدمت نفع ہی نفع ہو گا۔ چنانچہ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمة للعالمین بنا دیا۔ اگر بقول کہے آپ کو نقصان ہو سکتا ہے اور آپ نقصان دور کرنے کے اہل نہیں تو اس کا مطلب

یہ ہے کہ آپ کے رحمت فعلیین جو نے بقائل نہیں۔ کیونکہ رحمت اور رحمت کا اجتماع ایک ذات میں محال ہے اسی واسطے اجتماع نقیضین محال ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نقصان کے قائل کی مثال یوں سمجئے جیسا کہ ایک شخص ایک ہی وقت میں دن کا بھی قائل ہو اور اسی دن کو رات بھی سمجھے۔ لہذا مذکورہ بالا آیت سے آپ کی ذات کے واسطے بشیت الہی نفع ہی نفع ثابت ہوتا ہے۔ جس سے یہ امر بھی عیاں ہے کہ جب آپ کو اللہ کے ارادے سے محض نفع ہی ہے تو آپ اپنے متبعین کے واسطے نقصان کے خواہاں کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہ ہے اس آیت کا مطلب جس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفین مطلب کو اٹھانا کہ آپ کی زمین کرتے ہیں۔ اِنَّقُوْا اللّٰهَ

اے اللہ تبارک نے فرمایا۔ وَكَذَکُنْتَ اَعْلَمَ الْغَيْبِ لَا تُسْکِثُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسْتَوِي الْمَسْوَدُ۔ اس عبارت مذکورہ میں شرط ہے۔ اس واسطے یہ جملہ شرطیہ ہے۔ وَكَذَکُنْتَ اَعْلَمَ الْغَيْبِ مُرْطَبٌ لَا تُسْکِثُ مِنَ الْخَيْرِ جِزَاً اَوَّلَ وَمَا مَسْتَوِي الْمَسْوَدُ جِزَاً ثَانِیَ ہے۔

وجود شرط جِزَا کے وجود کو مستلزم ہے اور امتناع شرط جِزَا کے امتناع کو مستلزم ہے اور جِزَا کا خارج میں مثبت ہونا مستلزم ہے کہ شرط بھی ثابت و موجود ہو۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے وَكَذَکُنْتَ اَعْلَمَ الْغَيْبِ لَا تُسْکِثُ مِنَ الْخَيْرِ جِزَاً اَوَّلَ وَمَا مَسْتَوِي الْمَسْوَدُ جِزَاً ثَانِیَ۔ اس میں اَعْلَمَ جِزَا ہے اور وَكَذَکُنْتَ اَعْلَمَ الْغَيْبِ جِزَا ہے۔ جب زمین و آسمان اُجڑے نہیں بلکہ قائم ہیں تو زمین و آسمان کا معبود ہونا ثابت ہو گیا۔ ثابت ہوا کہ انتقار فساد و انتقار شرک باری کو مستلزم ہے۔ ایسے ہی آپ اس آیت کو دیکھ لیجئے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرتِ خیر جمع نہیں فرمائی اور بڑائی نے بھی مس کیا ہے تو آپ غیب نہیں جانتے۔ اور اگر آپ کے واسطے خیر کثرتِ خارج میں موجود ہے اور آپ کو سور کا مس کرنا بھی محال ہے۔ کیونکہ رحمت

روٹ اور رحیم کی نفیض ہے۔ لہذا آپ کو علم غیب کا ہر نامزدی ہے کیونکہ شرط ہے۔ اب یہ فیصلہ و جزاؤں کے اثبات کا اندر موقوف ہے۔

۱۔ تسار ۱/۳ { آپ کے صبر پاک کی حد کس سے مخفی ہے۔ سب مخلوق سے زیادہ آپ کا صبر مشہور ہے۔ جیسا کہ طائف میں پیٹر کھا کر آپ نے دعا سے مالامال فرمایا یہ بھی آپ کے لئے خیر ہے جو مثبت ہے۔

۲۔ قویہ ۱۱
وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ
اور اپنے مالوں اور نفسوں کے ساتھ اللہ کے رستے میں جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے
اگر تم جانتے ہو، اللہ تعالیٰ نے جہاد مالی اور نفسانی فی سبیل اللہ کو غیر فرمایا ہے۔ آپ
کے جہاد کا اور غیر کا ثبوت اللہ نے دیا ہے ۱۱ قویہ ۱۱ لَنْ يَكُنِ الدَّعْوَىٰ لِلَّذِينَ
أَمْسَوْا عَنْ جِهَادِ الْبَالِغِينَ وَأَنْفُسِهِمْ ذَٰلِكُمْ كَهَيِّئَاتِ
وَرِزْقٍ مَّرْثُومٍ ۚ وَابْقُوا ۚ اور آپ کے رب کا
۳۔ طہ ۱۱
رِزْقٌ مُّزِيدٌ ۚ بَاقِيَ ۚ وَاللَّهُ

عَبْدُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ کے فرمان کے مطابق وَ يَسْتَقْبِلُنِي مَا بَقِيَ كَرِيمِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ کے کھلا تا ہے اور پکڑتا ہے۔ اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اس سے زیادہ بہتر رزق نہ میسر ہوا نہ ہے اور نہ جو بھی سکتا ہے۔ لہذا مرنفق من اللہ آپ کی شل دوسرا نہیں ہو سکتا تو خیر ہی آپ کے لئے کسی مخصوص ہو گا۔

۵۔ بخاری شریف ۱۴، و مسلماً جو کدیا نخیلوں میں دریغ المرسلة،
ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ نخی تھے خیر کے ساتھ

ہوا چلنے والی سے) ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیز ہوا سے بھی زیادہ قائم
خیر تھے۔ اور ہوا زمین کے ہر فرد ذرہ پر چلتی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس ہوا
سے بھی زیادہ اجود بالخیر ہوئے۔ تو معلوم ہوا کہ رزق رب کی تمام خیر آپ کو ہی حاصل

4

۶۔ جمعہ ۲۸/۴
فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ قَسِمُونَ ۝ وَاللَّهُ ذَاكَ لَطِيفٌ خَدِيرٌ ۝

یہ قہار سے لئے خیر ہے اگر تم جانتے ہو، اس سے ثابت ہوا کہ ذکر اللہ کی طرف دوڑ کر آنے والا خیر کا مستحق ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ کر آنے والا کون زیادہ ہو سکتا ہے۔ بلکہ اللہ کی طرف آپ کی دوڑ کو جبریل علیہ السلام بھی پہنچ سکے چنانچہ آپ کے ذکر اللہ کی شان کو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جو سمجھا اور فرمایا وہ کسی سے مخفی نہیں۔ ترمذی شریف میں مذکور ہے سَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذِكْرِ فِي أَحْيَائِنَا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر عین میں ذکر فرماتے رہتے تھے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذکر بہتات کو کم فرمایا تِلْكَ أَيْتَاتُكَ قُبُلَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا نِصْفَهُ أَدْرَاكُ الْقَبْرِ مِثْلُ قَلِيلٍ أَوْ نِصْفِهِ دَرَسَتْ لِي الْقُرْآنَ تَرْتِلًا۔

ص ۲۳ | وَكَلَّ مِنَ الْأَنْفِيَارِ الْقِطَامَ (انفیا را خیار سے ہیں معلوم
ہوگا کہ آپ خیر اللہ آپ کا ہر قول و فعل انھی سے ہے جن
کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

۸۔ **بقرہ ۲۱۰** اَوْ مَا يَذْكُرُ اِلَّا اَوْكُوا لَا تَنْبَاطُ ۚ وَ اَوْفَىٰ تَحِيْرًا كَثِيْرًا ۚ
اور انہی دیا گیا تو وہ غیر کثیر دیا گیا۔ اور سو ا عقل والوں کے کوئی نصیحت نہیں کرتے تا اور

حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ جل جلالہ نے معلّم حکمت ہونے کا خطاب فرمایا ہے

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا
ال عمران ۱۰۴ مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ

وَلِيَعْلِمَهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ

والبتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے مومنین پر احسان فرمایا ہے۔ جب اُس نے اُن کے نفوس

سے ایسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا جو ان پر اُس کی آیتیں تلاوت

فرماتے ہیں۔ اور اُن کو پاک کرتے ہیں۔ اور اُن کو کتاب اور حکمت سکھاتے ہیں۔ اگرچہ

وہ پہلے بنی گمراہی میں ہی ہوں، اس آیت کریمہ میں رب العزت نے مومنین پر نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کا بعد اوصاف خمسہ کے مبعوث فرمانے کا احسان بتایا

ہے۔ انہی صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنوں کی فلاح کے واسطے رسول بنا کر بھیجا (۲) مومنین پر

قرآن کریم کی تلاوت فرما کر آپ کو بھی بلا اجرت قاری مقرر فرمایا (۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کو تمام دنیا میں کفر و نفاق معاصی اور عیوب بات سے پاک کرنے کے لئے مقرر فرمایا (۴) قرآن

کریم کی تعلیم حقیقی کے لئے مقرر کیا (۵) اور حکمت سکھانے والے یعنی تمام دنیا کے صحیح اُستاد

دانث و فلسفہ و اقتصادیات آپ ہی ہیں معلوم ہوا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نمایاں

و امد معلّم حکمت ہیں۔ اور جس کو حکمت دی گئی تو اُس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا وَ لَا يَدْرِي بِذِهِ خَيْرٌ كَثِيرٌ

دیا گیا۔ چنانچہ اللہ کی طرف سے جب آپ معلّم حکمت ثابت ہو گئے تو بطریق اولیٰ خیر کثیر

بھی آپ کو ہی عنایت ہوئی جس خیر کثیر کو آپ نے تیز ہوا سے بھی زیادہ تقسیم فرمایا آپ کی

ذات پاک سے محض علم غیب کی نفی کرنے پر خیر کثیر سے بھی انکار کر دینا یہ ایمان بالقرآن

سے بعید امر ہے تو بدلائل ثابت ہو گیا کہ جب آپ کو جزا اکثر تب خیر حاصل ہے۔ تو شرط

بھی یعنی علم غیب کا حاصل ہونا آپ کی ذات کے واسطے ضروری ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا

کہ آپ کو چونکہ کثرتِ خیر حاصل ہے لہذا آپ غیب کے جاننے والے بھی ہیں۔ دنیا میں بھی آپ خیر کثیر کے مالک و قاسم اور **قَدْ جِئْتُمُوهُ خَيْرًا مِّنَ الَّذِي كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ** کے قائلین سے آخرت میں خیر کثیر کے مالک و مختار بھی آپ ہی ہونگے۔ لہذا آپ کی ذاتِ مطہرہ سے غیب کا انکار کرنا یہ خداوندِ کریم کے مشروط و مشتبہ کا انکار کر کے قرآنِ کریم کا انکار کرنا ہے۔ کیونکہ جزا مشتبہ موجود فی الخیر مقرر من اللہ تو شرط کا اثبات حتمی ہے اور اس کو تسلیم کرنا جزوِ ایمان ہے۔ چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں میں کثرتِ خیر حاصل ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کثرتِ خیر کا مالک و مختار کر دیا ہے تو آپ کو علمِ غیب بھی حاصل ہوا۔

جب آپ کو خیر کثیر کی شہادت سے علمِ غیب حاصل ہوا تو علمِ قیامت بھی اس میں شامل ہو گیا۔ لیکن اُس کی بحث و تحقیق سے اللہ تعالیٰ نے بطریقِ احسن منع فرمایا۔ ایسے نہیں فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ قیامت کے جھگڑے کو نہ چھیڑیے بلکہ ادبِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ملحوظ رکھتے ہوئے فرمایا۔ **يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ خَافُتُ عَنْهَا**۔ سوال کرتے ہیں یہ لوگ آپ سے گویا کہ آپ قیامت کے متعلق بحث کرنے والے ہیں، معلوم ہوا کہ قیامت کا علم تو آپ کو ہے۔ لیکن اُس کے ظاہر کرنے سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔ جس کی بحث ذکر کرنے کا اشارہ فرمایا۔ ورنہ اگر محض قیامت کے ذکر کو ہی چھیڑنا منع ہوتا تو اللہ تعالیٰ ہی اُس کے علامات اور اُس کے آثارات کا ہی ذکر نہ فرماتا چہنچہ دوسرے مقام پر بھی ایسے ہی اشارہ فرمایا۔ **الْيَوْمَ يُؤْتِي عِلْمَهُ السَّاعَةَ** اللہ کی طرف قیامت کا علم دیا جاتا ہے، یعنی اگر کوئی سائل سوال کرے تو اُس کو یہ نہیں کہا جاتا کہ میرے پاس علمِ قیامت نہیں ہے بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ قیامت کا علم اللہ جانتا ہے۔ یہی مطلب ہے۔ **يُؤْتِي** کا اگر اپنے پاس اُس کا علم ہی نہیں تو پھر نے یا دہانے کا کیا مطلب۔ کیونکہ پھیری یا دہانی وہی چیز جاتی ہے جو غلب کی طرف آئے۔ اور مشکل کی

طرتِ رٹائی جائے۔ ایسے ہی خبر جب دونوں جانتے ہوں اور پہلے کا دوسرے کو مشورہ یہ ہو کہ یہ خبر تم نے ظاہر کرنا بلکہ مجھ پر ہی ڈال دینا۔ تو اُس کو کہا جاتا ہے کہ دوسرے نے پہلے پر بات کو ٹٹا دیا۔ اور جس چیز کا علم دوسرے کو نہ ہو تو وہ سناٹا اٹھا کر دیتا ہے کہ پہلے نے مجھے بتایا ہی نہیں۔ ایسے ہی اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علمِ قیامت نہ دیا ہو تا تو اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتے کہ اللہ کی طرف قیامت و علمِ رٹایا جاتا ہے۔ بلکہ فرمادیتے کہ میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ قیامت تھا ہے سوال کرنے پر بھی ظاہر نہیں کروں گا۔ جب لوٹانے کا ارشاد فرمادیا تو معلوم ہوا کہ آپ نے اللہ پر علمِ قیامت کی بات ڈالی ہے نہ کہ آپ بے خبر ہیں۔ جیسا کہ مخالف نے سمجھا ہے۔ اور آخری نکتہ علمِ قیامت کے اظہار نہ کرنے کا یہی ہے کہ دُعا کی چیز کا ہوتا ہے جس سے بے خبری ہو۔ تو آپ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرٌ اَتَبٰی کہلوا سکتے ہیں کہ اُس کے وقت کا اظہار نہ کیا جائے۔ ورنہ نذیرِ نذیر نہیں رہ سکتا اور نہ منذور و رہ سکتا ہے۔ باقی رہا قضا مَسْنٰی السُّورَةِ جِزِ الثَّانِیِ شرطِ اول کی۔ یعنی اگر میں غیب جانتا تو مجھے بُرائی مس نہ کرتی۔ اب اس کا فیصلہ قرآنِ کریم پر موقوف ہے کہ آیا آپ کو بُرائی نے مس کیا ہے یا نہیں۔ اگر بُرائی نے مس نہیں کیا تو آپ کو غیب سمجھے ہوئے کہہ سکتے ہیں ورنہ نہیں قتل تو یہی چاہتی ہے کہ نبی اللہ کو مسوع کی طرف نسبت کرنا ہی ایمان سے خالی ہوتا ہے۔ اور مسوع کو آپ کی طرف بھی۔ اور آپ کا اسم ذاتی جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف منسوب فرمایا ہے مُحَمَّدٌ (صلی اللہ علیہ وسلم) برگزیدہ۔ تعریف کیا ہوا۔ بے عیب یہ اسم پاک ہی مسوع کی نسبت کرنے سے مانع ہے۔ کیونکہ اگر مسوع کو آپ کی طرف منسوب کیا جائے تو آپ مُحَمَّدٌ ہی نہیں بن سکتے۔ تو اللہ کا اس نام سے پکارنا ہی غلط ثابت ہو جائے گا۔ ثابت ہوا کہ منکرینِ علمِ غیب جو آپ کی طرف مسوع کو منسوب کر کے آپ کی ذات سے علمِ غیب کی نفی کرتے ہیں۔ وہ درحقیقت آپ کے مُحَمَّدٌ ہونے

کے ہی قائل نہیں۔ چہ جائیکہ آپ کی رسالت کے نام پر ابلیس

فیصلہ شرآنی متعلقہ سوء

۱۔ **بقولہ** اِنَّمَا يَأْتِيَنَّكُمْ بِشُورٍ الْفُتَنَ اور کوئی بات نہیں
 بنی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سوء کو نسبت کیا جائے اور غیب کا انکار کیا جائے
 تو معاذ اللہ اس سے یہ ثابت ہوگا کہ آپ پر شیطانی تسلط ظاہر کرنا ہے۔ کیونکہ سوء
 شیطان کی طرف ہی منسوب ہے۔ جو انبیاء علیہم السلام کی ہتک ہے اس کا قائل
 ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی خیر سے شیطان کا بھی کمر ٹوٹتا ہوا
 ہے۔ اُس نے بھی دُتے ہوئے اِلَّا عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ میرے بندوں پر تیرا
 اللہ تعالیٰ نے بھی اِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ میرے بندوں پر تیرا
 کوئی تسلط نہیں، فرمایا ہوا ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں پر سوء شیطانی
 کا خیال کرنا یا نسبت کرنا یہ قانونِ قرآنی کے خلاف ہے۔ چہ جائیکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
 کی ذاتِ مطہرہ سے سوء کی امید لگانا یہ ایمان کے خلاف ہے۔

۲۔ **یوسف** ۱۲ { اِنَّمَا يَأْتِيَنَّكُمْ بِشُورٍ الْفُتَنَ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهٖ مِنْ شُوءٍ۔ مصری
 عورتیں حضرت یوسف علیہ السلام سے متعلق کہ دیں
 مَا عَلِمْنَا عَلَيْهٖ مِنْ شُوءٍ ہم یوسف علیہ السلام پر کسی قسم کی بُرائی نہیں جانتیں تم مصری
 عورتوں سے بھی گئے گزرے بن گئے۔

۳۔ **العام** ۶ { مَنْ عَمِلَ سُوءً يَجْعَلْهُ اللّٰهُ فِيْ حَسْبٍ عَمِلَ بِمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ
 لہذا اس آیت کو یہ سے ثابت ہوا کہ سُوءِ جہالت پر موقوف

ہے۔ اور جہالت نقص ہے۔ اور نقص آپ کی ذات سے محال ہے۔ چنانچہ سُوء کا آپ
 کو مس کرنا محال۔ ناقۃ اللہ کو اگر بُرائی مس کرے تو اس کے مس کنندہ کو اللہ کی طرف سے
 عذاب نازل ہو۔ سچے جانیک نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بُرائی کا مس کرنا چنانچہ
 ﴿وَلَا تَمْسُوْهَا بِسُوءٍ فَاِذَا خِذَ كُمْ عَذَابُ الْيَوْمِ﴾ الشک اور شبہ ہی ہے نہ اسے
 لئے نشانی ہے۔ تم اس کو ٹھکی رکھنا۔ بُرائی سے مس نہ کرنا۔ کیونکہ تمہیں درودینے والا عذاب
 پکڑے گا۔ ناقۃ اللہ کو اگر سُوء سے کوئی چھوئے تو اس کو عذاب ایم جو تو نبی اللہ کو سُوء
 کیسے مس کر سکتی ہے۔ سُوء کا مس کرنا تو کہاں کہتا ہوں کہ سُوء اگر آپ کی ذات پاک
 کی طرف توجہ کرے تو سُوء سُوء نہ رہ جائے بلکہ خیر بن جائے۔ کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ
 نے سُوء کو پاک کرنے والے دینے کیلئے کارِ تہ عنایت فرمایا ہے۔ اور آپ کی ذاتی
 شان میں اللہ تعالیٰ نے یوں صراط ہے:-

قَدْ اِشْفٰی حَسَدًا فِی رَافِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ
 العام ۱۴۰۱

میرے رب نے صراطِ مستقیم کی ہدایت دی ہے۔ جب آپ نے صراطِ مستقیم کو تھا
 ہوا ہے تو بُرائی مس کرنے کے کیا معنی بلکہ فرمایا اِنَّكَ لَتَهْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ
 بے شک آپ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دیتے ہیں کیا اگر خدا خواست آپ کو بُرائی
 مس کرے تو آپ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دے سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اگر مس سُوء کا
 آپ کی ذات مقدسہ میں شائبہ بھی ہرگز تبلیغ رسالت ہی مکمل نہیں ہو سکتی۔ لہذا ثابت
 ہوا جو آپ کی نسبت مس سُوء کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَنَا کا عقیدہ
 رکھتے ہیں۔ جو ایمان مومن کے منافی ہے۔

العام ۱۴۰۲۔ قَدْ اِنْعَمَ عَلٰیكَ وَنَحْنُ اٰی وَفَاۤی لِّلّٰہِ رَسِیْمٌ

الْعَالَمِينَ و فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ میری نماز اور قربانی اور میری زندگی اور میرا دھرم اللہ رب العالمین کے واسطے ہے۔

دو سوال اللہ رب العالمین کے واسطے ہونے کا فیصلہ اللہ نے فرما دیا ہو تو دوسرا کون ہے کہ آپ کی تمام عمر جو رب العالمین کے واسطے گزاری ہو اُن سے روگردانی کر اگر سب کی طرف پھیر دے۔ اور ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی طرف سب کو منسوب کرنے والے آپ کو نہ تَحْتَهُ لِلْعَالَمِينَ بھی تسلیم نہیں کرتے کیونکہ مسودہ اور رحمت دونوں نفعین ہیں۔ اور اجتماع نفعین محال۔ پھر مسودہ کو آپ کی طرف نسبت کرنے سے آپ کی ذات کا ہی انکار کرنا پڑتا ہے۔ خواہ کسی قسم کی مسودہ کیوں نہ ہو۔ کیونکہ مسودہ افعالِ ذم سے ہے۔ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو متبے اور مصطفےٰ مانتا ہے تو وہ افعالِ ذم کو آپ کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی افعالِ ذم کو آپ کو شامل قرار دے سکتا ہے۔ اور اگر کوئی ایسا کرے تو اسلام سے خارج ہے۔

كَذَٰلِكَ ابْتُلِيَ يُسُفُ ۝۱۲ اَمِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ ۝۱۳ اِیْنَ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ ۝۱۳ اِیْنَ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ ۝۱۳ اِیْنَ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ ۝۱۳

یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے بُرائی کو اور بے خیالی کو کیونکہ وہ ہمارے غصے بندوں سے تھا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے غصے بندوں کی طرف بُرائی کو جانے ہی نہیں دیتا۔ اور نہ بُرائی کی جرأت ہے کہ اُس کے غصے بندوں کی طرف بڑھ سکے۔ چہ بائیکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بُرائی کو نسبت کیا جائے۔ اس خیال است و محال است و جنوں۔

حقیقت یہ ہے کہ کفار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مسودہ کے منتظر رہتے تھے جن کا رد اللہ نے فرمایا۔

۴۔ قَوْمِ ۝۱۴ اَلَّذِیْنَ یُکْفِرُ بِالَّذِیْزِ عَلَیْهِمْ ذَاۤیْقَةُ السَّوْمِ ۝۱۵

اور انتظار کرنے میں تیار رہے ساتھ گردش کا۔ اُن پر بُری گردش ہو، جب گذارنے کا کافی الارحام و قیامت وغیرہ کے اغیار فیہ یصلح بنی علی اللہ علیہ وسلم سے سوال امام شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے مفاد و خیالی کو نشر فرمایا کہ ایک وقت کہ دو اڑکے منظر میں اور دوسرے وقت میں بنا، تعلیم وغیرہ مسائل میں تو اسے سائلین مع غلبہ وغیرہم اگر چہ ہر سوال کے یقینی ہے تو ہمیں متعلقہ سوال پہلے پہلے کہ مری ذات محمدی حقیقت میں کثرت و غیر عدم سو کہ داخل سمجھو ورنہ نہیں کیڑہ وار، اسوہ کا تحقق میں ہو کہ توفیق ہے اور سو کہ لازم کثرت و غیرہ کے انضمام سے ہوتا ہے اور جب تک کہ کثرت و غیرہ کا طلبگار اور سو سے ہر مری نہیں سمجھے تو قیامت وغیرہ کی متعلق تیار مانجے سوال کرنا حق بجانب نہیں بلکہ جواب رب العزت کے بطور نقص پیش فرمایا تو کو شکست کھانڈہ اَلْغَيْبُ لَا يُسْأَلُ عَنْهُ لَوْ كَانَتْ سُئِلَ اسْتَوْفَى كَمَا كُنْتُمْ تَسْأَلُونَ كَرِهَ غَيْبُ بَانَا هَذَا كَثْرَتُهُ وَغَيْرُ هَذَا قِيَامُ تَعَادِي نَات كَيْفَ اَكْبَرُ هُوَ تَعَالَى نَحْنُ اَوْ كَرِهَ غَيْبُ بَانَا ہوتا رہے مرنے میں ہی مسد کرتی رہا کو کہ مجھے سو سے بھی برا نہیں سمجھتے۔

اب اسے فقر و پابہ اگر ہم بنی علی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت ان پیشواؤں میں ہی خیال کئے ہر ذرا شک بنی علی اللہ علیہ وسلم کو ان عظیم سے بغیر سمجھو ورنہ اس سے کہ یہ ہے اگر ان حیات سے برا سمجھو تو قیامت وغیرہ سے باخبر ماننا پڑے گا۔

فَلَا اِنْ اَذَرِيْ اَقْرَبُ مَا تَقُوْعَدُوْنَ اَمْ يَحْتَسِبُ
لَكَ رَاقٍ اَمَّا عَلِيُّهَا الْغَيْبُ فَلَا يُطْعَمُ عَلٰى غَيْبِہِ

اَحَدًا اِلَّا مَنْ اَرْضَى مِنْ رَّسُوْلٍ يُمِْلِكُ مِنْ سَبِيْنِ سَيِّدِيْہِ فَمِنْ خَلْفِہِ
رَاصِدًا اَتَبْعَلَمُ اَنْ قَدْ اُسْلِمُوا اِسْرَاسِلَتِ رَاصِدًا اَتَحَاطُّ بِمَا لَدَ يَحْمَدُ
وَ اَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عِنْدَ ذَا رَفْرَادٍ يَحْبُوْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نہی
جانتا میں جو تم وعدہ دئے گئے ہو۔ کیا قریب ہے یا رب میرا اُس کے واسطے مدت
بنا دے گا۔ غیب کے جاننے والا ہے۔ وہ نہیں مطلع کرتا اپنے تمام غیب پر کسی
کو مگر رسول سے جس کو پسند کرے۔ اُس کے آگے اور اُس کے پیچھے نگہبان چلاتا ہے
تاکہ رسول جان لے کہ انہوں نے (ملا لگہ نے) اپنے رب کی رسالت کو پہنچایا ہے اور
مضبوط کیا اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، چو ملا لگہ و جبریل علیہما السلام
وغیرہ کے پاس ہے۔ اور گھیر لیا اُس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، ہر
چیز کو گنتی سے، اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بنی علی اللہ علیہ وسلم کی ذات
کی طرف سے قیامت کی روایت کا انکار کر دیا ہے جوئے ظاہر فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ

جسے چاہے اُس مدت مقررہ کے علم غیب کو اپنے رسولوں پر جس کو مرتضیٰ بنائے ظاہر کر سکتا ہے۔ اور اُس کی حفاظت کے لئے چاروں طرف فرشتے بھی متعین فرما دیتا ہے تاکہ اُس کے علم غیب میں کوئی شیطان شریک نہ ہو جائے۔ اور وہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن ملائکہ کی مراسلات کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور کل چیز کے اعداد کو وہ محیط ہر تلسے تراش دیتا ہے۔ اُن نے علی غیب میں اپنے کسی علم غیب کی تخصیص نہیں فرمائی۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا بلکہ غیب کی ضمیر کا مرجع الغیب رکھا۔ اور الغیب میں الہام کا ہے۔ اگر اللہ رب العزت الغیب کی نسبت اپنی طرف کر کے اپنے تمام غیب کے عالم ہونے کا ثبوت دیتا ہے اور ثابت ہے تو اُس کی طرف ضمیر راجع کا منسوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کذا یظہر علی غیبہ سے کیسے بے خبر ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ضمیر کا مرجع کل غیب ہے۔ جب عطا کنندہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا کل غیب عطا کر کے سرے تراش کے انکار کرنے واسطے کو کیسے میسر ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے عموم کا احصاء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کل شے کو ہے۔ جس کل کی تم تخصیص نہیں کر سکتے

قال قتادہ ومقاتل اسے یصلہ محمد
تفسیر نشا پوری ۲۱/۴۱

جبرئیل ومن معه من الملائکۃ الوحی بلا تحریف وتغییر وقولہ
من بین ید یدہ مع قولہ ان قتادہ ابلغوا معقولہ فان لا نار جہنم
خالداً من الحمل علی اللفظ ثارہ علی المعنی اخبر شمر انکد ما ذکرنا
وهو ان المراد بالعلم هو الظہر بقولہ واحاطہ بالمد یہم من المحکم
والشرايح ائی وقد احاط قیل بہ شمر علم العلم فقال واحصی کل
شیئ من وری الانبجار وذب البجار وقطار الامطار وعدد مصلد فی
معنی الاحصاء وحوال ای ضبط کل شیئ معدود المحصوراً وتغییراً

واللہ اعلم۔

تفسیر ابن جریر ۲۹/۶۰
 عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ لِيَعْلَمَ مُحَمَّدٌ اَنْهُ قَدْ ابْلَغُوا
 وَ اَخَصَّ كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ابْنِ عَبَّاسٍ سے روایت ہے کہ لیعلما کا فعل
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تاکہ جان لیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ ملائکہ نے اپنے رب کی
 رسالت کو صحیح پہنچایا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ان کے پاس تھا محفوظ فرمایا
 یعنی جبریل علیہ السلام کے پاس سے احکام شرعیہ اور عزرائیل علیہ السلام سے ہر چیز کے
 موت کا وقت اور مقام اور اسرافیل علیہ السلام سے وقت قیامت علیٰ خاکس
 و نبات امر سے آپ نے تمام تدبیریں محفوظ فرمائیں۔ حتیٰ کہ زہد، بجز و قطار الامطار و تعدد
 محفوظ فرمائے۔ جس کا نتیجہ وَ اَخَصَّ كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا سے اللہ نے ظاہر فرمایا۔
 یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شے کے شمار کو گھیر لیا ہے۔

تفسیر ابن جریر ۲۹/۶۰
 قَالَ ابُو جَعْفَرٍ وَادَى هَذَا الْاِتِّصَالُ
 اَعْدَدْنَا بِالصَّوَابِ قَوْلَ مَنْ قَالَ
 لِيَعْلَمَ الرَّسُولُ اِنْ الرِّسْلَ قَبْلَهُ قَدْ ابْلَغُوا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ وَ ذَلِكَ
 اَنْ قَوْلُهُ لِيَعْلَمَ مِنْ سَبَبِ قَوْلِهِ قَتَلْتُمْ نَفْسًا يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ
 وَ مَنْ خَلَعَهُ رَحِمَهُ اَوْ ذَاكَ خَيْرٌ عَنِ الرَّسُولِ لِيَعْلَمَ بِذَلِكَ اَنْ قَوْلُهُ
 لِيَعْلَمَ مِنْ سَبَبٍ اِذَا كَانَ ذَلِكَ خَبْرًا عَنْهُ وَقَوْلُهُ اَحَاطَ
 بِالْأَلَدِ يَهْمُ يَقُولُ وَعَلِمَ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُمْ وَ أَحَصَى كُلَّ شَيْءٍ
 عَدَدًا يَقُولُ عَلِمَ عَدَدَ الْأَشْيَاءِ كُلِّهَا اَنْ لَمْ يَخْفَ عَلَيْهِ مِنْهَا
 شَيْءٌ

ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہر ذرے سے ہر ذرے کا علم مطلق

کی جہنم اپنے گھروں میں کھاتے ہو۔ اور جہنم اپنے گھروں میں ذخیر کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کئی نعمات عطا فرمائے جن میں سے یہ دو انعام بھی آپ کو مل تھے۔ (۱) پیٹ میں کھائی ہوئی مختلف چیزوں کا علم اور عیسیٰ علیہ السلام کا دعویٰ کرنا کہ میں بتا سکتا ہوں۔ تمہارے پیٹ کی خوردہ اشیاء کی مقدار جنہیں اور حمل لٹکی کالج یا لاکا مردہ ہے یا زندہ وغیرہ وغیرہ۔

(۲) جو گھروں میں ذخیر ہو مدفون ہو یا منہ و ہر ذخیرے کو آپ غائبانہ بلا اسباب بیان کرنے کا دعویٰ کرتے تھے جس کی تصدیق اللہ تعالیٰ نے بھی فرمائی کہ اُن کو یہ علم تھا وہ ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کو علوم غیبیہ پیدا نشی حاصل تھے۔ بعد ازاں تمام انبیاء علیہم السلام کو ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک دو گھنٹہ کی عمر میں اپنی تمام عمر کے خصوصی علوم غیبیہ انہی کرامات کی گود میں قوم کے سوال کرنے پر ظاہر فرمائے۔

فَاشَارَتْ اِلَيْهِمْ قَائِلًا اَكْبَيْتُمْ نَكَلًا مِّنْ
كَانَ فِي الْمُنَادِيَةِ صَبِيحًا قَالِ اِنِّي عَبْدُ اللَّهِ اَشْبَعِي

اَلْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا اَيْنَمَا كُنْتُ وَارْزُقْنِي
بِالْمَلَكُوتِ وَارْزُقْنِي مَسَاكُمُتْ حَيًّا وَبَدًّا اِيَّاكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّي
جَبَّارًا مُّشْرِقِيًّا حضرت مریم علیہا السلام نے قوم کے سوال پر حضرت علیہ السلام کی
طرف اشارہ فرمایا۔ قرآن میں نے کہا۔ ہم اس سے کیسے کلام کر سکتے ہیں جو گود میں پوجے
عیسیٰ علیہ السلام (گود سے) برے میں اللہ کا بندہ ہوں اُس نے مجھے کتاب دی ہے۔ اور
اُس نے مجھے نبی بنایا ہے۔ اور اُس نے مجھے برکت والا بنایا ہے۔ جس جگہ بھی رہوں گا اور
اُس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم بھی دیا ہے۔ جب تک کہ میں زندہ رہوں۔ اور اُس نے
مجھے مع میری والدہ کے نیک و متقی بنایا ہے۔ اور اُس نے مجھے سرکش بدبخت نہیں بنایا۔
قوم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اُن کی والدہ کی برکت مطلوب تھی لیکن حضرت

میں علیہ السلام وَجَلَّی بَرَّاقِدَیْ وَ کَرَّمَ جَعَلْنِی جَبَّارًا شَقِیًّا یہی
فرما دینے لگا کہ اتنی عبادت اس کے آپ نے اپنی کلام میں اتنی طراوت فرمائی تو یہ
بھی آپ کو علم غیب ہونے کی ایک خاص علامت تھی۔ جو آپ نے استقبالیہ غیب کے علم
کو ظاہر فرما کر اپنی قوم کو یقین دلادیا۔ کہ جب میں آئندہ کے اپنے تمام واقعات غیبیہ صحیح
پیش کر رہا ہوں۔ تو اپنی والدہ کی بھی صحیح خبر ظاہر کرنے میں شکی نہ ہوں گا۔ اسی واسطے
فرمایا۔ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ یہ کلام بھی استقبالیہ غیب پر دال ہے
یعنی تم میرے بڑے ہونے کے بعد مجھے خدا کا بیٹا کہہ کر میرے اللہ کو شرک سے متہم
کر دو گے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ کی بریت سے پہلے اپنے رب
کی بریت فرمائی۔ فرمایا اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ۔ آپ کو ان کے ابن اللہ کہنے کا علم اسی
وقت تھا جس بنا پر آپ نے ان کا رد کرتے ہوئے اپنے اللہ کی بریت فرمائی جس
سے ان کے علم غیب کا ثبوت ملا۔ اور علم مافیٰ اللہ کی دلیل بیان فرمادی۔ پھر اسٹیج
اکتسب فرما کر علم مآذ اکتسب عَدَا کا اظہار فرمایا۔ اور وَجَعَلْنِیْ سَبِّیًّا سے ثابت
کر دیا کہ نبی اللہ کی نظر پیدائشی علم غیب پر ہوتی ہے۔ کیونکہ جو چیز بھی روح مرقومہ
درج مسمیٰ جس کا نزول بعد از بوخت ہونا تھا۔ پھر انہوں نے دعوے کرنا تھا۔ اس
کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیدائش کے پہلے دن ہی بیان فرما دیا۔ کیا یہ مآذ
تکسب عَدَا کا علم نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر یہ خاصہ اللہ کا ہی ہوتا اور کسی انبیاء کو
ظاہر نہ فرمایا ہوتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ جھوٹا کر دیتے۔ اور وَجَعَلْنِیْ
سَبِّیًّا کَافِیًّا اِنِّیْ نَاکُتُ سے اپنے مقام کے متبرک ہونے کو ثابت کر کے بیان فرمایا
کہ آپ کو بچپن میں ہی مآذ اکتسب عَدَا کا اپنی ذات کے متعلق بابرکت ہونے
کا بھی علم ہے۔ جو علوم غیبیہ کی ایک جڑ ہے۔ وَ اَوْصِیْیْ بِالصَّلٰوۃِ وَ اَلَّذِکَ وَاۡتَا
دُمْتُ حَیًّا سے بھی اپنی تمام کے مآذ اکتسب عَدَا کا ثبوت دیا۔ جس کی خیریت

کا حکم ابھی عائد نہیں ہوا۔ اس محفوظ میں ہی درج ہے لیکن آپ اس کو بیان فرما رہے ہیں یہ بھی علومِ خمسہ کی دلیل ہے۔ اتنے اعمالِ مستقبہ کو صحیح ثابت کر کے اپنے علومِ فیسیہ کا قوم کو پورا یقین دلایا۔ بعد ازاں علومِ ماضیہ کو بیان کرتے ہوئے اپنی اودا پنی والدہ کی اہمیت کو قوم کی نظر دل میں صاف کیا۔ اور قومِ منکرینِ غیب کو آپ نے اپنی ذات کے واسطے علومِ خمسہ کا دامنِ ثبوت دیا ہے۔ فرمایا وَبَدَأَ الْإِنْسَانِ ذِكْرًا وَكَمْ يَجْعَلُكَ جَبَّارًا سَلْبِيًّا میں مع اپنی نسل کے متعلق ہوں۔ یعنی مجھے بھی اللہ نے پرہیز گار اور حقیقی بنایا ہے۔ اور میری والدہ بھی بڑی متقیہ رہے۔ اور میری والدہ کی عصمت کا ثبوت واضح ہے۔ کیونکہ اس نے مجھے حکمران اور بدبخت نہیں بنایا۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھے حکمرانِ بدبخت بنا دیتا تو یہ ظلمت و لالہ زنا کی ہوتی ہے جب میں منکر اور فحشی نہیں تو ولد الزنا نہیں معاذ اللہ اور جب میں ولد الزنا نہیں تو میری والدہ مشکوکہ نہیں۔ جیسا کہ تم سمجھ بیٹھے ہو۔ اس آیتِ کریمہ سے مافی الارحام کا علم اور مافی القلوب کا علم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے یقیناً ثابت ہو گیا۔

اس آیتِ کریمہ سے يٰٓاَيُّهَا مَآئِي الْاَنۡرَ حَآءِ رَمَاتۡ شَرِيۡ لَفَسۡنَ مَاۡذَا اَنۡكَسِبُ خُذْ اٰلِي تَشَرِيۡعِ عِيسٰى عَلِيۡہِ السَّلَامُ نے بیان فرما کر شانِ نبوت اور نبی اللہ ہونے کا پکا ثبوت دیا نبی اللہ اگر علومِ خمسہ کو بیان نہ کر سکے تو اس کی صداقت واضح نہیں ہو سکتی خداوند تعالیٰ جب اپنے نبی علیہ السلام کو باقی طاقت ایسی عطا کرتے ہیں جو مخلوقی طاقت کو عاجز کر کے تو ایسے ہی رب العزتِ علی طاقت بھی اپنے نبی علیہ السلام کو ایسی ہی عطا فرماتے جو انسانی علوم کو عاجز کر دے اور وہ صرف علم لدنی الہی سے ہی طاقتِ علمی ہو سکتی ہے۔ جس سے علومِ خمسہ کی خصوصیت بھی ہے اور یہ علومِ خمسہ علومِ الہیہ سے اتنی ممتاز بھی نہیں جیسا کہ سمندر سے ایک قطرہ کو نسبت ہو اور دیوبندی وہابی نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ اگر علومِ خمسہ مخلوق کو عطا کر دے تو معاذ اللہ خدا کے ساتھ مشرک لازم ہو جائیگا۔ بیچارہ ایسا کم علم ثابت ہوا کہ علم الہی کو علومِ خمسہ میں ہی محیط سمجھ بیٹھا مالا لکہ خداوندِ کریم کا اپنے بے پایاں علم سے علومِ خمسہ

کو اپنے قصدمی علم کا ثبوت دینا اور ان کا مظہر علوم انبیاء علیہم السلام کو بتانا انبیاء اقدس نے کی زبردست دلیل دی ہے جس میں کسی کو مدافعت غیر نہیں محض احسان الہی ہی فیضان ہے۔ جن فیوض الہیہ کا دیوبندی وہابی بیچارہ منکر ہو چکا ہے اور ویس نبوت کا انکار نبوت کے انکار کو مستلزم ہے۔

۱۰۔ ابراہیم $\frac{۱۲}{۶}$ رَبَّنَا إِنِّي أُمُكِّنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بَنُو آدَمَ عَلَيْهِ ذِي
 ذُرِّيَّةٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ أَسَ رَبِّمِ مِرْنَ
 بسایا ہے اپنی اولاد سے غیر ذرا علی وادی میں حیرے بیت الحرام کے پاس اس آیت
 کریمے مِنْ ذُرِّيَّتِي میں رب العزۃ نے من تبعیضہ کو بیان فرما کر ابراہیم علیہ السلام
 کے واسطے علم و ما فی الاصحاح و ما ذَا اُتَکَسِبَ عِنْدًا کا ثبوت پیش کر دیا
 کیونکہ اس علیہ السلام ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے لیکن ابراہیم علیہ السلام نے پہلے ہی
 مِنْ ذُرِّيَّتِي فرما دیا اور منکرین کا دم توڑ دیا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت الحرام
 کا بیان فرمایا جس کا درج نام و نشان نہ تھا۔ اس مقام پر بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
 بھی مَا ذَا اُتَکَسِبَ عِنْدًا کا علم بیان کیا۔ چنانچہ رب العزۃ نے ابراہیم علیہ السلام کے
 متعلق علم غیب ہونے کی شہادت دی ہے۔ کوئی شخص ایمان لائے یا نہ۔ فرمایا۔

۱۱۔ انعام $\frac{۱۲}{۶}$ وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمٰوٰتِ
 وَالْاَرْضِ وَادٰیہِ جِہِیْمَ نے ابراہیم علیہ السلام کو زمین و
 آسمان کی بادشاہیاں دکھادیں، ابراہیم علیہ السلام کے متعلق قرآن کا آسمان
 کے عزم فیضیہ عطا کرنے کا ارشاد فرمادیں اور تم پر عقیقہ رکھو کہ غیب کا علم خدا کے سوا
 دوسرے کے واسطے تسلیم کرنا شرک ہے۔ اور قرآن آیت پڑھ دیتے ہو کہ اللہ قلم فرماتے
 ہیں۔ لَٰكُفٰیثَتِ السَّمٰوٰتِ وَكَذَٰلِكَ یُحٰیثُ كُنْ كُنْ ایت پڑھو گے رب العزۃ نے قرآن
 آیات میں اپنی طاقت علمی کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ

عَالِمُ غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ عَلِيمُ غَيْبِ ذَاتِ الصُّدُورِ پھر فرمایا
 إِنَّ اللَّهَ يُعَلِّمُ غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ اور فرمایا اللَّهُ غَيْبِ السَّمَوَاتِ
 وَالْأَرْضِ اور سُبْحَانَ رَبِّيَ فَرَمَا اِنِّي اَعْلَمُ غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْعُلَمَاءُ
 تَبَّ ذُؤُوتٍ وَمَنَّا كُفُوهٌ اور اپنی اس طاقت علمی کو خصوصیت سے رقیبت دی فرمایا
 نَسُوا لَا يَكُونُ مِنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبِ إِلَّا اللَّهُ جب اپنی طاقت علمی
 خصوصی کا دعویٰ فرما دیا تو دعویٰ ملیہ کے انکار پر دعویٰ کی دلیل پیش کرنا فرض تھا تو رب العزت
 نے اپنے ان مذکورہ بالا دعویٰ کی تائید میں انبیاء علیہم السلام کو مظہر علوم خمسہ بنا کر دلیل دی
 جیسا کہ ان مذکورہ بالا آیات کی دلیل ابراہیم علیہ السلام سے بیان فرمائی وَكَذَٰلِكَ اَنْذِرُ
 سُورَى اِسْبْرَ اَهْبَیْوْا مَنَکُذَاتِ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ اور تاکر زمین و آسمانی غیرت
 بنی اللہ کے دیکھنے سے خداوند کے علمی و معرفت غیبِ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ کی حق دلیل
 کفار کو ثوابت ہو جائے تو علم مادی و مادی انبیاء علیہم السلام کو عطا ہونے سے دلیل علمی
 توحید و رسالت مکمل ہوتی اور اگر وہ ہندی و مانی کی طرح مذکورہ بالا آیات کو تلاوت کے
 علوم غیبیہ علمی و محض خداوند پر ہی اکتفا کیا جاوے اور سُورَى اِسْبْرَ اَهْبَیْوْا
 مَنَکُذَاتِ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ کو پس پشت ڈال دیا جاوے تو معاذ اللہ یہ
 مذکورہ بالا آیتیں محض دعویٰ بلا دلیل علمی ہونگی۔ لہذا ہر مومن کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ علوم غیبِ
 السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو عطا کر کے صداقت نبوت کے لئے
 دلیل پیش فرمائی ہے۔ ورنہ علوم الہیہ کا غیبِ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ کے عالم ہونے کا فکر
 تو کئی کافر بھی نہیں۔

یہ ہے آیت کا مطلب جو ایک آیت نے ہی تمہارے اختلافات کو حل کر دیا۔ اب
 تم ادا کر دو کہ تمہاری عقل و اجتہاد درست ہیں یا اللہ کا فرمان کافی ہے جس ذات
 نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو علوم خمسہ کا علم ہی عطا فرمایا۔ کیونکہ مَنَکُذَاتِ السَّمَوَاتِ

والکٹھین میں علوم غریہ اشیا ربعی شامل ہیں۔

۱۲۔ مریم $\frac{19}{3}$ { يَا بَتِّ اِنِّي كَتَدُجَاوِي مِنْ مَلَكُوتِكَ
فَاَتَّخِذْنِي اَمْرًا مَكُونًا } اے میرے

باپ میری یہ شان ہے کو میرے پاس ایسا علم آیا ہے جو تیرے پاس نہیں ہے۔ تو میری اتباع کرے۔ میں تجھے سیدھے مستے کی ہدایت دوں گا،

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اُس فرمانِ مذکورہ بالا کی تصدیق کرتے ہوئے دعوے فرمایا۔ کہ مجھے علمِ غیب حاصل ہے جو تیرے پاس نہیں۔ اگر تُو نے میری اتباع کی تو میں تمہیں سیدھے رستے کی طرف لے چلوں گا۔ اس مقام پر ابراہیم علیہ السلام کے علم کے ساتھ جو غیب کی صفت لگائی گئی ہے۔ اُس کے تین وجوہات ہیں (۱) کَذَّابٌ شَرٌّ اَبْرَہٰمَ اَیْمَہُ اَپ کے علمِ غیب کو واضح کر رہا ہے۔ کیونکہ اگر غیب کا علم نہ ہوتا تو آپ کی کمال رویت اور احسان الہی کیسے ہو سکتا ہے (۲) قَدْ جَاءَ فِی مِنَ الْعِبْرَہِ اَپ نے فرما کر علم کے ساتھ فضلِ جاء کو بیان کیا تاکہ ثابت ہو جائے کہ یہ علم میرا غیب الہی سے ہے۔ اسی واسطے جاء کی قید علمِ غیب سے متصف کر دیا (۳) اَدْعَاہُ فِی اَیْمَہُ کے فرمان نے صاف غیب کی ناکہ فرمادی۔ فرمایا کہ میرے پاس وہ علم آیا ہے جو تیرے پاس نہیں تو اسی مخاطبِ غلط کی حقیقت ہی تو غیب ہے جو اس سے صاف عیاں ہے نیز ان وجوہات کی بنا پر ابراہیم علیہ السلام کے دعوے سے علمِ غیب کی اصلیت واضح ہو گئی

حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو کوٹھیں میں گرنے سے
 ۱۳۔ پہلے ہی مَنَافِی الخَدَّاءِ کا ارشاد فرمایا فَبِئْسَ كَيْدٌ ذَا لِكَبِيرٍ
 کہ تجھ سے میرے جانی حیلہ کرے گی۔ فَبِئْسَ كَيْدٌ ذَا صَغِيرٍ استقبال فرما کر قبل از وقت عریض

کی اطلاع دے دی۔ پھر فرمایا:-

وَكَذَلِكَ يَخْبُرُكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ

۱۴- یوسف ^{۱۲} اَلْاَسْرَارِ الْاَحَادِيثِ وَيَسْتَرْفَعُ نَفْسَهُ عَلَيْكَ

وَعَلَى اَبِ يَعْقُوبَ كَمَا اَتَمَّهَا عَلَى اَبَوْنِكَ مِنْ تَبْلُ اِسْرَ اَهْلِيهِ وَ
اِسْمُكَ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (۱) اور اسی طرح چنے گائے تیرا رب اور رکھائے
گائے تیرے دو یا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کرے گا۔ اور آل یعقوب پر پوری کرے گا۔
جیسا کہ تیرے باپ دادا ابراہیم اور اسمٰعیل علیہم السلام پر اُس نے اپنی نعمتیں پوری کیں
بے شک تیرا رب بڑا جاننے والا اور بڑا دانہ ہے (۲) اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ
یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کے متعلق تین بڑے امور مآذا انکسب
عنداً کے علوم غیبیہ کی اطلاع دی (۱) یوسف علیہ السلام کا دوسرے بھائیوں سے برگزیدہ
ہونا۔ یعنی بادشاہی ملنا اور بھائیوں کا ماتحت ہونا (۲) تعبیر رویا کا علم جو ابھی یوسف علیہ
السلام کو حاصل نہیں تھا۔ اللہ کے پاس ہے یا راجع صوفیوں کی تعلیمات میں تَاوِیْلِ
الْاَحَادِيث سے اُس علوم الہیہ کی غیبی خبر دینا (۳) وَاَسْتَرْفَعُ نَفْسَهُ عَلَيْكَ سے یوسف علیہ
السلام کی قربت کی خوش خبری دینا یہ بھی مافی الحدود کا علم ہے اور آل یعقوب فرما کر
مَافِ الْاَسْرَارِ کے علم سے خبردار فرمایا۔ یہ ہیں خداوند کریم کے مآذا انکسب عنداً
اور مَافِ الْاَسْرَارِ کے پاس شدہ نبی جن کو تم مفض خدا کا ہی خاصہ ثابت کر رہے تھے اور انبیاء
علیہم السلام کی ذات سے ان علوم خسرہ کا ہونا بالکل محال سمجھتے تھے۔

وَقَالَ تَوَخَّ رَبِّ لَا تَذَرْنِي مِنَ الْاُمَمِ مَنْ مَنَّا كَاذِبِينَ

۱۵- نوح ^{۱۱} اَلَّذِي اِنَّكَ اَنْتَ تَذَرُهُمْ يَتَّبِعُوْا عِبَادَكَ وَلَا

سَيَلِدُوْا اِلَّا اَنْفَاجًا كَفَّارًا (۱) اور نوح علیہ السلام نے فرمایا۔ اے میرے رب زمین
پر کسی کافر کی آبادی کو نہ چھوڑ۔ اگر تو نے چھوڑا تو تیرے بندوں کو گمراہ کر دیگے اور سوائے

ناجرا اور کافر کے وہ نہ جنہیں گے اس آیت کریمہ میں فوج علیہ السلام نے دو امور فیصلہ کی
 علوم خمسہ سے اطلاع دی (۱) یُضِلُّوْهُمۡ ذٰلِکَ لَعَنَ کُفَّارُکَ زَمَٰنًا اِسْتَقْبَالَ مِیۡلَہٗمُ کُرۡنَا
 کو ظاہر کرنا۔ یعنی مَا ذَا اَتٰکُمۡبِ غَدَاکَ علم کا قبل از وقت ارشاد فرماتا (۲) وَلَا
 یَلٰدُکُمۡ اِلَّا اِنۡ شَآءَ کُفَّارُنَا سے تمام کفار کے مافی الائمہ حاکم کی قبل از وقت صحیح خبر دینا
 اور مَا فِی الْاُخْلَاصِ کا پتہ دینا۔

خضر علیہ السلام بھی مَا ذَا اَتٰکُمۡبِ غَدَاکَ اس سے متعلق ملاحظہ ہو۔۔

۱۶۔ کہف ۱۶ { (۱) خضر علیہ السلام نے عام بادشاہ کے پہنچنے کے پہلے کشتی
 کی ایک تختی اکھاڑ دی جس کی تعبیر بعد میں ظاہر فرمائی (۲)
 رب کے کو قتل کر دیا اس بنا پر کہ وہ اپنے مال باپ کو باغ ہو کر گمراہ کر دے گا (۳) دیوار
 بنا دی کیونکہ اُس کے نیچے خزانہ تھا۔

۱۷۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مَا ذَا اَتٰکُمۡبِ غَدَاکَ کی خبر دینا۔

۱۷۔ کافرون ۳۰ { وَلَا اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُمْ وَلَا اَنْتُمْ
 اَعَابِدُوْۤنَ مَا اَعْبَدُوْۤا اور نہیں ہوں میں
 اُس چیز کی عبادت کرنے والا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم عبادت کرنے والے
 ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں، اس آیت کریمہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کل کی خبر دی
 کہ جس کی تم عبادت کرتے ہو اُس کی میں نہیں عبادت کروں گا۔ اور نہ تم ہی عبادت
 کرو گے۔ جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تو یہ آپ کی چٹکائی ہے مافی محمد کی۔

۱۸۔ ابو داؤد ۱۰۲ نسائی شریف ۱۰۲ مسلم شریف ۱۰۲

مسند ابوداؤد طیالسی میں خاصا نص کبریا

قَالَ أَسْنُ خَالَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا مَصْرَعٌ

فَلَا يَنْعَدُّ وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ وَهَذَا مَصْرَعٌ فَلَا يَنْعَدُّ

وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ. فَقَالَ وَالَّذِي لَفُتِي بِهِ مَا جَاءَنَا أَحَدٌ

مِنْكُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِطَلْمِ

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُخِذَ بِأَسْرَجِهِمْ فَصَحَبُوا أَفْئَقُوا

فِي قَلْبِهِ بَدْوِ رَأْسٍ سَ رَوَايَتٍ هِيَ أَنَّكَ فَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَجُلٍ فَلَاحَ كَرْنِي كِي بَكَّةً وَأَرْأَى نَ اِپے دستِ پاک کو زمین پر

رکھا۔ اور یہ ہے کہ فَلَاحَ کَرْنِی کی جگہ اور آپ نے اپنے دستِ پاک کو زمین پر رکھا تو فرمایا

حضرت انسؓ نے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ پاک کی جگہ سے اُن فرمودہ آدمیوں سے کوئی بھی پس پیش

نہیں ہوا تو بطابق حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹ کر قلب پر

میں ڈالا گیا، اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امورِ خمسہ سے

انہی کی اطلاع قبل از وقت فرمائی (۱) مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا كَالْعِلْمِ عَنِ كُلِّ شَيْءٍ

(۲) اور بآیۃ اَرْضِ تَمُوتُ كَالْعِلْمِ عَنِ كُلِّ شَيْءٍ میں مرے گا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

صاف ملاحظہ عند یعنی کل کا علم ظاہر فرمایا۔ اور زمین پر دستِ پاک رکھ کر علیحدہ علیحدہ ہر ایک

کے مرنے کی جگہ پہلے ہی ظاہر فرمادی۔ کیا ان دو کا امورِ خمسہ ہے ارشاد نبی صلی اللہ

علیہ وسلم صحیح نہیں۔ اگر صحیح ہے تو اس پر ایمان لانے سے آپ کو کوئی مذہبیت مانع نہ

ہونی چاہیے۔ کیونکہ ثانی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ پھر تمہیں یاد ہونا چاہیے کہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ تمہیں جہاں گئے تھے۔ کہ مسلمانوں کے نبی بنے جو کچھ فرما دیا ہے

وہ سچ ہو کر ہی بیگناہ لیکن دوسرے کو ان کو میدان جنگ میں آنا پڑا اور انہیں فرمودہ مقامات پر وہ قتل کئے گئے۔ فوراً انصاف کی نظر سے غور کریں۔ کہ کفار کا عقیدہ تو انبیاء کے متعلق ان کے علوم خمسہ پر صحیح ہوا و تم اہل امتی بن کر ان کے علوم صحیحہ کا انکار کرو تو کیا منکرین علوم خمسہ کو ان متوکلین کفار سے بدتر نہ کہا جائے۔ میرے خیال میں یہ کہنا سبباً ہوگا زیادتی نہیں ہے۔ کیونکہ آپ کے فرمان کے مطابق ہی واقع ہوا۔

۱۹۔ مشکوٰۃ شریف ۳۳۴
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِلَى الْأَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُولَدُ لَهُ وَيَمُوتُ تَحْتَهُ أَمْرٌ لُبِيبٌ رَسَنَةٌ ثُمَّ يَمُوتُ فَيُحْدِثُ مَعْنَى فِي قَبْرِى وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ بن مریم زین پر اتریں گے تو نکاح کر لیں اور ان کی اولاد ہوگی۔ اور ۴۴ سال قیام فرمائیں گے۔ پھر ان کا وصال ہوگا تو میری قبر کے ساتھ میرے مقبرے میں دفن کئے جائیں گے، اس حدیث پاک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ غیبی امور کو ظاہر فرمایا۔ جو قرب قیامت میں ہونے والے ہیں (۱)، عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی اطلاع (۲)، عیسیٰ علیہ السلام کے نکاح کرنے کی اطلاع (۳)، عیسیٰ علیہ السلام سے اولاد کا ہونا یعنی ما فی الامر حاد کے علم کی آپ نے کسی صدیوں پہلے اطلاع فرمادی (۴)، عیسیٰ علیہ السلام کے قیام کی پوری میعاد ۴۴ سال کا ارشاد فرمادینا (۵)، عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کے مقام کی اطلاع دینا۔ لہذا اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امور خمسہ سے امور ثلاثہ غیبیہ مخصوصہ کی خبر صحیح بیان فرمائی جس پر ہر کلمہ کو مسلمان کا ایمان ہے۔ کہ قرب قیامت میں ایسے ہی ہوکر رہیگا۔ الا فرما زائید جو ان اطلاع ثلاثہ کے منکر ہیں۔ اب تم سوچو کہ متہار ایمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوقات غیبیہ فرمودہ پر صحیح ہے تو تم نبی

صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے علوم خمسہ کے قائل ہو گئے۔ تو فیہما دورہ فریقہ مرزا یہ میں شامل ہو گئے۔

۲۰۔ کنز العمال ۲۶۸ { عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَرَىٰ إِيَّائِي أَعِيشُ مِنْ بَعْدِكَ

فَتَأْتَنِي أَنْ أَذُقَنَّ إِلَىٰ جَنَّتِكَ فَتَأْتَنِي بِذَلِكَ الْمَوْضِعِ مَا فِيهِ إِلَّا مَوْضِعَ كَبُورِي وَكَبُورِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ بَنَ مَرْثِيٍّ وَحَضْرَتِ عَائِشَةَ صَدِيقَتِي سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھتی ہوں کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی۔ آپ مجھے اجازت فرمائیے کہ میں آپ کے پہلو میں دفن کی جاؤں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ بے شک میرے واسطے یہی جگہ ہے یعنی میرا مدفن یہی ہے۔ اور کسی کی جگہ نہیں سوائے میری قبر کے اور سوائے ابوبکرؓ کی قبر کے اور عمرؓ کی قبر کے اور عیسیٰ بن مریمؑ کی قبر کے، اس حدیث شریف میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چاروں کے مدفن کا علم بیان فرما دیا۔ جس سے ما فی غدد کا علم بھی ثابت ہو گیا۔ چنانچہ مطابقی فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اُسی مقررہ مقام پر آپ کا بھی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا بھی اور حضرت عمرؓ کا بھی مدفن بن چکا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی جن کا قیام ابھی آسمان پر ہے انشاء اللہ العزیز بقرب قیامت آپ کے فرمان کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر میں ہی دفن ہوئے گا۔ خَبَرًا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَفَضْنَا بِأَيِّ أَرْضٍ تَوُوتَ وَمَا ذَاكَ تَكْسِبُ عَدَاؤَنَا كَمَا نَرَىٰ عَمَتَ۔

۲۱۔ مسلم شریف ۲۴۱ { نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں کے قتل کا مکان بیان فرمایا۔

فَيُطْلَبُ سَاحَتِي يَدْرِكُنِي بَابُ لَدَىٰ فَيَقْتُلُنِي دَرُوْجَالِ وَحَضْرَتِ عِيسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ

تلاش کریں گے۔ جتنی کہ باب لہ کے پاس وصال کو پالیں گے۔ تو اس کو قتل کر دیں گے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر دونوں علوم فیسیہ کی اطلاع فرمادی۔ بایں ائمہ میں غوث اور ماذا نکتہ عذائیں کل کا علم اور مرنے کا صحیح مقام۔

۲۲۔ کنز العمال ۲۲۱/۱ | لَيْقَتَدِ اجْنُ مَذِيْبِ الدَّجَالِ بِبَابِ لُدٍّ

باقی رہا پیٹ کا کو بیل قرآن کریم جس کے متعلق روح علیہ السلام کے بیان میں وَلَا تَلِيْلُ دَا اِلَّا فَاَجِرًا كَفْتَا رَا اَوَاشِحَ ہر چکا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مَا فِي الْاَسْرَحَامِ کا ذکر۔ (مَا فِي الْاَسْرَحَامِ کا ذکر حدیث صحیحہ سے)

۲۳۔ بخاری شریف ۱۱/۱ | عَنْ اَبِي بَرْدَةَ عَنْ اَبِي مَرْثَدَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اشْبِلَةَ كَوْهَمًا قُلْنَا اَكْثَرُ عَلَيْهِمْ غَضَبٌ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ سَلُوْنِي مَا مِثْلُكُمْ فَقَالَ

مسلم شریف ۲۶۳/۲

مَرَجَلٌ مِّنْ اَيِّ قَالَ اَبُوكَ حَدَّثَنَا فَمَا اَخَرْتَنَا مِّنْ اَيِّ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ اَبُوكَ سَأَلْتُمُوْنِي سَهِيْبَةً فَلَمَّا سَمِعْتُمْ عَنْ عُمُسَا فِي وَجْهِهِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اِنَّا نَسْتَوِيْ اِلَى اللَّهِ رَاِبِرُوْنِي رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سَابِرُوْهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ رَدِ اَيْت كرتے ہیں فرمایا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چند ایسی اشیاء سے متعلق سوال کئے گئے جن کے اظہار کو آپ بڑا محسوس فرماتے تھے تو جب آپ پر زیادہ دفعہ سوال کیا گیا۔ تو آپ نے جو بیش رحمت میں آکر لوگوں سے فرمایا جو تہوار اول پاس ہے تم مجھ سے دریافت کرو۔ تو ایک آدمی عبد اللہ نے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تیرا باپ عذاذہ ہے تو دوسرا شخص (سعد) کھڑا ہوا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے۔ تو آپ

نے فرمایا تیرا باپ سالم مولیٰ شیبہ ہے۔ جب حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ آپ کے رخِ انور پر رحمت کے بل چمکتے نظر آرہے ہیں۔ کہ فرمایا کہ ہم اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں، اس کے آگے دوسری حدیث شریف میں ہے کہ آپ نے بار بار فرمایا سَلَوْتُ فِي رَدِّيَا فَت كَرُوْهُجْ سَ۔ دریافت کرو مجھ سے، فَبَوَّكَ عَمْرُو عَلَى مَرَكَبَتِيْ۔ حضرت عمرؓ گھٹنے ٹیک کر آپ کے سامنے بیٹھ گئے اور پڑھنا شروع کر دیا۔ سَخِيْنًا يَا اللّٰهَ سَابَا يَا الْاِسْلَامُ دِيْنًا وَبِحَمْدِكَ صَلَی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَامُ سَبِيْنًا ثَلَاثًا فَسَكَتَ۔ تین دفعہ پڑھنے سے آپ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے یہ اقرار کیا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو رب پسند کیا جس نے ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی توفیق دی۔ اور اسلام کو دین پسند کر لیا جو اللہ کی طرف پہنچانے والا ہے۔ اور اُس کے پیروں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو غیبی خبر دینے والا پسند کیا۔ وہ بوندی و لابی اگر اس وقت موجود ہوتے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے دربار رسالت میں دوڑا فرمائیے سے فتویٰ جڑ دیتے لیکن کیا ہی عجیب کلامِ پاک ہے جس سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ مطہر میں مودبانہ گھٹنے ٹیک کر عرض کر کے آپ کی رضا کو حاصل کر لیا۔ اس حدیثِ پاک سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا اسباب مَا فِي الْاَسْرَحَادِ کا علم عطا فرمایا۔ بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی سال پو شیدہ گرے ہوئے لطف کی حقیقت کو مآذوفِ الاسباب ظاہر فرما دیا۔ حضرت عبد اللہ کو تو لوگ حضرت خذافہ اُن کے باپ کے علاوہ کسی غیر کی طرف نسبت کیا کرتے تھے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام لوگوں کو جھوٹا کر کے حضرت عبد اللہ کے اصلی باپ خذافہ کی نسبت سے ثابت فرما دیا۔ ایسے ہی سعد کو اُس کے باپ سالم مولیٰ شیبہ کی حقیقت ظاہر فرمادی۔ اس حدیثِ پاک سے تین مسائل ثابت ہو گئے (۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غیبِ کلی کا علم حاصل تھا ورنہ سَلَوْتُ کا اعلان عام نہ فرماتے بلکہ آپ علومِ خمسہ کو اپنے اعلان میں مستثنیٰ

فرمادے۔ جب آپ نے پانچوں کو متنبہ نہیں فرمایا تو دوسرا کون ہے جو آپ کے اعلان سے علوم خمسہ کو متاثر کرے اور شارع کے عموم کی تخصیص کرے۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علوم خمسہ کے ایک ہی سوال سے آپ کے جواب کو معاذ اللہ جھڑا سمجھے اور آپ کے علم مافی الاثر حاکم کا انکار کرے تو یہ انکار رسالت ہے۔ کیونکہ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھ سے وہی سوال کرنا جس کی وحی نازل ہو چکی ہو۔ اور لوگوں نے بھی امتحان رسالت کے واسطے علوم خمسہ کا ہی سوال پیش کیا اور اپنے بھی بلا فصل علوم خمسہ کے حل کرنے کو معرض التواہین نہیں ڈالا تاکہ تذبذب دعوے نہ لازم آئے۔ بلکہ جس نے بھی کھڑے ہو کر مافی الاثر حاکم کا سوال کیا تو آپ نے فوراً اس کا صحیح جواب سنا دیا۔ تو یہ سلونی آپ کا فرمان غیب کلی کے علم کی زبردست دلیل ہے۔ لیکن عطائی نہ ذاتی اسی واسطے حضرت عمرؓ نے رضیت باللہ بہ یا کا پہلے اقرار کیا تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ آپ کا مغیبات خمسہ کے علوم کو بیان کرنا اللہ کی طرف سے ہے۔ اور آپ کے علم غیبیہ گتبیہ پر ایمان لانا چونکہ اسلام میں داخل تھا۔ اس واسطے دبا لاسلاحد دینا کا اقرار کیا اور چونکہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم اور خمسہ کا آپ کو یقین تھا اس بنا پر تو بحکمہ نبویہ ارشاد فرمایا کہ بنو نہ بنی کے معنی ہی غیبی خبر رکھنے والے کے ہیں۔ اور چونکہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر مافی الاثر حاکم کی غیبی خبر بیان فرمائی تھی جس کا تعلق آپ کی صفت نبوت سے تھا اس بنا پر حضرت عمرؓ اس صفت عظیمہ علمی کا اقرار کرتے ہوئے آپ کو باقی مغیبات اربعہ سے متعلق اعلان کی بندش کروادی (۲) اس حدیث سے آپ کا حاضر و ناظر ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ ورنہ آپ اُسی وقت فرمادیتے کہ میں اُس وقت حاضر و ناظر نہ تھا جب انکار نہیں فرمایا بلکہ خود اُن کی ولایت کو ظاہر فرمادیا تو علامہ مافی الاثر حاکم کے علم حاصل ہونے کے آپ کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو گیا (۳) اپنے بزرگ کے سامنے عاجزانہ گھٹنے ٹیک کر بیٹھنا طریقہ مسنون ثابت ہوا۔ یہ فعل اُس کی عبادت نہ سمجھی جائے

کی۔ جیسا کہ بعض معتدین جہلانِ احادیثِ صحیحہ اور افعال و سنن صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انکار کرتے ہوئے بزرگوں کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھنا عبادت کی بنا پر شرک کہتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ اس بزرگ کی عبادت سمجھی جاتی تو حضرت عمرؓ اس فعل کو نہ کرتے بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ کو اس فعل سے منع فرمادیتے۔ آپ کی رضا طہیۃ مسنونہ کے واسطے زبردست دلیل ہے۔ اسی واسطے امام بخاریؒ نے گھٹنے ٹیک کر بیٹھنے کا باب باندھا ہے۔ چنانچہ اسی مذکورہ حدیث کا باب بخاری شریف ۱۰ درج ہے باب مَن سَرَّكَ عَلَى رُكْبَتَيْنِ عِنْدَ الْإِمَامِ أَوْ لِحَدِيثٍ اور حضرت عمرؓ کے مذکورہ بالا فعل سے استدلال کیا ہے۔ اس واقعہ اس حدیث پاک کا یہ ہے۔

۲۴۔ تفسیر خازن ۱/۴۸۲ | نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر میری امت علیہ السلام پر پیش کی گئی تھیں۔ تو مجھ پر ایمان دار تھا یا میرا منکر تھا مجھے معلوم کروایا گیا۔ تو یہ خبر منافقین کو پہنچی تو انہوں نے اس خبر کو سن کر استہزا کیا جیسا کہ آپ کے علوم کی شان سن کر آجکل بھی منافقین استہزا کرتے ہیں، کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے گمان کیا ہے کہ وہ اپنے پر ایمان رکھنے والے کو بھی جانتا ہے۔ اور اپنے منکر کو بھی جانتا ہے اور جو کافر ابھی پیدا نہیں ہوا اُس کو بھی جانتا ہے۔ حالانکہ ہم اس کے ساتھ ہیں ہمیں نہیں بلننا تو یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ منبر شریف پر کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف و ثنا کہی۔ پھر فرمایا۔ مَا بَالُ أَقْوَامٍ طَعَنُوا فِي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ لَمْ يَكُنْ دُونِي مَعْنَى مَنِّي فِي مَا بَيْنَكُمْ دُونِ السَّاعَةِ إِلَّا نَبَأْتُكُمْ بِهِ فَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ بَنَ حَسَدًا فَتَمَّ مَعَهُ فَعَالَ مَنْ أَيْ يَأْتِ سَوَّلَ اللَّهُ لَمْ يَكُنْ عَالٍ حَانَ
توموں کا جنہوں نے میرے علم میں طعن کیا ہے۔ جو نہ ہمارا اول چاہے میرے اور قیامت کے درمیان سوال کرو تو میں تمہیں خبر دوں گا۔ تو عبد اللہ بن عذاف نے اپنے باپ کی حقیقت

کا سوال کیا۔ تو آپ نے صحیح خبر دے دی۔ آخر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رِضِیَّتُ بِللّٰہِ الخ پڑھ کر معافی مانگی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَہَلْ اَسْتَمِعْتُمُوْنَ فَہَلْ اَسْتَمِعْتُمُوْنَ شَعْرَ نَزَلَ عَنِ الْمُنْبَرِ یعنی کیا تم اپنے نبی کے علم پر اعتراض کرنے سے رکتے نہیں۔ کیا تم باز نہیں آتے۔ پھر منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منکرینِ غیب انبیاء کا رد فرماتے ہوئے خود منافقین کے اعتراضات کو توڑا۔ اگر آپ کو بعض کا علم نہ ہو یا انورِ خمسہ کا علم نہ ہو تو آپ اُن کو اپنے اعلان میں واضح فرما دیتے کہ ان علوم خمسہ کے ماسوا جو چاہے دریافت کر لے۔ جب آپ نے اپنے علم کے متعلق کوئی کسی قسم کی تخصیص نہیں فرمائی تو قہارِ حق تعالیٰ نے فائدہ مند ہو گئی۔ باقی رہا قیامت کے علم کو ظاہر فرماتا تو یہ آپ کے نذیر ہونے کے برخلاف تھا۔ کیونکہ آپ عالمین کے نذیر ہیں۔ نہ کہ خود مُنْذِرِ مَیْمَن میں ہیں۔ تو بعد ازاں صحابہ کرام پر اس واقعہ کے بعد دُرسے ایک سکتہ طاری تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

۲۵۔ آل عمران ۱۸۱ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰی مَا اَنْتُمْ عَلَیْہِ حَتّٰی يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلٰی الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ حَرَمِ سُلَيْمٍ مَنْ يَّشَاءُ فَمَا سَبِّحُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِمْ وَاِنْ تَعْبُدُوْا شَيْئًا فَالْكُفْرُ اَجْرًا عَظِيْمًا اور اللہ تعالیٰ مومنین کو اس حالت پر نہیں چھوڑنا چاہتا جس پر تم ہر مجموعہ مومنین و منافقین، جب تک کہ پلید منافق، سے پاک رومن، کو علیحدہ نہ کرے اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتا کہ غیب پر مطلع کرے۔ اور لیکن اللہ ہی جس کو چاہتا ہے اپنے رسولوں سے غیب کے سکھانے پر دوسروں سے، برگزیدہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تم ایمان لاؤ کہ وہ جس کو چاہے غیب سکھا دیتا ہے، اور اُس کے رسولوں پر رک

اُن کو اللہ کا دیا ہوا غیب ہے، اور اگر تم راہِ وادِ مُرد پر ایمان لے آئے اور اُسے
تو تبار سے لئے اجرِ عظیم ہے،

اس آیتِ کریمہ کے نزول کے بعد منافقین کو مومنین سے علیحدہ کیا گیا۔ اور اس علیحدگی
کا سبب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کے علومِ غیبیہ پر اعتراض کرنا تھا۔
اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علومِ غیبیہ پر اعتراض نہ کرتے تو شاید یہ مارِ استین مومنوں
کی صفوں میں ہی پر دوپکش رہتے۔ لیکن ان کے اعتراض کرنے سے اللہ تعالیٰ نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کُل غیب پر ایمان رکھنے والوں سے ان کو علیحدہ کر دیا۔
وَمَا عَلَيْنَا الْاِتْلَافَ مَبِين

عَنْ عَبْدِی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالُ

۲۶۔ نسائی شریف ۲/۱۷۳

سَمِعْتُ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ یَقُولُ یَخْرُجُ قَوْمٌ فِی اَیْدِی النَّاسِ اَحَدُ اَتِّ الْاَسْتِنَانِ
سَفْہَاءُ اِلَّا حَلَّاهُمْ لِقَیُّوْکُمْ مِنْ قَوْلِ خَیْرِ الْبَرِیَّةِ لَا یُجِبُ اَوْ یُؤَاثِمُ اَنْہُمْ
حَنَاجِدُھُمْ یَمُوتُ قَوْمٌ مِنَ السَّیِّئِیْنَ کَمَا یَمُوتُ الْمُسْلِمُ مِنَ السَّرْمِیَّةِ
فَاِذَا اَلْقِیْمُوْهُمُ اَمَلُوْا قَتَلُوْهُمُ فَاِنَّ قَتْلَهُمْ اَجْرٌ لِّمَنْ قَتَلَهُمْ
یَوْمَ الْقِیَمَةِ حضرت عائشہ سے روایت ہے۔ فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ آخر زمانہ میں ایک قوم نکمے گی جو اکثر عمرِ ربیدہ ہونگے۔ کم
فہم ہوں گے اور حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرینگے۔ اُن کا ایمان
خجروں سے نیچے نہ اترے گا۔ اور دین الہی سے ایسے دور گزر نکلیں گے۔ جیسا کہ
تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے یعنی دین میں داخل ہر پھر دین کو چھوڑ کر پار نکل جائیں
گے۔ اترا سے مومنوں نہم جب اُن سے ملاقات کرو تو اُن کو قتل کرو۔ کیونکہ اُن کے
قتل کرنے کا ثواب قاتل کو اتنا ہے جیسا کہ اُس نے قیامت تک اُن کو قتل کیا اب

تم سوچ کر یہ جماعت کونسی ہے۔ اور اپنے مافی عند کا علم کئی سو سال پہلے فرما دیا۔ اس وقت وہ ابھی ماؤں کے پیٹ میں بھی نہ تھے۔ اور مافی الاسرار مستقبلہ کا علم آپ نے اُس وقت ظاہر فرما دیا۔

۲۷۔ بخاری شریف ۱/۳۶۱ | حدیث ابن عمر بن حفص حدیثنا

بن وهب حدیثنا عبد اللہ حدیثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 وَهُوَ الصَّادِقُ وَالْمُصَدِّقُ إِنَّ أَحَدَكُمْ يَجْمَعُ خَلْقَهُ فِي بطنِ امِّهِ
 أَرْبَعِينَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً
 مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ إِلَيْهِ مَلَكًا بِأَرْبَعِ كِمَاتٍ فَيُكْتَبُ
 عَلَيْهِ وَاجِبُكَ نَدْبُكَ وَشَتَّى أَوْ سَعِيدٌ ثُمَّ يَنْفَخُ فِيهِ الرُّوحَ۔

در رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیان فرمایا جو سچے ہیں اور سچے کئے گئے ہیں
 کہ ایک مہوار اکوئی بھی ہو اُس کی ماں کے پیٹ میں ۴۰ دن اُس کا نطفہ جمع رہتا ہے پھر
 وہ خون کا توٹھرا بنتا ہے ۴۰ دن۔ پھر وہ ۴۰ دن گوشت کا مضغہ بنتا رہتا ہے پھر
 اللہ تعالیٰ اُس کی طرف چار کلمے دے کر ایک فرشتہ بھیجتا ہے۔ (۱) تو وہ اُس کے
 عمل لکھتا ہے۔ (۲) اس کی موت کا وقت لکھتا ہے (۳) اُس کا رزق لکھتا ہے (۴)

بدبخت یا نیک بخت لکھتا ہے۔ پھر اُس میں رُوح پھونکا جاتا ہے۔ آپ نے بھی یہی کلام کلی کا ہونہ
 اب حدیث کے دعوئے واروں سے امر مطلوب یہ ہے کہ پیٹ کا علم کہا جاتا ہے
 کہ سوائے خدا کے کسی کو نہیں۔ حالانکہ اس فرشتے کو ہے جس کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا۔ مَا ذَاكَ تَكْتَسِبُ عَدَاكَ كَمَا عِلْمُ حَبِيٍّ أَوْ اُسْ كے مرنے کے مقام کا بھی اور اُس کے
 رزق کا بھی اور اس کے شتی و سعید ہونے کا بھی پھر اُس میں رُوح پھونکا جاتا ہے۔ رُوح
 پھر نکلنے والا بھی فرشتہ ہوتا ہے۔ امور خمسہ کے علوم کے علاوہ یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ

دیا گیا کہ روح کا قبضہ ملک الموت کو دیا گیا ہے۔ اگر میں علم ظاہر کر کے کفار کو عاجز نہیں بنے دیا جاوے گا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو روح اور جسم کے عاجز تو کیا مَبَايِحُ کُمُ فَرَمَانِ اِلهی کے مطابق روح کا تعلق ہی جسم کے ساتھ تب ہوتا ہے اور مخلوق کو حیات ہی تب میسر ہوتی ہے جب مصطفیٰ علیہ السلام کی رحمت شامل حال ہو تم کہتے ہو آپ کو روح کا علم نہیں اپنی خیال است و محال میں کہتا ہوں کہ روح کو اتنا اپنی ذات کا علم نہیں جتنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ روح روح ہی تب کہلا سکتا ہے۔ جب مطابق فرمانِ الہی مَن تَطِيعِ الدُّعْوَى فَتَنَّا اٰطَاعَ اللّٰہُ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہو یعنی مطیع الہی جب تک پہلے مطیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو مطیع الہی نہیں ہو سکتا۔ اور اُن ملائکہ کا علم اِندَانِ کافِلِ مَالِ کے پیٹ میں جیسے جیسے ہوتا ہے۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کا علم کئی ہے جس کی تفصیل اس حدیث پاک میں آپ نے فرمادی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم مافی غد مافی الارحام

قیامت تک کے حاصل ہیں

۲۸۔ دلائل النبوة ج ۱

تاریخ الخلفاء ۱۵

لابی نعیم حد ثنا الحسن بن اسحاق ابن
ابو اسید بن زید حد ثنا المنصور بن
نصر بن المنصور حد ثنا احمد بن رشید
بن خثیم حد ثنا عیسیٰ بن سعید بن خثیم

عن حنظلہ عن طاووس عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کانت حقیقتی

اُمَّا الْفَضْلُ قَالَتْ مَرَّ بِي يَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي
 حَامِلٌ بِغُلَامٍ فَإِذَا أُولَدْتُ فَأَتِيَنَّيْ بِهٖ قَالَتْ فَلَمَّا وَلَدَتْهُ أَتَيْتُ
 بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذَّنَ فِي أُذُنِهِ الْيَمْنَى وَأَمَّا فِي أُذُنِهِ
 الْيُسْرَى وَابْنَاهُ مِنْ بَرِّيقِهِ وَسَمَّاهُ عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ إِذْ هِيَ بِأَبِي الْخَلْفَاءِ
 فَخَبَرَتْ الْعَبَّاسَ وَكَانَ رَجُلًا لَبَّاسًا فَلَبَسَ ثِيَابًا ثُمَّ أَقْبَلَ إِلَى النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَبْصَرَ بِهِ قَامَ فَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ قَالَ قُلْتُ
 يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا شَيْءٌ أَخْبَرَ بَنِيَّ بِهِ هَذَا الْفَضْلُ قَالَ هُوَ مَا أَخْبَرْتُكَ
 هَذَا أَبَوَا الْخَلْفَاءِ حَتَّى يَكُونَ مِنْهُمْ الشَّفَاحُ حَتَّى يَكُونَ مِنْهُمْ الْمَهْدِيُّ
 حَتَّى يَكُونَ مِنْهُمْ مَنْ يُصَلِّي بِعِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ ابْنِ عَبَّاسٍ
 رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا سَے روایت ہے کہ مجھے حدیث بیان کی ام الفضل نے
 (اسمہا بابہ بنت الحارث البعلبیتہ امیرۃ العباس ابن عبد المطلب)
 کہا ام الفضل نے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری تو آپ نے فرمایا کہ
 میرا حمل لڑکے کا ہے جب تو چنے تو لڑکا میرے پاس لانا تو ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ
 عنہا نے کہا تو جب میں نے اس کو جنم تو اس کو لود کو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 عالیہ میں لائی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کے دائیں کان میں اذان فرمائی اور بائیں
 کان میں اقامت اور اپنی محفوک مبارک اس کو چھپایا اور اس کا نام عبد اللہ رکھا اور
 فرمایا کہ ابو الخلفاء کرے جا تو میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع دی
 اور آپ سفر عباس رکھنے والے تھے آپ نے فوراً عباس بدلا پھر دوبار رسالت میں
 تشریف لائے جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 دیکھا کھڑے ہو گئے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دونوں آنکھوں کے پیلن
 بوسہ دیا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کس غیبی شی کی ام الفضل کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ وہ وہی ہے
جتنے بھی میں نے خبر دی یہ لڑکا مولود خلفا کا باپ ہے حتیٰ کہ ان سے سفاح پیدا ہوگا
حتیٰ کہ امام مہدی علیہ السلام بھی ان کی ہی نسل سے ہونگے حتیٰ کہ جتنے عیسیٰ بن مریم علیہ
السلام کے ساتھ نماز پڑھیں گے۔ انہیں سے ہوگا۔

اس حدیث پاک سے سات امور ثابت ہوئے۔

- ۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پردے میں حوریت کے حاملہ ہونے کی غیبی اطلاع دینی۔
- ۲۔ آپ کا علم مافی الاسرار کی حقیقت کا مطلع ہونا اور قبل از ولادت لڑکے
کی مبارک دینا۔

۳۔ بچے کو بعد از ولادت اہل اللہ کی خدمت میں حاضر خدمت کرنا سنت ثابت
ہو۔

۴۔ اہل اللہ کا بچے کو بعد تبرک جنم گھٹی دینا سنت ثابت ہو۔

۵۔ اہل اللہ اگر بچے کا نام مقرر فرمادیں تو سنت ہے۔

۶۔ اہل اللہ کی مجلس میں اچھا لباس پہن کر جانا سنت ثابت ہو۔

۷۔ نبی صلی اللہ وسلم کو مافی خدا اور قیامت تک کے مافی الاسرار کا علم غیبی
حاصل ہے۔ جیسا کہ اپنے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قیامت

پرسئل اور ان کے مراتب کا ظہور فرمایا اور عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں تک کی
اطلاع فرمادی یہ ہے علم ما تَحِلُّ كُنْ اَسْتَنْیٰ وَمَا تَغِيْضُ اَلَا اَمْرًا حَامِدًا

سُوْدُ دَاوُد سے ایک نذر جس کے انعام الہی کے تم منکر ہو۔ کیوں جناب تم تو کہتے ہو کہ
سوائے خدا کے مافی الاسرار کا علم اور مافی خدا کا علم کسی کو ہے ہی نہیں نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کی شلوں کا ثبوت دے دیا کیا اس پر بھی ایمان
لاؤ گے یا نہ ہو نہ امام مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے منکر بن جاؤ گے اور اپنے

رضاعی جائیوں میں جا ملے گئے ورنہ نبی صلی اللہ علیہ کے علم مافی الامم حاکم اور علم مافی عند کے قائل ہو جاوے اور اپنا ایمان درست کر لے کہ انعام الہی ہے جسے چاہے کر دے
 ذَالِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ اَوْضَحْنَا نَبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْ تَعْلَمَ تَوَارِثُ الْوَالِدِ الْوَلَدِ
 فَضْلُهُ كَانَ عَلَيْكَ عَظِيمًا اللَّهُ كَانَ فَضْلُ آبٍ بِبُزْءٍ هُوَ مَوْجُودٌ فِي فَضْلِ ابْنٍ بِبُزْءٍ هُوَ مَوْجُودٌ
 قرآن کریم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے ساتھ مخصوص ہے وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ
 اِنْ كَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا صرف علوم خمسہ کے انکار سے تین آیات کا ترجمہ دعا انکار لازم
 آیا اور ایسا شخص تمام قرآن کریم کا کذب و کفر حقیقہ کذب ہے۔

۲۹۔ مسلم شریف ۳۹۲ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
 عَشْرَ نَوَافِلٍ مِنْ طَلِيقَةٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا عَرَفْتُ أَسْمَاءَ هَمْدًا أَسْمَاءَ أَبَاءِ هَمْدًا لَقَدْ أَنْ
 حَبِئْتُ لِهَمْدٍ هَمْدٍ خَيْرٌ نَوَافِلٍ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے قریب دس اسپ سوار نکلیں گے تو آپ نے فرمایا کہ میں
 اُن کے ناموں کو بھی جانتا ہوں۔ اور اُن کے آباء کے ناموں کو بھی۔ اور اُن کے گھوڑوں کے
 رنگوں کو بھی وہ اُس دن تمام زمین کے اسپ اسواروں سے بہتر ہوں گے۔
 اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مافی عند اور مافی الامم حاکم کے علم
 قیامت تک بیان فرمائیے۔

آپ کے غلام بچے علم مافی الامم حاکم سے واقف ہیں

۳۰۔ مستدرک ۴۱۸ عَنْ عَدُوٍّ قَالَ بَقِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبْلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ

وَهُوَ يَتَوَجَّهُ إِلَى بَدَنِ لَقَيْدٍ بِالرُّحَاءِ فَنَسَأَلَهُ الْقَوْمُ عَنْ خَيْرِ النَّاسِ
فَلَمْ يَجِدُوا أَحَدًا خَيْرًا أَفْضَلًا سَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَعَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَوْفِيكُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
الْأَعْرَابِيُّ فَإِنَّ كُنْتُمْ رَسُولُ اللَّهِ فَأَخْبِرْنِي مَا فِي بَطْنِ نَاسِي هَذِهِ فَقَالَ
لَهُ سَلَمَةُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ دَوْقَشٍ وَكَانَ عَلَاقًا حَدَّثَنَا لَا نَسْأَلُ
رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا أَخْبَرْنَاكَ نَزَلَتْ عَلَيْهِ نَفِي بَطْنَهَا سَخَلَةً مِنْكَ -

دعوت سے روایت ہے۔ ملاقات کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بدوی
سے اور وہ بارہا معاہدہ کی طرف۔ روحانی وہ آپ سے ملا تو قوم نے لوگوں کی خیر و عافیت
دیافت کی تو انہوں نے اس سے کوئی خبر نہ پائی تو قوم نے اسے کہا کہ تو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں سلام علیکم عرض کر۔ تو اس نے کہا کہ کیا تم میں رسول اللہ صلی
ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں۔ اعرابی نے کہا۔ کہ اگر تو رسول اللہ ہے تو بتا کہ میری اس
اونٹنی کے پیٹ میں کیا چیز ہے۔ تو سلمہ بن سلامہ نے کہا مالا نیکہ وہ بچے ہی گھنے کہ تو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر سکتے ہیں بتا دیتا ہوں۔ کہ تو اس پر جنت میں ہے
تو اس اونٹنی کے پیٹ میں تیرا مضغ ہے۔

انصاف سے غور کرنا چاہیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چھوٹے چھوٹے غلاموں کو
پیٹ کا علم یعنی مَا فِي الْأَسْحَارِ کا علم ہوا اور تم کو کہ انبیاء کو معافی الاہ حاکم کا علم نہیں
ہو سکتا۔ کیا منکر کا ایمان بالانبیاء صحیح ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم ما فی الاسحار تھا

بہشتی شریف

طاہری شریف

تایخ الحفار

اصابہ

عَنْ عَائِشَةَ مَرْوَجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا
قَالَتْ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ كَانَ يَحْلُمُ أَحَادَ
عَشْرِينَ دَسَمًا مَالِهِ يَا الْغَائِبَةُ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ
الْوَسَاةُ كَالَ اللَّهُ يَا سُبْحَى مَا مِنْ أَحَدٍ أَحَبَّ
إِلَى عَيْنِي بَعْدِي مِنْكَ وَلَا أَعْتَدُ عَلَى نَفْسِي بَعْدِي
مِنْكَ وَإِنِّي كُنْتُ تَحْلُمُكَ جَاءَ دَعِشَيْنِ دَسَمًا
فَلَوْ كُنْتُ جَدُّ نَبِيٍّ وَآخِرُ نَبِيٍّ كَانَتْ ذَلِكَ

وَإِنَّمَا هُوَ الْيَوْمَ مَالٌ وَارِثٌ وَ إِنَّمَا هُمَا أَخُوَاكَ وَ أَخْتَاكَ فَاسْمُوكُمُ
عَلَى كِتَابِ اللَّهِ قَالَتْ هَالِكِيَّةُ يَا أَبَتِ وَ اللَّهُ لَوْ كَانَ كَذَا وَ كَذَا

لَتَكَلَّمَهُ إِنَّمَا هِيَ اسْمَاعِيلُ فَقَالَ الْأَخْنَعُ كَالَ دُؤْلَبُنِ ابْنَةُ خَاصِرِ جَعَلَهُ
أَمَّا أَجَابَةُ بِنْتُ حَضْرَتِ عَائِشَةَ صَدِيقَةِ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي زَوْجِ مَطْلُوعِ رَوَايَتِ

ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو تحفہ دیا میں دس
ٹوٹی ہوئی خشک کھجوروں کا غائبہ کے مال سے توجہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کو دنا قریب ہوئی آپ نے فرمایا کہ اے میری بیٹی میرے بعد تیرے غنی سے
کوئی پیارا نہیں اور میرے بعد میرے نزدیک تیرے فقر سے اور کوئی عزیز نہیں اور میں نے

تجھے نیاز بھیجی میں سن کٹی ہوئی خشک کھجوریں پھر اگر تو فراخ دلی کرے اور تولد کرے
تو آج دربار کا مال ہی ہے اور کوئی نہیں دو تیرے بھائی میں اور دونوں ہی بہنیں ہیں

تو اللہ کی کتاب کے مطابق تم اس کو تقسیم کرو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے
عہدہ فرمایا قسم اللہ کی اگر ایسے ایسے ہوتا تو میں اس کو چھوڑ دیتی (میری ہمیشہ) وہ ہمارا

ہی تو ہے اور کوئی نہیں دوسری کون ہے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تیری
والدہ کے پیٹ میں حمل لڑکی کا ہے جو پیدا ہونے والی ہے میں اس حمل کو لڑکی دیکھ رہا

۰۰۰

کیوں جناب تم تو مجھے مومنہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیٹو، ام یہیں یہاں تو آپ کے نام لیا پیٹ کا علم ظاہر فرما رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمادیا کہ میں حیرت والہ کے پیٹ میں ہلکی دیکھ رہا ہوں، یا مومنہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مومن کی فراست سے خود وہ اللہ سے نور سے دیکھنا ہے۔ خداوند تمہیں بھی اگر اللہ تعالیٰ کے مطابق عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرما دے۔

علم نزول غنیمت

۳۲۔ بخاری شریف ۱۳۸۱ { عَنْهُ سَوَّلَ اللّٰهُ صَلى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يُخَطِّبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَقِطُ الْمَطَرِ فَأَذْعَ اللَّهُ أَنْ يَسْقِينَا فَنَدَعَا فَمَطَرْنَا فَمَا كَيْدُنَا أَنْ نَصِلَ إِلَى مَنْ أَرِينَا فَمَا نَرِينَا نَمْطُرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ قَالَ نَعَامُ ذَلِكَ الرَّجُلُ أَوْ عَلِيُّ بْنُ كَثَّالٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَذْعَمَ اللَّهُ أَنْ يُصْرِفَهُ عَنَّا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَرَوْا أَلَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا قَالَ كَفَدَ مَيْتُ السَّهَابِ سَيَقْطَعُ يَمِينُنَا وَشِمَالُنَا لَا يَمْطُرُ دُونَ وَلَا يَمْطُرُ أَحَدُ الْمَدِينَتَيْنِ - (انس بن مالک سے روایت ہے فرمایا کہ ہمارے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے۔ اچانک ایک آدمی آیا تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارش کا کال پڑ گیا ہے۔ اللہ سے دعا فرمائیے۔ آپ نے دعا فرمائی تو بارش شروع ہو گئی ہمیں اسے مکاؤں تک

پہنپنا مثل ہو گیا۔ اور آئندہ جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ آدمی یا کوئی اور کھڑا ہوا عرض کی یا رسول اللہ اللہ سے دعا فرمائیے ہم سے بارش پڑے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ ہمارے گرو و زواج پر ہم پر نہ۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ میں نے دیکھا کہ بادل دائیں بائیں پھٹ گیا اور دائیں بائیں بارش ہو رہی ہے اور اہل مدینہ پر بارش بند ہے۔

۳۳۔ مسلم شریف ۲۱۴۱ | اَلَا نَقْرَجُ جَثَّ - حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹلی پاک کے اشارے سے ہی فوراً بادل پھٹ گیا۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ بارش کا برسنا آپ کے فرمان اور اشارے سے ہی ہوتا تھا جس کے اشارے سے بارش برسے اور جس کے اشارے پاک سے بادل پھٹ جائے بادل کیا چاند ٹکڑے ہو جائے۔ سورج واپس لوٹ جائے اُس ذات کی نسبت یہ عقیدہ رکھنا کہ اُن کو بارش کا علم نہ تھا تو اس سے زیادہ کم فہمی اور کیا ہو سکتی ہے۔ کیونکہ آسمان پر بادل کا نام و نشان نہ ہو آپ کی زبان پاک سے بادل کا نام نکلے تو بادل اُٹھنا پر جھک جائے اور فوراً گھر کر برسنا شروع ہو جائے۔ تو کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ کو بارش کا پتہ نہیں۔ ایک بات یہ ہے کہ کسی چیز کا علم ہوا اور اس پر طرہ یہ ہے کہ چیز منکالینا اگر شے معلوم نہیں تو اُکیے سکتی ہے۔ بسا کہ اصف بن برخیا نے بتائیں کہ تحت سلیمان علیہ السلام کے سامنے ایک آنکھ جھپکنے سے پہلے پیش کر دیا۔ اصف کو کوئی ذی شعور یہ کہہ سکتا ہے کہ اصف کو تحت کا علم نہ تھا۔ بنیہ علم کے ہی تحت کو اُٹھا لائے۔ مسلم ہوا کہ بنیہ علم کے اذیتین کے کوئی شخص ایسے نہیں کر سکتا۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو بادل اور بارش کا علم اور یقین تھا اور ہے جس بنا پر آپ کے فرمان سے بادل پیش کیا گیا اور آپ کے اشارے

سے چاڑھ دیا گیا۔

۳۴- مسلم شریف ۲/۱۰۱ | فَيَا مَعْزَاتُ اللَّهِ فَنَمَطُوا رَجُلِي مَلَأَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
فرمایا۔ کہ وہ بال آسمان کو حکم کرے گا تو بارش شروع

ہر بائے گی،

ذرا انصاف فرمائیے کہ وہ بال کا فر کے حکم سے ہاتھ برسے تو وہ بال کی اس طاقت پر تم
ایمان بلا دلیل فرمائے آؤ۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں کا فرمان آسمان چاند سورج بارش تسلیم
کریں۔ جبکہ بارش والا آپ کا دھمچہ پٹھے تو تم آپ کی توبہ علمی کا آپ کے متبعین سے بے خبر ہونے
کا انکار کرو۔ اخیر مر کر آپ کے حضور میں پیش ہونا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کس حد تک
پر مژدہ کھاؤ گے۔

بحث علم قیامت

”علم غیب سے بالی اربہ مسائل تزل ہو گئے لیکن قیامت کا نہ ہونے کی
وہابی نہیں کیا قیامت کے متعلق قرآن پاک میں مذکور ہے کہ سوائے خدا
کے کسی کو علم قیامت نہیں۔“

۱- يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مَرُّهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي
لَا يُحِيطُ بِثَمَرِهَا إِلَّا هُوَ لَظَلَّتْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَظَلَّتْ لَظَلَّتْ
بَعَثَ يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ خَافِيٌ عَنْهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَلَئِنْ
أَكْتُمُ النَّاسُ لَا يَعْلَمُونَ.

جہ سے پچھتے ہیں قیامت کس وقت ہے تو کہ اس کی خبر تو ہے میرے رب کے پاس
وہی کھول دکھا دیگا۔ اس کو اپنے وقت میں جاری بات ہے آسمان و زمین تم پر آویگی تو

بے خبر آدمی مجھ سے پوچھنے لگتے ہیں۔ گویا کہ تو اس کا تلاشی ہے تو کہ اس کی خبر ہے غافل اند
پاس لیکن اکثر لوگ سمجھ نہیں رکھتے۔

اور قیامت کا سوال کئی بار ہوا لیکن آپ کی زبان اللہ تعالیٰ نے انکار کر دیا جیسے۔

۲۔ یَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ

۳۔ وَعِنْدَ كُ عَلِمُ السَّاعَةِ وَالْيَوْمِ تَزْجَعُونَ

۴۔ يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مَرُّهَا قُلْ إِنَّمَا أَمْرٌ فِي كُوهَا

إِنِّي مَعَكُمْ مُنْهَا

۵۔ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عَلِمُ السَّاعَةِ

ان مذکورہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ سوائے خدا کے مخلوقات سے کسی کو علم قیامت
نہیں اور نہ قرآن کریم کا انکار کرنا چڑھ گیا جو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے علم قیامت
ہونے کے قائل ہیں وہ حقیقہ قرآن و حدیث کے منکر ہیں۔

۶۔ بڑا انوس ہے کہ علم خمسہ سے چار کے تو تم قائل ہو جاؤ اور ایک سے

انکار کرو و حالانکہ قرآن کریم میں خیریت علوم البیہیں یہ چاروں بعد
میں ہیں اور علم قیامت مقدم ہے اگر ان چاروں کا علم بقرآن و حدیث تعلیم الہی سے
خیر الخلق کے واسطے ثابت ہو چکا ہے تو علم قیامت بطریق اولیٰ ثابت ہونا چاہیے
آیت کریمہ کی تزیین ملاحظہ ہو

تھان ۲۱ { إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عَلِمُ السَّاعَةِ وَيُنْزِلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ

وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَمْرٍ يُقُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ زُورِ غِثِ
بھی امر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت ثابت ہو گیا اور مافی الاثر حاکم کا حصول علم بھی نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں تک ثابت ہو چکا اور ان کے متعلق پہلے انبیاء علیہم السلام سے

بھی ان چار امور کے علوم غیبیہ کا حصول ثابت ہوا ایک عجیب بات عرض کروں پہلے
انبیاء علیہم السلام پر جب کسی نے سوال کیا تو وہ خود جواب دیتے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم
پر اگر کوئی سوال کرتا تو آپ خود عجیب دے دیتے بلکہ بفرمان الہی وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ
إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ کے اللہ تعالیٰ آپ کی طرف سے جواب دیتے جیسا کہ قرآن
کریم میں مذکور ہے۔ (پہلے انبیاء علیہم السلام کا اپنی قوم کو خود جواب دینا،

فرح علیہ السلام کی قوم نے کہا۔ اِنَّا لَنَذْكُ فِي ضَلَالٍ قَبْلَ هٰذَا فَرَعُونَ
نے جواب دیا لَقَدْ عَلِمْتُمْ لِيَوْمِ هٰذَا فَرَعُونَ جواب دیا لَقَدْ عَلِمْتُمْ لِيَوْمِ هٰذَا فَرَعُونَ
نے فرعون علیہ السلام کو کہا اِنِّي لَا ظَنُّكَ يَحْمِلُكَ رَبُّكَ فَرَعُونَ جواب دیا اِنِّي لَا ظَنُّكَ
لِيَوْمِ هٰذَا فَرَعُونَ جواب دیا اِنِّي لَا ظَنُّكَ لِيَوْمِ هٰذَا فَرَعُونَ جواب دیا اِنِّي لَا ظَنُّكَ
سوالات کے جوابات خود قوم کو دیتے رہے ہیں لیکن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ
رعۃ للعالمین ہیں اس واسطے آپ کفار کے سوالات سے درگزر فرماتے تو آپ کی طرف
سے رب العزت جواب دیتے جیسا کہ آپ کو قوم نے کہا اِنَّكَ لَمَجْنُونٌ تَرَىٰ اللّٰهُ تَعَالٰی
نے آپ کی طرف سے بدلہ لیا اور آپ کی صفائی پیش فرمائی مَا اَنْتَ بِمَجْنُوْنٍ بَلْ اَنْتَ
کفار نے کہا اِنَّمَا اَنْتَ سَاحِرٌ قَرِيْبٌ اِلَى الْمَلِكِ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ جواب دیا۔ وَمَا عَلَّمْتُمُ الشُّعْرَ
وَمَا يَتَّبِعُ لَهٗ۔ چنانچہ آپ کی طرف سے ارشاد الہی ہے وَكَيْتَلُوْنَكَ عَنْ ذِي
الْعَرْسَيْنِ قُلْ سَأَسْأَلُوْا عَنْكُمْ فَمِنْهُ ذِكْرٌ اَلَمْ اِنَّا مَكْلٰتُ فِي الْاَرْضِ
وَاَنْتُمْ اَعْمٰی مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبِّا۔ پھر قوم نے سوال کیا یَسْأَلُوْكَ عَنِ الْاَنْعٰلِ
قُلِ الْاَنْعٰلُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلُ پھر آپ کی طرف سے سوال کا جواب دیتے ہوئے
ارشاد الہی ہے وَكَيْتَلُوْكَ عَنِ الْاَحْمِلَةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْاَنْحٰمِ
آپ کی طرف سے ارشاد الہی ہے وَكَيْتَلُوْكَ مَا ذَا یُعِیْقُوْنَ قُلْ مَا اَنْفَقْتُ مِنْ

خَفِيَ قَوْلُ الْإِنْدِیْنِ وَالْكَثُوبِیْنِ وَالْیَتِیْمِیْنِ وَالْمُسْتَکِیْنِ وَالْبُنِ السَّبِیْلِ
اور آپ کی طرف سے ارشاد الہی ہے یَسْئَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ
فِیْهِ قُلْ قِتَالٌ فِیْهِ کَبِیْرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِیْلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِہِمْ اَوْ سَفِیْہِمْ
یَسْئَلُونَكَ عَنِ الْخُمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْہِمَا اِثْمٌ کَبِیْرٌ اَوْ سَفِیْہِمْ وَیَسْئَلُونَكَ
مَاذَا اَنْیَقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ اَوْ رَہْءُ الْاَعْیُنِ اَوْ رَہْءُ الْاَعْیُنِ قُلِ
اِصْلَاحٌ لِّہُمْ خَیْرٌ وَاِنْ تُحَايِطُوْهُمُ فَاُخْرَاسُکُمْ اَوْ اَرْشَادُ اللَّهِ سَوَیٌّ
وَسْئَلُکُمْ عَنِ الْمَحْیِضِ قُلْ هُوَ اَذْنٰی فَاَعْبَدُوْا لِلَّهِ عَرَفِی الْمَحْیِضِ
اور جواب الہی سنئے وَیَسْئَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ یَنْسِفُہَا رَبِّیْ نَسْفًا اَیْکَ
اَوْ جَرَابِ اَللّٰہِی ملاحظہ ہو وَیَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ
وَمَا اَدَّبْتُ لِمَنْ اَلَمْ یُعْذِرْ اِلَّا قَلِیْلًا اور ارشاد الہی سَمِعْنَا مَنْ کُنْیَ الْبَطَّارِ
وَمَنْ سَمِعْنَا قُلْ یُحِیْہَا الَّذِیْ اَنْشَاہَا اَدَّلْ مَسْرَہِیْ اس کے علاوہ اور
بھی بے شمار ہیں جو بوجہ کمالیت ذکر نہیں کئے گئے کیا یہ ان کے تمام اعتراضات غیبی ہی
نہ تھے ؟ جن کا جواب رب العزۃ نے دیا ہے یہ ہے شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہ
سوال آپ کو ہو اور بحیب رب العزۃ ہو۔ اور جو تم سمجھ بیٹھے ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کو ان کے متعلق علم نہیں تھا یہ متبادرا سمجھنا غلط ہے جب آپ کا بحیب رب العزۃ ہے
تو متبادرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر معترض بے علمی بننا یہ متبادری کم فہمی ہے بلکہ خداوند کریم کو
بے علم کہہ جو متبادرا عقیدہ ہے۔ کیونکہ آپ تر بقانون خداوندی وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی
اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یَّوْحٰی کے بغیر حکم خداوندی کسی ساز کو فاش نہیں کر سکتے آپ کا علم قیامت
کو ظاہر فرمایا یہ آپ کی بے علمی پر دال نہیں بلکہ آپ کے علم لدنی کی دلیل ہے کہ باوجود علم
ہونے کے بغیر حکم ظاہر نہیں فرمایا جب آپ کا بحیب رب العزۃ فرمایا ہے کہ
اَلِیْدِیْرُ عَلَیْہِ السَّاعَۃُ اللّٰہِی کی طرف علم قیامت کو منسوب کیا جاتا ہے حتمی سوالات

جو صلی اللہ علیہ وسلم پر وارد ہوں مولائے کریم خود جواب دیں جیسا کہ ماقبل گذر چکا ہے۔ مثلاً یَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَهُودِ قُلْ إِصْلَاحٌ لِّهَلْ خَيْرٌ لِّیْکُمْ جِبْرَال

ہوتا ہے۔ یَسْأَلُونَكَ عَنِ النَّسَارَئِ قُلْ أَتِیَانِ مَعَهُمَا مَوْلَاکِیْم جِو آپ کی طرف سے جواب دیں اِلٰی سِرِّکَ مَلٰئِکَتَا تُوْا اِسْ جِو اب سے کہ فر تو آپ کو ہی معاف اللہ نے خبر لے لی کہ مومن خدا پر اس کو چھوڑ گیا کہ جب خداوند ہم تک اس راز کو نہیں ظاہر فرماتا تو ہمیں اس پر بحث نہیں کرنی چاہئے۔ اور نہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی معاف اللہ بے خبر کہنا چاہئے کیونکہ اس راز کو حرام پر نا ظاہر فرمانے کی علت آگے بیان فرمادی لا تَمَّا اَشْتِ مَسْئِدًا مِّنْ تَحْتِہَا اُوْر کُوْیْ بَاتِ نَہِیْ اُپ ظاہر تو فرما سکتے ہیں۔ اور میں قیامت کے علم ظاہر کرنے کا حکم ہی جاری کر سکتا ہوں لیکن آپ ڈرانے والے ہیں جو قیامت سے ڈرتا ہے جب کوئی شئی پکس آجائے یا اس کا علم ہو جائے تو اس کا ڈر چلا جاتا ہے اور جو چیز اچانک اور بے خبر آنے والی ہو اس کا ڈر زیادہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ ماں بچے کو کہنے سے ڈراتی ہے۔ حالانکہ وہ کوئی شئی نہیں لیکن ماں بچے کو اچانک کہتی ہے یہ قریب ہوا آیا کھا بادیکا تو بچہ بدک کر فوراً ماں کے گلے پیٹ جاتا ہے یہ تو ہے مجاز اور یہاں ہے حقیقتہ

ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اخیر قیامت کا قیام فرمایا اور اس کا فرو منافق کو ڈرایا لَا تَنْکُذُوْا اِلَّا بَعْثَہٗ اُوْر اِنَّ السَّاعَۃَ اَتِیْہٖۤ لَکَ سَرِیْبٌ فِہَا اُوْر جِو قیامت کے سوال یَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَۃِ سِے اِلٰی سِرِّکَ مَلٰئِکَتَا جِو اب ملا اور اظہار کے متعلق اِنَّ اللہَ عِنْدَہٗ حِیْلٌ سَاعَۃٍ اُوْر اِنَّمَا عَلِمَہَا عِندَ رَبِّیْ اُوْر یَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَۃِ جِو اب قُلْ اِنَّمَا عَلِمَہَا عِنْدَ اللہِ عِو اُوْر کی طرف سے جواب ملا کہ آپ نے اپنی طرف سے فرمایا۔ اللہ کی طرف سے راز نہ فاش کر لے گا آپ کو حکم ہوا ہے تو کفار نے استہزاء اور عزل کرنا شروع کر دیا وَ یَقُولُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ترمیمی جِو اب ملا قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللہِ اُوْر جِو اب نے اپنے قُلْ اِنْ اِدْرِہِیْ

اَقْرَبُ اَمْرٍ بَعِيدٌ سے قیامت کے علم کی بحث کو ختم کرنا چاہا تاکہ نذارتِ مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم میں فرق نہ آئے تو کفارِ تنہا ہی طرح پھر سوال کر کے سبزا کرتے ہیں
وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هٰذَا الَّذِي اُوعِدْنَا وَعَدَ اللّٰهُ اَلَمْ يَكُن لَّكَ اَمْرٌ اَنْ تَاْتِيَ بِنُوحٍ فَالْتَقِىْهُ فَاَتٰهُ بِالْحَقِّ لَمْ يَكُن لَّهُ اَمْرٌ
اب جواب ملا اَنْ تَاْتِيَ بِنُوحٍ شَامٌ قیامت قریب ہی ہر اور
وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا کے حکم کی تفصیل شروع ہو گئی۔ جب اس پر
بھی پھر کفار کو صبر نہ آیا تو کہنا شروع کر دیا۔ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هٰذَا الْوَعْدُ
اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ اگر سچے ہو تو بتاؤ کہ قیامت ہے کب پابستے تھے
کہ جب وضاحت کا لمحہ ہو جائیگی تو ہم اس پر زیادہ مسخرانِ خاطر کر گئے اور جو مومنین بھی اس
سے اتنے ڈر رہے ہیں ان کا ڈر بھی دور ہو جائیگا کہ ابھی بڑی دور ہے جو مومنین دن
رات قیامت کے ڈر سے کانپ کانپ کر عبادت میں ترقی کر رہے ہیں وہ کم ہو جائیگے تو
آپ کی نذارت میں بھی فرق آ جائیگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جواب اور واضح فرما دیا اِشْتَرَبْتَ
السَّاعَةَ وَالسَّاعَةُ مِيرٌ مَّرٍ مَرْبُوبٌ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند ٹکڑے کر کے دکھا
دیا کہ قیامت کو چاند سورج زمین و آسمان کا یہ حال ہو جائیگا۔ قیامت کا نمود دیکھ کر بھی کافر
طاقتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہو بیٹھا بس قیامت قریب آگئی تاکہ مومن کا ڈر
زیادہ ہو اور نذارت میں ترقی ہو اور رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی پاکیزگی
مومنین جلدی پناہ گزین ہوں اور ان کے جرائم معاف ہوں اور پچ عبادیں خداوند کریم
نے اِشْتَرَبْتَ السَّاعَةَ فرما دیا لیکن وہ بندہ ملامتی پھر بھی اَقْرَبُ اَمْرٍ بَعِيدٌ
اَمْرٍ يَجْعَلُ لَهُ رَجِيًّا اُمْدًا پھر ہی اڑا رہا اور اِشْتَرَبْتَ السَّاعَةَ فرمانِ الہی کو پس پشت
ڈال دیا ان منکرین کو اور وضاحت فرمائی اِشْتَرَبْتَ لَنَا مِنْ حَبَا اَنْهَمُ وَهُمْ غَفْلَةٌ
مَعْرِضُونَ لوگوں کے واسطے حساب قریب آ گیا ہے اور وہ ابھی غفلت میں ہو کر ان

ہیں

اور اس کو دور بچھ رہے ہیں اور اس کے خبروں کو بے خبر بنا رہے ہیں۔

”تمہارا کہنا غلط ہے کہ کفار بنی علیہا سلام کو قیامت کا سوال استہزاء کرتے تھے یہ تمہاری من گھڑت بات ہے بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

فہابی

قیامت کا علم ہی نہیں تھا اگر ہوتا تو بتا دیتے۔

”فقیر نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ کفار کو جواب دینا آپ کا کام نہ تھا۔

محمد عمر

بلکہ رب العزت آپ کی طرف سے ہی جواب دیتے رہے یہ شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے باقی رہا تمہارا کہنا کہ قیامت کے متعلق کفار کا سوال حقیقتہً تھا۔ استہزاء پر مبنی نہ تھا اس کا فیصلہ قرآن کریم سے کرا لیتے ہیں سنئے۔

وَإِذَا قِيلَ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ لَا
جَانِثِيہ ۲۵

تَرْتَبِئُ فِيهَا فَسَلُّوْا مَا تَدْرُوْنَ مَا السَّاعَةُ إِنَّ
لَظُنُّكَ إِلَّا ظَنًّا وَمَا نَحْنُ بِمُتَّبِعِيْنَ وَعْدِ اللَّهِ مُبَيَّنَاتٍ لِّمَنْ عَمِلُوا أَعْمَالًا
یَسْمَعُونَ مَا كُنَّا مِنْكُمْ بَشِيرًا لِّئَلَّا تَكْفُرُوا
اور قیامت میں شک نہیں تم نے کہا ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے ہم قیامت کو محض
خیالی گمان کرتے ہیں اور ہم اس پر یقین نہیں رکھنے والے اور ظاہر ہو جائیگے ان کو
ان کے بسے اعمال اور گھیر لیگی ان کو وہ چیز جس کے ساتھ وہ مخلوق کرتے ہیں مدین
قیامت۔

اس آیت کریمہ سے خداوند کریم نے ثابت کر دیا کہ کفار قیامت کو محض خیالی گمان
کرتے تھے ان کو قیامت پر یقین تھا اور اس آیت میں وَحَقَّیْ یَسْمَعُونَ مَا كُنَّا مِنْكُمْ بَشِيرًا
یَسْمَعُونَ نے واضح کر دیا کہ کفار کا قیامت کے متعلق بنی علیہ الصلوٰۃ وسلم کو سوال
کرنا یہ محض استہزاء تھا کہ حقیقتہً اور نہ اس واسطے کہ انہوں نے دریافت کر کے ایمان

ہی لانا تھا اور اگر تمہارے خیال کو ہی فراہم کر کے واسطے درست سمجھا جاوے تو یہ
اس امر کی دلیل ہوگی کہ تمہارا سوال بھی قیامت کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو استنبط
ہے جیسا کہ تم کرتے ہو ویسا ہی اُس وقت بھی یہی جہذا کفار کا اور یہی سوال نبی صلی
اللہ علیہ وسلم پر کیا کرتے تھے کہ اگر بطور غیبی خبر رکھنے کے مدعی ہو تو قیامت کی تاریخ
بتاؤ اور تم بھی مسلمانوں پر یہی اعتراض کرتے ہو کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم علم قیامت کی
خبر رکھتے ہیں تو ان کے متعلق کوئی آیت یا حدیث ان کو قیامت کے علم ہونے کی پیش
کر دے کہ نہ پڑیگا۔ تَشَآءُ بَعَثْتُ لَكُمُ بَعْثُ تَمَّارَ تَمَّارَ تَمَّارَ تَمَّارَ تَمَّارَ تَمَّارَ تَمَّارَ تَمَّارَ تَمَّارَ تَمَّارَ
کو بے خبر سمجھو وہ خود بے خبر ہے آپ کے نافرمانوں کے لئے ہی قیام قیامت اور آپ
کو ہی اس کا علم ہے تو یہ تمہارے علم و ہدایت کی ہی گہرا نشانی ہے نہ قرآن و حدیث میں آپ کو ہر شئی
کے علم و غیبیہ کلیہ ہونے کے دلائل واضح موجود ہیں۔
اور نتیجہ۔

وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ
جاثیہ ۲۵ } وَنُعْيَا وَمَا يُعْيَا إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا نَمُوتُ
سَآءُ الْبَيْتِ مِنْ عِلْمِهِ إِنَّهُمْ إِكْلًا يَظُنُّونَ اور انہوں نے کہا قیامت کوئی
سنی نہیں سو اہماری دنیاوی زندگی کے ہم مر رہے ہیں اور پیدا ہو رہے ہیں زمانے کے
سو ہمیں کوئی مارتا اور نہیں ان کو اس کی کوئی خبر یہ بعض ان کا گمان ہے۔
اس آیت کریمہ سے دو امور قابل غور ہیں (۱) کفار کا قیامت سے انکار کرنا (۲) اور
مؤمنین کو قیامت سے بے علم سمجھنا۔

جب کفار نے بھی مؤمنین انبیاء کرام اور اولیاء کرام کو قیامت سے بے خبر وہ
علم صحیح اور تم نے بھی ایسے ہی ان کے متعلق یہی عقیدہ رکھا تو تمہارے اور ان کے مابین
اتحاد اتنی ثابت ہو گیا یہ علیحدہ بات ہے کہ اولیاء کرام و انبیاء علیہم السلام ہر انہی اس کے

اخبار کو حیدر ساذ میں رکھیں۔ کیونکہ مامور من اللہ ہوتے ہیں۔ بغیر اس کی رضا کے کسی ہند کو افشا نہیں کر سکتے باقی رہا علم قیامت کو خداوند کے سپرد کرنا تو چونکہ ان کو بھی اسی کی طرف سے اس کا حصول ہوتا ہے۔ اور اسی کی طرف سے ممانعت اظہار ہے تو وہ اس کے علم کو بھی اَللّٰہُ یَعْلَمُ عَلَیْہِ السَّاعَاتِ کے فرمان سے خداوند کے سپرد کر چھوڑتے ہیں۔

دہائی "دہائی علم قیامت معن خاصہ خدا ہے اس واسطے سوائے خدا کے کسی مخلوق کو قیامت کا علم نہ ہوا اور نہ ہو سکتا ہے مہاری اس میرا پیری سے میں سوائے خدا کے کسی کے واسطے علم قیامت ہوا تسلیم نہیں کر سکتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔"

محمد کریم "فیر نے تمہارے سامنے ایسی آیت پیش کر دی جس سے یہ ثابت ہوا کہ مومنین انبیاء کرام و اولیاء عظام کو کفار قیامت سے بے علم تصور کرتے تھے باقی رہا تمہارا کہنا کہ سوائے خدا کے اور کسی کو قیامت کا علم ہے ہی نہیں۔ یہ خاصہ خدا ہے یہ قطعاً غلط اور تمہارا محض خیال اعتقاد و بیست کی بنا پر ہے ورنہ فیر ثابت کرتا ہے کہ علم قیامت سوائے خداوند کے مخلوق خدا کو بھی حاصل ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم و امامیث صحیحہ سے مروی ہے۔ علم قیامت کے یقین پہلو میں ایک قیامت کی ہیئت کذاً فیہ جو ذات کو مستلزم ہوتی ہے اور دوسرا اس کا وقوع اور قیام اور وقت وقوع خداوند کریم نے پہلی بات یعنی قیامت کی ہیئت کذاً فیہ قرآن کریم میں مذکور فرمادی مالا کہ عِندَہُ عَلَیْہِ السَّاعَاتِ میں مطلق علم ہے ہیئت کذاً فیہ ہوا وقوع یا وقت وقوع لیکن بالترتیب رب العزیز جل و علانی ہر ایک کا ذکر قرآن کریم میں بیان فرمایا کیونکہ قرآن کریم تفصیل کل شئی ہے جس میں قیامت بھی شامل ہے تم قرآن کریم کے اس دعویٰ پر ایمان لاؤ یا نہیں حال قرآن کریم ہر شئی کے علم کو محیط ہے کیونکہ کلام خداوندی ہے اور دعویٰ بھی خداوندی ہے۔"

وَتَفْصِيلُ كُلِّ شَيْءٍ وَهَذَا دَرَجَةُ
 ۳۳۔ یوسف ۱۲ اَلْقُوْرٰنُ یُؤْمِنُوْنَ۔ قرآن ہر شی کی تفصیل ہے اور ہر
 شی کی رہبر ہے اور یہ ایمان داروں کے واسطے رحمت ہے۔

قرآن کریم مدنی اس امر کا ہے کہ اس میں ہر شی کی تفصیل موجود ہے علم قیامت
 ہوا وقوع لیکن ایمان داروں کو اس سے ہدایت حاصل ہوتی ہے۔

قیامت کا وقوع اور ہیئت کذا یہ از روئے قرآن

اِنَّمَا نُوَدِّعُ ذٰلِكَ نَوَاقِیْعَ نٰیْذٍ اَلْجُوْدِ طٰیْبٰتٍ

۳۴۔ مرسلات ۳۰ اِذَا السَّمَاءُ فُتِّرَتْ وَاِذَا الْجِبَالُ

نُسِفَتْ وَاِذَا الشَّرَیْطٰنُ اُفْتِتَتْ بے شک جو تم وعدہ کئے گئے ہو قیامت کا ضرور

واقع ہونے والا ہے اور اس وقت تمام ستارے بے نور ہو جائیں گے اور اس وقت

آسمان پھٹ جائیگا۔ اور اس وقت پہاڑ اڑائے جائیں گے اور اس وقت تمام پہرے

جمع کئے جائیں گے۔

ثابت ہوا (۱) کہ قیامت کا وقوع جتنی ہے (۲) تمام سیارگان سورج و چاند بے نور

ہو جائیں گے۔ لیکن رسل کا نور رسالت بدستور موج زن ہوگا آسمانوں اور پہاڑوں کی اہلیت

منفرد ہوگی اور میدان صاف ہوگا۔ لیکن رسل بحیثیت رسل ہی موجود ہوں گے۔ یہ ہے

ذکر ہیئت کذا یہ قیامت کی۔

۳۵۔ تکوین ۳ اِذَا السَّمَاءُ كُوِّرَتْ وَاِذَا الْجِبَالُ هُدًى

۳۶۔ تکوین ۳ اِذَا الْجِبَالُ سَوَّیَتْ وَاِذَا الْعِشَاقُ طُفِلَتْ

وَاِذَا السُّجُوْدُ سُجِدَتْ وَاِذَا الْاَنْفُسُ اُخْرِیَتْ

وَاِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ وَاِذَا الْجِبَالُ رُجِعَتْ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُتْرِفَتْ

عَلِمْتُ نَفْسِي مَا أَحْضَرْتُ جَب سَوْرَج كُنْهَذَا هُوَ اس وقت تیارے کر
 کر بے نور ہو جائیئے اور اس وقت پہاڑ بکھیرے جائیں گے اور اس وقت دس ماہی
 اونٹیاں آوارہ چھریں گی اور اس وقت وحش جانور سبے ہوئے اکٹھے ہوں گے اور
 اس وقت وریا بھڑکائے جاویں گے اور اس وقت تمام جانیں ملائی جاویں گی۔ اور
 اس وقت زندہ درگور کی ہوئی رڈ کی سوال کی جائیگی کہ کون سے جرم میں قتل کی گئی اور جب
 تمام اعمال نامے کھولے جاویں گے اور جب آسمان آویڑ دیا جاویگا۔ اور جب دوزخ
 بھڑکانی جاویگی اور جب جنت نزدیک کی جاویگی زمین کے لئے، معلوم کریگا ہر نفس
 اپنے ماحضر کو

کیوں جناب یہ ہے قیامت کی ہیئت کہ اسید جس نے فیصلہ کر دیا کہ جب سورج
 چاند سیارے بے نور ہو گئے ان کی گردش بند ہو گئی تو وقت کا تعین کیسے ہوگا جس کا سوال
 کرنے پر اندازہ ضرور ہوگا لیکن وقت یہ وقت ہی نہ رہیگا تو تعین وقت کا سوال
 فصول اور سنیہ (۳) الْقَائِرَةُ مَا الْقَائِرَةُ وَمَا أَذْرَاكَ مَا الْقَائِرَةُ
 يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفُزَارِ الْمُبْتُذَنِّ وَتَكُونُ الْجِبَالُ
 كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ دہلانے والی کیا ہے دہلانے والی اور آپ جانتے ہیں۔ کیا
 ہے دہلانے والی جس دن لوگ پتھروں کی طرح بچھے ہونگے اور پہاڑ دھنسی ہوئی اون
 کی طرح ہونگے۔

اِذَا نَزَلَتِ الْاَسْمَانُ نِزَالًا لَهَا وَاخْرُجَتِ الْاَرْضُ
 اَنْفَاقًا لَهَا اور جب زمین ہلائی جاویگی مثل اس کے بعد پچال کی اور زمین
 اپنے تمام بوجھوں کو نکال دیگی۔

اِذَا سَمِعْنَا النُّشُوءَ وَادْنَتْ لِرَبِّهَا وَحَقَّتْ وَاِذَا الْاَرْضُ
 مَدَّتْ وَاَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ وَادْنَتْ لِرَبِّهَا وَحَقَّتْ

جب آسمان چٹ جاوے گا اور اپنے رب کے واسطے کان دھریگا اور لائق بھی ہے اور جب زمین بھٹائی جاوے گی اور پھینک دیگی زمین جو اس میں ہوگا اور خالی ہو جاوے گی اور اپنے رب کے واسطے کان دھریگی اور لائق بھی اسے یہی ہے = ﴿وَإِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ كَذَاتِ سَهْبٍ﴾ اور بے شک قیامت آنے والی ہے اس میں شک نہیں و وقوع قیامت کو ثابت کر رہی ہے۔ ایسی ہزاروں آیتیں قرآن کریم کی قیامت کے حقیقت کذا یہ کی بہین ہیں۔ جیسا کہ ان چند آیات سے وقوع قیامت اور حقیقت کذا یہ قیامت واضح ہے اور یہ ﴿وَجُودُ الْعِلْمِ السَّاعَةِ﴾ کے قانون سے جُود کی تصدیق کر رہی ہیں کہ اس کے پاس ہی علم قیامت ہے تب ہی اسکی طرف سے یہ تمام غیبات قیامت ظاہر ہو رہے ہیں تو رب العزۃ کا علم قیامت کی تفصیل کو واضح کرنا حجت کی دلیل ہے ورنہ کفار و مشرکین کہتے کہ قیامت ویسے ہی خیالی امر ہے جیسا کہ انہوں نے سمجھا تو اللہ تعالیٰ نے اس حقائق قیامت کو ظاہر فرمایا کہ دوسرے با دلیل ثابت ہو جائے کوئی ایمان لائے یا نہ۔

﴿اِذْ رَوَّيْنَا الْقُرْآنَ كَرِيمَ مَخْلُوقٍ كَوَلَّمِ قِيَامِ قِيَامَتِ﴾

۴۶ ﴿قُرْآنِ﴾ { چیز لکھی ہوئی ہے۔ }
﴿وَكُلٌّ صَغِيرٌ وَكَبِيرٌ مُّشْتَقٌّ﴾ اور ہر چھوٹی بڑی

۴۷ ﴿لَبِيسٍ﴾ { اور ہر شے کو ہم نے امام معین میں محفوظ رکھا ہے۔ }
﴿وَكُلٌّ مِّنْهُ اَحْسَنُ فِيْ اِمَامٍ مَّبِينٍ﴾

ان آیات سے ثابت ہوا کہ روح محفوظ میں ہر شے درج ہے اور قیامت بھی مکمل حقیقی میں داخل ہے لہذا اس کا وقوع اور قیام اس کی ہر شے روح محفوظ میں مذکور ثابت ہوئی۔

۴۸ ﴿اَلَمْ يَكُنْ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ مِّنْهُ خَدَاةٌ ذَاتٌ﴾ جس نے قلم کو سکھایا اس بات سے
۸ ﴿لَوْ لَمْ يَكُنْ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ مِّنْهُ خَدَاةٌ ذَاتٌ﴾ جس نے قلم کو سکھایا اس بات سے

ثابت ہوا۔

تَفْصِيلُ كُلِّ شَيْءٍ قَرَأَنَ مُبِيدٍ فِي هَذَا الْقُرْآنِ كَرِيمٍ فِي عِلْمِ
 قِيَامَتِ مُوجُودٍ وَبُفْرَانِ اِيْنِكَ لَتَقْنَى الْقُرْآنُ كَمَا عِلْمِ نَبِيِّ

۲۳/۹

صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہوا لہذا علم قیامت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ثابت ہوا۔

وَلَقَدْ نَفَعْنَا فِي الْقَبْرِ مَا إِذَا هُمْ مَرْغَمِ الْأَجْدَاثِ اِلَى مَا يَبْدُو
 يَكْسِرُونَ اور سورہ پھر نکال دیا تو اس وقت رگ اپنی قبروں سے

۲۴/۱۰

اپنے رب کی طرف نکل جائیں گے۔

فرشتے اسرافیل علیہ السلام کے واسطے علم قیامت ثابت ہوا۔

اَوَمَ عَلِيْهِ السَّلَامُ كَر قِيَامَتِ كَا عِلْمٍ وَكِرْ زِيْنِ پَر تَارَا كِيَا وَكُفُّ فِي الْاَمْرِ
 مَسْتَقَرَّةً نَمَتَا اِلَى اِحْيَا اَوَمْتَهَا سَ لَمَ دِيْنِ فِي اَرَامِ كِي

۲۵/۱۱

جگہ ہے اور نفع ہے ایک وقت تک عین قیامت ہے یعنی قیامت کا جب تک قیام
 نہ ہوگا مگر اقامت پذیر ہوگا۔

قَدْ اَتَمَّا عَلِمَهَا عِيْدَ اللّٰهِ وَلَسِيْنَا اَكْثَرُ
 اَلنَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی

۲۶/۱۲ - اعراف ۲۶/۹

اللہ علیہ وسلم اور کوئی بات نہیں قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے اور بہت رگ زنیات
 سے، بے علم ہیں۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ بہت رگ قیامت کے علم سے بے خبر ہیں اللہ تعالیٰ
 نے تمام کی نفی نہیں فرمائی اکثریت کی نفی فرمائی تو اکثریت ہے کفار کی اور اقلیت ہے
 مومنین کی معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ قیامت کا علم رکھتے ہیں کیونکہ کل
 کی نفی ایت کریمہ سے نہیں ہوئی۔

۲۷/۱۳ - جن ۲۷/۹ قَدْ اِنْ اَذْبَرْنِيْ اَقْرَبَ مَا تَوَعَّدُونَ اَهْ

يَجْعَلُ لَهُ سَائِقٍ أَمْدًا صَالِبًا الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُهُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ
 امْرَأَتُهُ مِنْ نَسْوٍ فَرَادِيحٍ يَارَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ میں نہیں جانتا کیا قریب
 ہے جو تم وعدہ دئے گئے ہو یا۔ میرے رب نے اس کو لبا کیا ہے۔ وہ
 عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب (قیامت) پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر جس کو رسولوں سے
 پسند فرماوے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اللہ تعالیٰ نے قیامت کے جھگڑے میں غیب
 نہ ہونے کی ترغیب دلا کر رکھ رکھا اِنْ اَدَّيْتُمْ اَقْسَمِيْنَ مَا تَدْعُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهُ
 سَائِقٍ اَمْدًا سے کفار کو ڈالا لیکن پھر اس خصوصی غیب علم قیامت کو اپنے رسل کے غوام
 پر مطلع ہونے کا اظہار بھی فرما دیا تاکہ کفار یہ نہ سمجھیں یہ کہ نبی خود بھی بے خبر ہے میں ویسے
 ہی اسکی خبریں سنا سکا کہ ڈراتا ہے۔ اس لئے خصوصی خبر قیامت علی غیب کے واسطے
 رسل کے خاص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مطلع ہونے کی خبر اِلَّا مَنِ امْرَأَتُهُ مِنْ نَسْوٍ
 تَرَسُولٍ سے ظاہر فرمادی اب وہابی اگر نہ ایمان لائے تو اس کے علم و عقل کا قصور ہے
 خداوند نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں کسر نہیں رکھی علم قیامت کا
 ہی ما قبل ذکر اور اسی خصوصی علم قیامت کی اطلاع انبیاء علیہم السلام کو منحصر فرمادی
 تو اسکی بے نیازی کی دلیل منہم ہے جس کے تم منکر ہو رہے ہو۔

۲۸/۱۴ معارج ۲۹ { اِنَّهُمْ سَيَرُوْنَ ذُنُوبَهُمْ بِقُرْبِهَا وَتَرَوْنَ
 اَبْيَارَ اُولِيَّارَ } قیامت کو قریب دیکھتے ہیں۔

تفسیر ابن کثیر ۲/۴۲ { ذُنُوبَهُمْ قُرْبِهَا } ای الموعودین
 یعنی مومنین اس کو قریب دیکھتے ہیں۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ مومنین یعنی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام قیامت

کو قریب دیکھ رہے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آگے پیشین انشا و اشربیان کی جاویدگی جو ایمانداروں کے واسطے مقامِ سرست ہے

۲۹ - روم ۲۱
۱۵ اَلْیَوْمَ نَقُذُّكَ مِّنَ السَّاعَةِ ۚ نَفْسُكَ مَجْرُمُونَ ۚ مَا لَبِثُوا اِلٰی يَوْمِ الْبَعْثِ فَمِنْ هٰذَا اَيُّوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۚ

الَّذِينَ اٰذَنُوا الْعِلْمَ وَالْاٰمِيَانُ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ اِلٰی يَوْمِ الْبَعْثِ فَمِنْ هٰذَا اَيُّوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم لوگ قسم کھا بیٹھیں گے (کہ دنیا میں) ایک ساعۃ کے سوا وہ نہیں ٹھہرے اسی طرح (دنیا میں جی) بزرگ بہتان بانڈھا کرتے تھے اور کہیں گے وہ لوگ جو (قیامت کا) علم اور ایمان دے گئے تھے تحقیق رہائش کی تم نے اللہ کی کتاب میں قیامت تک پس یہ ہے دن قیامت کا اور لیکن تم نہیں جانتے تھے۔

۱۱) مجرموں کا آخرت میں دنیا کو صرف ایک ساعۃ سمجھنا اور آگے رب العزت نے فرمایا کہ مجرموں کو کون جواب دینگے۔ وَ قَالِ الْاٰمِيَانُ اٰذَنُوا الْعِلْمَ وَالْاٰمِيَانُ اور کہیں گے جن کو علم اور ایمان دیا گیا اب غر طلب امر ہے۔ ایمان اور علم کس چیز کا ملاوچہ تو اس مقام قیامت میں وہی کلام کرنے کا حقدار ہو گا جس کو اس کا علم ہو اور اس پر ایمان بھی رکھتا ہو دوسرا شخص کلام کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا مثلاً ہائیکورٹ کا پیڈیٹری ہائیکورٹ میں وکالت کرنے کا حقدار ہے دوسرا پیڈیٹری نہیں کر سکتا ولایت میں وکالت وہی کر سکتا ہے۔ جو ولایت پاس ہو اور وہاں کا سند یافتہ ہو ایسے ہی رب العزت نے فرمایا کہ وہاں ویسے ہی مجرموں کو کوئی شخص جواب نہ دے سکے گا بلکہ میری طرف سے مجرموں کو وہی جواب دے گا جو قیامت کا علم رکھتا ہو اور اس پر ایمان بھی رکھتا ہو کیونکہ خداوند کریم تو مجرموں سے قیامت کے دن کلام نہ فرما دے گا جیسا کہ دُرُیْنُفَرُوۃ (۱) لَیْسَ لَکُمْ اِلٰہَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ اَللّٰہُ تَعَالٰی مجرموں یعنی کفار کی طرف نہ نگاہ کرے فرماویں گے

اور نہ اُن سے پہلے ہو گئے تو خداوند کی طرف سے کفار کو مومنین جواب دینے کے جو دو طاقوں کے مالک ہو گئے ایک تو وہ جو قیامت کا علم اور ایمان رکھتے ہو گئے اور دوسری طاقت علمی جو ان کے جواب کو مستند ہے وہ جواب دینے لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللّٰہِ اٰیِ یَوْمَ الْبَعْثِ البتہ تحقیق رہائش کی تم نے بطابق روح محفوظ کی تحریر کے دنیا میں قیامت تک مومنین کا یہ جواب تب درست ہو سکتا ہے جب مومنین کو روح محفوظ کا علم ہو گیا کہ تعزیرات ہند کا استعمال قانون وہی کر سکتا ہے جو تعزیرات ہند کا عالم ہو قرآن و حدیث کے رو سے فتویٰ وہی صادر کر سکتا ہے اور کچھ مکتا ہے کہ میں از روئے قرآن و حدیث کے فلاں اصول کے ماتحت اس کا فیصلہ لکھتا ہوں جو قرآن و حدیث کا عالم ہو گا۔ تو مومنین کا کفار کو یہ جواب دینا لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللّٰہِ اٰیِ یَوْمَ الْبَعْثِ کہ تم نے بطابق تحریر روح محفوظ قیامت تک دنیا میں ٹھہرے رہے ہو جو روح محفوظ کا عالم ہو گا تو مومنین انبیاء علیہم السلام اور ادیانہ کرام کی دوسری طاقت علمی روح محفوظ کی بھی ان کے لئے ثابت ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ نے مومنین کے علم و ایمان کی تفصیل کر بھی واضح فرمادیا کہ وہ ایماندار اور اہل علم قیامت کو کیلئے لَقَدْ لَبِثْتُمْ اٰیِ یَوْمَ الْبَعْثِ تو یہ ہے قیامت کا دن و لیکن اے قوم کفار تم نہیں جانتے تھے ہم جانتے تھے تو یہ دعویٰ پہچان اسی کو ہو سکتا ہے جس کو علم ہو بغیر علم کے مدعی جھوٹا سمجھا جاتا ہے اس آیت کریمہ سے بھی واضح ہو گیا کہ انبیاء علیہم السلام اور ادیانہ عظام کو علم قیامت اور روح محفوظ جس میں تمام مذاہب کا فرقہ ذرہ مہ طور ہے کا علم رکھتے ہیں جو مومنین کو بطابق اس آیت مذکورہ بالا کے اب بھی یقین ہے اور ملحدین کو ان کی ان علمی طاقت کا علم قیامت کو جھگڑے سے ظاہر ہو گا پھر پھینا جائیگا اور دست افدوس ملیں گے لیکن پھر افدوس کام نہ آئے گا۔

اور پھر تمہیں خیال نہیں آتا کہ کفار کیا کہیں گے کہ وہابی ایسے شخص کو اپنا نذیر قیامت

مانتے ہیں جو نرد قیامت سے بے خبر ہے لیکن اس کا نذیر نبی کا مدعی ہے۔ انوس ہے تہا رہی
وانست پر جو تم غیروں کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مترعن ہونے کا موقع دے رہے ہو۔
یہ ہیں ستر آئی دوا کل جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے علم قیامت ہونے کا
ثبوت مل رہا ہے۔

ہمارا کام کہ دین ہے یارو تم آگے پا ہے ماریا نہ مارو

”قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ
لَكَ مِنَ قِسْمِ غَنَمٍ جَزَاءً مِّمَّا كَانُوا يَعْتَمِدُونَ پس کوئی

نفس نہیں جانتا جو چھپا رکھا ہے ان کے واسطے ٹھنڈک ہے آنکھوں کی بدولت اس کا برکت
نئے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ نے اپنے نیک بندوں کے لئے ان کے اعمال صالحہ کے
بدے میں جو نعمتیں ہم نے چھپائے رکھی ہیں جن کے دیکھنے سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی
ان معنی نعمتوں کا کسی نفس کو علم نہیں چونکہ یہ نعمتیں جمیع ماکان و مایکون میں سے ہیں اور ثابت
ہو رہا ہے کہ بعض اشیاء عجیبہ کہ یہ مذکورہ بالا ہیں۔ بجز اللہ کے ان کا علم کسی کو نہیں اور حدیث
شرعیہ میں بھی مذکور ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک
بندوں کے لئے ایسی اشیاء تیار رکھی ہیں جو مَالٌ عَلَیْہُمْ سَمَاءٌ وَلَا اَذُنٌ سَمِعَتْ
وَلَا خَطَرٌ عَلَیْہُمْ فَلَنْبَسَ اس سے ثابت ہوتا ہے ان کا علم سوائے خدا کے
کسی کو نہیں جو نہ کسی آنکھ کو دیکھا کسی کان نے سنا کسی دل پر اس کی بات کھلی۔

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم“ یہ قانون خداوندی عام صحیح ہے لیکن خواص کے لئے وَلَکِنَّ اللّٰہَ
یَعْلَمُ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَہُ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اُولٰٓئِکَ یَرْجُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ یَتَّبِعُوْنَہُ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اُولٰٓئِکَ یَرْجُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ

میں اِلَّا اللّٰہَ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے صلہ و کرم تازہ فرما دے لیکن تہا رہا علم خواص
کو آیات عامہ سمجھنے سے قاصر رکھتا ہے یہ وطیرہ کفار کا تھا کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
امتیازی شان اَلَّذِیْ اٰتٰی بِاَلْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہُمْ کُوْہِیْنٍ وَّ اَلَّذِیْ اٰتٰی بِاَلْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہُمْ کُوْہِیْنٍ

۵۱ مسلم شریف ۲۹۲ { عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
كَذَبَتْ الْجَنَّةُ نَرِيَّتَ امْرَأَةٍ ابْنِي طَلْحَةَ ثُمَّ مَعَتْ خُخْشَةً أَمَا فِي ذَا
بِلَالٍ۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا میں جنت دکھایا گیا تو میں نے جنت کو دیکھا پھر میں نے اس میں ابو طلحہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی عورت کو دیکھا پھر میں نے اپنے اُسکے جوتوں کی آہٹ سنی تو اچانک حضرت
بلال تھکے ۔

کیوں جناب ؟ سَلَا لَقَلَّمُ نَفْسًا مَا أَخْفَى لَهَا مِنْ قِتْرَةٍ اَعْيُنٌ كَوْتَهَا رے
دماغ نے زیادہ سمجھایا صحابہ کرام نے جو اس اخفایں میں جوتوں کے پہنچ رہے ہیں
اب ذرا اس کے مقابلہ میں آقا کی شان ملاحظہ ہو جس کی تشریح مولا نے ذوالجلال
عز و متنازع فرماتے ہیں کہ وَهُوَ بِالْأَفْئِ الْاَعْلَى ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى فَكَانَ تَابِ
فَوَسَّيْنِ اَذَا ذُكِيَ ۔

پھر اُسکے ارشاد الہی موجود ہے ۔ اَفْتَمَرُوْنَهُ عَلَى مَا يَرَىٰ وَلَعَدَ رُؤُ
سُؤْلُهُ اُخْرَىٰ عِنْدَ سَيِّدِ سَرَّةِ الْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ هَا جَنَّةِ الْمَأْدَىٰ اب تر
قرآن کریم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مَا أَخْفَى لَهَا مِنْ قِتْرَةٍ اَعْيُنٌ تَا
پہنچا یا نہ بالافکر نہ ہارا اگر ایمان ہے تو خود سوچ لو اور ایمان بے آؤ عاقل را اشارہ کافی
است ۔

وہابی ” نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو معراج والی رات جنت و دوزخ و تمام
النعائم مرعوبہ ملاحظہ فرمائے یہ اخروی انعامات کے علاوہ ہیں ۔ جو
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں بَلَدَ مَا اُطْلِعْتُ عَلَيْهِ
صامت واضح ہے کہ یہ نعمتیں ان کے ماسوا ہیں ۔

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم“ سبحان اللہ تمہاری قرآن دانی پر بھی گدھ رو رہے ہیں اور تمہاری حدیث دانی کو کوا سراہ رہے۔

جناب جوئے میاں فرمان میں بَلَدَ مَا أَطْلَعْتُكُمْ عَلَيْهِ بِشَرْحِ
 فرمان الہی وَاكْتُوبُ لَكُمْ فِيهَا لَقَبًا کی ہے کہ جن انعامات پر تم اطلاع پا چکے ہو اور
 اس سے مراد دنیاوی انعامات ہیں اور برفروٹ جنت میں ملیں گے وہ ہونگے انہی
 کے متشابہ لیکن ہونگے ان کے علاوہ مثلاً رمان کا نام تو جو دنیا میں ہے اسی نام سے پکارا
 جائیگا شکل بھی یہی ہوگی لیکن ہونگے لطف میں کچھ اور مَعَالِیْنِ سَرَّ مَثَلِیْنِ نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر پاک ان سے دور نہیں جیسا کہ سَرَّ مَثَلِیْنِ فِي مَعَالِیْنِ هَذَا
 كُنْ مَثَلِي وَعِدْ تَعْدِي وَعِدْتُ لَكُمْ فِي هَذَا مَا لَمْ يَكُنْ لَكُمْ دُونَِي
 دی جو اہل بصیرت سے مخفی نہیں کہ جو تم وعدہ کے رکھے ہر کل شی میں نے یہاں ہی دیکھ لی
 وَعِدْتُ تَعْدَاوُفِي وَعِدْتُ لَكُمْ فِي هَذَا مَا لَمْ يَكُنْ لَكُمْ دُونَِي علم فرمان
 عمری مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسے نکالتا ہے یہاں ترجمانی تمام علوم آکر جھک جاتے
 ہیں اور جھکنا پڑتا ہے تمہارا ہی علم دیوبندی ہے جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم
 کو نقائص کی صفت سے متصف کر سکے ہمارے مسلمان کلمہ پڑھنے والوں کی ترجمت
 و جہالت اس پایہ تک نہیں پہنچ سکتی

اور دوسرا جواب بَلَدَ اصل میں کج کے معنی کے لئے بنایا گیا ہے کم از کم
 شرح مائتہ عامل ہی پڑھے ہوتے تو معلوم ہوتا بَلَدَ نَابَهُ مَقْصُودُ كَجْ لِبَدْعٍ وَشَدَّ
 بَلَدَ نَابَهُ كَجْ نَابَهُ بَلَدَ دَعِ کے معنی کے لئے بنایا گیا ہے مثل بَلَدَ
 نَابَهُ کی یعنی چھوڑ تو زید کو تو متنازعہ فیہا جملہ کے معنی ہونگے کہ جس پر تم کو اطلاع ہے
 اسی پر چھوڑ دو۔ جب ان انعامات کو دیکھو گے تو تمہیں ان کی شان نظر آئیگی یا جنہوں
 نے دیکھا ہے جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے تو وہ بھی بیان کرنے کی زبان نہیں

رکتے سوائے اس کے کہ بتنا قرآن کریم میں مذکور ہے ان کو بھی اسی پر چھوڑنے کا ارشاد ہوا۔

وہابی "اَلْمَدِيَّاتِ كَذِبًا الْذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ تَقُوْلُوْنَ
وَعَادٌ وَّمُتُوْا ذَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ لَا يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ"

کیا نہیں آئی تمہارے پاس خبر ان کی جو پہلے غلطے تم سے قوم نوح کی اور عاد اور ثمود اور جو ان سے پیچھے ہوئے ان کی خبر نہیں مگر اللہ کو۔

اس آیت میں قوم نوح اور عاد و ثمود کے بعد کی بعض ایسی قوموں کا پتہ دیا گیا ہے جن کے حالات حق تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔

محمد ع "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے تو تم قائل نہیں لیکن تمہیں اپنے علم غیب جاننے کا دعوے بڑا ہے کیا تمہیں یہ علم غیب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے انبیاء کرام کا علم کسی کو نہیں دیا حالانکہ قرآن کریم کے معانی سمجھنے سے تمہارے دماغ قاصر ہیں۔ جبائی اللہ کے سوا ان کی خبر تو کسی کو نہیں کیونکہ ان کے زمانے کا کوئی شخص موجود نہیں تھا۔ اور نہ کریم کی ذات لازماً ہے اس واسطے خداوند اس وقت بھی موجود تھے اب بھی ہیں اور رہیں گے بھی اسی واسطے فرمایا کہ اللہ کے سوا قوم نوح و عاد و ثمود اور ان کے بعد کی اطلاع کسی کو نہیں اور وہی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر رساں ہے چنانچہ اس آیت کریمہ میں بھی اپنے علوم غیبیہ کو بیان فرماتے ہوئے علوم غیبیہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمایا کہ اَلْمَدِيَّاتِ كَذِبًا الْذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ تَقُوْلُوْنَ کیا آپ کے پاس پہلے لوگوں کی خبر نہیں آئی قوم نوح وغیرہ کی یعنی آئی ہے اللہ تعالیٰ بل شاید تو اللہ مَدِيَّاتِ كَذِبًا سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر جو پہلے انبیاء علیہم السلام غیر موجود ہیں ان کا انعام علم عطا فرما کر خود اپنی عطا کو بیان فرماویں لیکن وہابی صاحب ایسے سادہ لوح ہیں کہ ایت کریمہ کے ابتدائی جملہ کا ذکر ہی نہیں چھیڑا کہ کہیں ایسا نہ ہو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا

علم ثابت ہو جائے تو ہمارے عقیدہ میں فرق لازم آجائیگا۔

دوست نے اخیریت کر یہ کہ لَا یَعْلَمُہُمْ إِلَّا اللہ کو زما لیا اور ابتدا جلد ہو
 نشانِ علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہر کر رہا ہے اس حدیث سے کہ اس کو چھوڑ گئے
 تاکہ تم مابین کا علم اگر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہو گیا تو علم مآکانِ رضا
 سیکھتے ہی صلی اللہ علیہ وسلم کو ثابت ہو جاوے گا اور عقیدہ و مابین کی جرئت جاگی ہو گی
 خبر کہ اگر وہابی نے ماقبل کو ترک کیا تو کوئی حنفی ماقبل کی طرف بھی زور دلاوے گا تو ہمارے
 پلے کیا رہیگا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے دو سکر مقام پر اسی کی وضاحت فرمائی:

كَذَٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ
 مَا تَذَكَّرَ ۝

اسی طرح بیان کرتے رہتے ہیں ہم آپ پر ان کی خبریں غیبیہ جو آپ سے پہلے
 گزر چکے ہیں۔ کیوں جناب وہاں تو استنبہام سے اقرار کروایا لیکن اس آیت کریمہ میں آپ
 کو پہلے انبیاء علیہم السلام کے متعلق عطا کردہ علوم غیبیہ کی خبر ہی شائع فرمادی تاکہ کسی کو شک
 نہ رہ جائے اب بھی اگر تم اپنے ایمان کو قرآن کریم کے مطابق ہی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان
 کے علوم غیبیہ کے عطا ہونے سے درست نہ کرو تو لَسْتُمْ لَنَا يَوْمَئِذٍ مِنَ النَّاصِرِينَ
 میں خود گرفتار ہو گے اور تفاسیر کا شوق رکھتے ہو تو اَشِدُّوا نِشَارَ اللہ العزیز تمام تفاسیر
 کے بیانات آرہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

۵۳۔ نخل ۱۲ {اور قیامت کا امر کوئی اتنا بڑا نہیں مگر آنکھ جھکنے کی مثل

یا اس سے بھی زیادہ قریب،

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا۔ کہ قیامت مرنے آنکھ جھکنے کی مقدار میں ہے یا
 اس سے بھی قریب یہ مومن کے لئے وقتِ قلیل ہوگا۔ اور منافق و کافر کے لئے اتنی طوالت

ہوگی۔ جس کی مقدار اللہ تعالیٰ نے سپاس ہزار سال فرمائی ہے۔ وہ اُس کے قیام کا وقت ایک لمحہ سے بھی زیادہ قریب ہوگا۔ معلوم ہوا کہ جیسے لمحہ بصر کو ملاحظہ کرنے والا دیکھ بھی رہا ہے اور اُس کو اُس لمحہ کا علم یقینی بھی ہے۔ لیکن اگر اُس کو کہا جائے کہ اُس کی تفصیل اور تعین وقت کہ کہاں سے کہاں تک لمحہ کی مقدار ہے تو یہ بیان سے باہر ہے تو رائی کو مری کی حیثیت کذائیہ کے بیان نہ کرنے سے بے علم نہیں کہا جاسکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میدان قیامت طلوع و غروب آفتاب و مانتاب سے خالی ہوگا۔ اور وقت و زمان انہیں کے قیام سے متعین ہو سکتا ہے۔ اگر یہی نہ ہو گئے تو تعین وقت کا سوال کرنا مسائل کی کم مطلق کی دلیل ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس لمحہ بصر کی جس دن میں ہوگی آپ نے اُس دن کو واضح فرمادیا۔ آگے چونکہ دن و دن ہی نہ رہے گا تو اس کی تعین کیسی۔ ہاں البتہ اُس کے علامات اور حالات کو آپ نے بیان فرمادیا۔ اور منکرین کو اتنی سمجھ نہیں کہ صفاتِ فات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور فوات صفات سے مقدم ہوتی ہے جو شخص جس امر کے صفات بیان کر سکتا ہے وہ متنبی طور پر اُس کی فوات کا بھی عالم ہے۔ ہاں یہ بات ضروری ہے کہ مامور اپنے امر کے حکم کے بغیر بیان نہیں کر سکتا۔ اور امر نے اپنے مامور کو اگر اپنے امر کا حکم ہی عطا نہیں فرمایا تو امر امر نہ رہا اور مامور مامور نہیں بنی صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اللہ تعالیٰ امر کے مامور ہیں اس واسطے مامور من اللہ ہونے کی بنا پر اللہ کے حکم کے سوا امر کو بیان نہیں کر سکتے۔ ہاں البتہ اپنی رویت کا ذکر کر سکتے ہیں۔ فرمایا۔

اِنَّ الْعُلُوَّ الْخُفَا لَا يَهْدِي السَّمْنَ الْاَحَادِيثَ الصَّحِيحَةَ

۵۴۔ نسائی شریف ۴۱۵ / مسلم شریف ۲۹۹۰۹۴ / قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رَأَيْتُنِي مَعًا فِي هَذَا كُلِّ نَبِيٍّ وَعِدْتُ رُبِّي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نے فرمایا۔ اس مقام میں ہر چیز کو جس کا تم وعدہ کئے گئے ہو میں نے دیکھ لیا،

جس شخص کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر اور آپ کے فرمان پر ایمان صحیح ہے
وہ تو آپ کے اس فرمان سے آپ کے لئے غیب کئی کے علم کا ضرور قائل ہو جائے گا۔

کیونکہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس مقام پر تبار سے ہر معبودہ اشیا و امور کو دیکھ لیا ہے اس
میں قیامت کی ہر چیز اور آپ کے امتیاز کا تغیر و تبدل بلکہ تمام مخلوق کی حقیقت آپ پر

واضح ہو گئی اور علم روح کی وضاحت بھی ہو گئی۔ جس کی ذات مقدسہ و مطہرہ و لامکان
تک پہنچ سکتی ہے۔ اور جس کی نظر بے انتہا نور محیطہ کو دیکھ سکتی ہے تو وہ نظر لازماً یعنی

قیامت تک بھی پہنچ سکتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کی ذات مطہرہ بحقیقت جتہ للعالمین
ہونے کے جیسا کہ ایک لمحہ میں مکان و لامکان کو طے کر سکتی ہے ایسے ہی زمان و لازمان کو

بھی طے کر سکتی ہے جیسا کہ مکان و دنیا اور لامکان عالم برزخ۔ مکان و دنیا اور لامکان عالم
امر۔ مکان و دنیا اور لامکان حقیقی ایسے ہی زمان و دنیا اور لازمان عالم برزخ۔ زمان و دنیا اور

لازمان قیامت۔ تو آپ کے واسطے یہ تمام امور یکساں ہیں۔ جیسا کہ حدیث مذکورہ بالا میں
عیاں ہے۔ فرمایا کہ میں نے یہاں بیٹھے ہی تبار سے معبودہ امور کو جس میں قیامت بھی شامل

ہے دیکھ لیا۔ جس ذات کی رویت واحدہ علم کئی کو محیط ہے تو تمام عمر کی رویت کے
مناظرہ کا کیا ہی شکاں ہو گا جس تمام عمر کی قسم اللہ تعالیٰ کھاتے ہیں۔ تَعَوَّلَ إِلَهُمُ لَبِئْسَ

سَكْرَتِيذًا لَّيْسَ لَهُمْ شَأْنٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِيهَا مَرْغَبٌ مِّمَّا يَكْسِبُونَ
کی کسی وصف کے علم ہو یا کچھ اور قائل نہ ہوں تو ان کو اللہ تعالیٰ نے اندھوں سے خطاب

کیا ہے۔ اندھا اگر بصیر کی رویت کا انکار کرے تو بصیر کی بصارت میں فرق نہیں آتا۔
عن عبد بن

۵۵۔ مسند امام احمد حنبل ۲/۲۴۱ بخاری شریف ۲/۹۶۳ ابی نر مادہ

مولیٰ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تَلَّ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ
 صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یَقُوْلُ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ کَهَاتَیْنِ وَمَدَّ
 اِصْبَعَهُ السَّبَّابَةَ وَانْوَ سَطَحَیْ دَاہِنِ عِبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے غلام زیاد بن ابی
 زیاد سے روایت ہے۔ فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے
 تھے کہ میں جیسا گیا ہوں میرے اور قیامت کے درمیان کا واسطہ ان دو انگلیوں کی طرح
 ہے۔ اور آپ نے انگوٹھے والی انگلی اور درمیان کی بڑی انگلی دونوں کو باہر نکالا اور لمبا کیا،
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سبابہ اور وسطیٰ کو لمبا کرنا یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ
 جیسے وسطیٰ کو سبابہ سے کوئی چیز عاجز نہیں ایسے ہی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی
 تیسری چیز عاجز نہیں۔ کیا آپ کے اس فرمان سے کسی مومن کو انکار ہو سکتا ہے۔ کہ آپ نے
 سبابہ اور وسطیٰ کو اکٹھا لمبا کر کے فرمایا اگر یہ بھی ثابت ہو جائے جیسے کہ ان دونوں انگلیوں
 کا تعلق مرکزی ایک ہاتھ ہی ہے ایسے ہی میرا قیامت کے ساتھ تعلق ہے۔ نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات اور قیامت کے تعلق کو واحد ہی فرمایا۔ اب آپ کے اور
 قیامت کے درمیان انفصال کرنے والا اور آپ کو قیامت سے بے خبر کہنے والے صادق
 ہو سکتا ہے؟ اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عِنْدَ کُلِّ سَاعَةٍ تَبْعُ ثَوَابُ
 تَرَاۤسٍ مِّنْ اُسْ نے کسی کو عطا کرنے کی نفی نہیں فرمائی۔ اور دوسری بات یہ ہے۔ کہ
 اَرَعِیْنَدُکُمْ عَلِمَ السَّاعَةِ فَرَمَانَ الہٰی ہے تو اَبِیْتُ عِنْدَ مَا یَقِیْ سُدْرَانِ
 مصطفائی بھی تو ہے۔ اسی بنا پر آپ نے اپنے سبابہ اور وسطیٰ کو لمبا کر کے اپنا اور قیامت
 کا تعلق ظاہر فرمایا۔ اگر تم کہہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے تعین کا امر میں کہیں
 نہیں ارشاد فرمایا تو آپ کا ظاہر نہ فرمانا آپ کے عدم علم پر دلالت نہیں کرتا۔

۵۶۔ مسلم شریف ۲۹۷۷ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّہُ عَرَفَ عَلَیْ
 عَلَیْ کُلِّ سَاعَةٍ تَوَیْجُزُہُ دَاہِنِ عِبَّاسٍ

سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے ہر چیز پیش کی گئی ہے
کہ تم داخل ہو گے،

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کی عطا کیا گیا قیامت
کا بھی کوئی کداس میں بھی ہمارا داخل ہے۔ اور مَا أَذَاتُ كَتَبَ عِنْدَ اَبِي۔ کیونکہ قَدْ جَعَلَ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اور نزول غیث کا بھی۔

۵۷۔ ابن ماجہ ۳۲۲ ابو داؤد و طحاہی ۲۶۶ عن ابی ہریرۃ
اَذَالَ قَالَ رَسُلُ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَیْسَتْ اَنَا فِي السَّاعَةِ كَهَاتَيْنِ وَجَمَعَ بَيْنَ
اَصْطَاحِی۔ دالی ہریہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں
اور قیامت ان دو ٹکڑوں کی طرح ہیں اور آپ نے اپنی انگلیوں کو جمع فرمایا
اِنَّهُم یَزُوْنُہُ بِعَیْنِہِ اَوْ مَرَاۗءَ قُرْبَہِ کے ساتھ اس کی مطابقت ہو گئی

من ابن عباس قال قال رسول اللہ

۵۸۔ مشکوٰۃ شریف ص ۷۷

صلی اللہ علیہ وسلم اَنَا فِي الْاَبْلَسَةِ

مَا فِي وَتَعَانِي فِي اَحْسَنِ صُوْرَةٍ تَوَسَّلَ

اَحْسَبُ نَاۡذَا اَنَا بِرَبِّ تَبَارَكَ وَ

تَنَانِي فِي اَحْسَنِ صُوْرَةٍ تَوَسَّلَ

مَا فِي تَالِ بَيْنَ بَحْثِ صَوْرَةِ السَّلَامِ الْاَقْلُ تَلْتُ لَا اَذْهَبُ قَالَتْ لَهَا فَلَئِنْ

سَمِعْتَهُ رَضِعَ كَفْتِ بَيْنَ كَيْفِي حَقِّ وَجَدْتُ سَبْرًا اَنَا بِلَهِّ بَيْنَ لَدِي

نَجَلِي فِي صَدِّ شَيْخٍ وَعَمَّتْ دَابَّ عِبَاسٌ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ میرا رب ایک رات احسن صورت میں میرے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا۔

کہ میں اس کو یقین سے جانتا ہوں کہ میں اُس وقت احسن صورت میں اپنے رب کیساتھ

کنز العمال ۸/۱۵۸

ہوں۔ تو اللہ نے فرمایا۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے عرض کیا بے شک رب تراشد۔
نے فرمایا کہ یہ بڑے بڑے فرشتوں کا گروہ کس بات میں جھگڑا کر رہے ہیں۔ تو میں
نے عرض کیا کہ مجھے کیا پتہ۔ تو اس بات کو اللہ نے تین بار فرمایا تو میں نے اللہ کو اپنی
آنکھوں سے دیکھا کہ میرے دو کندھوں کے درمیان اللہ نے اپنا بے کیف دست پک
رکھ دیا۔ حتیٰ کہ اُس کی انگلیوں کی ٹھنڈک بلا کیف و بلا تشبیہ میرے جیسے تک پہنچی تو میرے
واسطے نکلنے والے روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لیا،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے سوال **فَبِمَا نَحْنُ مُسْلِمُونَ**
الاعلیٰ کرنے پر جواب دیا لا اذ جری حالانکہ اللہ نے تین دفعہ یہی سوال فرمایا۔ اس کا
مطلب آپ کی بے علمی پر سوال نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ کے حضور میں موجود ہونا اور پھر
کسی چیز کا پوشیدہ رہنا یہ امر بعید ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقی ہونا فرشتوں کی بات چیت
دریافت کرنے کا مطلب نذر تھا بلکہ مقصد اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا پردہ و بلا
واسطہ دیکھ کر دانا مقصود تھا۔ اور انعامات غیر متبرقہ عنایت کرنے مقصود تھے تو فرشتوں کی
بات چیت پھر تا محض اس بنا پر تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان مقصد ظاہر ہو جائے
کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے مطلوب زیارت کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے **وَلَبِکِنِ انْظُرَا اِلٰی**
الْجَبَلِ فرمایا تو موسیٰ علیہ السلام کی نگاہ فوراً پہاڑ پر جا پڑی تو اللہ تعالیٰ نے بجائے اس
کے کہ موسیٰ علیہ السلام کو زیارت کرو اتنے۔ اپنی ذرا سی جہلی اُن کے دیکھنے کے باعث پہاڑ
پر ڈالی تو موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر گئے۔ ورنہ جب موسیٰ علیہ السلام نے نہایت اُسی فی اے
رب میرے مجھے اپنی زیارت کروا فرمایا تھا تو اللہ تعالیٰ کے فرمان **وَلَبِکِنِ انْظُرَا اِلٰی الْجَبَلِ**
سے آپ پہاڑ کی طرف توجہ نہ فرماتے بلکہ عرض کرنے کو یا مولیٰ میں تیرے دیدار کا طالب ہوں
پہاڑ کا طالب نہیں تو ہو سکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ بجائے پہاڑ پر جہلی اُن کے موسیٰ علیہ السلام کو

حافظ سے کہ وہی حقیقی آپ کے سامنے پیش کرتے۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام کے کلام اور عمل میں چونکہ فرق آگیا۔ کلام سب کے روایت کی اور عمل یعنی نظر سیاہ کی طرف تو اس بنا پر اپنے مقصد سے ناکام رہ گئے۔ بجائے اس کے یہوشی کی تکلیف میں بھی مبتلا رہے تو ایسے ہی امتحان اللہ تعالیٰ نے ہوتہ دیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ کی نگاہ یا مطلع نظر کہاں ٹپک رہا ہے۔ اگر آپ فرمادیتے کہ فرشتے ان اُمرد میں جھگڑا کر رہے ہیں کیونکہ آپ کو علم تھا ان کے پاس سے ہی گذر کر تشریف لائے تھے بلکہ اُس موقع ملاقات پر بھی آپ ان کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ تب ہی تو اللہ نے سوال فرمایا۔ اور اگر آپ کو قریبی فرشتے نظری نہ آتے تو آپ مولیٰ تعالیٰ کے دربار میں خفا صاف عرض کر دیتے۔ کہ یا مولیٰ مجھے فرشتے ہی نظر نہیں آتے چو جائیکہ اُن کے جھگڑے کا علم ہو اور معاذ اللہ کا سوال بھی عبت ہر جاتا۔ کہ جن کے وجودوں کو آپ دیکھ نہیں رہے تو اللہ ان کے افعال سے سوال کر رہا ہے تو معلوم ہوا کہ آپ ملائکہ مقربین کو ملاحظہ بھی فرما رہے تھے اور جھگڑا بھی سن رہے تھے۔ کیونکہ جس کی نظر وہاں تک پہنچ سکتی ہے۔ اُس کی سمیع کا بھی یہی حال ہونا چاہیے تو اللہ تعالیٰ کا سوال کرنا آپ کے علم اور بے علمی پر مبنی نہ تھا۔ بلکہ آپ کے مقصد خصوصی کو ظاہر کر دانا مقصود تھا۔ کہ آپ کسی خیر کے جھگڑے میں پڑتے ہیں یا محض میری ذات کو ہی اپنا مطلع نظر رکھتے ہیں تو آپ بھی اللہ تعالیٰ کے اس راز و اشائے کو سمجھ گئے کہ یہ وہی موسیٰ علیہ السلام والی بات ہونے لگی۔ تو آپ بجائے اس کے کہ فرشتوں کے جھگڑے میں الجھتے صاف لَآ اَذِیْیَ کہہ دیا۔ تاکہ آپ اللہ کے دربار میں ثابت کر دیں کہ یا اللہ میرا مقصد غیر سے الجھنا نہیں ہے بلکہ تیری ذات ہے کیونکہ جب تیرا منشا میرا ملاقی ہونا ہے تو میں بھی تیری ذات کے سوا اور کسی کو نہیں جانتا اور نہ میرا کوئی اور مقصد ہے۔ اسی واسطے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی جھگڑوں کا انقطاع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات کو بلا پر وہ روایت سے مشرف فرمایا۔ (۳) اللہ تعالیٰ کا سوال کرنا اس واسطے

جی ہو سکتا ہے کہ میرا محبوب میرے سوال کرنے پر اپنے علم کا اظہار کرتا ہے یا نہیں اگر آپ اسی سوال کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں حل فرمادیتے تو ہو سکتا تھا کہ باقی اُن علوم سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس عجز و انکساری پر اور لڑاؤ دہری کہنے پر عنایت فرمائے محروم رکھا جاتا۔ لیکن جب آپ نے اپنے علم کو اللہ کے دربار میں لڑاؤ دہری سے غائب فرمایا تو اللہ پاک نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دستِ قدرت سے علوم کئی عطا کر کے سینہ بھر دیا۔ جس کی سند اس حدیث پاک میں بیان فرمائی۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے لڑاؤ دہری کہنے پر اپنا دستِ قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا تو میرا سینہ علوم الہیہ سے بھر پور ہو گیا۔ **فَقُلْتُ فِي كَلِّ مَشْيِي تَرَكُلُ شَيْءٌ مِثْلِي** واسطے روشن ہو گئی۔ **وَعَزَّوْتُ** اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دستِ قدرت سے علم کئی عطا فرمادے لیکن منکر پھر بھی آپ کے علم کئی کے عقیدہ رکھنے والے کو فتویٰ شرک دلا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کئی کی تنقید کئے تو اُس کو میں یہی کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرمادے۔

۵۹۔ ترمذی شریف ۲۱۵۱۱ ترمذی شریف میں اس مذکورہ بالا روایت کے الفاظ آخری یہ ہیں **فَعَلِمْتُ مَا فِي**

السُّحُوفِ وَمَا فِي الْأَمْهَضِ (تو میں نے جان لیا جو چیز آسمانوں اور زمین میں ہے) اگر کوئی کہے کہ شاید اس روایت کے روات ثقات نہ ہوں تو اس کا ثبوت ثقہ بھی درج کیا جاتا ہے۔

حد ثنا محمد بن بشار حد ثنا معاذ بن هشام حد ثنا
 (۱۱) **أَبُو عَنِ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ بَجَلَجٍ**

عن ابن عباس۔

تقریب التہذیب ۳۱۱ { محمد بن عثمان البصری البکر بن زرقہ
من العاشرة .

تہذیب التہذیب ۹ { محمد بن بشار بن عثمان بن داود بن کرمان
عبدی البکر حافظ بصری بشار . وقال

الاجتری عن ابی داؤد کنت عن بند امرنحو من خمسين الف حديث
وقال العجلی بصری ثقتہ کثیرا الحديث وقال النسائی صالح
لاباس به وقال مسلم بن قاسم وقال ابن حبان كان
يحفظ حدیثا ویقرأ من حفظه قلت کذا فی الثقات
وقال ابن خزيمة فی التوحيد حدیثا اما ما رواه
محمد بن بشار وقال البخاری فی صحیحه کتب الی بند امرنحو
حدیث مسنداً ولولا شدته وخوفه ما حدث عنه بالمکاتبة
مع انه فی الطبقة الرابعة من شیوخہ وقال الدارقطني من الحفاظ
الاثبات فی الزهرة روی عنه البخاری ما فی حدیث وخمسة
احادیث ومسند اربع مائتي وستين .

تقریب التہذیب ۳۱۲ { معاذ بن هشام بن ابی عبد اللہ
الدستوائي البصری وقد

سكن اليمن صدوق .

۲- تہذیب التہذیب ۱۱۶ { معاذ بن هشام بن ابی عبد اللہ
اسمہ بن زید دستوائي البصری

وقد سكن اليمن ثم البصرة وقال الدارقطني عن ابن معين صدوق
وقال عباس بن عبد العظیم عن علی ابن المدینی سمعت معاذ

بن هشام یقول سمع ابی عن قتادة عشرة آلاف حديث وذكر ابن حبان
في الثقات وقال عثمان الدارمي قلت ليحيى ابن معين معاذ بن هشام
الثبت في شعبه او عند من فقال ثقة وثقة وقال ابن تاج ثقة
مامون -

۳- **تقريب التهذيب** ۳۸۸ هشام بن ابی عبد اللہ ثقہ
هشام بن ابی عبد اللہ الدستوائي
تهذيب التهذيب ۳۴۴ { ۳۴۴ } كان يبيع الثياب التي تجلب
من دستواء فنسب اليها وهو بما قيل له دستوائي وقال امية بن
خالد عن شعبة مامن الناس احد اقول انه طلب الحديث يريد
به وجه الله تعالى الا هشام وقال علي ابن الجعد سمعت مشجعا يقول
كان هشام احفظ مني عن قتادة وقال ايضا كان اعلم بحديث قتادة
منى. وكان شبيثا. وقال ابو عاصم الطيالى هشام الدستوائي امير المؤمنين
في الحديث وقال ابو علي بصري ثقة ثبت في الحديث حجة. وذكر
ابن حبان في الثقات. وقال البزار الدستوائي احفظ من ابی
هلال.

۴- **تقريب التهذيب** ۳۰۵ قتادة بن دعامة بن قتيبة
ثقة ثبت

تهذيب التهذيب ۳۰۸ { ۳۰۸ } قتادة بن دعامة بن قتيبة بن عازب
بن عسر بن ربعه.

۳۵۵ وقال ابن ... بن قتادة هو احفظ الناس - و
قال ابو حاتم سمعت احمد بن حنبل وذكر قتادة فاطن

فی ذکرہ فجعل ینشر من علمہ ونفقہہ ومعرفتہ بالاختلاف والتفسیر
وصفہ بالحفظ والفقه وقال ابن حبان فی الثقات کان من علماء الناس
بالفتن والفقه ومن حفاظ اهل نرمانہ وقال الحاکم فی علوم الحدیث

عبد اللہ بن زید بن عمرو بن عبد الجری
۵- تقریب التہذیب ۱۹۹ { ابو قتلابہ البصری ثقة فاضل

تہذیب التہذیب ۲۲۵ { عبد اللہ بن زید بن عمرو البوقلابہ الجری
ذکرہ ابن سعد فی الطبقة الثانية

من اهل البصرة وقال کان ثقة کثیر الحدیث وکان دیواناً بالشام
وقال ابن عون ذکر ایوب لمحمد حدیثاً عن ابی قتلابہ فقال ابو قتلابہ
انشاء اللہ ثقة رجل صالح - وقال ایوب کان واللہ من الفقهاء
ذوی الالباب ما ادرکت بهذا المصنف رجلاً کان اعلمہ بالقضاء
من ابی قتلابہ - وقال العجلی بصری تابعی ثقة وقال ابن خراش ثقة

روى عن ابن عباس بن خالد بن
۶- تہذیب التہذیب ۱۱۵ { الجلاح عامری وعنده ابو قتلابہ

جری - وقال ابن حبان کان من افاضل اهل نرمانہ وذكرہ ابن حبان
فی ثقات التابعین -

سند (۲) - سائبند امر حدیثی ابن سعید عن سفیان عن الاعش
سند امر کا نام محمد بن بشار ہے اس کا بیان ما قبل کیا جا چکا ہے۔

یحییٰ ابن سعید بن زید بن یحییٰ البقیعی البوسیدی
تقریب التہذیب ۲۹۱ { قطان البصری ثقة متقن حافظ امام

وتدوۃ من کبار التاسعة -

تہذیب التہذیب ۱۱/۲۱۹ { یحییٰ ابن سعید بن زید بن یحییٰ القیمی۔
 وقال ابو داود عن یحییٰ بن معین

انما یحییٰ القطان عشرین سنہ یحتمل القتل فی کل لیلۃ۔ و
 قال ابن سعد کان ثقة مأموناً فیهما حجة۔ وقال البیہقی بصری ثقة
 فی الحدیث۔ کان لا یحدث الا عن ثقتہ۔ وقال ابو نضر عمہ کان من
 الثقات الحفاظ وقال ابو حاتم حجة حافظ وقال النسائی ثقة ثبت
 مرضی۔ وقال ابن منجویہ کان من سادات اہل نہما نہ حفظاً وورعاً
 ونبہاً وفضلاً وديناً وعلماً وهو الذی مہد لاهل العراق سبل الحدیث
 وقال الخلیلی هو اما ربلا من افعہ وهو اجل اصحاب مالک
 باب البصرة وکان الثوری یحب من حفظہ واحبہ بہ الامم کلہم
 وقال من تنزل یحییٰ ترکنا۔ اس حدیث کی دو سندوں کو رواۃ ثقات سے
 ثابت کیا گیا۔ اب حدیث مذکورہ بالا کو محض زبانی ضعیف کہہ دینا یا بلا وجہ حدیث
 صحیحہ پر جرح کرنا اصول حدیث کے برخلاف ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو اپنے
 مذہبی عقیدہ کے برخلاف سمجھتے ہوئے پس پشت ڈال دینا ایمان کے منافی ہے جب
 آپ کے علم غیب کئی فی صحیح حدیثیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں تو ان سے
 انکار کرنا اور تاویلات ماسدہ کر کے لوگوں کو گمراہ کرنا یہ ایمان سے خارج ہوتا ہے،

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یوسف الخجندی
 ۴۰۔ ابن ماجہ سے اسپیڈ الانیامہ اعظمہا عند اللہ من

یوسف الاصلی وکیومہ الفطیر فیہ خمس خصال خلق اللہ فیہ ادمہ
 اہبط اللہ فیہ ادم راوی لا من فیہ ثوی اللہ اودہ فیہ ساعۃ لا ینال
 اللہ فیما العبد شیئاً الا عطاہما ذمیرک حلما فیہ تقوہ انشاء عتہ ما بن

بھڑت دے دیا۔ کہ جیسے میں اس ساعت کو جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ اَلَا مَا شَاءَ اللہ اے
 ہی اسی جمعہ کے دن میں اس ساعت کا قیام بھی ہوگا۔ تو اس کو بھی آپ ہی جان سکتے ہیں۔
 کیونکہ اس کے اوصاف آپ نے بیان فرمائے ہیں۔ جو عدم و قوت پر ولایت نہیں کرتے
 جیسے مثلاً جمعہ کے دن کا فقر ظاہر فرمائیں یا نہ۔ آپ کو ہر صورت قیامت کا علم ضرور
 ہے جو آپ کے اس فرمان سے ظاہر ہو رہا ہے۔

۶۱۔ البرواؤد
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ
الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيهِ خَلِقَ آدَمَ وَفِيهِ أُهْبِطَ وَفِيهِ تَقِيَّبَ عَلَيْهِ
وَفِيهِ مَاتَ وَفِيهِ تَقَدَّمَ السَّاعَةُ وَمَا مِنْ ذَا بَعْدِ إِلَّا هِيَ سِيخَةٌ يَوْمَ
الْجُمُعَةِ مِنْ حَيْثُ تَضِيحُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مُغْفَاً مِنَ السَّاعَةِ إِلَّا الْخَنَ
وَالْإِنْسُ وَفِيهَا سَاعَةٌ لَا يَصَادُ رَجُلٌ عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّي لَيْلًا اللَّهُ
عَزَّ وَجَلَّ حَاجَةً إِلَّا أَعْطَاهَا إِيَّاهُ عَادِلٌ ہر روز سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام دنوں سے ہنر و نوح جھکا ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام پیدا
کئے گئے اور اسی میں آمارے گئے اور اسی میں آپ کی قرب منظور کی گئی اور اسی میں
آپ کا وصال ہوا اور اسی میں قیامت قائم ہوگی اور اسی دن صبح سے ہر زمین پر پلنے والا
کوئی ایسا نہیں مگر وہ سننے والا ہے قیامت کی آواز کو سوائے جن اور انسان کے۔
اور اسی میں ایک گھڑی ہے جس بندے مسلمان کو نماز پڑھنے کی حالت میں اُسے ملے
تو وہ اللہ سے جو بھی حاجت طلب کرے اُس کو اللہ تعالیٰ اعانت کرتے ہیں۔

اس حدیث پاک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آدم علیہ السلام کے برہنہ بننے کا بیان فرمایا۔
مرحلے کو معین وقت میں بیان فرماتے ہوئے قیامت کے دن کا تعین بھی بیان فرمایا۔
کیا عِندَہُ عِلْمُ السَّاعَةِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد تھا یا آپ نے اس کو مطلب

دیکھا۔ جو تم نے سمجھا ہے یا نہ فرماؤ! آپ نے جو کچھ بولنا شروع کیا اس کے کو تم اس آیت کو اس فرمانِ مصطفویٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی تفسیق دو کہ اس حدیث پاک کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یوم قیامت کے تقرر کا علم ہے۔ جیسا کہ آپ نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے علم ذاتی کی غیر نفی فرمائی ہے۔ دوسرے کو عطا کرنے کی نفی نہیں فرمائی۔ جیسا کہ کوئی کارخانے کا مالک یہ دعویٰ کرے کہ یہ چیز میرے ہاں ہی ہے کیونکہ میری خود ساختہ ہے اور کسی کے پاس نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اور کوئی کھاؤ اس چیز کو اس سے بھی نہیں سکتا۔ مگر کہ جس کو وہ پسند کرے اچھی بھی دے سکتا ہے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے علم قیامت کی تخصیص اپنی طرف فرمائی لیکن اپنی مرضی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے نفی کے قانون سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا بھی فرمایا۔ جیسا کہ اس حدیث میں مذکور ہے پھر آپ نے اس حدیث میں روئے زمین کے تمام جانداروں کے حرکات اور خشیت کا پر اعلیٰ ارشاد فرمادیا۔ اور بعد کے دن کی خصوصیت میں ان کے غلب کی خشیت کا علم کلی حاضر فرماتے ہوئے اپنے حاضر و ناظر ہونے کا بھی ثبوت دے دیا۔ اگر حاضر و ناظر نہیں تو علم کیسے ہو سکتا ہے اور اگر علم نہ ہو تو تمام روئے زمین کے جانداروں کی خشیت اور جن و انس کا اس خشیت سے بھی خلعت کا اظہار فرماتا خود فرماؤ! آپ پر کذب لازم آتا ہے اور آپ کا یہ فرما کر سوائے جنوں اور انسانوں کے تمام روئے زمین کی جاندار چیزیں قیامت کی خشیت سے غافل ہوتی ہیں اور ان پر ایک نسا طاری ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کے اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے کہ سوائے جن و انس کے ہر ذی روح چیز کو قیامت کا علم ہے جس سے وہ غافلین ہیں۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل قبور کا حال بھی سوائے جن و انس کے ہر ذی روح جانتے ہیں۔

الْبُودِ وَدُيُومٍ فَيَضْرِبُهُ بِهَا ضَرْبَةً لَيْسَ مَعْنَاهُ بَيْنَ الشَّيْبِ
وَالْمُعْتَرِبِ إِلَّا الْخَلْبَيْنِ وَفَرَسْتَهُ اس مِيتَ كَوْنِ مَاتَا هُيَ . اور اس کی پیچ

نہ سمجھا۔ جو تم نے سمجھا ہے یا نہ فرما اللہ آپ نے جو کچھ بولا ہے سو اس کے کو تم اس آیت کو اس فرمان مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی تطبیق دو کہ اس حدیث پاک کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یوم قیامت کے تقدر کا علم ہے۔ جیسا کہ آپ نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے علم ذاتی کی غیر سے نفی فرمائی ہے۔ دوسرے کو عطا کرنے کی نفی نہیں فرمائی۔ جیسا کہ کوئی کارخانے کا مالک یہ جو کچھ کرے کہ یہ چیز میرے پاس ہی ہے کیونکہ میری خود ساختہ ہے اور کسی کے پاس نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اور کوئی کھانا اس چیز کو اس سے بے بھی نہیں سکتا۔ حالانکہ جس کو وہ پسند کرے اچھنسی بھی دے سکتا ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے علم قیامت کی تخصیص اپنی طرف فرمائی لیکن اپنی مرضی کے مطابق اللہ تعالیٰ ارشاد فی کمال کے قانون سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا بھی فرمایا۔ جیسا کہ اس حدیث میں مذکور ہے پھر آپ نے اس حدیث میں روئے زمین کے تمام جانداروں کے حرکات اور خشیت کا پورا علم ارشاد فرمادیا۔ اور بعد کے دن کی خصوصیت میں ان کے قلوب کی خشیت کا علم کلی ظاہر فرماتے ہوئے اپنے حاضر و ناظر ہونے کا بھی ثبوت دے دیا۔ اگر حاضر و ناظر نہیں تو علم کیسے ہو سکتا ہے اور اگر علم نہ ہو تو تمام روئے زمین کے جانداروں کی خشیت اور محبت و انسان کا اس خشیت سے بھی غفلت کا اظہار فرماتا موقوف باللہ آپ پر کذب لازم آتا ہے اور آپ کا یہ فرمان کہ سوائے جنوں اور انسانوں کے تمام روئے زمین کی جاندار چیزیں قیامت کی خشیت سے خاموش ہوتی ہیں اور ان پر ایک نشان طاری ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کے اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے کہ سوائے جن و انسان کے ہر ذی روح چیز کو قیامت کا علم ہے جس سے وہ خائفین ہیں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل قبور کا حال بھی مولیٰ جن و انسان کے ہر ذی روح جانتے ہیں۔

الْبُودِ اَوْ دُورٍ فَيَضْرِبُهُ بِهَا ضَرْبَةً يَمُوتُ مَمَاتًا بَيْنَ الْمَشْرِقِ
وَالْمَغْرِبِ اِلَّا الْخَلْسَيْنِ وَتَفْرِشْتُهُ اَسْمَتُكَ كَوْنُهَا مَاتًا هِيَ۔ اور اس کی کچھ

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ کہ آپ کو طرقات
 ہے۔ (اقوال بندگانِ دین)

۶۴۔ تفسیر صاوی ۱۱۱ | وَالَّذِي يَجِبُ الْإِيمَانُ بِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُرِيَنَّ عَبْدُ اللَّهِ نَبِيًّا
 حَتَّىٰ أَعْلَمَهُ اللَّهُ بِجَنَّةِ الْمُتَغَيِّبَاتِ۔ اور جس کے ساتھ ایمان واجب ہے یہ ہے کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے نہیں منتقل ہوئے یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو جیسے مبیناً
 کا علم سکھایا، کائناتِ حقیقی عموماً کے ماحولیت ملاحظہ ہو۔

۶۵۔ تفسیر صاوی ۱۱۲ | وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ عَدًّا
 آتَتْ مِنْ حَيْثُ ذَاتُهَا وَإِمَابًا عَلَٰهُمُ اللَّهُ
 تَعَالَىٰ لِلْعَبْدِ فَلَا مَانِعَ مِنْهُ كَمَا لَا مَانِعَ مِنَ الْوَلِيِّ قَالَ اللَّهُ
 تَعَالَىٰ وَلَا يَحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَقَالَ تَعَالَىٰ عَالِمُ
 الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ دَعَىٰ بِإِذْنِهِ
 ذات کے کسی نفس کو کل کی خبر نہیں۔ لیکن اللہ کے جتانے سے بندے کو کوئی روکاوت بھی
 نہیں۔ جیسا کہ تمام انبیاء اور بعض ادویار کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کے علم سے کوئی حائل
 نہیں کر سکتا۔ مگر جو اللہ چاہے۔ اور فرمایا کہ اللہ غیب کو جاننے والا ہے۔ سو اے اللہ
 کے کسی کو اُس کے غیب کی اطلاع نہیں۔ سو اے اُس رسول کے کہ جس کو اللہ برگزیدہ
 کرے۔

۶۶۔ وَالْحَقُّ أَنَّهُ لَمْ يَخْرُجْ سَيِّئًا مِنَ الدُّنْيَا حَتَّىٰ أَطْلَعَهُ اللَّهُ
 عَلَىٰ تِلْكَ الْخَفِيِّ وَاللَّيْثِ أَمْرًا يَكْتُمُهُ رَسْمِيًّا بِرَبِّهِ كَمَا نَبِيٌّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا
 نہیں منتقل ہوئے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان خفیہ امور کے علم پر آپ کو مطلع فرمایا۔ اور
 لیکن اُن کے چھپانے کا بھی حکم فرمایا۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پانچ چیزوں کا علم عطا کیا گیا۔

۶۶۔ خصائص کبریٰ شریف ۱/۱۱۱ اصل اللہ علیہ وسلم اذ فی

عِلْمُ الْخَمْسِ اَيْضًا وَ عَلِمُوْا قُبْتَ الشَّاعَةِ وَالذَّوْحِ وَ اِنَّهُ اَمْرٌ بِكَيْفِ
قَابَلِكِ وَ بَعْضُ اس طُرُقِ كُنْے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ چیزوں کا بھی علم دیا گیا ہے۔
قیامت کے وقت کا بھی اور روح کا بھی اور آپ کو ان کے چھپانے کا علم دیا گیا۔

۶۸۔ الاکبریٰ مصنفہ حافظ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱/۱۶۶ فَقَالَ تَمَنَّى اللّٰهُ تَعَالٰی
اَعْنَهُ وَ قَدْ سَأَدَاتِنَا

اَلْعِلْمُ وَ كَيْفَ يَخْفَا اَنْسُ الْخَمْسِ عَلَيَّ صَلى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَمُ اَللّٰهُ اَجَدُ مِنْ
اَهْلِبِ الشَّعْتِ مِنْ اَمْتِيبِ الشَّرِيفِ لَا يُمَكِّنُنَا الشَّعْرُ فُ اَلَا بِمَعْنَى كَيْفِ
الْخَمْسِ فَرَا يَارَسِي اللّٰهُ تَعَالٰى عَزَّ وَ جَلَّ اور بڑے بڑے علماء سے کہ پانچوں امور کا علم نبی
صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسے مخفی ہو سکتا ہے۔ حالانکہ آپ کی اُمت شریفیہ کے اہل تصرف سے
کسی ایک کو تصرف کی قدرت نہیں ہوتی۔ جب تک کہ ان پانچ اشیاء کا اس کو علم نہ ہو،

۶۹۔ کشف الغم عن جمیع الامتہ ۲/۴۳ اَوْ قِي عِلْمُهُ كَيْفَ شَيْءٍ
اَلْحَقُّ اَللّٰهُ وَ الْخَمْسُ

اَلْحَقُّ فِي اَمْتِيبِ اِنَّ اللّٰهُ عَيْدٌ لَا عِلْمُ الشَّاعَةِ (اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کل
شے کا علم دیا گیا۔ حتیٰ کہ روح کا اور ان پانچ کا بھی جو اِنَّ اللّٰهُ عَيْدٌ لَا عِلْمُ الشَّاعَةِ
آیت میں ہیں،

۷۰۔ قسطانی ۳/۴۶ اِنَّ اللّٰهُ عَيْدٌ لَا عِلْمُ الشَّاعَةِ (اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کل
شے کا علم دیا گیا۔ حتیٰ کہ روح کا اور ان پانچ کا بھی جو اِنَّ اللّٰهُ عَيْدٌ لَا عِلْمُ الشَّاعَةِ
آیت میں ہیں،

بُزْت کی صحت مستزہم ہے کہ تمام منیبات پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہو،

۱۔ تفہیمات الہیہ مصنفہ شاد ولی اللہ صاحب ۱/۱۸ علم حق در علم صوفی گم نہ شود
 کے علم میں گم ہو جاتا ہے۔

وہابی گل و گل ثابت کرنے کی بڑی کوشش کی ہے لیکن نبی علیہ السلام کو منافقین کا علم نہیں تھا۔ ویکھو قرآن شریف ۱۔ قوب ۱۱۔ وَ مَن حَادَّكَ مِنَ
 الْأَعْرَابِ مُتَّبِعُونَ فَمَنَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُّوا عَلَى النَّعْثِ لَا يَتْلَمَعُونَ
 فَمَنَ تَتْلَمَعُونَ سَتَعْلَمُونَ مَتَىٰ تَعْلَمُونَ شَرَّ يَدُّوا إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ۔
 اور بعض اعراب سے جو آپ کے گردا گرد ہیں منافق ہیں اور بعض دینہ داروں سے نفاق پر
 لکڑے ہوئے ہیں تو ان کو جلدی دگنا عذاب کریں گے۔ پھر وہ بڑے عذاب کی طرت و طے
 جائیں گے، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لَا تَعْلَمُونَ تَعْلَمُونَ لَعْلَمُونَ ایسا جملہ فرمایا
 جس نے قہاری کئی کو ترس کر رکھ دیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
 اللہ تعالیٰ کا فرمانا لَا تَعْلَمُونَ تَعْلَمُونَ لَعْلَمُونَ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے
 اپنے محاورے کو سمجھانے کے واسطے سَتَعْلَمُونَ تَعْلَمُونَ فرمایا ہے۔ یہ محاورہ
 اُس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب کسی دوست کے مقابلہ میں اُس کے دشمن کو ضرر
 سزا دینی مقصود ہو تو دوست کی طرت مخاطب ہو کر اور دشمن کی طرت تہدید یا نظر اٹھا کر
 کہا جاتا ہے کہ تو نہیں جانتا یہ منکر بڑا بے ایمان ہے۔ میں اس کو جانتا ہوں۔ تاکہ دوست کے
 علم پر ہی موقوف رکھے۔ اور اُس کی سفارش نہ کرے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ کا اس تعامل پر لَا تَعْلَمُونَ
 فرما کر آپ کی بے علمی مراد نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اُن کی بے ایمانی کو سختی سے اظہار کرنا مقصود ہے۔

تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی منافقانہ چال کو دیکھ کر اپنی رحمت سے چھڑا دیں۔ اور آپ کے علم منافقین کے متعلق اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ وضاحت فرمائی ہے۔

فَنُتَوَى الَّذِينَ فِي تَكْوُنِهِمْ مِنْ ضِدِّهِمْ
۴۔ مائلا ۶

ملاحظہ فرماتے ہیں۔ ان لوگوں کو جن کے دلوں میں باہمی
ہے
اگر آپ کو منافقین کے نفاق کا علم نہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کے نفاق
کی رویت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کیوں فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ منافقین
کے دلوں کی مین کو جانتے ہیں۔ اور ملاحظہ فرماتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار نے مشورہ دے کر چند سوالات کئے۔
وہابی کے متعلق۔ ذوالقرنین کے متعلق اور اصحاب کہف کے متعلق آپ
نے ارشاد فرمایا کہ کل جواب دوں گا۔ دوسرے دن پھر انہوں نے سوال کیا تو آپ نے
پھر فرمایا کہ ہر جواب دوں گا۔ ایسے ہی آپ کل پر ڈالتے رہے لیکن وہی بندہ ہی۔ اللہ
کی طرف سے کوئی اشارہ نہ ہوا۔ آخر کئی دن کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ د۔ ذکا
لَعَوْلُكُمْ بِشَآئِئِ ابْنِ مَرْعٍ ذَٰلِكَ عِندَآلِآءِ أَنْ يَشَآءَ اللّٰهُ

محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
پہلے تو دریافت طلب امر یہ ہے۔ کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو جواب اللہ کے اشارے سے فرمانا ہوتا تھا۔ اس پر انشاء اللہ
استعمال فرماتے تھے؟ یا امور امتناعیہ یا امور شدیدیہ پر کبھی آپ نے انشاء اللہ فرمایا
ہو؟ نہیں۔ آپ کو جب کبھی اپنے امور کے متعلق کوئی کام کرنا مطلوب ہوتا تو انشاء اللہ
فرماتے۔ باقی امور میں تو آپ کا ہاں کرنا سوائے اشارے الہیہ کے ہو سکتا ہی نہ تھا۔ خصوصاً
جب نبی علیہ السلام نے امتنان سے کھانے کے ساتھ مقابلہ ہرگز اس وقت اللہ تعالیٰ کی محبت
جو خاص طور پر ہوتی ہے۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بغیر اشارہ الہیہ کے کلام نہیں فرماتے

جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بھی ارشاد فرمایا: **نَجْمٌ ۙ وَمَا يَنْبَغِيَّ عَنِ الْكَافِرِ**
اِنَّ هُوَ اِلَّا فِتْنَةٌ حَسْبِيَ اللّٰهُ اور نہیں بڑے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نفسانی خواہش
 سے۔ نہیں ہے وہ (آپ کا فرمان، مگر اشارہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ کیا گیا
 ہو، جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا **اِنِّي مَعَكُمْ اَسْمَعُ وَاَسَرُّ**
 کہ میں تم دونوں کے ساتھ ہوں۔ میں تمہاری بات کو غور سے سنوں گا اور غور سے دیکھوں گا
 یہ ارشاد الہی اس واسطے تھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے مقابلہ میں اللہ کے سامنے
 اپنا عجز ظاہر فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں جانی فرعون کی طرف جاذبہ مقابلہ
 کے وقت میں تمہاری بات کو غور سے سنوں گا۔ اور غور سے دیکھوں گا۔ اور میری معیت
 تمہارے ساتھ ہوگی۔ کیا اس سے کوئی کٹوفہن یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر
 وقت سمیع و بصیر نہیں۔ اس موقع پر فرمایا کہ **اِنِّي اَسْمَعُ وَاَسَرُّ** ہرگز نہیں۔ بلکہ اس
 مقام پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان موسیٰ علیہ السلام کو اس لئے ہوتا تھا کہ اس تاکید خصوصی سے
 موسیٰ علیہ السلام کو تسلی ہو جائے اور وہ اُن میں کمزوری کا خیال جو فرعون کے مقابلے کے واسطے
 جم گیا ہے وہ دور ہو جائے۔ اور یہ بھی ثابت کرنا تھا۔ کہ جب تم فرعون سے مقابلہ کرو گے
 تو اُس وقت میں تمہاری ہی بات کو سن کر قبول کروں گا۔ اور فرعون کی بات کو تمہارے
 مقابلے میں ٹھکرا دوں گا۔ اور آسائی اس لئے فرمایا کہ اگر مقابلہ میں تم پر فرعون بلا لاکھلا کر
 برا تو میری رویت خصوصی تمہاری جانب ہوگی۔ فرعون کی طرف میری توجہ بھی نہ ہو
 گی۔ اور جس طرف میری توجہ ہوگی کامیابی اُسی کی ہے۔ لہذا میں تم سے وعدہ کرتا ہوں
 کہ میری ہر قسم کی معیت تمہارے ساتھ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان نے موسیٰ
 علیہ السلام کا حوصلہ اتنا بند کر دیا۔ کہ سیدھے فرعون کی طرف پہنچے اور بلا خوف
 اُس کو اپنے خدا کی دعوت دی۔ سچی کہ اللہ تعالیٰ کی وعدہ ایفائی موسیٰ علیہ السلام کے
 ساتھ یہاں تک کہ وہی کہ وقت غرق فرعون نے **اَمْلَئْتُ بِكَ مَوْتًا وَ هُوَ لَمْ يَدْرِكْ**

میں مومن علیہ السلام و بارون علیہ السلام کے رب کے ساتھ ایمان لے آیا ہوں بھی
 کہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مومن علیہ السلام کے اس معبودہ وعدہ کو ایسا کرتے ہوئے
 اَلَا تَذَكَّرُ فَقَدْ عَصَيْتَ مِنْ قَبْلُ فَمَا كُنتَ تَحْتَسِبُ کہتے ہوئے فرعون کو غرق کر دیا۔ اور اس
 کی ایک رشتی یہ ہے اللہ تعالیٰ کی محبتِ خاصہ اپنے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ۔
 ایسے ہی تمام انبیاء علیہم السلام سے بالاتر محبتِ الہیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ کیا باقی
 انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ اپنے مخالفین پر برکتِ مقابلہ اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے
 غالب کریں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو برکتِ مقابلہ کفار معاذ اللہ عاجز کریں جن کی برکت
 اور غلبہ قیامت تک رہنا تھا۔ یہ قازنِ خداوندی کے خلاف ہے۔ جو تم نے سمجھا ہے
 کہ اگر آپ کو غیب ہوتا تو پہلے ہی انشاء اللہ فرما دیتے۔ کیونکہ آپ کا فرمانا اُخْبِرُكُمْ
 عَدَاۤءِ (میں تمہیں کل خبر دوں گا) حقیقتہً اللہ کا ہی فرمانا ہے۔ کیونکہ اللہ نے ہی فرمایا ہے
 وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْفَوْیِ تَوْحٰی کا بندر ہر مہر صفت امتحان کے لئے ہی تھا۔ کہ آیا میرا
 محبوب میرے قازن پر کتنا عمل کرتے ہیں۔ اور یہ امتحان اللہ کو اپنی ذات کے لئے مطلوب تھا
 بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت و اصلیت و نبوت کے اظہار کے لئے مستحکم تاکہ
 مخالفینِ نبوت کو یہ ثابت ہو جائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اپنی ذاتِ اختر
 نہیں ہے اور یہ فیسی خبر بھی آپ کی اختراعی نہیں ہے۔ بلکہ نبوت بھی عطائے الہی ہے اور
 فیسی خبر بھی عطائے الہی سے متعلق ہے۔ انبیاء کو علم ضرور ہوتا ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کو بھی ان انبیاء مَسْئُولٌ لَا عِلْمَ لَهُمْ تَحَا۔ لیکن وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْفَوْیِ کے آپ مائل تھے
 بغیر اشارہ الہیہ اپنے علمِ کفر سے ظاہر نہ فرما سکتے تھے۔ کفار کے سامنے آپ کے اسی عمل کا
 یقین دلانا مقصود تھا۔ نہ کہ کفار کے سامنے عاجز کرنا مقصود تھا۔ جو تم نے سمجھا ہے۔ کیونکہ باقی
 ہر بات جب کوئی سوال کرے تو آپ کو اشارہ الہیہ فوراً اظہار کی اجازت بنتی ہے لیکن اس
 موقع پر اظہار کی اجازت ملتی ہی نہیں تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ بات کو فوراً مہلت سکے

اللہ اُن کو نہ بخشے گا یہ اس سبب سے کہ انہوں نے اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے۔ اور اللہ ناسقوں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

پہلے تو اس امر کو دیکھنا ہے کہ اس آیت سے اللہ تعالیٰ کا مقصد منافقین کے اعمال پر سزا دینا ہے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ کہ اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے جرموں کا ایسا سختی سے اظہار فرمایا ہے۔ کہ اگر آپ سرور بھی اُن کے لئے بخشش طلب کرو تو اللہ اُن کو نہیں بخشے گا۔ اس کا سبب اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بھی بیان فرمایا ہے۔ **ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِإِلَٰهِهِمْ وَسُوِّ إِلَٰهِ** کہ نہ بخشے گا سبب یہ ہے کہ وہ آپ کے بھی منکر ہیں اور اللہ کے بھی۔ اس لئے وہ قابل بخشش نہیں ہیں اور اس کی شرح و تفسیر مقام پر بیان فرمائی المنفقون ۲۱۔ **سَوَّاءُ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفِرْتَ لَهُمْ أَمْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ** اُن پر آپ کا اُن کے واسطے بخشش مانگنا اور نہ مانگنا یکساں ہے۔ اللہ اُن کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ بے شک اللہ ناسقوں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا، تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی عدم بخشش کی یہ خاص وجہ فرمائی کہ وہ آپ کی بخشش طلب کرنے کے قدر دان نہیں ہیں۔ آپ کی بخشش طلب کرنا اور نہ کرنا چونکہ اُن پر یکساں ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ اُن کو ہرگز نہیں بخشے گا چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مقام پر ارشاد فرمایا۔

بِخَارِی شَرِیف ۱/۱۶۱ **قُلْنَا أَمْ آذَانُ يَصْنَعُ عَلَيْهِ جَدَبٌ أَعْمَرَهُ فَعَالَ الْفَيْنَ اللَّهُ هَمَّا كَ أَنْ يَصْنَعُ**

عَلَى الْمُنَافِقِينَ فَعَالَ أَنْابِيَّ خَيْرٌ سَيِّئٌ قَالَ أَسْتَغْفِرُ لَهُمْ أَوْ لَا أَسْتَغْفِرُ لَهُمْ إِنْ أَسْتَغْفِرُ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ فَصَلَّى عَلَيْهِمْ فَذَلَّتْ وَلَا تَصِلُ عَلَى أَحَدٍ

فَیْنَهُمْ ثَلَاثٌ أَبَدًا وَلَا تَقْدِرُ عَلَى تَسْبِيحِهِ دَجِبٌ آپ نے عبداللہ بن ابی کے مناجات کا ارادہ فرمایا۔ تو حضرت عمرؓ نے آپ کو کھینچا۔ پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ کو اللہ نے منافقین پر نماز جنازہ پڑھنے سے روکا نہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ اَسْتَغْفِرُ لِمَا كُنْتُ أَفْعَلُ لَا كُنْتُ أَتَعْلَمُ لِمَا كُنْتُ أَفْعَلُ اللہ تعالیٰ نے فرما کر مجھے دوزخ کا اختیار دیا ہے۔ میں ان کے لئے بخشش مانگوں یا نہ مانگوں رکھ کر لفظ اَذْ سے اللہ نے ارشاد فرمایا ہے، تو آپؐ نے اُس پر نماز پڑھی تو بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منافقین سے کوئی بھی مرے آپؐ اس پر نماز جنازہ بھی نہ پڑھیے۔ اور نہ اُس کی قبر پر آپؐ کھڑے ہوئیے، تو کیا قرآن مجید کا بھناہنی صلی اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے اور تمہیں آپؐ کی تقلید واجب ہے یا تمہیں بھی کوئی اختیار ہے کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ہرئی تعمیر کے عمل کرنے پر اپنے اجتہاد کو دخل دے کر آپؐ کی ذات پر اعتراض کرو۔ بلکہ دوسرے مقام پر مذکور ہے۔

۴۳۔ بخاری شریف ۱۸۱۶ قَالَ إِنْ خِيفَتْ فَاُخْتُتَتْ كَوْنُ اعْلَمُوْا إِنْ اِنْ نَحْنُ نَحْنُ عَلَى السَّبْعَيْنِ يُعْفَوْنَ

کَیْذُ مَعْلَمٍ مَّا دُنِی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اختیار دیا گیا ہوں تو میں متا رہوں اگر میں جائز کر میں مگر زیادہ کروں تو اُس کو بخشا جائیگا تو میں اُس پر زیادہ بھی کروں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپؐ کے اس فرمان کے مطابق اختیار کی ثابت ہوگا۔ ایک مسئلہ اس حدیث پاک سے آپؐ کا مختار نکل ہونا ثابت ہو گیا جس بنا پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے اور میں متا رہوں۔ چنانچہ آپؐ نے اپنے اسی اختیار نکل پر عمل بھی فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی اس بخشش کی تدبیر منافقین کو ذکر کرتے ہوئے دیکھا تو اللہ کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر نماز جنازہ پڑھانے سے روک دیا عبداللہ بن ابی پر پشیمانی سے جنازہ سے کو ان کے متعلق کسی قسم کا اعتراض نہیں فرمایا۔ یہ منشا آپؐ کے ایک جاری

اعتراف کا جواب دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ پہلے سوال کے ہم مثل تھا۔ کہ جیسا کہ یہ حکم آئندہ کے لئے ہے آپ کے عدم علم پر سوال نہیں جیسا کہ تم نے سمجھا ہوا ہے۔ ایسے ہی آیت گزشتہ کی لفظ **لَقَوْلُنَّ بَشَاطَةً** آئندہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ قانون مقرر فرمایا ہے۔ اس سے قبل نیز قانون الہی مقرر تھا۔ اور نہ اللہ تعالیٰ گرفت کر سکتے ہیں اور نہ تم کہہ سکتے ہو کہ آپ کے نسیان پر معاذ اللہ یہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عتاب ہوا ہے۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ نے آئندہ کے لئے آپ کی ذات پاک سے **اُخْبِرْكُمْ** کا رجوع ہی اُٹھا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دلیل نبرت کو کفار کے واسطے مضبوط کرتے ہوئے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کس انتظار رکھی گوارا نہیں فرمایا۔ بلکہ فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صدمی کی اتنی انتظار کیوں فرما رہے ہیں۔ آئندہ یہ تکلیف گوارا نہ فرمائیے۔ بلکہ اپنے ارشاد کے ساتھ انشاء اللہ کی قید لگا دیا کیجئے۔ تاکہ آپ پر کسی قسم کا اعتراض ہی نہ رہے۔ تو ان کے اعتراض کو دودھ کرنے کے واسطے آپ مبرات کو انشاء اللہ فرما کر میرے سپرد کر دیا کیجئے۔ تاکہ آپ پر اعتراض ہی نہ رہے۔ اس رجوع انتظار کو اللہ تعالیٰ نے ناگوار فرماتے ہوئے **اَلَا اِنَّ يَتَنَادَوْنَ اللّٰهُ ارْشَادًا** فرمایا۔ اور اگر کوئی کہے کہ پھر بھی آپ کے علم کی کمی ہوئی کہ اگر آپ کو علم غیب ملے تو تا تو آپ کو اس امر کے نزول کی خبر پہنچی چاہیے تھی۔ پہلا جواب تو یہ ہے کہ آپ اگر قبل از وحی ہی انشاء اللہ فرمادیتے تو یہ قانون الہی باقی نہ رہتا کہ واسطے کیے مقرر ہو سکتا تھا۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ علم غیب ملنے میں اللہ کا بے تبا علم ہم نے کب شامل کیا ہے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مالین کا غیب ملنے حاصل ہے۔ نہ کہ اللہ تعالیٰ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کو تو تم نے لگے اور بعض سے منصف کیا ہوا ہے۔ ہمارے نزدیک تو اللہ کا علم بے انتہا ہے۔ اس کے علم پر مخلوق سے کسی کا علم محیط نہیں ہو سکتا۔ تم ایسا اعتراض کر رہے ہو جو اللہ کے علم سے متعلق ہے نہ کہ مخلوق کے علم سے۔ اور ہمارا دوسرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مخلوق کے

غیب کلابے و خاتمی ے علم کا۔ یہ اعتبار اخص اس آیت کے اجتہاد سے جو تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعین استنباط کیا ہے غلط ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو آپ کو عطا کرنے والا ہے۔

وہابی " اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ اِنَّا لَعَلُّمُحْسِنُوْا رَبِّكَ
الْاٰخِرُوْر اور اللہ کے شکر کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، امتہار یا بھٹے
ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عالمین کا علم ہے اور اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے شکر کو جس سے
ملا نگہ مروا ہیں سو اے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ یعنی جنہو نے ملا نگہ اتنے بڑے ہیں کہ ان کے
شکروں کو کوئی نہیں جانتا۔

محرم ۱۴۲۸ھ
 اے قلم نے فرمایا ہے۔ الاحسان اب ۲۱۰ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتُهٗ
 يُحِبُّوْنَ عَلٰی السَّبِيحِ دے شک اللہ اور اس کے تمام فرشتے نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ تمہارا یہ ایمان ہے کہ تمام ملائکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے
 ہیں۔ اگر یہ تو سوال یہ ہے کہ وہ تمام صدائیں پہنچتی کہاں ہیں تو یہ بھی مانتا ہے کہ۔ کہ تمام
 صدائیں ملائکہ کی ہوں یا کسی اور کی یا خداوند تعالیٰ کی وہ تمام آپ کے دربار میں ہی پیش ہوتی ہیں
 کیا تمام جہود و رب کی صدائیں تو آپ جانتے ہیں اور صدائیں بھیجنے والے کا علم نہیں جب
 ہر ایک کی صدائیں آپ کے دربار میں پہنچتی ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی علم ہوتا ہے
 کہ فلاں فرشتہ فلاں مقام سے عالم علوی میں ہوا یا سفلی میں مجھ پر درود بھیج رہا ہے۔ تم یہ
 کہتے ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ملائکہ کا علم نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ملائکہ کا علم تو معمولی بات ہے
 ملائکہ کے وظائف کا علم اور ان تمام کے مقامات پر بھی آپ مطلع ہیں۔

”وہابی“ مسلم تو لوگوں کو فرما دے ”مَا أَذْبَرْتُ مِمَّا فَعَلْتُ“ بی دلائل کے نہیں
 بانٹتا میں جو کچھ میرے ساتھ کیا جائیگا اور جو کچھ تمہارے ساتھ کیا جائیگا، اس آیت پاک
 سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو اپنی ذات کے متعلق کوئی خبر نہیں کہ کل میرے ساتھ کیا ہوا

ہے۔ جو بانیگہ تمام جہازوں کے خروار آپ کو مانتے ہو۔

محمد عمر تنہا را اس آیت کو حجت کے واسطے پیش کرنا درست نہیں کیونکہ یہ آیت منسوخ ہے۔

تَالِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ
تَفْسِيرُ ابْنِ كَثِيرٍ ۱۵۴۵ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ
لِيُغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَاهَكَذَا قَالَ عَلَيْكُمْ
وَالْحَسَنُ وَقَتَادَةُ اِنَّهَا مَنْسُوْخَةٌ يَقُوْلُهَا تَعَالٰى لِيُغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ
مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ۔

وہابی اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ وَرَسُولًا قَدْ تَقَفَّضْنَا
عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرَسُولًا لَمْ نَقْضُصْهِمْ عَلَيْكَ اور بعض پہلے
رسولوں کا قصہ ہم نے آپ پر بیان کیا ہے اور بعض رسولوں کا واقعہ آپ پر بیان نہیں
کیا، اس آیت سے ثابت ہوا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کا علم و تقاضا حالانکہ تم
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے غیب کئی کے قائل ہو۔

محمد عمر تنہا را یہ شبہ ہے کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کے واسطے اعتراضات
تراشتے رہتے ہو۔ کیا یہ بھی جزو ایمان ہے؟ اگر آپ ایسے ہی ناواقف
تھے تو تم کو علم کیسے آگیا۔ ایسے ناواقف نبی کا اُمتی بننا میرے خیال میں تو تنہا را کی توہین ہے
خدا را کچھ سوچو اور جتنوے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ دو۔ اس کا
پہلا جواب یہ ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو کیا اس کے بعد وحی بند ہو گئی تھی؟
جو تم نے یقین کر لیا۔ کہ آپ کو بعض کا علم ہے اور بعض کا نہیں۔ حالانکہ یہ آیت قرآن
مجید ہی کے متعلق ہے۔ کہ ہم نے ابھی آپ پر قرآن میں بعض انبیاء کا واقعہ بیان کیا
اور بعض کا نہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اس کا

جواب دیا ہے

وَكُنَّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ (اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ پر تمام رسولوں کی

تقدیر ہی مختصری خبریں بیان کی ہیں، تاکہ کلام طول نہ ہو جائے۔

اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے اور منکرین کا منہ اللہ تعالیٰ نے بند کر دیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ علم تھا کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر انبیاء کے علم کے متعلق متعزز ہو گئے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے الرُّسُلِ کو جمع بیان فرمایا۔ اور اس جمع پر ال کو داخل کیا۔ ہر فائدہ عہد کا دیتا ہے۔ پھر تمام شکوں کو رفع کرنے کے واسطے لفظ کُل کو داخل فرمایا تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کُل رسولوں کا علم عطا فرمایا ہے۔ بعض جہاں سے یہ اعتراض کرتے ہیں جو اپنی کم علمی کا ثبوت دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ من انباء الرسل من تبعیضہ ہے۔ لیکن وہ بیچارے ایسے علم سے کورے ہیں کہ من تبعیضہ انباء پر داخل ہے نہ رسل پر۔ رسل کا تعلق ترکل کے ساتھ ہے۔ یعنی کُل رسولوں کے متعززے واقعات آپ پر بیان کئے گئے ہیں۔ اور یہ بھی صریح قرآن مجید کے متعلق ہے نہ کہ باقی وحی کے متعلق۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ مسلم شریف ۱/۱۱۱ میں درج ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء کو مسجد اقصیٰ میں معراج کی رات جماعت کرائی۔ کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کو آپ نے نماز نہیں پڑھائی؟ کوئی ایسا نبی نہیں جس نے آپ کے پیچھے نماز نہ پڑھی ہو جن کے متعلق آپ نے بھی ارشاد فرمایا۔

مستند ۲۷۱ | ابو ذر سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ

كَيْفَ الْيَتِيمُونَ قَالَ مِائَةَ أَلْفٍ دَارَ بَيْتَةٍ دَعَا

مذہبی تقلید کے گڑھے میں گر رہے ہو۔ پہلے تو نہیں یہی سوچنا چاہیے تھا۔ کہ یہ واقعہ جو آپ اپنا اور مجرموں کا فرار ہے ہیں یہ ہے کب کا۔ یہ قیامت کا واقعہ بھی ترغیب ہے۔ واقعہ ابھی قیامت کو ہر گا۔ اور اِنَّكَ لَا تَسْمَعُ اٰیِ اٰیِ ملائکہ کے ذہن میں بھی نہیں آیا قیامت کو آئیگا۔ آپ نے اسی وقت فرما دیا کہ میں یہ کہوں گا اور ملائکہ یہ ہیں گے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں استفہام ہے۔ دیکھئے دوسری حدیث۔

۲۴۹ مسلم شریف {۲} اَفَمَنْ اٰمَنَ مِّنْهُمْ اَمْ لَمْ يَلْمِزْ اَنفُسَهُ لَ تَزِرُ
نہیں کیا؟ یعنی آپ جانتے ہیں ثوابت ہوا کہ اِنَّكَ لَا تَسْمَعُ اٰیِ میں بھی استفہام ضرور ہے۔ تیسرا جواب۔

۱۲۶ مسلم شریف {۱} قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَلْعَرَفُفْنَ اَقْتَالَ لَعَنَهُ
ہیں۔ تو آپ فرمائیں گے ہاں،

وہابی اِنَّ حَرْفَ تَحْقِیْقٍ ہے اور تم کہتے ہو استفہام ہے۔

محمد عمر کیا حَرْفَ تَحْقِیْقٍ جہاں موجود ہو۔ تو وہاں استفہام نہیں آسکتا؟
یہ آپ کو کس جاہل نے پڑھایا ہے۔ میں تمہیں قرآن شریف سے حال بتانا ہوں دیکھئے سورہ یوسف میں موجود ہے۔ ثُمَّ اٰتٰی زَوْجَہٗ اٰیِہَا
الْغَیْبِ اٰیِہَا لَسَا اٰیِہَا د پھر معن نے اعلان کیا کہ اے اونٹوں والو کیا تم چور ہو۔ اس مقام پر اِنَّ حَرْفَ تَحْقِیْقٍ بھی موجود ہے اور استفہام بھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ استفہام سے اقرار کو کچا کرنے کے لئے اِنَّ حَرْفَ تَحْقِیْقٍ لایا جاتا ہے۔ تفسیر سے بھی اس کی تحقیق سن لیجئے :-

تفسیر خازن ۲۳۵ { اَلْبَدَاۗءُ عَلٰی سَبِيْلِ الْاِسْتِفْهَامِ } اسی مذکور آیت کے ماتحت درج ہے۔ ذَالِکَ

مقام پر لفظ اِنَّ پر ہمزہ استفہام مبرور ہے۔ مَسْأَلُوْا اَوَّانَیْکَ لَا تَنْتَ یَدُ سَفْ
د یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا۔ کہ تو یوسف ہے؟ ایہ استفہام بابت ثبوت اقوال
بحرہ تحقیق اور ہمزہ استفہام بھی صاف طور پر داخل ہے۔ ثابت ہوا کہ اِنَّکَ لَا
تَدْرِیْ مَسْأَلُوْا کَیْفَ ذَکَ کا مطلب بھی یہی ہے۔ جس میں استفہام انکاری
ہے۔ کہ کیا آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا؟ یعنی آپ جانتے ہیں۔
کیونکہ ملائکہ جو آپ کے غلام ہیں ان کی کیا جرأت ہے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم
کے سامنے کہ جن پر وہ درود پڑھتے ہوں۔ اُن کو بے خبر کہیں۔ وہ غلام بھی پاک اور اُن
کی غلامی بھی پاک۔ وہ ایسی گستاخانہ حرکت نہیں کر سکتے۔ یہ شبیہ آپ کا ہی ہے کہ جس کا ٹکڑا پڑھو
اور درود بھی لکھتے۔ جیسے مجبور اُڑھ رہی ہو۔ پھر معاذ اللہ اُن کو بے علم بھی کہو۔

وہابی مدینہ شریف میں آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز
پڑھائی تو آپ نے دو رکعت پڑھی سلام پھیر دیا۔ تو بڑے بڑے صحابہ کرام

رضوان اللہ جمیعین بھی موجود تھے۔ لیکن کسی کو اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ایک
ذوالبیدین بول اُٹھا اور عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ بھول گئے
ہیں یا نماز قصر کی گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں بشر ہوں بھوتام ہوں جیسا کہ تم
بھول جاتے ہو جب تم سے کوئی شخص نماز میں بھول جائے اور وہ ابھی بیٹھا ہی ہو
تو سجدہ سہو کر لے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر کر اُسی وقت دو سجدے سہو کر لئے۔ اس
حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوئے۔ ایک تو آپ کی بشریت ثابت ہو گئی جس سے تمہارا
عقیدہ باطل ہو گیا۔ کہ تم نبی علیہ السلام کو لود سمجھتے ہو۔ اور دوسرا یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ آپ
کو غیب نکل نہیں۔ کیونکہ آپ نے فرمایا میں بھول جاتا ہوں جیسا کہ تم بھولتے ہو۔ ورنہ آپ

کو بعد وہہ نکالنے کی کیا ضرورت تھی۔

محمد عمر

کسی بچے کی ماں چھوٹے بچے کو گود میں لے کر اُس کو باتوں کا طریقہ سکھانے کے لئے ابتدا یہاں سے کرتی ہے۔ امان بچے کو بار بار مخاطب کر کے اپنی زبان سے محض امان کا لفظ ہی نکالتی ہے۔ اگلی پھلپی تمام کلام کو حذف کر دیتی ہے۔ اگر کوئی دہائی پاس سے گود سے تو وہ یہی کہے گا۔ کہ یہ بڑھیا بڑی بے وقوف ہے اپنے بیٹے کو امان کہہ رہی ہے۔ لیکن وہ بڑھیا اُس کو نغیاناں لہجہ میں ضرور جواب دے گی۔ کہ مٹھادی اتنی عمر گور چکی تھیں یہ علم نہ ہوا کہ مائیں اپنے بچے کو ایسے ہی آسان کلمے سے تعلیم دیتی ہیں۔ میں بطور تعلیم اُس کو کہہ رہی ہوں۔ تاکہ وہ بھی اپنی زبان سے یہی کلمہ نکالے۔ دیکھیں بیٹے کو امان کا لفظ پکار رہی ہوں۔ یہ مٹھادی کم فہمی ہے۔ میری غلطی نہیں ہے۔ ایسے ہی چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام کے روحانی باپ ہیں اور ہماری تعلیم کئے ہی آپ نے صرف دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ اگر آپ ایسا کر کے یعنی جہل کر بعد وہہ نکالنے تو آپ کا ترجمہ نامال اور ہمارا بھولنا ضروری ہے۔ ہم اپنی جہل کو کیسے درست کرتے۔ چنانچہ جو ہم نے حدیث بیان کی ہے وہ ابن ماجہ کی حدیث پر ہے اور اُس حدیث میں اختصار ہے۔ مکمل حدیث ص ۴۸ پر موجود ہے جس کو امام بخاری نے بھی دو مقام پر پوری حدیث بیان فرمائی ہے۔

اس حدیث میں مذکور ہے کہ ذوالیدین نے

بخاری شریف ۱/۱۶۲ و ۱/۱۶۳

و سلم اَخْبَرَنِي عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَ كَرُّ لَقَضَةٍ كَمَا أَتَى بَعَثَ فِي يَافَا ذِ قَصْرِ كُنِيَ هِيَ۔ تو آپ نے فرمایا کہ نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز قصر کی گئی ہے، کیا تمہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر بھی یقین نہیں۔ آپ فرمائیں میں بھولا نہیں۔ اور تم کہو کہ آپ بھولے ہیں۔ اور پھر طرہ یہ کہ آپ نے تراکساری کے

واسطے فرمایا۔ اور تم نے آپ کی انکساری ظاہر فرمانے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توفیر چوڑ دی اور کہتے ہو کہ جیسے ہم جہلتے ہیں ویسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی جہلتے تھے میرے کہنے سے قرآن مسیح پاہر جاؤ گے اور کہہ گے کہ خفی ہم پر بہتان لگاتا ہے لیکن خدا اپنے ایمان کو سامنے رکھ کر صحیح صحیح کہنا کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مولیٰوں سے بھی کم نہیں جانتے؛ دیکھو مولیٰ شمار اللہ صاحب امر قسری اپنی شان میں اپنے علم کو ظاہر کرتے ہوئے فقط اذہیں۔

نور توحید ص ۷۷
 در مرتبت آمیز واقعہ ایک واقعہ ایسا مسترت آمیز ہے کہ میں اپنی عمر کی کسی حالت میں نہیں بھولا۔ اور بھول سکتا ہوں۔

اب اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ تمہارا عقیدہ اپنے مولیٰوں کی متعلق تھا تھا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سے کم سمجھتے ہو۔ صرف تمہاری نفرت اس بنا پر ہے کہ تم اپنے علم پر فخر کرتے ہو۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم باوجود عالمین کے خبردار ہونے کے اکتی کلمات شہوت فرماتے ہیں۔ اور واقعی اگر آپ کے ارشاد کو ظاہری عبارت پر ہی مہمل کیا جائے اور حقیقتہً انکساری مذکبی جائے۔ اور سمجھا جائے کہ آپ ہماری طرح ہی جہلتے ہیں تو اس سے صاف ظاہر ہو جائے گا۔ کہ آپ قرآن مجید میں بھی بڑے ہرنگے۔ اور بعض اُن رگوں کا کہنا تمہارے نزدیک سچا ہو جائیگا جو کہتے ہیں کہ قرآن مجید چالیس پارے تھے۔ تیس پارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد ہے اور دس پارے آپ بھول گئے وہ ہمارے پاس ہیں۔ حالانکہ یہ عقیدہ رکھنے والے ہمارے نزدیک ناسطی پر ہیں۔ اور وہی عقیدہ تمہارا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرح جہوتے ہیں۔ کہ خدا کا خوف کرو اور آپ کے انکسار کلمات کو حقیقت پر مبنی نہ سمجھو۔ ایسے ہی آپ کا فرمانا اِنَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یہ آپ کی انکساری ہے جس کی حقیقت آپ نے دوسرے

مقام پر فرمائی ہے۔ جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ حدیث مذکور بالا کے متعلق اور تحقیق سن لیجئے

اَشْتُ بَسْمَةً اَنْ تَرْسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
موطا امام مالک ۳۵ { قَالَ اِنِّیْ لَا اَسْتِیْ اَوْ اَسْتِیْ لَا اَسْتِیْ - امام مالک

کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جھلیا گیا ہوں۔ تاکہ
 سنت مقرر کر دوں میں)

اَسْتِیْ اَسْتِیْ وَ کُنْتُ اَسْتِیْ دِیْنِیْ نَہِیْ جَبُولَا اَو
شفائ شریف ۲۴۹ { لیکن میں جھلیا گیا ہوں، اُس کے دلیل منہ مائی۔

سَفَرْتُ لَکَ ذَلَا تَسْتِیْ اِلَّا مَسَاءَ اللّٰہِ اَسْمَا اَو اللّٰہُ تَعَالٰی

اَسْتَا لَکَ اِنَّا لَعَد اللّٰہُ تَعَالٰی نے فرمایا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلد ہی ہم آپ

کو پڑھا دیں گے۔ کہ تُو نہ جوئے گا۔ مگر جو اللہ چاہے، یعنی اللہ تعالیٰ کا جہاں آپ کو جھلانے

کا ارادہ ہو وہاں مشیت ایزدی کے ماتحت جھول کر طریقہ مسنونہ کو جاری فرما دیں گے۔ اللہ تعالیٰ

فرمائے کہ آپ کو میں ایسا پڑھا دوں گا کہ آپ نہیں جھولیں گے۔ مگر جہاں اللہ کی مشیت ہوگی

کہ یہاں فرما جھول جائیے تو آپ وہاں اُس چیز کو ترک کر دیں گے۔ تو اس سے آپ کی بے

علی کا اندازہ نہ لگایا جائیگا۔ بلکہ یہ سمجھا جائیگا۔ کہ پڑھانے والا اتنا زبردست ہے اور پڑھنے

والے بھی اتنے بلند پایہ ہیں۔ کہ آپ اُس پڑھے ہوئے کو جھول نہیں سکتے۔ بلکہ پڑھانے والے

کے ارشاد کے مطابق آپ نے اُس کو ترک کر دیا ہے۔ اور نسیان کا بوجھ اللہ تعالیٰ اور اُس

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے گا۔ یعنی اس فعل نسیان کا فاعل جب اللہ تعالیٰ

اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں تو وہاں معنی ترک کے ہی لئے جائیں گے۔

جیسا کہ مفسرین نے بھی یہی معنی کئے ہیں۔ اور نسیان کے اصل معنی بھی ترک کے ہیں۔

اِبْنِ جَریر ۱۵ { اِذَا تَرَکْتَ ذِکْرَکَ اَوْ اَنْسِیْتَ (مَعْنَاہُ اَوْ اَذْکُرْکَ بِکَ

رب کی یاد کرو جب تو اُس کے ذکر کو چھوڑ دے، اس سے ثابت ہوا کہ جب فعل بیان کو اللہ اور اُس کے رسول علیہ السلام کی طرف منسوب کیا جائے تو معنی ترک کے ہونگے۔
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شتر آدمی قرار امداد کے لئے بھیجے تو وہ شہید
وہابی کئے گئے۔ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ
 بھیجتے۔ کیا آپ نے جانتے ہوئے ان کو شہید کروا دیا؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رعل و ذکر ان وعصیہ ونبی لہمان کے ساتھ
محمد عمر معاہدہ تھا۔ اُس معاہدے کی بنا پر انہوں نے اپنے دشمن پر نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم سے امداد چاہی۔ تو آپ نے شتر قرار انصار سے ان کے ساتھ بھیج دیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ
 کا فرمان ہے۔

وَأَذِّنْ لِقَابِ الْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا
بنی اسرائیل ۱۵ { اور پورا کرو تم وعدے کو کیونکہ وعدہ کا سوال کیا جائیگا،

اگر آپ ان کی امداد کے لئے آدمی نہ بھیجتے تو معاہدے کے خلاف تھا۔ شتر آدمی کو آپ کا
 بھیجا آپ کے علم غیب پر وال ہے۔ کیونکہ آپ نے ایسے شتر آدمی چن کر بھیجے تو وہی بھیجے
 جنہوں نے وہاں درجہ شہادت حاصل کرنا تھا۔ اور ان پر مہار اذاعتراض کرنا کہ اگر وہ یہاں
 مدینہ طیبہ میں رہتے تو وہ زندہ رہتے۔ یہ عقیدہ قرآن کریم کے خلاف ہے۔

إِنَّمَا كُنْتُمْ دُعَايَ سُبُوحٍ كَمَا كُنْتُمْ تَدْعُونَ
نسا ۵ { اے نبی! تم کو دُعا کی جیسا کہ تم کو دُعا کی جاتی تھی،

ہذا مِنْ عِندِ اللَّهِ وَإِنْ لَصَبُّهُ سَيِّئٌ يَقُولُوا هَذَا مِنْ
 عِندِ رَبِّكَ قَدْ كَانَ مِنْ عِندِ اللَّهِ فَمَا لَكُمْ مِنَ الْقُوَّةِ أَنْ يَكُونَتْ
 يَقُولُونَ حَدِيثًا دُجَايَاً كَمَا كُنْتُمْ تَدْعُونَ
 میں بند ہو جاؤ۔ اور اگر انہیں نیکی پہنچے (یعنی فتح)، تو منافقین کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے

ہے۔ اور اگر انہیں بُرائی (شکست) پہنچے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ آپ کی طرف سے ہے
 فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز رفق و شکست شہادت و واپسی
 بخیریت، اللہ کی طرف سے ہیں پھر کیا ہے اس قوم کو کہ یہ بات کو سمجھتے نہیں، یہ
 عقیدہ جو تم نے ظاہر کیا ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو نہ بھیجے تو وہ سچ جانتے
 یہ عقیدہ منافقین کا ہے۔ جیسا کہ منافقین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی غزوہ میں
 جاتے تو اگر ان کو فتنہ حاصل ہوتی اور مال غنیمت بھی ملتا تو وہ کہتے کہ یہ اللہ کی طرف سے
 انعام ہے۔ اور اگر ان کو شکست ہوتی یا ان سے کوئی آدمی شہید ہو جاتے۔ اس کو وہ بُرائی
 سمجھتے تھے تو وہ کہتے کہ یا رسول اللہ اس بُرائی کا سبب تم ہو۔ اگر تم نہ بھیجے تو یہ حال کیوں
 ہوتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ عقیدہ تم نے منافقین سے لیا ہوا ہے۔ اور یہی نفاق تہیں نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کا موضوع رہا ہے۔ اور سُنئے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْخَرُوا نَا كَالَّذِينَ كَفَرُوا

ال عمران ۳۱

وَمَا تَأْكُلُوا لِأَخْوَانِكُمْ إِذَا صَارُوا فِي
 الْأَرْضِ أَوْ كَانَ عَزَىٰ كَذَٰلِكَ عَصَىٰ صَامِتُ إِذَا فِی
 قَتَبُوا لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَٰلِكَ حَسْرَةً فِی قُلُوبِهِمُ وَاللَّهُ يُخَيِّطُ
 وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ۔ وَلَئِنْ قَتَلْتُمُوهُ فِی سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مَتَّعْتُمُ
 لِمَعْمَرَةٍ مِنَ اللَّهِ فِی سَبِيلِ اللَّهِ فَخَيْرٌ مِّنَّا يَجْتَمِعُونَ وَلَئِنْ مَتَّعْتُمُ أَوْ قَتَلْتُمُ
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَحْشَرُونَ۔ اے ایمان والو تم ان کافروں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں
 نے اپنے بھائیوں کو کہا۔ جب وہ کہیں سفر کو گئے یا وہ لڑائی کو گئے۔ کہ اگر وہ ہمارے
 پاس ہوتے تو وہ نہ مرتے اور نہ قتل کئے جاتے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس کو ان کے دلوں
 میں افسوس رکھے۔ اور اللہ ہی جانتا ہے اور اللہ ہی مانتا ہے۔ اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ
 تعالیٰ دیکھنے والا ہے۔ اور اگر تم اللہ کے رستے میں مارے جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ کی طرف سے

بخمش ہے اور رحمت ہے۔ بہتر ہے اُس چیز سے جو یہ لوگ جمع کرتے ہیں۔ اور اگر تم مر جاؤ یا قتل کئے جاؤ تو اللہ کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤ گے،

اس آیت کریمہ سے یہ صاف ثابت ہو گیا۔ کہ یہی اعتراض جو تم نے کیا ہے کفار بھی آپ کے زمانے میں کیا کرتے تھے۔ اور دوستوں کے جانے پر افسوس کرتے تھے کہ اگر یہ نہ جاتے غزوہ ہویا سفر تو یہ مارے نہ جاتے۔ تو اللہ نے جواب دیا کہ اللہ ہی لڑو کرتا ہے اور مانتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ تم اسے مسلمانو اپنا عقیدہ اُن کفار کی طرح نہ رکھنا۔ کیونکہ اگر تم اللہ کی راہ میں شہید کئے جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ کی طرف سے بخشش اور رحمت ان کی تمام عمر کے اعمال سے بہتر ہے۔ تو یاد رکھو یہ اعتراض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب نہ ہونے پر کرو گے اور یہ کہو گے کہ اگر آپ کو علم ہوتا تو آپ اُن کو نہ بھیجتے اور اُن کی باتیں نہ جانتیں تو اندوہ سے فرما ان الہی کفار کی جماعت میں شامل ہو جاؤ گے۔ یہ ہے حدیث پاک پر مبنی اسے اعتراض کا جواب قرآن شریف سے۔ باقی حدیث پاک کے لحاظ سے جواب یہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آدمی امداد کے لئے پہنچا تو اُس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو نجدیوں کی تبلیغ کے لئے بھیجے تاکہ وہ آپ کی غلامی کی طرف اُن کو بلائیں۔

ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ كَذَّبْتُمْ بِجَالِئِ أَصْحَابِكِ
إِنِّي أَهْلُ بَيْتِي نَجْدِي نَجْدِي نَجْدِي نَجْدِي نَجْدِي نَجْدِي نَجْدِي نَجْدِي نَجْدِي نَجْدِي

اَنْ تَجْعَلُوْا اَنْتَ نَعَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمِ اِنِّیْ اَحْتَمٰی اَہْلَکَ
تَجْعَلُ عَلَیْہِمْ قَالَ اَبُو بَرَّزَا اَنَا لَعَنُ جَابِرًا بَعَثْتُ رَسُوْلَ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمِ۔ چونکہ اُن کے ساتھ آپ کا ساہوہ تھا تو انہوں نے نبیؐ
کے لئے مبلغین طلب کئے۔ لیکن پھر بھی آپ نے فرمایا میں نجدیوں سے اُن پر ڈرتا ہوں
ابوہریرہ کی ذمہ داری پر آپ نے شر آدمی بھیج دیئے تو آپ کا فرمانا اِنِّیْ نَخَافُ اَہْلَکَ

نجد یہ آپ کے علم غیب کی قبل از وقت خبر کا اظہار کرنا ہے کہ میں نجدیوں سے ڈرتا ہوں اور دوسری یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نجدیوں سے ڈر تھا۔ اب تم خود انصاف کرو کہ نجدی آپ کی رحمت سے کیوں محروم ہیں۔ اور وہابی کیوں معترض ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی صاحبہ حضرت عائشہ صدیقہ پر بہتان لگا کر وہابی
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو ابو بکر صدیقؓ کے مکان میں بھیجا یا اور بڑے
 منہموم ہے۔ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو آپ اتنے مغوم کیوں ہوتے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ
 کو اُن کے باپ کے گھر کیوں بھیجتے۔

وہابی

محمد عمر

ہوائی جہاز کے چلانے والا جب جہاز رانی کی حالت میں ہوتا ہے تو وہ
 جہاز پر مختار ہوتا ہے۔ کیونکہ تمام جہاز کی مشینری اُس کے ہاتھ میں ہوتی ہے
 باوجود اس کے چہر بھی وہ ڈائریس اپریٹر کے اشارے پر جہاز ران کی ہر حرکت اُس کے
 ماتحت ہوتی ہے۔ ایسے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام عالمین کے
 نقل و حرکت کی مشینری آپ کے قبضہ میں عطا کی ہوئی ہے۔ باوجود اس کے کہ آپ کو
 اس مشینری کا اختیارِ مطلق مل چکا ہے۔ لیکن آپ کی ہر نقل و حرکت اللہ کے اشارے سے
 باہر نہیں۔ اسی واسطے آپ حضور میں ہوں یا سفر میں غزوہ میں ہوں یا امن میں ہوں تو
 حَيَّايْ وَنَمَاقِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ تو آپ کا اُس غزوہ کے رستے میں حضرت عائشہ صدیقہؓ
 کو چھوڑنا خدا کے اشارے پر تھا۔ اور آپ کا حضرت عائشہ صدیقہؓ کو اُن کے باپ
 کے گھر بھیجنا یہ بھی رضائے الہی کے بغیر نہ تھا۔ چنانچہ آپ نے اللہ کے حکم کو مقدم سمجھتے
 ہوئے حضرت ام المومنینؓ کی پروا نہ کی۔ بلکہ خداوند تعالیٰ کے توکل پر اور حفاظت
 پر چھوڑ دیا۔ کیونکہ آپ سید الانبیاء تھے۔ اس لئے خلیل اللہ علیہ السلام سے اپنی اُمت
 کو بااِشاعت کرنے کے لئے توجہ نہ فرمائی۔ کیونکہ دنیا کی محبوبہ اشیاء سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ

نے عورت کو فرمایا ہے رَيْنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ اور لوگوں کے لئے عورتوں کی محبت شہوات کو مزین کیا گیا ہے، تو آپ نے باوجود محبت غامدہ کے اللہ کی محبت کو مقدم سمجھا۔ کیونکہ فرمان الہی ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا آمَنُوا بِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَارْتَبُوا بِهَا نَفْسًا اور ایمانداروں کو اللہ کی بہت بہت محبت ہوتی ہے، اگر آپ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بار چٹنے میں وقت صرف کرتے اور کوچ کو دیر کرتے تو اللہ کی محبت میں فرق لازم آتا۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جب حضرت سارہؓ کو چھینا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا كَذَلِكَ شَرَّيْ اِبْنَاهُ يَمْلِكُ كَوْنُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ اور ایسے ہی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کی بادشاہیاں مکمل کیا۔ کیا ابراہیم علیہ السلام کو ان کی زوجہ منظرہ کی بدائی کے وقت تو اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے پر دے اٹھا دیے تو آپ ایمان لے آئیں کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو منافقہ عائشہ تھی کہ آپ کی زوجہ مطہرہ کی بدائی کا پتہ نہ دیا۔ تاکہ ہمیں بھی اعتراض کا موقع مل جائے۔

چوتھا جواب۔ آپ اس لئے حضرت ام المومنینؓ کو اپنے گھر نہ لائے کہ اگر میں نے اپنی بیوی کو اپنے مکان میں جگہ دی تو منافقین معترض ہو گئے۔ کہ گھر کی بات تھی اس لئے پردہ ڈال لیا۔ اور یہ آپ کے علم غیب کی بڑی دلیل ہے کہ اگر میں اپنے مکان میں نہ لاؤں گا تو اللہ تعالیٰ بہتان لگانے والوں کو سرد سرد مقرر فرمائے گا۔ تو میں حکم الہی منافقین کو اور انتہام لگنے والوں کو سرد سے کہ اپنی بیوی کو اپنے گھر لاؤں گا۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے متہین کے واسطے سرد مقرر فرمائی۔

وَالَّذِينَ يَذُمُّونَ الْمُحْصَنَاتِ يَنَزِّلُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ سَلَامًا وَلَهُنَّ أَجْرٌ كَبِيرٌ
وَالَّذِينَ يَذُمُّونَ الْمُحْصَنَاتِ يَنَزِّلُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ سَلَامًا وَلَهُنَّ أَجْرٌ كَبِيرٌ
وَالَّذِينَ يَذُمُّونَ الْمُحْصَنَاتِ يَنَزِّلُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ سَلَامًا وَلَهُنَّ أَجْرٌ كَبِيرٌ

لَا تُدْرِي مَنْ لَبَسَ ذَاكَ وَاصْطَحَا ذَاكَ اللَّهُ عَفُوٌّ رَحِيمٌ اور جو لوگ نیک عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں پھر وہ گواہ نہیں لائے تو اُن کو اتنی کوڑے مارو اور ہمیشہ اُن کی گواہی مقبول نہ کرو اور یہی وہ فاسق ہیں۔ مگر جو لوگ توبہ کریں بعد ازیں اور وہ نیک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے، تو تمام اتہام لگانے والوں کو اتنی اتنی کوڑے لگائے گئے تو بعد ازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام المومنینؓ کو واپس گھر لائے۔ یہ یعنی عصمت انبیاء جس کی وجہ سے آپؐ کے رہے اور گھر نہ لائے۔

پانچواں جواب یہ ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہ ہوتا۔ تو آپ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو فوراً طلاق دے دیتے۔ آپ کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متعلق علم غیب یقینی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ابھی تک وحی پہنچا نہیں اور آپ نے طلاق نہیں دی۔ کیونکہ وحی آتا ہے تو بہتان لگانے والوں کو کوڑوں کا حکم لے کر ہی آتا ہے۔

چھٹا جواب یہ ہے۔ کہ آپ کو علم غیب تھا۔ کہ میری زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ ام المومنینؓ پر کوئی زمانہ ایسا آئیگا۔ کہ لوگ اُن کے متعلق اُن کے ایمان پر حملہ آور ہونگے۔ لہذا میں خاموش رہوں۔ تاکہ اُن کی شان اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں بیان فرماوے تو قرآن کیم پر صحیح ایمان لانے والے اُن کی شان سے باخبر نہ ہو جائیں۔ اور مخالفین کو حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان قرآن مجید سے سنا سکیں۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان میں ایک سورہ مکمل نازل فرمائی۔ جس کا نام بھی سورہ فہ ہے۔

ساتواں جواب یہ ہے کہ جب یہ واقعہ اٹلک شروع ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اُن کے باپ کے گھر بھیج دیا اور تمام صحابہ کرام کو جمع کر کے خود منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ دریافت فرمایا جب ہر ایک کا مشورہ ختم ہوا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا۔

بخاری شریف ۲۶۶۰ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ

عَلَى الْمُسْتَبْرِيَّ مُعْتَصِرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَبْذُرُ فِي مِرٍّ رَجُلًا قَدْ بَلَغَ
 إِذَا فِي أَهْلِ مَسْجِدِي نَوَافِلُ مَا عَدَّتْ مِنْ أَهْلِي الْخَيْرِ أَسْ
 مال میں کہ دو منبر پر بیٹھے۔ فرمایا اسے تمام مسلمانوں کی جماعت کو نہ شخص میرے پاس
 عذر کرتا ہے۔ ایسے آدمی کے متعلق کہ جس کی تکلیف میرے اہلیت کے بارے میں مجھے پہنچی
 ہے تو قسم ہے خدا کی کہ میں اپنے اہل میں سوائے بہتری کے کچھ نہیں جانتا اس حدیث پاک
 سے دو امر ثابت ہوئے ایک تو یہ کہ جو آپ کے اہلیت کے متعلق کسی قسم کی نامائزات کہے
 تو اس کی تکلیف آپ کو پہنچتی ہے اب تم سوچو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ کے
 متعلق جب تم آپ کو بے خبر ثابت کرو تو کیا مسلمان کہلانے کے حقدار ہو۔ اور کیا نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم کو تمہارے اس اعتراض کرنے سے یا کتابوں میں شائع کرانے سے تکلیف
 نہیں پہنچتی؟ جس کو آپ معافی دینے کے لئے بھی تیار نہیں۔ جیسا کہ آپ نے منبر پر پُر
 زور فرمایا۔ دوسرا امر یہ ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ام المومنین کی پاک
 و امنی کا علم تھا۔ جس کو آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر اس کی قسم لھا کر یقین دلایا۔ اور آپ کے علمی
 تسلی کے علاوہ قسم لھا کر فرمایا یہ بھی آپ کے علم غیب کی دلیل ہے۔ کیونکہ آپ کو یہ علم تھا۔ کہ میرے
 بعد میرے اس علم پر بھی کسی لوگ بے خبری کی تہمت لگائیں گے۔ اس بنا پر آپ نے قسم
 لھا کہ اپنے علم غیبی یقینی کا اظہار فرمایا۔ تاکہ ہر مومن کو میری اس قسم پر یقین ہو جائے۔ اور
 جو میری قسم پر بھی یقین نہ کرے گا۔ تو وہ مومن کہلانے کا حقدار نہ ہوگا۔ تمہارے اس
 اعتراض کی بھی آپ کو خبر تھی۔ اس واسطے آپ نے تیر سو سال پہلے ہی منبر پر کھڑے
 ہو کر قسم لھا کہ اپنے علم کا یقین دلادیا۔ اور علم کے معنی بھی مداحظہ ہوں۔

فَسَلَانِي ۱-۲ اَلْعِلْمُ اِذَا بَاكَ الصَّكِّي عَلِمَ كَيْسِي چوزہ کو لپٹی طرح
 سمجھ لینا معلوم ہوا کہ آپ نے جو اپنے علم کے متعلق فرمایا تو
 آپ کو حضرت عائشہ صدیقہ کی نیکی کے متعلق کلی ادراک تھا۔

وہابی

بنواری شریف اور مسلم شریف میں ایک حدیث ہے کہ آپ کے معانے پر ایک آدمی آیا تو اس نے دروازے کے ایک سوراخ سے جھانکا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کنگھی تھی جو اپنے سر مبارک میں کڑھ چکے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تو میری طرف دیکھ رہا ہے تو میں تیری آنکھ میں اُس کے ساتھ چوٹا مارتا اور کوئی بات نہیں نظر کی وجہ سے ہی اذن طلب کیا جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلیہ اسلام کو دروازے کے پیچھے کابھی علم نہیں۔

محدّم

نبی صلیہ وسلم کا فرمان صرف اتنا ہی ہے جس پر تہارہ اقرار ہے
وَأَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْظُرُ فِي لَطْعَنَتِ بَدَلٍ فِي عَيْنَيْكَ جِسْمًا تَرْتَمِي
کیا ہے کہ اگر میں جانتا تو یہاں اگر معنی یہی لے جائیں کہ اَعْلَمُ کے معنی جاننے کے ہی میں علم تو اُس کے افراد سے علی ہو گیا تھا۔ بقول مبارک ہے۔ تو اُس وقت ہی آپ اُس کی آنکھ میں چوٹا مار دیتے۔ کیونکہ اگر آپ اپنے علم غیب کے مطابق اُس کو چوٹا مار دیتے تو وہ جھوٹ کہہ سکتا تھا۔ کہ میں تو حضورؐ کو جیسے ہی کھڑا تھا میری دیکھنے کی نیت نہ تھی۔ تو آپ اپنے علم غیب کی دلیل میں پھر خدا کو پیش کرتے؟ کہ تیرا ہی علم غیب دیا ہوا ہے۔ اور تو ہی اس کے سامنے شہادت دے۔ تو یہ حال تھا اور اہل دنیا کے نزدیک یعنی منافقین اور کفار کے نزدیک معاذ اللہ آپ جاہل قرار دے جاتے یا آپ پر جرم مائد ہوتا اس بنا پر آپ نے ارشاد فرمایا
وَأَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْظُرُ فِي كَلْبَتِهِ لَوْ أَنَّكَ تَنْظُرُ فِي كَلْبَتِهِ لَوْ أَنَّكَ تَنْظُرُ فِي كَلْبَتِهِ لَوْ أَنَّكَ تَنْظُرُ فِي كَلْبَتِهِ
چوٹا مارتا۔ کیونکہ بغیر میرے ظاہر کرنے کے تجھے چوٹا مارنا یہ سنت مقرر ہو جاتی کہ سوراخ سے جھانکنے والے کی آنکھ میں بغیر اظہار ہی لوگ چوٹا مارنا شروع کر دیتے۔ تو اس سے یہ ثابت ہوا۔ کہ اگر کوئی جھانکنے والا وہاں سے یا دروازے کے سوراخ سے جھانکے تو پہلے اُس کو اَشْفَ تَنْظُرُ سے سوال کرے کہ کیا تو میری طرف دیکھتا ہے؟ جب وہ اس کا جواب صحیح دے تو اُس کی آنکھ میں چوٹا مار دے۔ یہی مطلب ہے اس حدیث میں کہ اگر میں ظاہر کرتا کہ اِنَّكَ

تَنْظُرُ فِیْ اَسْمَاءِ کُوْکُبِیْنِ طَرَفِ وَکَیْفَ تَہْتَاہِ اُوْر تُوْجُوْبِ دَسے دیتا توں تیر کی
دونوں آنکھوں میں چوکا مارتا۔ تو یہ آپ نے ناظر پر اپنا احسان جنایا کہ میں نے تیرے
دیکھنے کو اِسْمَاءِ تَنْظُرِ فِیْ کَے سوال سے تجھے ظاہر نہیں کیا اور تیری دونوں آنکھیں صانع
سلامت پہن گئیں۔ وَقَالَ لِّلْمُصَدِّقِیْنَ فَقَطَّ

کہا علم کے معنی اظہار کے بھی آتے ہیں۔ بیجا کہ تم نے قَوْلَ اَعْلَمَ کو کُذِّ
وہابی اَعْلَمَ کے معنی میں لیا ہے۔

محمد عمر علم کے معنی اظہار کے قرآن کریم میں بہت جگہ آئے ہیں۔

وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ حَتّٰی تَعْلَمَ اَنَّکُمْ اَلْمُجِدِّیْنَ مِنْکُمْ
اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ
سابقین کو تم سے ظاہر کریں اور یہاں علم کے معنی اظہار کے ہیں۔

وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ مَنِیْکُمْ تَقْصُرُ وَرُسُلُکُمْ بِالْغَیْبِ
اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ
حدید ۲۴ اُد اور تا کہ ظاہر کرے اللہ تعالیٰ کون اُس کی اور اُس کے

رسولوں کی غیب میں مدد کرتا ہے،
لَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ مَنِیْکُمْ تَقْصُرُ بِالْغَیْبِ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ
مائدہ ۲۴ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ
اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ اَوَّالِیِّیْنَ

اگر یہاں علم کے معنی اظہار کے نہ ہوتے سابقین کو لازم آتا کہ خداوند تعالیٰ بھی معاذ اللہ
عالم الغیب نہیں۔ اسی واسطے تمام مفسرین نے بھی یہاں علم کے معنی اظہار کے لئے ہیں
”مسلم شریف میں ایک روایت ہے کہ قیامت کے میدان میں ہیں
وہابی اشد کی وہ تعریف کر دے گا۔ جو مجھے اللہ تعالیٰ اُس وقت الہام
کرے گا۔ وہ تعریف مجھے اس وقت یاد نہیں۔ کیا وہ تعریف جو اُجی آپ کو یاد نہیں

ہے جبکہ زبان پاک ہی ثابت ہے کہ اب بھی تم اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے علم غیب کی کتابت کرو تو تم پر پڑا منسوخ

حدیث پاک میں اپنے ارشاد فرمایا لا تحضر فی الائن یعنی اس وقت میرے خیال میں

نہیں آن کی نفی ہے نہ کہ باقی اوقات کی بھی اور اس آن کی نفی اس بنا پر

محمد عمر

زمانی ہے کہ جب آپ کو استخفاف فی الذات ہوا سو وقت کسی اور کی طرف توجہ نہ دل نہیں کیا

اور یہ محاورہ بھی ہے کہ جب انسان کی طبیعت ایک طرف مائل ہے تو اگر کسی بات کا علم ہر تب بھی انسان

کو دیتا ہے کہ نبی اس وقت میری طبیعت حاضر نہیں لہذا میں بتاؤں گا نہیں ورنہ یہ بھی کی جیت

کہ اس کا ذکر کرنا اور فی اخذ بتلک الحائید کی بھی پوری واقفیت رکھیں تو یہ کچھ میلان خاطر

کا باعث ہے نہ کہ مدع علم کا سبب جو اپنے صاف ارشاد فرمایا۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ

آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ اس کی طرف سے ابھی مجھے اس الہام کا پتہ ہی نہیں ہوا اگر بے خبر مرنے تو صاف

فرمادینے کہ مجھے ابھی اللہ نے ان کی اطلاع ہی نہیں دی بلکہ فرمایا کہ صرف اس وقت ہی میرے خیال میں

نہیں کر بیان کروں کیونکہ یہ خیال اس طرف نہیں دوسری طرف متوجہ ہے اگر یہ نہ سمجھا جائے تو باقی تمام الہام قیامت

کی جیت لکنا یہ کیوں فرمایا اور صرف لا تحضر فی الائن سے ان الفاظ کو مدد واضح نہ فرمایا کسی وجہ کے باعث ہے

عبارت حدیث سے صاف واضح ہے تیسرا جواب بقولن سَفَفْتُكَ فَلَا تَنْتَشِ الْأَمْرَ إِلَّا شَاءَ اللَّهُ خداوند کریم کی طرف

پڑھا یا نہ ہو کی لیکن اس کو اس کے ترک کا حکم ہوگا۔ پھر تھا جواب یہ ہے کہ یہ آخری امر لا واقف نہیں اسلئے ہو کہ اس کے کہ اللہ تعالیٰ

باقی تمام واقعہ آپ کو کیا دیا ہو لیکن اس الہام کے الفاظ کو شبہ اسلئے کیسے یا کسی خاص صورت میں بیان فرمانے کے لطف کے لئے مختصر

ہو اور اس کے چنانے کا وہ ہو چکا ہو اسلئے اپنے اعلان کی تیرے لئے وقت پر توفیق کھا پانچواں جواب ہے کہ ہر وقت ہر

خداوند کریم کے طرف سے اتنا ہوتے ہوئے وقت کسی دوسرے ضروری کام کا پہنچا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہو کہ باقی اس الہام کو کسی

دوسرے وقت میں بیان کرونگا اسلئے اپنے الائن کی قیادت اگر ان تمام وجوہات کوئی وجہ نہ ہوتی تو آپ کو کیا یہ الہام کی

نفی فرمائیے کہ مجھے یہاں نہیں بتایا جائیگا لا تحضر فی الائن نہ فرمائیے اور انا سَفَفْتُكَ فَلَا تَنْتَشِ إِلَّا شَاءَ اللَّهُ تعالیٰ

ابو داؤد کی ایک روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حبر سل علیہ

اسلام نشر غیب لائے تو اس نے اگر خبر دی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وہابی

مسلم آپ کے جوڑہ پاک میں کچھ میل لگی ہوئی ہے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جوڑہ پاک کو اتار دیا۔ پھر نماز پڑھائی معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جوتوں کے تلگوں کا بھی علم نہ تھا۔ چہ جائیکہ تم غیبِ گہی کے قائل ہو۔

ابرواد کا اصل واقعہ یہ ہے کہ پہلے مسلمان مبعوث جوتوں کے نماز پڑھ کر لیا کرتے تھے تو ایک دن آپ نے اپنے جوڑہ پاک کو اتار لیا اور اپنے دائیں جانب رکھ لیا تو قوم نے آپ کو دیکھتے ہوئے اپنی جوتیاں بھی اتار لیں۔ جب آپ نے نماز کو ادا فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ آج تمہارے جوتے اتارنے کا کیا سبب ہے؟ تو انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو جوڑہ پاک اتارتے دیکھا تو ہم نے بھی جوتے اتار لئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل آیا تو اس نے مجھے کہا کہ آپ کے جوڑے پاک میں میل ہے۔

تو آپ کے اس فرمان سے یہ کب ثابت ہوا کہ آپ کو اپنے جوڑے پاک میں میل کا علم نہ تھا۔ بلکہ اس سے تو آپ کی شان پاک ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جوڑہ پاک میں ذرا سی میل کو بھی پسند نہیں فرماتے۔ بلکہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے جوڑہ پاک کو ذرا میل بھی چھوٹی ہو تو جبرئیل علیہ السلام کو اس خدمت کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ کیونکہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے جوڑہ پاک کو میل آلودہ اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتے اب تم یہ اندازہ لگاؤ کہ آپ کو تقد کا علم نہ تھا تو یہ تمہاری کم مہنی ہے بلکہ نہیں اس حدیث پاک سے یہ عبرت حاصل کرنی چاہیے کہ جب اللہ پاک اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے جوڑہ پاک کو ذرا سا میل آلودہ بھی پسند نہیں فرماتے تو کیا تمہارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسے علمی سے یا کسی اور نقص سے میل آلود کرنا پسند فرمائیگا۔ باز آواز ابراہیمؑ کر دی باز آ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک وفدِ مسجد میں تشریف لائے تو آپ نے مصلیٰ پر کھڑے ہو کر جماعت پڑھانے کا ارادہ فرمایا تو آپ کو یاد

وہابی

آیا کہیں جنبی ہوں تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو میں جنبی ہوں۔ اگر آپ کو غیب ہوتا تو آپ جنبی مسجد میں کیوں داخل ہو جاتے۔

محمد عمر بڑے انوس کی بات ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر بھی جھوٹے ہوتے ہو حالانکہ حدیث اس طرح ہے۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ بکیر پڑھی گئی اور صفیں کھڑے ہو کر برابر کی گئیں تو آپ ہماری طرف نکلے۔ اگے حدیث کی عبارت ہے۔ فَلَمَّا قَامَ فِي مَصَلٍّ ذَكَرَ أَنَّهُ جُنُبٌ فَقَالَ لَنَا مَا نَكَتُكُمْ ثُمَّ رَجَعَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ رَخَّجَ إِلَيْنَا رَوَّحَ بَنِي صُلَيْمٍ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنے جلے نماز پر کھڑے ہوئے آپ نے ذکر فرمایا کہ آپ جنبی ہیں۔ تو آپ نے ہمیں فرمایا اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔ پھر آپ واپس تشریف لے گئے تو آپ نے غسل فرمایا۔ پھر آپ ہماری طرف نکلے پہلی بات قریرہ ہے کہ ابم بخاری نے باب باندھا ہے جس میں یہ ذکر کیا۔ کہ آپ نے مسجد میں جنابت کا ذکر کیا اور تیمم نہیں کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی جنابت پاک ہے کیونکہ آپ دُیُّوْکَیْہِمْ کے حامل ہیں۔ اور پھر آپ ویسے ہی مسجد میں تشریف لے آئے بغیر تیمم پھر آپ تمام اصحاب کو فرمانے کے لئے اپنے جلے نماز پر تشریف لائے تاکہ ان کو ثابت ہو جائے کہ آپ کی جنابت پاک ہے۔ ورنہ آپ مسجد کے باہر سے بھی فرما سکتے تھے تو جلے نماز پر کھڑے ہو کر آپ نے اعلان فرمایا کہ آپ جنبی ہیں لہذا غسل کر کے پھر جماعت کرو نکلا۔ اب جھکنا صرف ایک جملہ ذَكَرَ أَنَّهُ جُنُبٌ میں ہے۔ تم نے ذکر کے معنی لئے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد آیا۔ اگر یہی معنی لئے جائیں۔ جو تم نے کئے ہیں تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ ذکر کا قائل کون ہے۔ تو ہر صورت ذکر کا قائل ابو ہریرہؓ ہی ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ قبول ہوئی بات یاد آنا یہ فضل قلبی ہے۔ تو یہ آپ کے قلب کے فضل کا علم ابو ہریرہؓ کو کیسے ہو گیا۔ یا ان کے قائل ہو جاؤ کہ ان کو بھی علم غیب تھا قریرہ ہو سکتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تو علم غیب نہ ہو بلکہ اپنی ذات کی اور آپ

کے دل کا علم ابو ہریرہؓ کو ہے۔ تو ہر صورت ذکر کے معنی جب تک صحیح نہ کر دے۔ تو
تہارے لئے مشکل ہو جائیگی۔ تو ذکر کے معنی یہی ہونگے۔ کہ آپ نے ذکر کیا یعنی
اعلان کیا۔ تو یہ تہارا کہنا منقطع ثابت ہوا کہ آپ بھول کر مسجد میں تشریف لے آئے
اور آپ کی جنابت پاک ہونے کے متعلق حدیث دیگر ملاحظہ ہو۔

بِأَعْيُنِي لَا يَجِدُ لِاحِدٍ أَنْ يُجَنِّبَ فِي هَذَا
كُنْزُ الْعَمَالِ ۲۵۲ { الْمَسْجِدِ غَيْرِي وَغَيْرِكَ اِسْمُ عَلِيٍّ مِيرِ سَعَادِ تِيرِ

سو کسی جنبی کے لئے یہ مسجد حلال نہیں۔ چنانچہ اس حدیث پاک سے بھی آپ کی جنابت
ظاہر ہونے کا ثبوت ملا۔

مسلم شریعت کی حدیث ہے کہ ایک مسجد کی خادمہ کو آپ نے گم پایا۔
وہابی تو اُس کے متعلق سوال کیا۔ تو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا
کہ حضور وہ فوت ہو گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ تم نے مجھ سے اجازت کیوں نہیں لی۔ کیا یہ
معمولی بات ہے جو تم نے بھلا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اُس کی قبر مجھے بتاؤ۔ تو وہ لوگ اُس کی
قبر پر آپ کو لے گئے۔ تو آپ نے اُس پر نماز پڑھی۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ
آپ نے اُس کو گم پایا۔ یہ بھی نبی علیہ السلام کے عدم علم کی دلیل ہے۔ پھر آپ کا اُس کے
متعلق سوال کرنا یہ عدم علم کی دوسری دلیل ہے۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ تم نے مجھ سے اذن
کیوں نہیں لیا۔ اگر آپ کو علم ہوتا تو اذن کی کیا ضرورت۔ چوتھی دلیل یہ ہے کہ آپ نے
فرمایا کہ مجھے اُس کی قبر بتاؤ۔ اگر بقول تہارے آپ قبر کے اندر سے ہو آئے تھے
تو ہمارے جانب آپ کو کیسے یاد نہ رہی۔ یہ میں آپ کے عدم علم کے دلائل۔

تہارا پہلا اعتراض کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو گم پایا تو ارشاد فرمایا
محمدؐ کہ وہ کہاں ہے تو فَقَدْ هَذَا لَمْ يَنْظُرْ مِنْ سَمْعِ بِيٍّ كَمَا قَالَ

ثابت کیا ہے۔ یہ تہارا استنباط غلط ہے کیونکہ مسجد سے واقعی وہ گم تھی اور مسجد میں ہی اُس

کی ٹیڑھی تھی۔ زبور ڈیوٹی پر حاضر نہ ہو اُس کو گم ہونے سے ہی توقیر کیا جائے گا۔ جیسا کہ اس کی مثال قرآن پاک میں بھی موجود ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب اپنی مجلس میں ہدہ غائب نظر آئی تو ارشاد فرمایا **وَلَقَدْ فَتَنَّا الطَّيْرَ فَتَنَّا مَا فِي كَأْسِي** **الْهَذَا هَذَا أَهْكَ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ** اور سلیمان علیہ السلام نے پرنسے کو گم پایا تو آپ نے فرمایا کیا بات ہے کہ میں ہدہ کو نہیں دیکھتا۔ یا وہ آج غیر حاضر ہیں ہے، اس سے بھی تم نے سلیمان علیہ السلام کے عدم علم کی دلیل اخذ کی ہے حالانکہ تمہارا یہ دلیل افذ کرنا کجروی ہے۔ کیونکہ آپ کا ناواقف بننا ثابت ہوتا تھا۔ کہ آپ حاضر کو غائب فرماتے۔ تو جب آپ نے اُس پرندے کو جو مجلس سے غیر حاضر تھا اُسی کو فرمایا کہ میں آج مجلس میں دیکھنا نہیں ہوں کیا بات ہے۔ کیونکہ اگر غیر حاضر کو بلا اظہار سبب اپنے علم پر ہی موقوف رکھتے تو یہ شاہی عدالت کے خلاف تھا۔ کیونکہ دوسرے وقتوں میں کئی اور بلا وجہ غیر حاضر ہو جاتے۔ اسی واسطے آپ نے ہدہ کے متعلق سختی کے الفاظ استعمال فرمائے۔ کہ اگر وہ میرے پاس کوئی جہن دلیل نہ پیش کر سکی تو میں اُس کو سخت عذاب کروں گا۔ یا اُس کو فوج کروں گا۔ تو یہ آپ کا فرمانا حضرت سلیمان علیہ السلام کے عدم علم پر ولایت نہیں کرتا بلکہ یہ دوسروں کو عبرت دلانا تھا نہ کہ کوئی دوسرا بلا وجہ اور بلا اجازت غیر حاضری نہ کرے امدد دیکھنے سے یعنی آپ کو یہ فرمانا لا اُمری **الْهَذَا هَذَا** یہ تم نے کہا ہے نکالا ہے کہ آپ کو باقی جگہ کا بھی علم نہ تھا کیونکہ آپ کو تو صرف مجلس کی حاضری کی ضرورت تھی۔ اور اُسی کے متعلق آپ نے ارشاد فرما دیا کہ میں ہدہ کو نہیں دیکھتا۔ یہ تو آپ کے علم کی دلیل ہے کہ کلمہ کھا پرندے ہر قسم کے جو جڑوں اور انسانوں جو پاپوں اور دوسندوں سے پھل صفتوں میں ہوتے تھے۔ اتنی دور کی صفوں میں اتنے کثیر تعداد پرندوں سے خصوصاً ہدہ کو نامزد کر کے اور اُس کی غیر حاضری کی اطلاع دینا یہ آپ کے علم غیب کی دلیل ہے چنانچہ **لَقَدْ فَتَنَّا الطَّيْرَ** کے معنی تمہارے اکابرین نے بھی اسی بنا پر گم ہونے کے نہیں کئے بلکہ

شاہ رفیع الدین صاحب نے ترجمہ کیا ہے تَقْنَدُ کے معنی دھجری، اور مولوی اشرف علی صاحب نے معنی کئے ہیں کہ (عارضی لی) (تو اب تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ اُن کو علم نہ تھا۔ اِس بنا پر اُن کہ ہُد ہُد نظر آیا جملہ معترضہ کے طور پر ہیں تنہا را اگلا اعتراض بھی حل کر دوں وہ یہ کہ ہُد ہُد نے کہا اَحَطَّتْ بِمَا لَمْ تَحِطْ بِہِ دیکھ میں نے ایسی بات کو معلوم کیا ہے جو تمہیں معلوم نہیں، اس سے تم استدلال کرتے ہو کہ ہُد ہُد نے کہا میں ایسی بات معلوم کیے آیا ہوں جس کا تمہیں علم نہیں۔ اگر سلیمان علیہ السلام کو علم غیب ہوتا تو ہُد ہُد یہ کیوں کہتا۔ اب قابلِ عذر امر یہ ہے کہ یہ کہنا ہُد ہُد کا اپنا ہے یا حقیقت پر مبنی ہے۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا اور نہ یہ کسی مسلمان کا عقیدہ ہو سکتا ہے کہ اُس ہُد ہُد کا یہ کہنا حقیقتِ صحیح ہو۔ یہ محالات سے ہے کیونکہ سلیمان علیہ السلام جن سے ہوا کا فزہ فزہ بھی شرق و غرب میں جنوب و شمال میں بغیر اجازت کے اور خبر کے حرکت نہ کرے اور دنیا کے ہر فزے فزے کی خبر رکھتے ہوں۔ لیکن اُن سے ایک پرندے ہُد ہُد کے علم کو زیادہ کہا جائے تو یہ تنہا را ہی ایمان اجازت دیتا ہے۔ آیاتِ فرقانیہ کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے فرما دیا۔ کہ وَ مَخْرَجْنَا لَكَ التَّوْحِیْحَ حَاصِفَةً اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کے تمام ہوا کو تابع کر دیا۔ جو بھی چلنے والی ہو، کیا بلقیس کے شہر میں ہوا چلتی تھی یا نہیں ضرور چلتی ہوگی۔ بغیر ہوا کے گزارہ ہی نہیں۔ وہاں کے تمام مقامات کے فزہ فزہ کی ہوا سے سلیمان علیہ السلام باخبر ہوں۔ لیکن بلقیس اور اُس کے تخت سے بے خبر ہوں۔ یہ تنہا را خیال اور اعتراض ہُد ہُد کی کلام کو ہے کہ قرآن کریم کے خلاف ہے۔ باقی رہا یہ کہ آپ نے اُس کا رد کیوں نہ فرمایا تو ہر ایک کا بیان سننا اور اُس کی عقل کے مطابق اُس کا انتظام کرنا یہ اصولِ سلطنت سے ہے۔ اور اگر بادشاہ اپنی عقل کے مطابق ہی اپنی سلطنت کے کاہ و بار کو چلانے تو یہ بھی اصولِ سلطنت کے خلاف ہے۔ اسی واسطے ہُد ہُد کے کہنے پر ہُد ہُد کو چٹھی دی اور بلقیس کی طرف بھیجا۔ اور فرمایا کہ ہم

دیکھیں گے کہ یہ سچا ہے یا جھوٹا ہے۔ تو اس ترتیب سے اور ملت سے بتیس کو بلایا اور وہ آپ کی سچی سے ہی بیع اپنی جماعت کے مسلمان ہو گئی۔ اور سلیمان علیہ السلام کی عزت اپنے مقام پر ہی بالاتر رہی۔ ورنہ اگر آپ کو علم نہ ہوتا اور آپ کی نظر بلقیس کے شہر اور تخت تک نہ پہنچ سکتی۔ تو آپ نے عزت کو فیل کر کے آصف بن برخیا کے عرض کرنے کو قبول مقیم سمجھا۔ حالانکہ عزت اتنا بڑا دستِ جن بود و عوئے کرتا ہے کہ میں ہزاروں میلوں سے بلقیس کا اتنا بھاری اور کثیف تخت آپ کے کھڑے ہونے سے قبل پیش کر سکتا ہوں لیکن سلیمان علیہ السلام نے اُس کی اس طاقت کو کمزور قرار دیا۔ کہ میں ایسا کمزور پسند نہیں کرتا۔ تو آصف بن برخیا جو آپ کی غلامی میں حاضر رہتا تھا۔ اُس نے عرض کیا۔ کہ حضور میں بلقیس کے تخت کو لے آؤں گا۔ تو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ کتنے وقت میں لاؤ گے۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور میں آپ کی پلاک جھپکنے سے قبل پیش کر دوں گا۔ سلیمان علیہ السلام نے جب دیکھا تو تخت سامنے پڑا ہے۔ پھر اگر بد بد کے کلام پر ہی تم کو اعتماد ہے تو بد بد جس کو عرشِ عظیم کہتا تھا۔ تو سلیمان علیہ السلام کا غلام اُس عرشِ عظیم کو ایک آنکھ جھپکنے سے پہلے ہی اٹھا لایا۔ کیا وہ ہزاروں میلوں سے اتنے بڑے تخت کو بغیر علم کے ہی اٹھا لایا اسے جس کے غلاموں کو اتنا علم ہو اور اتنی نظر اور اتنی طاقت ہو تو بھلا اُس کے آقا کی طاقت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے جو تمام کے کمزور تھے جن پر تم نے اعتراض شروع کئے تم تو ان کے غلاموں کے اُس فعل کی معیت کنایہ کو بیان نہیں کر سکتے۔ اور نہ سمجھ سکتے ہو۔ جہاں اُن کے آقا کے علم کی تمہیں کیا خبر۔ اور آقا کے آقا کی کیا شان جس کو تم سمجھ سکو۔ میں تم سے یہ دریافت کرتا ہوں۔ کہ اگر تمہارا ایمان بد بد کے کہنے پر ہی ہے جو اُس نے کہا تھا کہ میں اُس خبر کو پہنچا ہوں جس کو تم نہیں پہنچے۔ تو اُس نے تو یہ بھی کہا تھا و لھا عُدَّتْ عُظْمُکُمْ و کہ اُس بلقیس کے پاس ایک عرشِ عظیم ہے کیا اس پر بھی تمہارا ایمان ہے کہ اُس کا عرش اللہ کے عرش سے بڑا ہے یا مساوی؟ نہیں بلکہ تم یہی کہہ گے کہ اُس کی اپنی عقل

کا اندازہ ہے۔ یہاں اُس کی عقل کا اندازہ کہا جاتا ہے۔ اور اَحْطَتْ بِمَا لَهَا تَحْطِیْبُ
 خنبوا میں اُس کی عقل کا اندازہ نہیں کہا جاتا۔ یہ تنہا ہی کوئی دیانتداری ہے بے علم
 ہوا کہ جس کے غلام اتنی اتنی دور کی خبریں رکھتے ہیں۔ تو اُن کے آقا کے متعلق اُن کے غیب
 کا ہم کیا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ باطاعتِ فرمان الہی یہ ہی عقیدہ رکھیں۔
 کہ سبحان علیہ السلام کا علم ہر اُس کے ذرے ذرے و ما فیہا کو محیط تھا۔ یہ تھا جملہ معترضہ جس
 میں آپ کو اعتراض کا موقع ملتا تھا۔ جس کو مل گیا کیا۔ اب اصل حدیث کے الفاظ کی طرف
 جو اسی قرآن مجید کی آیت کے مطابق ہی تھے واضح کرتا ہوں۔ یعنی راوی کا یہ کہنا فَقَدْ هَا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی غیر نامزد پایا اُس عورت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے واقعی وہ عورت مسجد میں موجود تھی۔ اس سے تمہیں آپ کے علم غیب کی نفی کیے ثاب
 ہو گئی۔ آپ کے علم غیب کی نفی تب ہوتی کہ آپ فرماتے کہ سوا ذکر تلاش کرو کہ وہ کہاں ہے؟
 تمہارا اعتراض درست ہو سکتا تھا۔ اور اگر آپ نے غائبہ کو غائبہ فرمایا تو اس میں سوائے
 تمہارے اور کسی کو آپ کی بے علمی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ ذکرِ علمت کہنا یہ تنہا ہی عقیدہ
 ہے۔ باقی رہا صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا عرض کرنا کہ وہ فوت ہو گئی ہے تو یہ انہوں نے
 کوئی بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے خلاف کہہ دی بلکہ فَقَدْ هَا کی شرح ہی تو انہوں
 نے کر دی۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اُس عورت کے متعلق سوال کرنا تو یہ بے علمی کی دلیل نہیں
 کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی اجازت کے بغیر اُن کے فعل کو ثابت کرنا تھا۔ تو یہ
 سوال کرنا بطور حساب تھا۔ جیسا کہ مالک اپنے مملوک سے حساب طلب کرنے کے
 واسطے سوال کرتا ہے۔ تو اُس کا سوال کرنا بے علمی پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ مالک کا
 کام اپنے مملوک سے حساب لینا ہوتا ہے اور غلام کو اُس کی تفصیل بیان کرنا اُس کے فرض
 مملوکیت میں داخل ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ کے سوال کرنے میں یہ حکمت تھی کہ
 آپ نے اپنے علم غیب کے بموجب اُس کو بخشوانا تھا۔ اور اُس کے جنازے کی شمولیت مطلوب

مٹی۔ جیسا کہ محبت کے وقت کسی کو فائدہ پہنچانا مطلوب ہوتا ہے تو اُس سے یا کسی اور سے اُس کی وفات کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سوال کیا **يَا مِثْلُكَ بِسْمِئِكَ** یا مِثْلُكَ یعنی دیکھو میں اسے موسیٰ علیہ السلام کیا ہے، حالانکہ موسیٰ علیہ السلام ہاتھ میں عصائے کھڑے تھے۔ کیا اللہ تعالیٰ کا سوال کرنا اُس کے عدم علم پر دولت کرتا ہے؟ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو موسیٰ علیہ السلام سے محبت کا اظہار کرنا مقصود تھا اور کچھ عطا کرنا مقصود تھا۔ ایسے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اُس عورت کے متعلق سوال کرنا بے علمی پر دال نہ تھا۔ بلکہ اُس کو فائدہ پہنچانا مقصود تھا۔ جیسا کہ آپ نے فائدہ پہنچایا۔ باقی آپ کا فرمان کہ تم نے مجھ سے اجازت کیوں نہیں لی اور تمہارا اس سے یہ استنباط کرنا کہ معاف اللہ یہ آپ کی بے علمی کی نشانی ہے؟ نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی ہے۔ کیونکہ انہوں نے آپ کی اجازت کے بغیر اُس کا جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا تھا۔ آپ کے علم سے اذن یہ صحیح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ علم اور ہے اذن اور ہے۔ اذن علم کو مستلزم نہیں۔ ان کی آپس میں نسبت عموم خصوص من وجہ کی ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اس امر کو معمولی سمجھا تھا۔ اس واسطے آپ نے اپنے علم غیب ہرنے کی بنا پر اُن کو ڈانٹا کہ تم نے مجھ سے کیوں اجازت نہیں لی۔ جیسا کہ مذکور ہے۔ **فَكَانَ نَبِيٌّ صَخْرَةٌ أَهْلًا** یہ تو آپ کے علم غیب پر دال ہے پھر تمہارا یہ کہنا کہ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو **لَوْ كُنْتُ فِي عَالِي حَبْرَةٍ** کیوں فرماتے کہ تم مجھے اُس کی قبر بتاؤ۔ تو یہ بھی آپ کے عدم علم کی دلیل نہیں کیونکہ انہوں نے آپ کی اجازت کے بغیر جنازہ پڑھا تھا۔ اور جنازہ بغیر ولی کی اجازت کے درست نہیں ہوتا۔ اور اُس عورت کی ولایت آپ کے ہی سپرد تھی۔ اور صحابہ کرام اس امر میں غلطی پر تھے۔ تو آپ نے اُن کی غلطی کا ازالہ اُن ہی سے کروایا کہ ان کو آپ کے فرمان کے مطابق ساتھ مانا پڑا۔ ورنہ آپ کو بغیر جنازہ مان کو خاص طور پر لے جایا جاتا۔ کیونکہ جنازہ جماعت سے ہوتا ہے اور یہ لوگ اس بہانے سے ہی اُس عورت کی قبر پر پہنچیں گے تو اُس غلطی کو جو پہلے کر چکے ہیں میری اقتدا میں اُس کا ازالہ

کر لیں گے۔ یہ ہے حکمتِ کجگوینی کی۔ پھر تنہا اس حدیث سے انکار کرنا اور مضحکہ اڑانا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ مجھے قبر میں پیش کیا جاتا ہے اور منکر علیہ آسمان کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ یہ ایمان اسلام کی علامات کیونکہ اس کا ثبوت بخاری شریف میں مذکور ہے۔

اِنَّهَا مِلْكٌ كَانَ فَيَقْعِدُ اَيْدِيَهُمْ فَيَقُولَانِ
بخاری شریف ۱۸۴۱ لَدُمَا كُنْتُمْ تَقُولَانِ فِي هَذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ

اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں تو اُس کو بٹھا دیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس مرد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو کیا کہتا ہے تو بعض مبغضین رسالت نے یہ سوال کر دیا کہ کیا اُس حور کو قبر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا تھا؟ جو پھر قبول گئے۔ تو اُس دشمن رسالت کو بات کہتے ہوئے یہ شرم نہ آئی کہ میں بخاری شریف کی حدیث کا مضحکہ اڑا رہا ہوں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ صبح کو جھٹکارا ہوں۔ یاد رکھو جو کام دنیا میں انسان کرتا ہزارا کرتا ہے۔ قبر سے بھی اُٹھے گا تو وہی خیال اس کو ہر کام میں ملنے لگے گا اُٹھانے سے اُن کے اس سوال پر یہی جواب دو گے کہ عاف اللہ ہم ان کو بے علم سمجھتے ہیں تو اُس وقت جو تنہا حاضر ہو گا۔ اُس کی خبر تمہیں ہی ہو گی۔ یا اٹھا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو گی۔ یا دحوش و طبرستان اور تاشکند و یحییٰ کے یا عسکرات الارض تنہا ہی قبر میں تشریف آوری پر نازاں ہونگے۔ لیکن مختصر نے حدیث کو بیان کرتے ہوئے کچھ حدیث کا باقی حصہ ہضم کر دیا۔ میرے خیال میں پرانی عادت کا دورہ ہو گیا ہو گا۔ اگے ارشاد ہے ملاحظہ ہو۔

فَسَلَّى عَلَيْهَا فَنَزَلَ اِنَّ هَذِهِ الْقُبُورُ مَمْلُوءَةٌ
مسلم شریف ۳۰۶ اَخْلَتْ عَنْ اَهْلِهَا وَاِنَّ اللَّهَ يَنْقُورُ هَا اَهْلُهَا بِبَلَدِي

علیہ رحمہ اللہ نے اُس حور کو قبر پر نازل ہونا نہ چڑھی فرمایا کہ یہ

جتنی قبریں ہیں تمام اہل قبور پر اندھیرے سے بھر دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اہل قبور کے واسطے ان پر میری نماز پڑھنے کے سبب سے ان کی قبور کو روشن کر دیا ہے۔ یہ تھا نامزد جس غرض سے آپ نے سوال فرمایا تھا۔ اور یہ ہے آپ کو اہل قبور کے عذاب کی خبر جس کا تم انکار کرتے ہو۔ تم تو یہ کہتے ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عورت کی قبر کی خبر نہ تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تمام قبور کے حالات کو واضح فرما دیا۔ بلکہ دوسرے موقع پر آپ نے اہل قبور کے اعمالِ ماضیہ کی غیبی خبریں بھی بیان فرمائیں۔ سنیے۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی قبورین فقال انھما

نسائی شریف ۱۱۱ و ۱۱۲

یَعْدَبَانِ وَمَا أُعْذَبَانِ فِي كَيْفِئِمَا هَذَا فَكَانَ لَا يَسْتَنْزِعُ مِنْ بَدَنِہِ ذَا مِثْلَ هَذَا اِنْ شَاءَ كَانَ يَمْنُنُ بِالْغَيْبِ کہو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں سے گزرے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان دو قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ اور کسی کبیرہ گناہ میں ان کو عذاب نہیں ہو رہا لیکن یہ اپنے بول سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ اور یہ دوسرا صاحبِ قبر چٹخوڑ تھا، معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل قبور تو بھائے خود اہل قبور کے اعمالِ ماضیہ کا بھی علم تھا۔ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے والو کیا ان احادیث سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب کی خبر ہونے کا ثبوت اور قبور کی واقفیت اور اہل قبور کی واقفیت ثابت ہوئی یا نہیں؟ بلکہ منکر کی استدلال یہ حدیث سے اس کی بددیانتی کا ثبوت دینے پر ہے اُسی کی حدیث کے آخری جملہ کو بیان کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی دلیل پیش کی گئی۔

بخاری شریف کی حدیث میں جو جہنم میں دج ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہابی نے فرمایا کہ میری دوستی کے دعوے کرنے والے دائیں بائیں ہو گئے۔

دائیں جانب یعنی جنت میں اور بائیں جانب یعنی دوزخ میں تو قیامت کے دن میں کہیں

کا اسیحابی یا اللہ میرے دوست ہیں۔ تو کہا ہینگے کہ یہ لوگ وہ ہیں جو آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔ جب سے آپ نے ان کو چھوڑا۔ تو میں کہوں گا۔ جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ یا اللہ غیب ملک میں ان کے پاس رہا تو میں ان کے پاس موجود تھا۔ اور جب اُن نے مجھے مار لیا تو تو ان کا ٹھکانا ہے، اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو اسیحابی اسیحابی کیوں فرماتے۔ اور آپ کو غیب نہیں تھا تو فرشتے کہیں گے کہ آپ کے بعد یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ اب تم سوچو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب کی نفی ہے یا نہیں۔

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی نفی نہیں۔ کیونکہ آپ محمد ﷺ کا اسیحابی اسیحابی فرمانا بے علمی کے سبب سے نہیں بلکہ رحم کے سبب سے ہے۔ کیونکہ آپ رحمۃ العالمین ہیں۔ اس واسطے آپ اپنے رحم کو ظاہر فرماتے ہوئے اور دنیا میں اُن کے دوستی کے جھوٹے دعوے کو نقل فرماتے ہوئے اسیحابی کا لفظ استعمال نہ فرمائیں گے۔ ورنہ اگر اُن کا دعوئے دنیا میں سچا ہوتا تو خود اُن کے کتنے ہی کسیر گناہ ہوتے فرشتوں کے جواب دینے پر آپ خاموش نہ ہو جاتے۔ بلکہ فرماتے کہ خود یہ لوگ کتنے ہی گنہگار ہیں۔ نیز یہ حق ہے کہ ان کی بخشش کراؤں۔ لیکن اُن کا نفاق اور زبانی دعوے اور بعد میں مرتد ہو جانا یہ تمام امور سفارش کے قابل نہ تھے۔ اس لئے آپ محض اپنے رحم کو ظاہر فرماتے ہوئے اُن مرتدین کی طرف سے اپنی مصرت سفارش پیش کر دیے۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں صاف واضح ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث بخاری شریف میں تین جگہ مذکور ہے۔ اور دونوں جگہ میں ہی اس کا ضعف ثابت ہے۔

حدثنا محمد بن يوسف حدثنا سفيان عن
بخاری شریف ۱۰۱۰ المغير بن النعمان عن معيد بن جبیر

عن ابن عباس

بخاری شریف ۱۰۱۰ حدثنا محمد بن کثیر حدثنا سفيان

حدثنا مغیرہ بن النعمان حدثنی سعید بن جبیر اسراہ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا ابو ابولید قال حدثنا شعبہ بخاری شریف ۶۶۵

قال اخبرنا المغیرہ بن النعمان قال سمعت سعید بن جبیر عن ابن عباس قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نفس مدیث میں اضطراب ہے کیونکہ تینوں حدیثوں کی عبارتیں مختلف ہیں۔ حالانکہ تینوں کے راوی حضرت عباسؓ ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس لئے حجت نہیں ہو سکتی۔

محمد بن یوسف۔ قال الجلی إخطاء الفریابی میزان الاعتدال ۱۵۱ فی مائتہ و خمسین حدیثاً

وقال بعض البغدادیین إخطاء تہذیب التہذیب ۵۳۹ محمد بن یوسف فی مائتہ و خمسین

حدیثاً من حدیث سفینین اور حدیث مذکورہ بالا کی دو سندوں میں سفیان راوی مذکور ہے۔ اس واسطے یہ حجت نہیں ہو سکتی۔

محمد بن کثیر قرشی کوفی۔ قال احمد خرقا میزان الاعتدال ۲۲۵ حدیثہ و قال البخاری کوفی

منکر الحدیث قال ابن عدی الضعف علی حدیثہ بتین قال ابوداؤد عن الامام احمد تہذیب التہذیب ۴۸۸ آخر قنا حدیثہ و قال البخاری

کوفی منکر الحدیث قال ابن عدی الضعف علی حدیثین

قال البرد او د عن العامر احد خرقنا
تہذیب التہذیب $\frac{9}{318}$ { حدیثہ و قال البخاری کوفی منکر

الحدیث قال ابو حاتم ضعیف الحدیث ۔

محمد بن کثیر تمام ضعیف ہیں۔

ابو الیہ ہشام بن عبد الماک - وروی
میزان الاعتدال $\frac{1}{257}$ { ابو عبید عن ابی داؤد ضعیف۔

وقال الاجری عن ابی داؤد شیخ
تہذیب التہذیب $\frac{11}{34}$ { ضعیف۔

شعبہ بن حجاج - انه کان یحفظ فی الاسماء
تہذیب التہذیب $\frac{3}{34}$ { فقد قال الدارقطنی فی العلل کان

شعبہ یحفظ فی اسماء الرجال کثیراً۔

سَمِعْتُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يَقُولُ الْقَائِلُ مِنْهُ يَا رَسُولَ
کنز العمال $\frac{4}{34}$ { اللَّهُ إِنَّا فَعَلْنَا بِكَ كَذَا كَقَوْلِ أَمَّا الشَّيْبُ

فَعَدَّ عَدَّتُ وَلَكِنَّكَ كُنَّا نَسْتَدْرِيكَ بَعْدِي وَرَجَعْنَا إِلَى الْقَوْمِ فِي دِيَارِ

کلون بلدی آئیگا تو ان سے بعض کہنے والا کہے گا یا رسول اللہ میں فلاں بن فلاں میں
 تریں کہیں کا تمہاری نسب تو میں پہچانتا ہوں۔ اور میں تم میرے بعد مرتد ہو گئے ادا پنی
 ایڑیوں پر تم بدل گئے، اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت
 کے دن منافقین کا علم بھی ہوگا۔ اور تمہارا استدلال غلط ثابت ہوا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک غلام آیا تو آپ نے اُس سے بیعت
وہابی لی اور آپ کو یہ خبر نہ ملنی کہ وہ غلام ہے۔ بعد میں اُس کا مالک آیا تو اُس نے

لے جانے کا ارادہ کیا تو آپ نے دو غلام حبشیوں کے عرض میں اُس کو خرید لیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہ تھا۔ اگر علم ہوتا تو آپ غلام کو بیعت میں داخل نہ فرماتے۔

محمد عمر قرآن نے حدیث پاک کے معنی غلط کئے ہیں۔ کیونکہ حدیث پاک کے الفاظ میں مراد اسی نے کہا ہے وَ لَمْ يَشْعُرْ أَنَّ عَبْدًا اس کا ترجمہ یہ ہے کہ غلام

نے پتہ نہ دیا کہ وہ غلام ہے۔ یہ نہیں کہ مراد اسی نے آپ کے متعلق فرمایا ہو کہ آپ کو خبر پڑتی کہ وہ غلام ہے باقی روایہ کہ آپ نے غلام سے بیعت لی تو اس کے دو جواب ہیں۔ پہلی بات یہ ہے۔ کہ آپ کے احسان عام سے اور مکارم اخلاق سے آپ نے اُس سے بیعت لی تاکہ آپ کو آپ بچالیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غنابہ میں تھے۔ اسی واسطے آپ نے اُس غلام کی بیعت کو توڑنے نہیں دیا بلکہ اُس کے مقابلے میں اُس کے مالک کو دو غلام دے دیئے۔ ورنہ آپ کو اُس غلام کے نہ لے جانے میں کوئی کمی تھی جبکہ آپ نے پورا اُڑا لیا یہ آپ کے غنابہ میں ہونے کی دلیل ہے۔ دیکھیے۔

دارقطنی | علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو اُس نے عرض کی کہ حضور میں

نے رمضان میں اپنی میری سے صحبت کر لی ہے اور وہ بھی تھا۔ تو آپ نے غلام آزاد کرنے کا جرم نہ فرمایا تو اُس نے عرض کی کہ میری طاقت نہیں۔ تو آپ نے دو مہینے متواتر روزہ رکھنے کی سزا فرمائی تو اُس نے اپنی کمزوری کا اظہار کیا تو آپ نے ساتھ مسکین کے کھانا کھلانے کا ارشاد فرمایا تو اُس نے اپنا جواز غائب کیا تو آپ نے اپنی طرف سے پندرہ صاع عنایت فرما دیئے اور فرمایا کہ یہ دینے کے مسکینوں کو تقسیم کر دے تو اُس نے عرض کی کہ حضور مجھ سے محتاج اور کوئی نہیں تو آپ نے فرمایا وَ حَيْلُكَ أَنْتَ وَ حَيْلُكَ فَتَعَدُّ كَفَرُوا اللَّهَ حَتَّى تَدْرِي أَسَمَ كُفَرَاءَ اَوْ تَزِيحِيَالِ تَوْتِرِي طَرَفَ سَمِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَلْكَفَرَةُ مَطْلُوبَةٌ فَرَأَيْتُمْ اَشْرَافَ كُفَرَاءَ سَاطِئِ مَسْكِيْنٍ پُر کھانا تقسیم کرنا ضروری تھا۔ اور اسی مقام پر

شرعی ختم تھی۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اختیار سے بجائے اس کے کہ مجرم کفارہ ادا کرے آپ نے اپنی طرف سے مجرم کو ہی ساتھ مسکین کا کھانا عطا کر دیا۔ اور کفارہ کے ادا ہونے کی سند بھی دیدی۔ کیا یہ مختار کل ہونے کا ثبوت نہیں؟

پرمجھی یہی رعایت اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ سے
بخاری شریف ۲/۱۱۱۱ موجود ہے

البدایہ والنہایہ لابن کثیر ۱/۱۱۱۱
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شکاری
الہی اجازت کے بغیر ہرنی کو چھوڑ دیا۔
تاکہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلاؤ (اے) ہرنی آپ کی ملکیت واقعی اعرابی کی ملکیت تھی۔
حالانکہ اس کے پاس سویا بھی تھا تھا۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اختیار سے
ہرنی کو دودھ پلانے کے واسطے چھوڑ دیا۔ اب اس میں دو ہی صورتیں ہیں۔
یہ کہو گے کہ آپ نے جرم کیا یہ بھی حال کیونکہ نبی جرم سے پاک ہوتا ہے۔ دوسری صورت
مختار کل ہونے کی تو یہی تھیں تسلیم کرنی پڑے گی۔ جیسا کہ یہاں اپنے اختیار سے غیر کی
ملکیت پر آپ نے رحم فرمایا۔ ایسے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوق پر بھی اختیار ملتا ہے۔
جس اختیار کی بنا پر آپ نے غلام سے بیعت لی۔ اور جس کو آپ نے اپنی غلامی میں لے
لیا۔ اس غلامی کو توڑنے والی کوئی طاقت نہیں۔

البدایہ والنہایہ ۱/۱۱۱۱
(نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک کاتب کو اس کی
بدایا نہیں کرنے کی وجہ سے ارشاد فرمایا۔ کہ اس کو زمین
مقبول کرے گی۔ تو حضرت انسؓ نے فرمایا کہ مجھے ابو طلحہؓ نے بیان کیا۔ کہ جس زمین میں
وہ غزائیں نے دماں کے لوگوں سے دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ ہم نے اسے کئی دفعہ
وہ کیلئے زمین اس کو قبول نہیں کرتی بلکہ اس کو باہر چینک دیتی ہے چنانچہ میں نے
میں اسے باہر چینکا جزا دیکھا۔ کیا یہ آپ کے مختار کل ہونے کی دلیل نہیں ہے؟

البداية والنهاية ۱۹۴ { بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ بن مالک کے متعلق فرمایا کہ اس کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے چنانچہ عمر بن خطابؓ کو اپنی خلافت میں غزوہ کسریٰ میں جب کسریٰ کا تاج اور سنہری کنگن اور اُس کا سامان جنگ وغیرہ پیش ہوا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ کنگن پہنوائے۔ کیا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختار کل ہونے کی دلیل نہیں؟ کہ ابھی وہ کنگن غیر کی ملکیت تھی یعنی کسریٰ کے ہاتھوں میں تھے لیکن آپ نے پیچھے ہی عطا فرمادے۔

مسند امام احمد بن حنبل ۲۹۴ { بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے برابر بن عازبؓ کو سونے کی انگوٹھی پہنادی تو لوگ برابر بن عازبؓ کو ۱۳۰ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد پر سونے کو حرام فرمایا ہے۔ رقم نے پر سونے کی انگوٹھی کیوں پہنی ہوئی ہے۔ تو اُس نے جواب دیا۔ کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس بٹھا کر یہ انگوٹھی پہنائی اور فرمایا۔ اَلَيْسَ مَا كُنَّا لَكَ اللهُ وَرَسُولُهُ دِينٌ بَعَثَ اللهُ رَسُوْلَهُ اُس کے رسول نے پہنایا ہے، معلوم ہوا کہ سونا پہننا حرام ہے۔ آپ نے جو برابر بن عازبؓ کو سونے کی انگوٹھی پہنائی تو آپ کے مختار کل ہونے کی دلیل ہے۔

المہند ۶۸ { تَقَوَّلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَتِي فِي قَبْرِهِ التَّشَابُهَ يَنْتَصَرَفُ فِي الْكُوْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ كَيْفَ شَاءَ وَتَوَدَّ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نبی قبر شریف میں زندہ ہیں اور تمام مخلوق میں جس طرح چاہتے ہیں اللہ کے اذن سے تصرف کرتے ہیں، اب تو تمہارا رے اپنے اکابرین کے مسئلہ فتوے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار کُلی اور تصرف فی الکون ہونا اپنی مرضی کے مطابق ثابت ہو گیا۔ تو تمہارا وہ مسئلہ تمہارا رے گھر کی دیل سے ہی حل ہو گیا۔ کہ آپ نے اپنی مرضی کے مطابق جی غلام کی سنت کر لی۔ کیونکہ یہ اختیار آپ کو حاصل ہے۔

مولوی صاحب بخاری کی حدیث ہے۔ قَالَ مَتَّى اسْتَأْذَنَ قَالَ
وہابی مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَ مَا أَحْبَبُكَ

عَنْ ابْنِ أَبِي جَبْرٍ رَأَى جَبْرَئِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي فَرَايَا كَمَا رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيَامَتِ
 كَبَّ بِهٖ نَبِيٌّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي فَرَايَا كَمَا رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيَامَتِ
 خَبَرُ دُنْيَا هُوَ فِي تَحْقِيقِ اسْمِ كَلَامَاتِ كِي لِهَذَا اسْمِ هُوَ ثَابِتٌ هُوَ كِي نَبِيٌّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي فَرَايَا كَمَا
 رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيَامَتِ هُوَ ثَابِتٌ هُوَ كِي نَبِيٌّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيَامَتِ هُوَ ثَابِتٌ
 هُوَ كِي نَبِيٌّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيَامَتِ هُوَ ثَابِتٌ هُوَ كِي نَبِيٌّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيَامَتِ هُوَ ثَابِتٌ
 كَلَامٌ وَمَا يَكُونُ كَالْعِلْمِ هُوَ يَرُفَعُ ثَابِتٌ هُوَ -

محمد عمر پہلے قابل غور یہ امر ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کا سوال کرنا یعنی بحیثیت
 سالک نہ عرض کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم ہونے کی دلیل ہے
 اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی اسی اعلیت کو ظاہر کرنے کے واسطے اپنے آپ
 کو مسئل قرار دیا اور جبرئیل علیہ السلام کو سائل ہونے کا خطاب دیا چونکہ آپ کا ارشاد ہے
 اَبَيْتُ بِكُمْ اِمْرَ الْكَلْبِ لَهَذَا اَيْسِي كَلَامُ فَرَايَا كِي جس نے (۱) آپ کو اپنا فخر بھی نہ
 ہونے دیا (۲) اپنی نسبت مسئلیت اور جبرئیل علیہ السلام کو سالک نہ حیثیت سے کہ
 اپنی امت کو اپنی فوقیت علمی کا ثبوت بھی دے دیا (۳) ایسا جملہ استعمال فرمایا کہ جس
 سے آپ کا قیامت سے بے علم ہونا بھی ثابت نہ ہو اور اظہار دریافت کی گنجائش بھی درہ
 گئی اور جو صاف الفاظ صریحہ سے واضح ہے۔ وہ یہی ہے کہ مسئل سائل سے علم نہیں یعنی
 اسے جبرئیل قیامت سے تو بھی بے خبر نہیں اور میں بھی بے خبر نہیں تو بھی جانتا ہے میں بھی
 جانتا ہوں لیکن میرے اور تیرے علم میں مسافہ نہیں میرے اور تیرے علم میں اتنا فرق ہے
 جتنا کہ سائل اور مسئل کا فرق ہے یعنی گہرا سے اور سوالی کا فرق ہے اور پھر اَمَّا
 السَّائِلُ فَلَا تَنْهَهُ كَمَا نَفَرُ كَلِمَةٍ هُوَ فَرَايَا كِي مَا أَحْبَبُكَ عَنْ ابْنِ أَبِي جَبْرٍ

اور قیامت کی علامات سے میں تجھے جلدی خبر دیتا ہوں جس کو کسی چیز کا علم نہ ہو وہ اس کے علاوہ
کو کیسے بتا سکتا ہے جیسا کہ قیامت کے وقت کو درپردہ رکھتے ہوئے اللہ کھالے لئے فقط
جاء اشْدُّ اَظْهَرُ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے بے خبری اور بھی دور فرما دیا لیکن
مخالف پھر بھی تنقیص علمی سے باز نہیں آتا جس کے علم کہ خداوند جل جلالہ نے مالین کے علم
سے نوازا جس میں قیامت بھی ہے حد کے کہے وہ عطائی علم کو کیسے چھین سکتا ہے۔ اس حد
شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام پیروں کو صحیح رکھا جیسا کہ
کو ما الْمُسْتَوْدَعُ بِالْعِلْمِ مِنَ الشَّائِلِ کا ایک جملہ دعویٰ با دلیل و ثبوت فرما دیا اور
عَنْهُ السَّاعَةِ فرما کر خداوند کے جواب بے زبانہ کو بھی فاش نہ فرماتے ہوئے قانون
خداوندی کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا اور تاکہ دشمن قیامت سے بھی بے خبر نہ سمجھیں سَائِلُكَ
عَنْ أَشْدُّ اَظْهَرُ سے قیامت کے علامات کو ظاہر فرما کر جمعہ کے دن کا تقرر بھی ثابت کرتے
ہوئے دشمن رسالت کا منہ بند کر دیا اور شاید اسنے اشارے کو کوئی غبی دیکھے اور اعتد
لَا يَعْلَمُونَ سے مجھے بے خبر نہ سمجھے غیبات غم سے وہ خبر غیبی کی اطلاع فرمائی جو بانی الارحام
اور قیامت دو رو سے متعلق تھی قدم آگے بڑھا کر اِذَا وَكَلَّتِ الْاُمَّةُ نَهْيًا فرمایا اگر ان
امورات کو پردہ راز میں ہی رکھنا تھا لیکن ایک چیز بیان کر کے پردہ ڈال دیا جاوے تو
یہ حکیم کی حکمت پر موقوف ہوتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیے کہ کوئی شخص سرکاری خزانچی کے
پاس پہنچے کہ کچھ خیرات دو تو وہ کہے کہ یہ سرکاری خزانہ ہے اس کو تقسیم کرنا یا تقسیم کا جاری
کرنا بادشاہ کا حکم ہے میں تو خزانچی ہوں مانگ نہیں اور جب سائل واپس جانے لے تو خزانچی
سائل کی جیب میں چپکے سے دو پار روپے ڈال دے اور پھر بھی کہے کہ یہ بادشاہ کا حکم
نے میرا نہیں تو سائل صاحب فراست ضرور سمجھ لیگا کہ یہ واقعی سرکاری خزانچی ہے اور
شاہی مقرر شدہ اور واقعی اسکو کچھ تقسیم کرنے کی اجازت ہوگی مام فرج کرنے کی اجازت
نہ ہوگی اور یہ خرچ بھی شاہی سمجھا جاوے گا اسی لئے یہ بادشاہ کی طرف نسبت کر رہا ہے اپنے

ذمہ نہیں دیتا اور نہ اس کو اپنی طرف سے خرچ کرنے کا حکم ہی ہے اسی لئے یہ خزانچی ہر بات بادشاہ کی طرف منسوب کرتا ہے اور مجھے چلنے سے دیا یہی تب بھی اس خرچ کی نسبت بادشاہ کی طرف کی اس کا اس سے خرچ کرنا خزانچی کے اختیار کو ثابت کرنا ہے ورنہ اس کو بادشاہ کی طرف سے گرفت ہوئی لازمی امر ہے اور اس کا بادشاہ کی طرف منسوب کرنا اپنے ذمہ کسی بات کو نہ لیتا یہ اس کے شاہی خزانچی ہونے پر مال ہے اور اس کا جواب بھی دینا خزانے کو خیرات کے واسطے حکم عام نہ کرنے کو ثابت کر رہا ہے۔ ایسے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مَا الْمُسْتَوَلُ بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ سے إِلَيْهِ يُدْعَى الْعِلْمُ الْمَسْأَلَةُ کی ترجمانی کرنا ہے اور وَمَسْأَلُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا اور إِذَا وَلَدَتِ الْأُمَةُ سَرَبُهَا سے علم غمہ سے علوم اربعہ یعنی قیامت اور مافی الاہرام اور مافی غدا اور اشرط ساعۃ میں علی علیہ السلام کا آپ کے روضہ اطہر میں دفن ہونے کو بیان دیا کہ علم باقی ائمہ صی تھوٹ ثابت کرنا مقصود تھا اور فرمادیا کہ ان علوم کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور میں جو نہیں مجھڑ صادق ہونے کی حیثیت سے ان کی اطلاع رکھ رہا ہوں تو میرے اللہ کے رسول صادق ہونے کی بین دلیل ہے جس کا وہابی انکار کر رہا ہے اور وہابی صاحب اگر مَا الْمُسْتَوَلُ بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ کے معنی معاذ اللہ بے علم ہونے کے ہی کر دے تو تم مسأَلُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا اور إِذَا وَلَدَتِ الْأُمَةُ سَرَبُهَا اور إِذَا تَطَاوَلَ مَرَاةُ الْأَيْلِ الْبَيْدِ فِي الْبَيِّنَاتِ کے کذب ثابت ہو گئے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جملے کے معنی اٹھنے سے آپ کے تین جملوں کا انکار لازمی ہو گا کیونکہ مَا الْمُسْتَوَلُ بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ کے تہا رے مطلب سمجھنے سے اگلے تین جملوں سے اس کا تناقض لازم آئے گا چنانچہ تہا رے تمام اکابرین صرف مَا الْمُسْتَوَلُ بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ کے معنی معاذ اللہ بے علمی کے کرتے ہیں اور حدیث پاک کے اگلے جملوں کی کبھی وضاحت نہیں فرمائی یہی وجہ ہے کہ اگلے جملوں کی تشریح کرتے

ہیں قرآن کے بیان کردہ معانی سے اگلی عبارت میں تناقضِ لادوم آتا ہے لہذا حدیث کے ان اگلے جملوں کو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے علومِ غیبیہ ثابت کر رہے ہیں۔ پہلے جملے مَا أَسْئَلُكَ بِتَحْتِ لَدُنَّ مِنَ التَّائِبِينَ کے معنی صاف واضح کر رہے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ رسول یعنی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے اخبار کے متعلق، سائل سے یعنی جہیز کی سے زیادہ جاننے والا نہیں ہوں یعنی تو بھی قیامت کو جتنا جانتا ہے جتنا ہے اور میں بھی جتنا جانتا ہوں جتنا ہوں نہ تو اپنے علم کے مطابق اپنی خبر کو ظاہر کر سکتا ہے اور نہ اپنے علم کے مطابق میں ظاہر کر سکتا ہوں اس کے پوشیدہ رکھنے کا حکم ہے اسی لئے بیان بھی فرمایا تو اشارةً اور پوشیدہ ہی ظاہراً بیان نہیں فرمایا جیسا کہ فرمایا۔

مسلم شریف ۲۱۳۱ یہ ہوگی کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔

کیوں جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معنی التَّائِبِينَ کے عقد کو ذی شعور کے واسطے حل فرمادیا۔ یا نہ؟ جناب حل کہہ کے رکھ دیا کہ سورج ہی مغرب کی طرف سے طلوع کرے گا تو وقت کیسا جب سورج اٹھا تو وقت بھی اٹھا اور تمہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مسئلہ کی سمجھ اس وقت آئیگی جب تم اٹھ کئے جاؤ گے ورنہ اشرافِ ساعتہ کا بیان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سمجھ لو کہ آپ کو علم قیامت ہے اور آپ کا فرمان دَا إِذْ أَوَّلَدَتِ الْأُنثَىٰ مَرَّتًى کہ قرب قیامت لوٹدی اپنے ملک کو جنگی لوٹدیاں ابھی پیدا نہیں ہوئیں قرب قیامت میں ابھی ظاہر ہونے والی ہیں پھر وہ حاملہ ہوگی جب وہ بچہ جنگی تر وہ لو کہ اس لوٹدی والہ کو غریب سے گا اور اس سے مالکانہ بتاؤ کرے گا اور اس کو شرم نہ آئے گی۔

ابھی لوٹدی پیدا نہیں لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزاروں سال پیشتر اس کے حل کی حقیقی اطلاع بخشی ہے میں بلکہ اس کے بچے کی پیدائش کے بعد اسے افعال کو بھی جو جو صحیح ہونے والے تھے فرمادے یعنی مافیٰ غدا اور مافیٰ غدا کے مافیٰ الان صحاح

جو قرب قیامت ہونے والے تھے غیر بات ظاہر فرما دے لیکن وہابی ایمان نہ لایا۔
 اور وہ ادنیائیاں والے ابھی پیدا نہیں ہوئے قرب قیامت ہونگے جو ان کی
 اطلاع بنی صے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور وہ شہروں میں ہیں کہ بڑی بڑی بدگلیں بنائیں
 گئے ابھی نہیں اس وقت نہیں بھیں ابھی بننے والی ہیں لیکن بنی کریم صے اللہ علیہ وسلم
 نے ان کے اس عمل صافی عند کو ہزار ہا سال پہلے ہی بیان فرما دیا ہم مسلمان تو بنائی
 آپ کے اس فرمان پر یقین کر چکے لیکن وہابی ان علوم غیبیہ کو پڑھ کر سن کر بھی اپنے
 ایمان کو درست کرنے سے محروم رہا کیا بنی صے اللہ علیہ وسلم کا اندرونی بیرونی قیامت
 کے معاملات کو بیان کرنا معاذ اللہ آپ کی بے علمی کو ثابت کر رہا ہے کسی ان پڑھ کو کہہ کہ
 حروف ہجا ہی پڑھے وہ کبھی نہیں پڑھ سکے گا۔ اگر معاذ اللہ آپ بھی ان علوم غیبیہ سے بے خبر
 تھے جیسا کہ تم نے سمجھ رکھا ہے تو ان کی صحیح صحیح خبریں کیوں فرمائیں کچھ خدا کا خوف کرو اور
 مصطفیٰ صے اللہ علیہ وسلم کی معاذ اللہ بے علمی ثابت کرنے سے باز آ جاؤ تو تمہاری پیش
 کردہ حدیث سے تمہارے اعتراض کا ہی حل کیا گیا کہ آپ کو علم قیامت ہے لیکن اظہار کی
 اجازت نہیں

”طبرانی اور ابن مردویہ دو درمنثور کی روایت ہے ابو موسیٰ اشعری
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صے اللہ علیہ وسلم سوال کئے
 گئے قیامت کے متعلق اور میں موجود تھا تو آپ نے فرمایا اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا
 اور وہی اس کے وقت پر اس کو ظاہر کریگا۔ اور لیکن میں تم کو اس کی علامتیں اور اس
 سے پہلے جو نکتے اور خوریزیاں ہونے والی ہیں بتلا دیتا ہوں۔

لہذا اس حدیث سے بھی نبی علیہ السلام کا قیامت سے بے خبر ہونا ثابت ہوا۔
 ”محمّد عمر“ افسوس صد افسوس تمہارے اس عقیدے پر جو تمہیں نبی صے اللہ علیہ
 وسلم کی معاذ اللہ بے علمی کی رغبت دلاتا ہے اور شان سمجھنے سے محروم

رکھتا ہے جیسا کہ تبتاؤ کہ کسی مولیٰ سے کوئی دریافت کرتا کہ وہ ہماری عدالت کہاں ہے تو وہ جواب دے کہ کسی مجسٹریٹ یا وکیل سے دریافت کرو میں نہیں جانتا لیکن میں تمہیں اسکا مقام بتا دیتا ہوں وہاں چلے جاؤ گے تو تمہیں غور و بخور معذم ہو جائیگا۔ کچھری روڈ پر چلے جاؤ وہاں جانب مشرق ایک گورنمنٹ کالج ہے۔ اس کے آگے سیکڑیٹ کا بڑا دفتر ہے اس سے آگے گزرو کہ بائیں ہاتھ کمرے بنے ہوئے ہیں وہاں کروڑوں کے اندر کی میزوں کی سیڑیوں الماریوں کی تعداد بھی صحیح بتا دی جاوے تو پھر بھی وہ بے خبر سائل کہے کہ تجھے علم نہیں تو رگ مسائل کو کم قفل سمجھیں گے فوراً اس سے اور آگے چلے جو شخص مجسٹریٹ کی قیام گاہ بھی اور عدالت کی الماریوں میں ہونا سبیلں پڑی ہیں ان کی بھی اطلاع دے دے اور عدالت کے قیام کی ہیئت کفایت کا بھی پورا نقشہ کھینچ دے تو پھر بھی سائل کی تسلی نہ ہو تو سائل سائل نہیں بلکہ ضمانت ہے محض منتر کی نیت رکھتا ہے۔ اب علم قیامت کے دلائل سنئے

قیام حشر

قَدْ نَبَغْ فِیْهِ اِخْذِیْ فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَنْظُرُوْنَ ۝۲۲
پھر دوبارہ صرر پھونکا جاویگا تو فوراً وہ کھڑے ہو کر جاننے

لگ جائیں گے۔

دوسرے تمام پاس کی تشریح فرمائی۔

وَلِیْبَغْ فِی الْقُدْرِ فَاِذَا هُم مِّنَ الْاُخْدَاتِ اِلٰی ۝۲۳
۲۔ لیس ۲۳ ا۔ ہلے نہ ٹھہریں گے۔ اور صرر پھونکا جاویگا تو وہ فوراً
قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑیں گے۔

میدانِ حشر میں عدالتِ الہیہ

۳۔ حاقہ ۲۱ { وَ يُخَذُّ عَرْشُ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ مَثَابَةً
اور آپ کے رب کے عرش کو قیامت کے دن اٹھائیں گے۔

۴۔ متدرک ۴۶۹ { فَيُلْقِي لَهُ كُزْبًى عَنَ يَمِينِ اللَّهِ عَذَابًا
ترجمہ: اللہ علیہ وسلم کے لئے خداوند کی دائیں جانب
کسی بھائی جادے گی۔

حشر میں کفار کی حالت مختلف ہوگی

۵۔ طہ ۱۶ { مَن أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا
اور کفار کی عیشہ تنگ ہے اور قیامت کے دن اسے اندھا اٹھائیں گے۔

۶۔ ابراہیم ۱۲ { وَ تَنزِيلُ الْفَجْرِ يَوْمَئِذٍ مَعْرُوبِينَ فِي الْأَصْفَادِ
اور آپ برسوں کو ملاحظہ فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قیامت کے دن زنجیروں میں بکڑے ہونگے۔ پھر ان کے اعمال نامے بائیں ہاتھ ہونگے۔

۷۔ حاقہ ۲۱ { وَ أَمَّا مَنْ أَدْبَىٰ كِتَابَهُ فَيُتْلَاهُ فَيقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أَتُكَلِّمْ
اور لیکن جو شخص اپنی کتاب بائیں ہاتھ دیا گیا
تو کہتا ہے اے کاغذ میں اپنی کتاب نہ دیا جاتا۔

میدانِ حشر کی ایک مینی جتنے کا ذکر سنئے۔

۸۔ زمر ۲۲ ﴿وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ
وُجِّعُ الْيَاسِينَ وَالنَّارُ مَشْدُودَةٌ فَقُضِيَ بَيْنَهُمْ

بِالنَّارِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ۔ اور دنیا مت کے دن، زمین روشن ہوگی، اچھدب کے
نور سے اور کتاب رکھی جائیگی اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء اکٹھے ہونگے قرآن کے دریا
فیصلہ حقہ کیا جائیگا اور وہ ظلم نہ کئے جائیں گے۔

اس حقہ میں شانِ مومنین کیا ہوگی، یَوْمَ تَدْعَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
لِيَسْمَعُوا قَوْلَ رَسُولٍ هَدَتْهُمُ إِلَى الْبَيْتِ نَبِيٍّ مِّنْهُمْ وَيَاسَيِّدُ الْأَنْبِيَاءِ هَذَا اس دن ملاحظہ فرمائیے
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مومنین اور مومنات کو ان کے سامنے نور اور ان
کے دائیں نور ہوگا کیا شان ہوگی جب ان کو ملاحظہ فرمانے والے آپ ہونگے اور ان کے
نیک اعمال کی پونجی ان کے سامنے ہوگی۔ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ
تو بعد ازاں اخیر کا واقعہ عرض کروں۔

۹۔ زمر ۲۳ ﴿وَسَيُنَادِ الْمُؤْمِنِينَ هَذَا إِلَى الْجَنَّةِ رَحْمَةً مِّنَ اللَّهِ إِذَا
أَجَابُوا لَهُمْ وَجِئْتُمُ آبَاءَهُمْ وَقَالَ لَكُمْ خُذُوا مِنْكُمْ شَرْبًا
عَلَيْكُمْ طَيِّبٌ ثُمَّ نَادَىٰ خُذُوا هَذَا خُذُوا هَذَا خُذُوا هَذَا خُذُوا هَذَا

علیہ وسلم کی جب آپ جنیوں کے دو لہان کر آگے تشریف لے جا رہے ہونگے۔

اب اختصاراً میدانِ حشر کے میدانہ ورجہ کا ذکر فرمائیے

طہ ۱۶ ﴿يَوْمَ مَسَدُ لَا تَسْتَفْعُمُ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ لَهُ الرَّحْمَنُ

کو رحمن نے پہلے اذن دیا ہوا جس کی بات کو مولا کریم پسند فرماویں گے یہ طبقہ ہے مومنین
گنہگاروں کا کہ آپ ان کی سفارش فرما کر جنت کے راستے میں تشریف لے جاتے ہونگے

ساتھ ملائیں گے۔ کہیں جناب وہابی صاحب اب نہ کہنا کہ خدا نے علم قیامت کسی کو نہیں بتایا
 ”ابن ماجہ اور ابن جریر وغیرہ کی روایت ہے کہ ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ
 سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج

وہابی

کی رات ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تو
 انہوں نے قیامت کے متعلق آپس میں بات چیت کی تو تمام نے ابراہیم علیہ السلام کے پسر
 کیا تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اس کا علم نہیں پھر انہوں نے موسیٰ علیہ السلام
 کے سامنے اس کو پیش کیا تو انہوں نے بھی فرمایا کہ مجھے اس کا علم نہیں پھر عیسیٰ علیہ السلام کے
 سامنے اس کو پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کے وقوع کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔
 اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جب آپ کے سامنے معاملہ پیش ہوا تو آپ کی طرف
 سے بھی یہی جواب سمجھ لیا گیا کیونکہ جب عیسیٰ علیہ السلام کو علم قیامت نہیں دیا گیا تو قرب
 قیامت آنے والے ہیں تو آپ کو بطریق اولیٰ نہیں دیا گیا۔

۲ بڑا افسوس کہ جس امر کے سوال کرنے کی جرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
 محمد عمر ابراہیم علیہ السلام جیسے اولوالعزم نبی اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ

اسلام جیسے انبیاء کرام کو نہیں ہوئی تم کون ہو جو آپ کو اپنے فتوے سے بے خبر سمجھیں
 مذاکرین انبیاء کرام نے کیوں نہ کر دیا کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کی
 خبر نہیں تھی نہ ہوتی تو کونسی بڑی بات ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا آپ کے رد و پاس
 میں مذاکرہ قیامت کرنا یہ آپسے امتحان لینا مقصود تھا کہ آپ کو بھی قیامت کا علم ہے یا
 نہیں اگر یہی مقصد ہوتا تو معلوم غصہ سے باقی کسی بات کا بھی تذکرہ ہوتا اگر نہیں ہوتا تو ہمیں
 اس وجہ سے تسلیم کرنا پڑیگا کہ معلوم اربعہ آپ کو حاصل تھے اسی لئے تذکرہ نہیں کیا ورنہ
 ان کا ذکر بھی ہوتا اگر نہیں تو ثابت ہوتا کہ ان کا علم تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی تھا ورنہ
 ان کا صرف قیامت کے معاملہ کو پیش کرنا اور وہاں متنی اساعت کا سوال ہمیں بلکہ مَرَدُّوْا مَرَدُّوْا

اُنی اجڑا ہیٹھ جملہ ہے۔

اپنے قیامت کے معاملہ کو انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کے سپرد کیا کہ یہ واضح فرمائی
چنانچہ انہوں نے بھی ظاہر نہیں فرمایا پھر موسیٰ علیہ السلام کے سپرد کیا گیا انہوں نے بھی
ظاہر نہیں فرمایا پھر عیسیٰ علیہ السلام کے سپرد کیا گیا انہوں نے فیصلہ ہی خدا کے سپرد کیا
تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ خدا جس کو چاہے جتنا تے ہیں اور جاننے والے سامنے تشریف فرما
ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مراج کی سات کے اس واقعہ کو اسی لئے بیان فرمایا
تاکہ میری امت کو بھی معلوم ہو جائے کہ جب اتنے بڑے اور العزم انبیاء کرام نے آپ
سے سوال نہیں کیا تو میں بھی قیامت کے متعلق سوال نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ قیامت کا
قیام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرموں کے واسطے ہو گا اور جہل کے آرام و تکلیف کے خدا کے
قیدی ہی کرتے ہیں یا تازیہ کا کام ہے۔ دوسرا بیان کرنے سے ہی گریز کرتا ہے باقی رہا نبی
علیہم السلام کا مذکرہ تو یہ اس لئے تھا اور آپ کے دوہرہ اسی لئے ایک دوسرے پر بات
ڈالتے تھے کہ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ہم نے اب تک قیامت کے راز کو فاش نہیں کیا اب
بھی اس کو فاش نہ فرمادیں صرف یہ بات جتنی مقصود تھی ویسے عرض کرنا کہ کہیں قیامت
کا ذکر کرنا الاملے کو انہوں نے گستاخی بھی آپس میں مذکرہ کر کے آپ کو بتا دیا کہ آپ
ملاحظہ فرمائیے آپ نے بھی ایسے ہی عمل کرنا ہے کہ جو بتانا نہیں جیسا کہ انہوں نے ایک
دوسرے پر ڈالا ظاہر نہیں فرمایا اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ سے ضرور سوال کرتے نہایت
عظیم السلام کا آسمانوں میں مذکرہ قیامت آپ کے سامنے اپنی بے ہمتی ظاہر کرنے کے واسطے
نہ تھا جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اور نہ ہی انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے بے علم
برے کی وجہ سے سوال نہیں کیا جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اور نہ اپنے ہی اس واقعہ سادی کو
چنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے اس لئے ظاہر فرمایا کہ میں آسمان میں انبیاء
علیہم السلام کے سامنے علم قیامت میں فیل ہو کر آیا ہوں کلا و ما شا آپ کا یہ مطلب نہ تھا۔

جو تم نے اپنے افتراء سے لوگوں کو حو کا دیا ہے۔ بلکہ سادی مذاکرہ بھی علم قیامت کے دم افشار کے لئے ہوا اور اپنے بھی انبیاء علیہم السلام کے اس مذاکرے کو بیان فرما کر گنت کہ ان انبیاء علیہم السلام کی ہی راز افشار کرنے والی تعلیم کی طرف توجہ دلائی لیکن آپ کے اس بیان سے اگر کوئی کج طبع آپ کی بے علمی کی دلیل، مذکرے کو یہ اس کے نقص ایانی کی دلیل ہے جو حدیث پاک کو کج کر پھر حدیث میں الٹ پلٹ کر ہے تو یہی کہہ ناکر اللہ تعالیٰ ہر اہل علم کو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تجلیات سے بہرہ ور فرماوے۔

۱۱ کنز العمال و در منثور وغیر میں رعایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے **فہابی** کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیب کی پانچ کنجیاں ہیں۔ جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا گل کیا ہوگا۔ (۲) مافی الامام کا علم (۳) بارش کب آئیگی (۴) آدمی نے مرنا کس جگہ ہے (۵) قیامت کب ہے۔

۱۲ ان کا متصل بیان پہلے گزر چکا ہے۔ اس لئے ایسی مدینیں پیش کرنے کی **محمد عمر** تحلیف و ذرا دیں۔ ایسی حدیثوں کا جواب مذکورۃ الصدرایات و احادیث نہ ہی ملاحظہ فرمایا کریں گو وہ کل بہت ہیں ہر ایک کے لئے اور حدیثیں مرفوعہ پیش کر سکتا ہوں لیکن برج طہالت کو شستہ کو ہی کافی سمجھیں۔

۱۳ حدیث کنز العمال میں مذکور ہے کہ میں قیامت کے دن پہلے اذن دیا **فہابی** جادو ناکا سجدہ کرنے کے لئے بارگاہ الہی میں چنانچہ میں سجدہ میں گرجا دھکا اس کے بعد مجھے سر اٹھانے کا حکم ہوگا پھر میں اٹھ کر اپنی امت کو دائیں بائیں پہنچاؤں گا عرض کیا گیا کہ حضور آپ کیسے پہنچائیگے فرمایا ان کے چہرے اور دیگر اعضا و منہ کے رخسے روشن اللہ چمکتے ہوئے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی علیہم السلام کو اس وقت ضیعی علم سے پہچان نہ ہوگی بلکہ ان کے علامات و منور سے پہچان ہوگی۔

۱۴ **محمد عمر** لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا مائے تعصب بڑی بڑی بلا ہے جس کے

ساتھ قصب سوطاعن طعنہ سے باز نہیں آتا خواہ خود ہی اس میں ملعون ہو جائے نہانی صاحب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عدم علم غیب کا استدلال ایسی حدیث سے انکار فرمایا کہ جس نے نہانی صاحب کے تمام مجروح اعتراضات کی گٹھری کو پرزے پرزے کر دیا نہانی صاحب تم اپنے ٹھیکہ میں اپنے ٹھیکہ مسعود کے غلط دلیل لے آئے اس حدیث شریفہ سے تو صحت ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم قیام قیامت ہے کیونکہ اس حدیث پاک میں قیامت کے احوال ذاتیہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا ہے۔

(۱) میں قیامت کے دن پہلے اذن دیا جاؤنگا۔ اس اذن کا ظہور بروز قیامت کی نشاندہی مندرجہ گواہ لیکن آپ نے پہلی اطلاع فرمادی۔

۲۔ قیامت کے دن۔ ب کریم کے دربار میں آپ کا سر بسجود ہونا یہ بھی قیامت کی ذاتیات سے ہے۔

۳۔ آپ کو جہنم سے سدا خزانے کا حکم الہی ہوگا۔

۴۔ آپ کی امت کا آپ کے دائیں و بائیں ہونا اور درمیان میں آپ کا موجود ہونا

۵۔ آپ کا اپنی امت کو پہچاننا۔ یہ پہچان بھی بروز قیامت ہوگی لیکن آپ نے اطلاع بزرگ ۸ سال پہلے فرمادی۔

۶۔ آپ کو قیام قیامت سے اپنی امت کے اعضاء و رکنوں کی روشنی کا بھی ملاحظہ فرمانا اور قیامت کی اس ذاتی خبر غیبی کو ایمان داروں کے لئے ابھی سے مطلع فرمادینا۔

۷۔ دنیا میں اپنی امت کے وضو سے مندرجہ آخری کی نصیحت کو بیان فرمانا اور جو

تم نے سمجھا ہے کہ آپ محض اسی علامت سے ہی پہچانیں گے اور کوئی علامت امتی ہونے کی نہ

ہوگی تمہارا یہ اجتہاد غلط ہے بلکہ آپ امت کے باطنی اعمال کو اور نیات کو بھی ملاحظہ

دنا کہ اپنی امت میں شامل فرما دیں گے اور اگر تمہارے اجتہاد کو کسی صحیح تسلیم کر لیا جائے

تو ایمانی اصحابی والی حدیث سے منافقین بھی عذراً فُجِّلُوا مِنَ الْوُصُوفِ سے آپ

کی امت میں شامل ہو جائیگی۔ حالانکہ وہ آپ کی امت میں شریعت سے محروم ہو گئے۔
 اس حدیث شریفہ سے ایمان داروں کے لئے علم نایام قیامت اظہار من الشمس ہے
 اور تمہارے اجتہاد و متعلقہ مردم علم نے عکس نقیض کا کام دیا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ میں اپنی امت کے آدمیوں کو یوں پہچان لوں گا جیسا کہ گھوڑے
 کا مالک اپنے پانچ کلیان گھوڑے کو پہچان لیتا ہے جیسا مالک کو اپنے ملک کا علم نہ ہو
 یہ بعید از عقل ہے اور آپ کے ارشاد عالیہ سے جو قیامت کے علم کی فیسی دلیل ثابت ہو رہی
 ہے اہل ایمان سے پوشیدہ نہیں۔

”وہابی“ بخاری مسلم کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ قیامت
 کے دن بیہوش ہو جائیں گے۔ پھر سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا پس
 اپنا ملک میں دیکھوں گا کہ جناب موسیٰ عرش کا کنارہ پکڑے ہوئے ہیں پس مجھے معلوم نہیں کہ
 آیا وہ بھی بیہوش ہونے والوں میں تھے۔ اور مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے یا وہ ان میں سے
 ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس دن کی بیہوشی سے مستثنیٰ کر دیا ہے اس حدیث سے ثابت ہوا
 کہ آپ کو علم جمیع ممالک و ممالکین کا نہیں۔

”محمد حنفی“ اس حدیث پاک میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو امور کو ظاہر فرمایا قیامت
 کے عوارضات و ائزہ کو تا آپ کے علم غیب قیامت ثابت ہو و ورا امر موسیٰ
 علیہ السلام کی عزت کا پاس یعنی اَکُوْنُ اَوَّلُ مَنْ اَفِیْئُ سے آپ نے اپنی اذولیت کی
 حقیقت کو ظاہر فرما کر پھر موسیٰ علیہ السلام کی عزت کا پاس خاطر فرمایا اور نہائی حساب
 کو یہ سمجھ نہ آئی فَسَلَا اَذْوَیْ مَادْرہ کے بموجب فرما کہ بعد ازاں ارشاد فرمایا
 مَنْ اَسْتَشْنٰی اللہ عز و جل یا موسیٰ علیہ السلام اس شخص سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ بیہوشی
 سے مستثنیٰ فرمایا اس فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ کوئی اللہ شخص بھی ہے
 جس کو اللہ تعالیٰ نے پہلے بیہوشی سے ممتاز فرمایا جن سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی ہے

شار فرمایا اور وہ اَوَّلَ مَنْ اُفِیْقَ ہے۔ باقی رہا آپ کا ارشاد کہ خبر نہیں موسیٰ علیہ السلام ان
 یہودوں سے ہیں جو میرے پہلے ہوش میں آگئے یا یہودیوں کے مشناؤں سے ہیں اور آپ کا
 یہ جملہ تنبیہ محض اپنی انکساری اور موسیٰ علیہ السلام کو بلا غلط فہمی اللہ ہونے کے ان کی عزت کو
 ملحوظ رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا اور نہ آپ کا فرمان اَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ یَفِیْقُ بنی صلی اللہ علیہ
 وسلم کی اولیت اور موسیٰ علیہ السلام کی ثانویت ثابت کر رہا ہے اور فرمان الہی کو کُتِرَ
 النَّاسُ سَكَدَیْ وَ مَا هُوَ بِسَكَدَیْ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودیوں سے ممتاز فرما رہا ہے کہ
 آپ رات یعنی یہودوں کو دیکھنے والوں میں شامل ہیں باقی رگ مری یہودیوں پر گئے اور بنی
 صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب قیامت کی خاص خبر کو موسیٰ علیہ السلام بھی اس شخص کیساتھ
 ہوئے جو یہودیوں سے متشبیہ ہو گا تو یہ اپنے اپنی ذات کے متعلق ہی ارشاد فرمایا جو مذکورہ ایست
 کریمہ اور حدیث شریف کے ابتدائی جملہ سے ثابت ہے اور فَلَا اَدْرِیْ کا جملہ ایسا
 ارشاد فرمایا جس سے اپنی ذات کریمہ کو فخر سے بھی مبرا رکھا اور موسیٰ علیہ السلام کو بھی یہودیوں
 سے متشبیہ فرمادیا تو فَلَا اَدْرِیْ کا جملہ شانِ مرسویت کو ملحوظ رکھنے کے لئے نہ کہ اپنی بے
 علمی کے اظہار کے لئے فرمایا جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اور یہ عام محاورہ بھی ہے کہ جو شخص کسی
 خاص مقامِ اعلیٰ پر پہنچے تو ان کے پیچھے فوراً ہی کوئی دوسرا بھی وہاں پہنچ جائے تو وہ اس
 دوسرے کی شان کے اظہار کے لئے اور اپنی انکساری ثابت کرنے کے لئے فوراً کہہ دیتا ہے
 کہ خبر نہیں کہ تو مجھ سے بھی پہلے ہی پہنچا معلوم ہوتا ہے تو وہ حقیقت کے مطابق عرض کرتا ہے۔
 کہ نہیں حضور آپ ہی پہلے ہیں تو یہ آپ نے اپنی انکساری کا ثبوت دیا اور جواب موسیٰ علیہ السلام
 کو ظاہر تو نہیں فرمایا لیکن اگر تم موسیٰ علیہ السلام کا جواب سنو تو پھر تمہیں شان و فرمانِ مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہو۔

آئیے فقیر آپ کو شانِ موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 عرض کرتا ہے۔ قیامت کو موسیٰ علیہ السلام کے متعلق تو آپ نے فرمایا فَاِذَا مَوْتَا عَلَیْہِ

اسلام رباطِ طیش، بجانبِ اُفتوتِ شری میں دیکھیں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کے کُناے کو کھڑے ہوئے ہیں۔

میکن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان قیامت عرض کرتا ہوں۔

فَيُلْقِي إِلَهُ كَرَمِي عَنْ يَمِينِ اللَّهِ عِزُّو حَلَّ

مشدرک ۶۹۱ { فیلانی لہ کرمی عن یسین اللہ عذ وجل
تربنی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خداوند کے دائیں جانب کرسی
سجائی جائے گی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کا کنارہ تقاضے ہوں گے اور نماز اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرش خداوندی کے دائیں جانب کرسی نشین ہونگے۔

کیوں جناب وہابی صاحب پایہ نفاذ دالامقدمہ یاد میں جناب کسی فیش معتمد
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنے ایمان کو درست کرنے کی کوشش کرو۔

ثابت ہوا کہ فرمانِ لا اور می محض انکساری کے لئے ہی ہے نہ حقیقت کے اظہار کے واسطے اور اگر لا اور می کے ماقبل و مابعد کی عبارت و مقام کے مطابق معنی نہ کرو گے تو معاذ اللہ تمہیں خدا کو بے علم تسلیم کرنا پڑیگا۔

[illegible]

تعلیٰ اللہ علیہ وسلم کیا شریعت ہے اور اللہ کو جو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین میں نہیں جانتا پاک ہے اور بلند ہے اس چیز سے جو تم شرک کرتے ہو

وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ قُلُوبَهُمْ قُلْ أَمْرُهُمْ شُئُونٌ مَّا يَشَاءُونَ
بِأَلَّا يَكُونَ فِي الْأَمْثَالِ مَثَلُ بَاطِلٍ يَتَّبِعُونَ الْقَوْلَ

اور انہوں نے اللہ کے لئے شریک بنائے فرمادیتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ
 لئے مشرکوں نام تو ان کا بتاؤ کیا تم اللہ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو جن کو اللہ زمین میں جاننا نہیں

یا بناوٹی بات ہے۔

ان آیات کریمہ میں اگر لایٰ کلمۃ کے تہا ری طرح ظاہری معنی ہی لئے جاویں تو معاذ اللہ خداوند عالم العجیب کو بھی بے علم تسلیم کرنا ایسے ہی لاادری سے بھی ظاہری معنی لئے جاوے گا بلکہ محاورہ کے لحاظ سے معنی لئے جاوے گا۔

”بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اللہ سے سوال کیا کہ یا اللہ میری امت کا حساب میرے ہاتھ میں دے دے تاکہ دوسری امتوں کے سامنے ان کی رسوائی نہ ہو تو میری طرف اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کا حساب لوں گا اور اگر کوئی ان سے لغزش ہوئی تو میں تم سے پوشیدہ رکھوں گا تاکہ وہ آپ کے پاس شرمسار نہ ہوں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض کی لغزشیں ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مخفی رہیں گی لہذا آپ کو کلی علم نہ ہوا اور نہ ماکان و یکنون کا۔

”محمد عمر“ وہابی صاحب آپ کا ٹھیکہ تو پیدا ہو چکا اب اصل حقیقت فقیر عرض کرتا ہے۔ اس حدیث پاک کو بیان کرنے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد معاذ اللہ اپنی بے علمی کا اظہار نہیں جو تم نے سمجھا ہے ہمیشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کرنے وقت یہ خیال رکھنا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بیان سے آپ کا مقصد کیا ہے چنانچہ آپ کے مقصد کے مطابق اپنی تفصیل کو دیکھنا چاہئے ورنہ یاد رکھو مجرم ثابت ہو گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد اس حدیث شریفہ سے محض امت کو تسلی دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری امت کے جرموں پر میری وجہ سے پردہ پوشی فرمائے گا۔ اور اس پردہ پوشی کا وعدہ میں نے ابھی دنیا میں ہی اللہ کریم سے لے لیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امت کے جرائم پر خداوند سے پردہ پوشی کا وعدہ لیں اور تم محض اتنی ہونے کا وعدے رکھتے و اے معاذ اللہ آپ کو بے علم ثابت کرنے کے ورپے ہو کچھ خدا کا خوف کرو۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا
سَتَرْتُمْ عَنْكَ اَبٍ کی وجہ سے میں اُن کی لغزشوں کو پردہ پوش کروں گا یعنی آپ
کی امت کے ایسے افراد سے ان کی لغزشوں کا حساب ہی نہیں لوں گا تاکہ آپ کے
پاس کھڑے ہونے والے آپ کے قرب میں رسوائی کا منہ نہ دکھیں۔ اور پھر اس کا جواب
قرآن کریم میں بھی موجود ہے۔

لَبِ كَفْتًا اللّٰهُ عَنْهُمْ مَتَّوْعٌ الَّذِیْ عَلِمُوْا تَاْکُ مَنَاوِعَ
نفس ۲۴ | اللہ تعالیٰ ان کے برے اعمال کو یخبندان بہتر یا حسن
الذی کا نوا یعلون اور اچھا بد روے گا۔ ان کو جوہ عمل کرتے تھے۔

چنانچہ اس حدیث مذکور بالا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے انعام کا ذکر فرمایا
ہے کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے متبعین سے لغزشوں کی معافی کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ وعدہ بھی میں
نے رب العزّة سے لیا ہے تاکہ متبعین میرے پاس کھڑے ہوں۔ تو دوسری امتوں کے
مقابلہ میں میرے تمام بدلے بے گناہ میدان حشر میں کھڑے ہوں چنانچہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ

سَأَلْتُ اللّٰهَ الشَّغَاغَةَ لِأَمَّتِي فَقَالَ لَكَ سَبْعُونَ
جامع صغیر ۲۴ | اَلْغَايِدُ خُلُوْنَ الْجَنَّةِ بِعَبِيْرٍ حَسْبَابٍ فَلَا عَذَابَ

میں نے اللہ سے اپنی امت کے متعلق سفارش کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کی طفیل
ستتر ہزار بغیر حساب و عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

کیوں جناب یہ ہے قہاری پیش کردہ حدیث کی ترجمانی ایت و حدیث سے جو تم نے
اپنی رائے سے ترجمانی کر کے معاف اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عدم علم کو ثابت کرنا چاہا
اور چوتھا جواب پردہ پوشی عدم علم کو مستلزم نہیں کیونکہ آپ نے فرمایا کہ میری امت کے
تمام اعمال میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔

عُرِضَتْ عَلَيَّ اُمَّتِي بِاَعْمَا لِيَا حَسَنَهَا وَ سَيِّئَهَا
جامع صغیر ۲۰ } مجھ پر میری امت بمع اچھے بُرے اعمال کے پیش کئے گئے

عُرِضَتْ عَلَيَّ ذُكُوبُ اُمَّتِي فَلَمَّا ارَ دُنْيَا
مشکوٰۃ شریف ۶۹ } اعْظَمُ مِنْ سُورَةِ مَنَ الْقُرْآنِ اَوْ اَيَّةِ اَوْ تَبَيُّهَا

رَجُلٌ كَثُرَ نَيْبَهَا

میرے سامنے میری تمام امت کے گناہ پیش کئے گئے تو تمام امت کی تمام بُرائیاں
دیکھیں قرآن کی سورۃ یا ایت پڑھ کر پھر اس کو جس شخص نے بھلا دیا اس سے بڑا گناہ اور میں
نے کوئی نہیں دیکھا۔

کیوں جناب اب بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتبار کریں کہ آپ کو امت کے تمام سیئات
کا علم ہے یا وہ بائبل کی بات پر اعتماد کریں مسلمان تو یہ گوارہ نہیں کر سکتا کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم
کو چھوڑ کر کسی غیر کی بات کو صحیح سمجھے ہم احناف کو بفضلہ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
فرمان پر یقین ہے کہ آپ کو تمام کے بیانات کا بھی علم ہے اور تمہارا اعراض بے علمی کا بنی صلی اللہ
علیہ وسلم کی ذات کے واسطے لغو ثابت ہوا کیونکہ اس حدیث سے صاف ثابت ہوا کہ آپ ہر
عامل کی ہر لغزش سے ہر وقت واقف ہیں جو احقر اور اکبر کی غیبت فرما رہے ہیں اور اس مختلف
فیہا حدیث میں آپ کی فضیلت زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے امین کو مبراہینیت
میں آپ کے پاس پہنچا گوارہ نہیں فرمایا بخود آپ کی امت کو لغزشوں سے مبرا کر کے
دوبارہ رسالت میں پیش کر دیے

وَ اِنَّ اُمَّتِي سَتَفْتَرُونَ عَلَيَّ ثَلَاثًا وَ سَبْعِينَ
نَحْوَهَا كَلِمًا فِي النَّاسِ اِلَّا وَ اُحَدِّثُ وَ هِيَ
الْمُجْتَمَعَةُ -

ابن ماجہ ۲۹۶

ترمذی شریف ۲۰

اور بے شک میری امت عنقریب بہتر فرقوں میں متفرق

ہوگی تمام دوزخی ہونگے۔ سوائے ایک کے (یعنی ایک فرقہ ان سے جنتی ہوگا) اور وہ جنت ہے۔

بغیر ان بنی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہوا کہ آپ کو قیامت تک کے تمام لوگوں کے سیات و منات اور ان کے عاملین کا علم ہے کیونکہ ابھی تمام فرقے پیدا ہوئے نہیں اور آپ نے ان کی تفریق کاملہ سے متنبہ فرمایا فرقے کا تعلق اعتقاد سے اور اعتقاد کا تعلق قلب سے تو آپ کو علم قلوب حاصل ہوا۔ معلوم ہوا کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام قیامت تک کے آنے والوں کے علم قلوب کے عالم ہیں عاملین حسنہ ہوں یا سیئہ

بخاری مسلم میں حدیث ہے کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو تین دفعہ بیہوشی طاری ہوئی جب وہابی ہوش میں آئے تو دریافت فرمایا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے عرض کیا گیا نہیں اور تین دفعہ ہی غسل فرمایا اور نماز کے لئے تیاری کرنے تو پھر بیہوش ہو جاتے تین دفعہ ایسی ہی ہوا اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو کیا نماز پڑھ چکے سوال کیوں کرتے اور غسل کیوں کرنے ثابت ہوا کہ آپ کو جمیع ممالک و ممالکین کا علم نہیں۔

محمد عمر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بار بار غسل کرنا ہماری تعلیم کے لئے تھا کہ اگر کسی کو بیہوشی طاری ہو جائے تو غسل کر لینا چاہیے قاضی عیاضی نے لکھا ہے کہ آپ کا غسل قائم مقام وضو کے تھا اور یہ غسل آپ کے تقدس پر مبنی ہے کیونکہ بیہوشی ناقض وضو ہے لیکن اگر غسل کر لیا جاوے تو سنت ہے۔ بیہوشی سے غسل کو سنت مقرر کرنے کے لئے آپ نے بار بار غسل فرمایا نہ کہ اس سے آپ کی بے علمی ثابت ہوتی ہے جیسا کہ وہابیوں نے سمجھا ہے اور آپ کا سوال فرمانا کہ اُصَلِّیْ اَدْنَا میں کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی اس سے اپنی امت کو تعلیم دینا مقصود تھا کہ میری اطاعت کو مقدم سمجھیں اور سمجھنا مقصود تھا کہ فرضیہ نماز بھی میری اطاعت کے بغیر جائز نہیں اور بار بار آپ کا سوال کرنا اس بات کی دلیل تھی کہ مجھے بار بار اعذار کے طاری ہونے سے تمہیں یہ غلطی نہ لگے کہ انتظار کر کے خود بخود

جماعت کراؤ اس حدیث پاک سے ثابت ہو کہ آپ کو علم غیب کلی جمیع ماکان و مایکون حاصل تھا کیونکہ آپ کو علم تھا کہ صحابہ کرام خود بخود نماز پڑھ لیں گے اس واسطے آپ نے اپنی اطاعت میں رکھنے کے لئے بار بار اشارة النص سے اپنی اطاعت میں رکھنے کی ترغیب دلائی دوسری دلیل اس سے یہ ثابت ہوئی کہ آپ کو علم غیب تھا کہ میں غیرے اغراض کے بعد مسجد میں جا سکوں گا۔ اس لئے ان کو فقرہ سوالیہ سے ہی جماعت کرانے سے روکتے رہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین چونکہ آپ کے ہر اشارہ کو سمجھتے تھے اُن کے رہے۔

”ابوداؤد کی حدیث میں اسی مرض الموت کی جماعت کے واقعہ میں ہے۔“
وہابی کہ آپ نے فرمایا این ابرہہ تو اس سے بھی ثابت ہوا کہ آپ کو جمیع ماکان و مایکون کا علم نہیں۔

”خداوند وشن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دے جو عالمین کے محمد مکرر علیم ورحیم کی معاذ اللہ بے علمی ثابت کرے نہانی صاحب کو اتنا علم بھی نہیں کہ یہاں این کا استعمال قائم مقام اذ خود کے ہے یعنی ابرہہ کو بلاتا ہوں اس سے آپ کی بے علمی ثابت نہیں ہوتی اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو این کے استعمال سے بے علم کھو گئے تو دنیا کے وہابیت میں یہ فتویٰ خداوند پر بھی ثابت ہوگا۔“

۱۔ النعام ۳۱ { اِنَّ سَعْدَكُمْ اِلَیَّ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ }

۲۔ نحل ۱۲ { ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ اِنَّ سَعْدَكُمْ اِيَّيْ

۳۔ قصص ۲۵ { فَيَقُولُ اِنَّ سَعْدَكُمْ اِيَّيْ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ }

۴۔ حم سجدہ ۲۶ { وَيَوْمَ يَنَادِيهِمْ اِنَّ سَعْدَكُمْ اِيَّيْ

کیا اللہ تعالیٰ کو شرکار کا علم نہیں جو این شرکائی سے قیامت کو سوال کریگا
بلکہ ان کا بلانا مقصود ہے تاکہ ان شرکار کو مشرکین پر بھگتا یا جاوے۔

۵۔ تکویر ۳۱ {وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ} اور
جب زندہ در کرد کی ہوئی لڑکی کا سوال کیا جاوے گا کہ کوئی
گناہ میں قتل کی گئی۔

اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ خداوند کا یہائی ذنب قتل سے سوال کرنا
بے علمی پر وال نہیں بلکہ اثبات جرم مقصود ہے۔

۶۔ تکویر ۳۱ {وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَجِيفٍ فَإِنْ يُدْهَبُونَ} اور یہ شیطان مرد کا قول نہیں تم کہاں جاتے ہو۔

اس یہ کہہ سے این فرما کر قرآن کی طرف بلانا مقصود ہے۔

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا این ابو بکر فرما کر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
بلانا مقصود تھا جو آپ کی بے علمی پر وال نہیں بلکہ این ابو بکر فرماتا آپ کے علم غیب کی علت
ہے کہ آپ گھر میں تشریف فرما ہیں اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں قرآن
کو مسجد سے طلب فرما رہے ہیں یہ نہیں فرمایا کہ ابو بکر ہے یا نہیں کیونکہ اگر فرماتے کہ ابو بکر ہے
یا نہیں تو کچھ سوال کی گنجائش تھی لہذا آپ کا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد سے
بلانا آپ کے علمی علم کو ثابت کر رہا ہے۔

”وہابی“ حدیث قرطاس میں اپنے پہلے قلم دوات طلب فرمائی اور صحابہ کرام کے
دوات کیوں طلب کرتے معلوم ہوا کہ کلی علم جمیع ماکان و مایکون کا نہیں تھا۔

”محمد“ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا قلم دوات کا سوال کرنا عدم علم کا ثبوت نہیں بلکہ
علم غیبی کا ثبوت ہے کیونکہ امتحان مقصود تھا تاکہ جو لوگ تافہل و فساد و غی سے

نادانقت ہیں ان کو یہ موقع نہ ملے کہ بنی اللہ کا تو دوسرا ہو گیا پس اب اسلام رخصت ہو گیا بلکہ ان کو یہ ثابت ہو جائے کہ اسلام قیامت تک قائم و دائم رہے گا کیونکہ قرآن باقی ہے اور قانون خداوندی باقی ہے اور دوسری غیبی علم ہونے کی وجہ یہ تھی کہ بعد میں صحابہ کرام کے مخالفین نے دل میں یہ خیال نہ کریں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بعد میں قرآن کریم کو چھوڑ گئے آپ نے اپنے سامنے ہی سوال کر کے ان کے عامل بالقرآن ہونے کا ثبوت دے دیا تا کہ ان کو ثابت ہو جائے کہ یہ قرآن کے باہر نہیں جائیگے۔ سوم انہوں نے عِنْدَ نَاكِتَابِ اللّٰهِ حَبْنَا سے آپ کی مرضی کے مطابق آپ کے سامنے ہی اقرار کر لیا ورنہ پہلے اپنے کبھی کچھ لکھا؛ جب نہیں تو محض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ان کے اُتار دلائے عمل بالقرآن کی عوام کو قتل کرنا مقصود تھا یہ آپ کے علم غیب کی دلیل ہے نہ کہ عدم علم کی جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔

”بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کو فرمایا کہ پتر لاؤ میں تمہیں امت دہانی کے لئے کچھ ہدایات لکھ دوں جن کے لکھنے کے بعد امت گمراہ نہ ہو۔“
حضرت علیؑ نے فرمایا کہ حضور میں یوں ہی یاد رکھوں گا آپ نے فرمایا میں نماز کی وصیت کرتا ہوں اور زکوٰۃ کی اور غلاموں سے حسن سلوک کی۔

اگر بنی علیہ السلام کو علم غیب ہوتا کہ مجھے زبانی ہی کہنا پڑے گا تو پہلے پتر طلب نہ فرماتے معلوم ہوتا کہ آپ کو علم ماکان و مایکون کا نہیں تھا۔

”محمد عمر“ نعمانی صاحب تم تیار اور چسے تہتیاروں پر آتے آگے تمہیں تو خداوند کریم پر بھی یہ قانون استعمال کرنے سے گریز نہ ہوا۔ کیونکہ خداوند کو اگر علم غیب ہوتا تو پہلے شیطان کو کیوں ملائکہ کا سردار بنایا بعد میں پھر نکالنا پڑا دوسرا جواب اگر خداوند کو علم ہوتا کہ آدم علیہ السلام جنت میں رہنے کے قابل نہیں ہیں اخیر انہوں نے منہی عنہ کو کھائی دیا ہے تو پہلے ہی زمین پر اتار دیجئے تیسرا جواب پہلے سپاس نمازیں کہیں

فرض فرمائیں جب علم خدا تر پہلے ہی پانچ کر دیتے معلوم ہوا کہ اللہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا امر اول کے خلاف ظاہر کرنا یہ امر کے عدم علم پر وال نہیں ہوتا بلکہ حکیم کی امر اول میں حکمت ہوتی ہے چنانچہ اس میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کا امتنان مقصود تھا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے فائدے کو مقدم سمجھتے ہیں یا مجھے تو آپ امتحان میں پاس نکلے آپ کو چھوڑ کر نہ گئے یہ حکمت تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اول کی اپنی جواب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان اور تحریر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیسا ثابت ہوئی ورنہ آپ موزوں مکتوب لیتے لہذا ثابت ہوا کہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا اعتماد ایسا ہے جیسا کہ وصیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چھٹا جواب اللہ تعالیٰ نے **وَقَدْ جَاءَ عَلِيٌّ فِي الْأَمْثَلِ خَلِيفَةً مَّا لَكُمْ** کو کیوں کہا جب علم تھا کہ انہوں نے خلاف مشودہ دینا ہے۔ ان تمام استدلال سے واضح ہوا کہ اللہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاف امر اول عمل کرنا حکمت سے خالی نہیں ہوتا اور مقتادہ میں جس حکم کو جس طرح چاہیں جاری فرما سکیں کسی کو اعتراض کی گنجائش نہیں اور معترض ان کا فرمان سمجھا جاوے گا۔

دہابی "مدیث شریف میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین دن کسی کو زندہ دیکھتے تو اس کا مال دریافت فرماتے اگر وہ کہیں باہر گیا ہوتا تو دعا خیر فرماتے اگر گھر پر بیمار ہوتا تو خود تشریف لے جاکر مال دریافت فرماتے اور بیمار پر سی کرتے اگر غیب ہوتا تو ایرایوں کرتے۔

محمد عمر "یہ تعلیم امت تھی کہ تم بھی اگر کسی مومن ساتھی کو چند دن نہ دیکھو تو اس کے گھر جا کر اسکی خبر گیری کیا کرو تا کہ تمہاری محبت میں فرق نہ آئے اور کسی دشمن کو تمہاری بددلی کا موقع نہ ملے۔

دوسرا جواب آپ رحمۃ اللعالمین ہیں رحمۃ خود و مردم کو تلاش کرے تو یہ کمال راست

ہے اور اگر کوئی آپ کی ایسی رحمت کو مددِ علم پر محمول کرے تو وہ آپ کی رحمت سے بے نصیب ہے۔ تیسرا جواب ملا کہ صبح شام کے بدلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ملائکہ سے سوال کرتے کیفَ تَدْرُکُ عِبَادِیْ تو کیا خداوند کو علم نہیں ہوتا جو اپنے بندوں کا حال دریافت فرماتا ہے تو یہاں کہ یہاں شانِ مہینہ ثابت ہوتی ہے وہاں شانِ صحابہ کرام ظاہر کرنی مقصود تھی۔ اس میں بھی تو شانِ صحابہ کرام ثابت کرنا مقصود تھا کہ میرے دوست خاص معاف شدہ منافق نہیں وہ میرے محب ہیں میں ان کا محب ہوں اس سے تو آپ کی شانِ علمی ثابت ہوئی کہ آپ کو علم غیب تھا کہ میرے بعد میرے صحابہ کرام پر لوگ معاذ اللہ منافق ہونے کی تہمت لگائیں گے۔ اس اعتراض کی صفائی کے لئے آپ گھر تشریف لے جاتے تاکہ ان کی محبت کا اظہار ہو جائے اور دشمن کو ثابت ہو جائے کہ معاذ اللہ اگر وہ منافق ہوتے تو آپ ایسے لوگوں کے گھروں میں کیوں تشریف لے جاتے سہی یہ آپ کے علم غیب ہونے کی علامت ہے۔

”ایک دن بعض صحابہ کرام کی معیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے وہابی“ تو ایک نئی قبر کو دیکھ کر آپ نے دریافت فرمایا تو عرض کیا گیا کہ یہ قبر فلاں باندی کی ہے تو آپ نے کھڑے ہو کر تمام کی معیت میں قبر پر ہی دوبارہ نماز پڑھائی اور فرمایا فَدَفِنُوهَا لَهَا رَحْمَةً مِّمَّا رَاحَظْنَا اس کے لئے رحمت ہے اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو ایسا کیوں کرتے معلوم ہوا کہ آپ کو روزِ مَرَد کے حادثات کا بھی علم نہیں چہ جائیکہ ماکان و مایکون کا علم ہو۔

”محمد عمر“ تم نے تو نعمانی صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹنی کا شک کیا ہوا ہے۔ آپ کا ان کے پہلے جنازے میں تشریف لانا آپ کے مددِ علم پر دال نہیں بلکہ آپ کے مفارِ کل ہونے پر دال ہے کہ آپ کو معلوم تھا کہ میں نے دوبارہ جنازہ پڑھالینا ہے اس لئے مجھے اب جانے کا کیا فائدہ دوسرا جواب اس حدیث سے ثابت ہوا کہ

آپ کا میت کو سامنے رکھ کر نماز جنازہ پڑھنا اور قبر پر پڑھنا یکساں مفید ہے اسی لئے
 كَانَ مَكْنُوًى لَّهٗ رَحْمَتًا فرمایا۔

تیسرا یہ ثابت ہوا کہ آپ ہر مومن کے نفس کے وارث ہیں۔ کیونکہ بغیر وارث اصلی کے
 دوسرا جنازہ کوئی نہیں پڑھا سکتا۔

چوتھا یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ میرے بعد میرے کلمہ پڑھنے والے ایسے پیدا ہونگے
 جو میرے نفع دینے کے قابل نہ ہونگے آپ پہلی دفعہ اسی لئے شامل نماز جنازہ نہیں ہوئے
 قبر پر پڑھایا تاکہ اُن منکرین کو ثابت ہو جائے کہ میرا نفع میرے امتی کو مرنے کے بعد بھی دینے
 ہی پہنچتا ہے جیسا کہ دنیا میں اور جس کو نفع نہیں پہنچتا وہ سمجھے کہ میں آپ کا امتی نہیں۔

کیوں جناب نعمانی صاحب یہ ہے حدیث پاک جس کو تم نے عدم علم رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم ثابت کرنے کی بے فائدہ کوشش کی اس سے تو آپ کا حصول علم غیب ثابت ہوا۔

آپ کو اگر جنازہ کے لئے بلایا جاتا تو پہلے دریافت فرما لیتے کہ اس کا چال
 وہابی چلن کیا ہے اگر اچھا ہوتا تو پڑھنے و نہ میت کے گھر والوں کو کہہ دیتے

وہابی

کہ تم خود پڑھ لو معلوم تھا کہ آپ کو علم غیب نہ تھا اگر ہوتا تو دریافت کیوں فرماتے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ معاملہ ہر ایک سے نہیں ہوتا تھا جیسا کہ تم نے
 سچے سچے ابھی حدیث شریف باندی والی میں پڑھا ہے کہ آپ نے بن دریافت

محمد محمد

کئے جنازہ پڑھایا اور اس کی قبر پر پڑھایا اور اگر کسی کے متعلق دریافت فرماتے تو اس کا مطلب
 یہ ہے کہ تم بلا واقفیت اعتماد کسی کا نماز جنازہ نہ پڑھنا دوسری حکمت دریافت فرمانے

کی یہ ہے کہ اس کے اعمال صالحہ کی تشہیر ہو جائے تو وہ اس حدیث میں بھی قابل بخشش ہو جائے
 انقباضی مجریہ کہ اگر اور بڑا ہوا اور میں اس کے جنازہ پڑھنے میں پس پیش کی تو حرام کو معلوم ہو جائے
 گا کہ آپ بڑائی کو پسند نہیں فرماتے اگر ہم نے بھی بڑائی ترک نہ کی تو ہمارا جنازہ بھی آپ
 نہ پڑھا ئیگے۔ تو ہم کب فلاح پا سکتے ہیں ایک تو وہ میت اس قابل نہ ہوگی کہ اس کا جنازہ

آپ پڑھائیں اور دوسروں کو عبرت ہوئی ہزاروں کی اصلاح کی جانی مقصود تھی تو یہ تہدید
نقاد کہ سبب بے علمی کے جیسا کہ تم نے سمجھا ہے کیونکہ آپ نے کبھی ایسا نہیں کیا کہ مومن
کے جنازہ پر تشریف لائے ہوں اور جنازہ نہ پڑھا ہو کسی سے پس و پیش ضرور کیا۔

”دہائی“ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک غلام آیا تو آپ نے ہجو پر اس سے
بیعت لی اور آپ کو معلوم نہ تھا کہ یہ غلام ہے بعد ازاں اس کا مالک اس کو
لینے آگیا تو آپ نے اس کو دو حبشی غلاموں کے بدلے میں خرید لیا پھر آپ بیعت نہ کرتے
حتیٰ کہ دریافت فرما لیتے کہ کیا وہ غلام ہے اگر آپ کو جمیع ماکان و مایکون کا علم غیب ہوتا
تو اس تلخ تجربہ کے بعد آپ کو ہر مباح کے متعلق یہ تحقیق کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔

”محمد عمر“ ثنائی صاحب بیچارے ایسے سادہ لوح ہیں کہ قول راوی سے
استدلال لیتے ہیں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب اور
کشف الصدور کے منکر ہیں لیکن راوی کے علم غیب کا اقرار کر رہے ہیں راوی کو کیسے
علم ہوا کہ کُنْ لِّشَعْبٍ اَنْتَ بَعْدُ اَمَّا رَا اِستدلال تب میج ہر مکتا تھا کہ جب بعد میں آپ فرماتے
کہ میں نے غلطی کی مجھے علم نہ تھا جب آپ نے اپنے اس امر کو غلطی نہیں فرمایا تو بھلا تنہا ہی
کون سنے یہ دربار و رعالت و دربار رحمتہ للعالمین ہے آپ کے در و دولت پر مسائل آئے پھر مال
چلا جائے تو دُ اَمَّا النَّسَائِيُّ فَكَانَ مُتَمَلِّكًا مِّنْ ذُرِّيَةِ اَبَا بَا بَاقِی رہا اس غلام کے متعلق بغیر تحقیق
بیعت میں داخل فرما اور باقی کی تحقیق کرنا یہ آپ کے جمیع ماکان و مایکون کے علوم غیبیہ کے
حصول کا سبب ہے کہ آپ کو ہر ایک کا علم ہے کہ کون حقدار ہے اور کون نہیں آپ کو اس
فہم کے قابل و بالبعد کے اعمال و نتیجے کا علم تھا اسکے بدلے میں وہ غلام بھی دیگر آزاد فرما لیا باقی
جس کے متعلق آپ تحقیق فرماتے ہو گئے وہ حقدار آزادی نہ ہو گا۔ اس کے سائبہ اور اُمّہ کے
اعمال آزادی کے قابل نہ ہونگے اسی واسطے آپ تحقیق فرما لیتے غریب تھے نہیں ویسے ہی رہنے
دیتے جیسا کہ ایک اونٹنی نے آپ کے سامنے اپنے مالک کی شکایت کی تو آپ نے اسے خرید

کہ آزاد کر دیا اب تم کہو کہ تمام اونٹنیوں کو آپ آزاد کیوں نہیں کرتے تو یہ بتا دے
 عدم علم کی دلیل ہے نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عدم علم کی آپ کسی کو آزاد کرانیں تو یہ بھی
 آپ کے جیسے عدم غیب کی دلیل ہے اور اگر آزاد کرانیں تو یہ بھی آپ کے جیسے مالان و مالکون
 کے حصول کی علامت ہے ورنہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تم سے کم عالم نہ تھے انہوں نے
 آپ کے عدم علم کے استدلال ایسے کیوں نہ پیش کئے اب تمہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
 عدم علم کا الہام ہوا ہے اور غلام کو آزاد کرنا دہائی دین میں بڑا تجربہ ہے لیکن مسلمانوں کے
 نزدیک بقانون خداوندی کا رٹا اب ہے پہلے ۲۲ پر بھی گزر چکا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص میرے کسی صحابی کی طرف سے کوئی
دہائی شکایت مجھ تک نہ پہنچائے میں پابتا ہوں کہ میں تمہارے پاس اس حال میں
 آؤں کہ میرا سینہ و تنہاری طرف سے صاف ہو، اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ آپ کو جیسے
 مالکون و مالکون کا علم نہیں ورنہ کسی کی دہائی کسی کا بیان سن کر آپ پر کوئی اثر نہ ہوتا۔

”دہائیوں کی حادث ہے کہ استدلال بنے یا نہ بڑھ دینا کام ہے۔ نعمانی صاحب
محمد عمر نے بھی اپنے مذہبی و طیرہ کو ہی لیا ہے شیخ علاء الدین صاحب بکرنہ اعمال

میں فضل صحابہ کے ماتحت اس حدیث کو شان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں پیش کرتے ہیں کہ نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے میرے کسی صحابی کی غیب جوتی نہ کر و کیونکہ اگر تم نے کچھ
 ان کی غیبت بیان کی تو تمہارے غیبت کرنے سے میرے سینے میں تمہارے متعلق رنج
 ہو گا تو دہائی لعنت کے استحقاق تم ہو گے ایک میرے صحابی کی غیبت کر کے اور دوسرا مجھے
 تکلیف دے کر اور میں پابتا ہوں کہ میں تمہاری طرف نکلوں تو میرے سینے میں تمہاری طرف
 سے کوئی رنج مائل نہ ہو بلکہ میں تمہاری طرف سے سلیم الصدور ہوں کیوں جی نعمانی صاحب اس حدیث
 میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عدم علم کی کوئی دلیل ہے کچھ سوچ کر تو بیان کیا کرو یا مصلحت ہو
 کوئی غرض کرنا مقصود ہے۔ استدلال بنے یا نہ بنے مضائقہ نہیں نا فہم۔

”وہابی“ آپ سودہ کی فصل کو نہ جانتے تھے بسم اللہ نازل ہوئی تو آپ کو سوز
کی فصل کا پتہ چلا کہ بسم اللہ سورتوں کی فصل ہے۔

”محمد عمر“ تم نے تو جہانی اس اعتراض میں بڑی کمزوری دکھائی تمہیں کہنا چاہیے
تھا کہ آپ کو قرآن کا علم نہ تھا اللہ نے عطا کیا میرے دوست کیسے
بعد لے بجائے ہیں آپ کو قرآن کا پورا علم خدا کی طرف سے پہلے ہی تھا باقی آپ بغیر
وحی انہار نہ فرماتے کیونکہ ارشاد الہی ہے۔ وَلَا تَجْعَلْ بِالْاٰلِھَادِیْنَ مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّقَضٰی
اِلَیْكَ الْحٰجَۃُ جب تک وحی سے فیصلہ نہ ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ قبل از انزال
جلدی نہ فرماویں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ قبل از وحی آپ کو علم قرآن ہے لیکن بغیر وحی انہار کی اجازت
نہیں کیوں کہ وہابی صاحب حدیث کا جواب قرآنی آیت کریمہ سے ملا اس کا نام ہے جواب
اب ایسا سوال منہ پر نہ لانا۔

”وہابی“ حضور نے فرمایا کہ نماز میں میرا اداء ہوتا ہے کہ خوب لمبی نماز پڑھوں لیکن
بچے رونے کی آواز میرے کان میں پہنچتی رہے تو میں نماز کو مختصر کر
دیتا ہوں اس سے بھی آپ کے علم غیب کی نفی ثابت ہوئی کیونکہ اگر آپ کو پہلے نیچے
رونے کا علم نہ ہوتا تو نماز لمبی کرنے کی نیت ہی نہ کرتے۔

”محمد عمر“ اس میں تو غیب کی دلیل ہے کہ بچہ اپنے مکان میں روئے اور نبی صلی اللہ کے
کان مبارک مسجد میں نہیں لیکن وہابی اسکو بھی آپ کی بے علمی مجھے تو اس کو
خدا سمجھے دوسرا جواب اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ نماز میں بھی آپ ہمارے نفع کو ہی مدنظر رکھتے
میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقصد کے لئے اپنے ولی اداءہ کو ظاہر فرما کر ہماری رعایت رکھنے
کا احسان بتایا وہابی جس کو بے علمی سمجھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ علم ہوتا تو پہلے نماز لمبی کی ہی نیت کیوں
کی اور یہ نہ سمجھا کہ لمبی نماز کی نیت کر کے پھر ہماری رعایت کے واسطے مختصر کریں احسان

جی تب ہی تو ہے اگر پہلے ہی مختصر ناز کی نیت فرمالیتے تو پھر احسان جتانے کا مطلب کیا اور آپ کا احسان بھی ہے ہم پر وہابیوں پر احسان کیا اگر آپ لمبی ناز فرماتے تو وہابی تب بھی تنگ ہی ہوتا پھر کب غوس ہرثما۔

”**وہابی**“ بنی صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے کی آہٹ ملک وگوں کے منتظر رہتے اگر علم غیب ہوتا تو ہوتوں کی آہٹ کی انتظار کیوں کرتے۔

”**محمد عمر**“ یہ بھی آپ کا بہت واسان کو ظاہر فرماتا ہے جیسا کہ کسی کی والدہ کہے کہ بچہ میں تیرے برتنوں کی آہٹ کی منتظر رہتی ہوں تو بچہ کو دے کر تو تو جاہل ہے تو صحت ہے ایسے بچے کی ایسی سمجھ پر۔

ایسے ہی بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شفقت و محبت کا احسان جتایا کہ میں جلدی نہیں کرنا جب تک میرے کان میں تہا ہے برتنوں کی آہٹ آتی رہتی ہے میں تمہیں اپنے ساتھ ملانے سے محروم نہیں رکھتا یہ آپ کی کمال رحمت کا اظہار فرمانا ہے دکاں سے صاف اللہ آپ کی بے طمی کا اظہار ہے جیسا کہ وہابی سمجھ بیٹھا۔

”**وہابی**“ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے آپ نے فرمایا کہ میں اپنے بستر پر کھجور پاتا ہوں اور اس کو کھانے کے لئے اٹھایا ہوں لیکن دو کھانے کے خوف سے کھجور

رکھ دیتا ہوں۔ اگر آپ کو غیب ہوتا تو پہلے کھجور اٹھانے کیوں لدا علم غیب کی نفی ثابت ہوئی

”**محمد عمر**“ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بے طمی ثابت کرنے کے لئے یہ واقعہ بیان نہیں فرمایا بلکہ آپ مسلم الہی میں اس لئے اقتدار کا سبق بھایا ہے۔ وہابی جس کو آپ کی بے طمی سمجھ بیٹھا ہے۔ اور یہ مسئلہ بھی بھادیا ہے کہ ایک کھجور بھی اگر قطعہ پڑی ہو اور تہا را اول جی پاسے تو کھانے سے پرہیز کر دیکر کھانے میں تیری صفت پر عمل کرنا ہے۔

”**وہابی**“ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا میں حرب جانا ہوں جب تم مجھ سے رخصتی ہو

مقدمے کے آتے ہیں ایسی صورت میں ممکن ہے کہ تم میں کوئی فریق دوسرے سے اچھا
 بولنے والا ہو۔ میں سمجھ لوں کہ وہ سچا ہے اور میں اس کے حق میں مقدمہ کا فیصلہ دے
 دوں و حالانکہ حق اس کا نہ ہو، پس اس طرح میں جس کسی کو دوسرے مسلمان کا حق دلوادوں
 دوں اس کے لئے وہ جائز نہیں ہو جاتا۔ (بلکہ وہ جہنم کا ایک ٹکڑا ہی ہے اب خواہ وہ اسے
 لے لے یا چھوڑ دے۔)

اس حدیث کے مضمون سے ہی ہمارا مدعی صاف ہے یعنی آپ کو علم کلی جمیع ممالک و ممالک
 کیوں نہیں تھا۔

”پہلی بات قابلِ غور یہ ہے کہ یہ ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی فیصلہ کرتے
 وقت فرمایا اور اپنے پرچہ پاؤں کر کے مخاطبین کو حق گوئی کی ترغیب دلائی
 اور عذابِ الہی سے ڈرایا و حکمایا یا کبھی آپ کی تمام عمر میں آپ سے معاذ اللہ ایسا غلط
 امر فیصلہ ہوا ہو تو پھر اپنے معذرتہ ان جہوں کو استعمال فرمایا ہو اور یہ ممکن بھی نہیں کیونکہ جب
 ارشاد الہی لَعَنَکُمْ بَنِي النَّاسِ بَاۤءَ اَنَّكَ اللّٰهُ آپ غلط فیصلہ کر ہی نہیں سکتے
 حقیقت یہی ہے کہ آپ نے مخاطبین کو ڈرا دھا کر حق گوئی کی ترغیب دلائی اور دوسری وجہ
 ہے کہ آپ کے حکم کے لئے یہ اصول مقرر کرنا مقصود تھا کہ شاہدین اور مدعی اور مدعی علیہ کے گواہی
 بیانات پر فیصلہ دیا جائے باطن میں خواہ کچھ ہو اگر باطن میں خلاف ہو گا تو اس کا وجہ بیان کنند
 پر ہر گز نہ فیصلہ پر اس واسطے فرمایا اَنْ تَعْلَمُوْا اَنَّ عَلٰی سَیْرِ مِمَّا مَنَعَتْ مِنْہُ تَرٰمِیْ فِیْہِمْ کُرُوْا
 اس طرح جیسا کہ میں نے اس سے سنا چونکہ باطن کا علم حکم کو لازمی نہیں اور نہ باطنی علم پر فیصلہ کیا
 جاسکتا ہے اور نہ فیصلہ کا علم باطن مخاطبین یا شاہدین کے واسطے کافی ہو سکتا ہے اس واسطے
 آپ نے اپنے علم ظہری پر موقوف نہیں رکھا بلکہ اس قائلین کو گواہوں اور مخاطبین کے
 بیانات پر موقوف رکھا چونکہ ہر بات کا اجراء آپ کی سنت کے مطابق ہونا تھا۔
 اس واسطے آپ نے ایسی سنت مقرر فرمائی جو ظاہر پر موقوف ہو اور نہ آپ سے کسی کے

حق میں معاف اللہ تمام علم غلطی ہوئی۔ میرا کہ ثمانی صاحب نے سمجھا ہے ورنہ وہاں یطوق
عَنِ الْغَدَىٰ إِنَّ هَذَا لِأَدْحَىٰ يُؤْخَىٰ کی تکذیب لازم آئیگی۔

دوبابی بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم غیر نافع حاصل نہیں تھے کیونکہ آپ خداوند
سے دعا فرماتے ہیں اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ
دوسری حدیث میں ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ
لَّا یَنْفَعُ اسے اللہ میں علم نہ نفع دینے والے سے پناہ مانگتا ہوں۔

معلوم ہوا کہ آپ کو علم جمیع ماکان و مایکون کا نہیں تھا۔
”محمّد ص“ ہر شئی کے حصول کے دو طریقے ہیں ایک خود طلب کر کے حاصل کرنا اور
یہ ہے کہ معطیٰ خود اپنی طرف سے انعام فرمادے جب غرض کسی شئی کو
حاصل کیا جائے تو اعلیٰ شخص اعلیٰ شئی کو طلب کرتا ہے تو معطی رب کی طرف ویزید فہو
مِنْ فَضْلِهِ کے قانون سے ادنیٰ اشیاء کا عموم بالیقین انعام فرمادیتا ہے۔ کیونکہ جو اعلیٰ شئی
مندی اس کا علم تو رب العزت سے اپنے سوال کر کے لے لیا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس
سوال پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ فرمایا آپ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سوال کو بہت
نیوڈ فی علمائے عام رکھیں تاکہ ہر شئی کا علم آپ کو عطا کیا جائے۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ ادنیٰ شئی کا علم ادنیٰ انہیں ہوتا شئی ادنیٰ ہو تو ہو لیکن
اس کا علم ادنیٰ انہیں ہوا کرتا جیسا کہ رب العزت ہر ادنیٰ و اعلیٰ کا عالم ہے تو اس کے علم
بہت ادنیٰ شئی کا علم نقص نہیں کہہا سکتا ایسے ہی اگر رب العزت آپ کو ادنیٰ شئی کا علم
عطا فرمادے تو آپ کے علم میں کمی نہ ہوگی۔

تیسرا جواب ہر شئی کا علم نفع دینے والا ہوتا ہے مثلاً ادنیٰ شئی کا علم اگر آپ کو نہ ہو
تو اس میں بھی نفع نہیں کیونکہ وہابی کو اعتراض کا موقع مل جائیگا کہ آپ کو ادنیٰ شئی کا علم حاصل
نہیں لہذا آپ کو ادنیٰ اشیاء کا علم بھی دشمن کے مقابل میں نافع ہے تو ادنیٰ شئی کا علم بھی

سوال چلتا تھا میں آگیا جس کو وہابی دسمجھ سکا۔

وہابی " حدیث شریف میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا نسب بیان فرماتے تو معد بن عدنان بن ادد سے آگے نہ بڑھتے اور فرماتے تھے کہ پورا نسب بیان کرنے والے جھوٹے ہیں حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے درمیان بہت سے قرن گزرے ہیں اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ غیر معلوم حصہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف میں بھی نہ تھا حالانکہ ماکان و مایکون میں وہ بھی داخل ہے لہذا آپ کو کلی علم نہ ہوا۔

محمد علیہ السلام پہلا جواب تو یہ ہے کہ مہار ایدہ دعویٰ ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب مخلوق سے اعلم مانتے ہیں اس استدلال سے تم نے اپنے عقیدے کی خود ہی تکذیب کر دی جب تمہارے نزدیک آدم علیہ السلام تک کے آدمیوں کا ہی آپ کو پتہ نہیں تو ان سے زیادہ علم کے تم کب قائل ہو گے۔

دوسرا جواب جتنے وہ بالا قُرُونًا بَیْنَ ذَٰلِكَ کَثِیْرًا ہیں وہ یا جنتی ہیں گے یا دوزخی اور دونوں کے اعداد و شمار کی کتاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی جبکہ بیان آگے با ص ۴۶۶ میں مذکور ہے۔ ورنہ تو مزی مشرفین علیہ سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کہ جس میں انہوں نے ذکر فرمایا ہے۔ خَرَجَ عَلَيْنَا مَسْئُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سِدِّیْہِ الْکِتَابِ مذکور ہے۔ تو معلوم ہوا کہ آپ کو تمام قرون کا علم ہے۔

تیسرا جواب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ دَمَا یَعْلَمُ تَاوِیْلُهُ إِلَّا اللَّهُ ذَٰلِکَ سَمِیْعُونَ فِی الْعِلْمِ قرآن کی حقیقت کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے اور علم میں جو مضبوط ہیں اور سب علم والوں سے مضبوط علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اسی واسطے قُرُونًا بَیْنَ ذَٰلِكَ کَثِیْرًا کی حقیقت کے آپ اعلم ہیں آپ کوئی

نسب مخفی نہیں۔

پرتخاب اب آپ کا فرمان کَذَّبَ الشُّنَّاءُ بَرُّنَ تَمَامِ نَبِیِّ بَیَانِ کَرْنِے دَیے جھوٹے
ہیں اگر آپ کو معاذ اللہ سچی نسب کا علم ہی نہیں بتول تھا کہ تو دوسروں کو کاذب کیے
کئے تھے سلم ہر کتاب کو صحیح نسب کا علم ہے اسی واسطے دوسروں کی تکذیب فرمائی
پانچواں جواب اب آپ کو علم نہیں لیکن علم غیب کا نہیں دعوئے ہے؛ کیونکہ اپنے دعوئے
کو جھوٹا فرما کر اپنی بے علمی کا اظہار نہیں فرمایا تو تمہیں آپ کی بے علمی غیب سے ثابت
ہو گئی کچھ تو سوچ کر بات کرو۔ باقی چند اعتراضات غیب کی کے جوابات انشاء اللہ
ضمیمہ مقیاس خفیت میں بیان ہو گئے۔

علم غیب از احادیث

۱۔ بخاری شریف ۲۰۸۳ { عن النضر بن سويد قال قال اخبرني
عن النضر بن مالك ان النبي صلى الله
عليه وسلم قال: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ عَنْهُ فَوَاللَّهِ
لَأَسْأَلُوْنِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ مَا دَخَلْتُ فِيهِ مِنْهُ هَذَا
دَآپ نے قیامت کا ذکر فرمایا۔ پھر فرمایا کہ جس کا دل چاہے وہ کسی قسم کا سوال کرے۔
قسم خدا کی جب تک میں اس مقام پر کھڑا ہوں مجھے جو بھی تم کسی چیز کے متعلق سوال
کر گئے تو میں تمہیں خبر دوں گا،

۲۔ بخاری شریف ۱۱۸۴ { اسما بنت ابی بکر سے روایت ہے انہوں
نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ آتِكَ وَتَدْرِيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا حَتَّى الْجَنَّةِ

قَالَ ثَمَّ دُكُوْنِ اِیْسِیْ چور نہیں جس کو میں نے نہیں دیکھا اُس کو میں نے اس مقام پر دیکھ لیا ہے۔ حتیٰ کہ جنت اور عذاب بھی، معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نلی ہے

۳۳۔ مسلم شریف ۲۹۰۰ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَرَقَّیْ بِنِ الْاَلَمِیْنِ حَتّٰی سَمِعَ تَرْتِیْتُ اَصْفَاہِ رَقَّہَا وَ مَعَاہِہَا۔ (بے شک اللہ نے میرے لئے زمین کو اکٹھا کیا ہوا ہے۔ میں نے اُس کے تمام مشقروں کو اور مغربوں کو دیکھ لیا ہے،

۳۴۔ مسلم شریف ۲۹۰۰ عَنْ اَبِی زَیْدٍ (یعنی عمر بن الخطاب) قَالَ اَصَلَتْ بِنَا مَسْجِدَ اللّٰهِ صَیَّ اللّٰہِ عَلَیْہِ صَلَہُ الْفَجْرِ وَ صَاعِدَ الْمِنْبَرِ فَنُخْبِنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّمُرُ فَنَزَلَ فَصَلَّى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرِ فَنُخْبِنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرِ فَنُخْبِنَا حَتّٰی عَزَبَتِ السُّكُكُ فَاُخْبِنَا بِمَا کَانَ وَرِجَاہُ کَاوْنُہٗ نَا عَلَمْنَا اَحْفَظْنَا۔ (عمر بن الخطاب سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر چڑھے تو آپ نے ہمیں ظہر تک خطاب فرمایا۔ پھر منبر سے اُترے تو ہمیں نماز پڑھائی۔ پھر منبر پر چڑھنے لگے تو عصر تک ہمیں خطاب فرمایا۔ پھر اُترے اور نماز پڑھائی۔ پھر منبر پر تشریف لے گئے۔ حتیٰ کہ سوج غروب ہو گیا تو آپ نے جو کچھ بھی پہلے ہو چکا تھا۔ اور جو کچھ بھی اُنڈ ہونے والا تھا تمام بیان فرما دیا۔ جو ہم سے زیادہ حافظے والا تھا وہ ہم سے زیادہ عالم ہو گیا اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی معجزانہ طاقت پر ایک ہی دن میں غیب نکی کو بیان فرما دیا۔

کیوں جناب دہلوی صاحب اس کو کہتے ہیں سو شکار کی اور ایک رومار کی نہانی صاحب نے کتاب تفتیش علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھی تو دیوبندی صاحب کے پاؤں

ایسی پیش کرے اتنے سبھی خدا کے فضل سے انعام حاصل کرے۔ وَإِنْ لَّمْ تَعْمَلُوا
لَنْ تَعْمَلُوا مَّا تَعْمَلُونَ النَّاسُ الَّذِينَ ذُوُوا مَالٍ النَّاسُ ذَا بُخْسٍ
أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ۔

اے امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کسی دیر بند کی دہائی کی اقتدا میں اپنے ایمان
کو نہ کھو بیٹھنا یہ حقیقہ نہ بنالینا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ماکان و مایکون
یعنی اگلا پچھلا نہیں ورنہ یاد رکھو کلی دالے کا دامن ہاتھ سے جاتا رہیگا بھر پور نقد
آگیا آپ کی سفارش سے بھی مردم ہو گئے اور وہ تو اس حقیقہ پر اپنے اعمال بھی ضائع کر
چکے آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھ کر علی الاطلاق ماکان و مایکون
کا علم غیب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سکھادیں اور تم سرے سے آپ کی
ذات عالم کو اس سے بے خبر کہ دو تو تمہارے اس ایمان کو اللہ تعالیٰ لا قدر دیر بند
میں ہی رکھے تاکہ دو سر سادہ لوح جو دے بجائے مسلمانوں کو قعر جہنم میں ڈالے جاؤ

۵۔ مشکوٰۃ شریف ۵۴۲۔ { پر بھی یہی حدیث موجود ہے۔

۶۔ بخاری شریف ۱۵۴۲ مشکوٰۃ شریف ۵۴۲
عن عبدہ قال سَأَلَ

صلى الله عليه وسلم مقامًا فَاخْبَرَنَا عَنْ سَدِّ الْخَلْقِ حَتَّى دَخَلَ
أَهْلُ الْجَنَّةِ سَأَلَ لِمَ ذَا هَلْ النَّاسُ مَسَارِلَهُمْ حَفِظَ
ذَا هَلْ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ كَسِبَهُ وَحَضَرَتْ حَمْرُهُ رَوَيْتُ هَ كَرَامِك
مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مجلس میں کھڑے ہوئے تو آپ نے ابتدائے خلقت سے
سے کر جنیتوں کے جنت کے مقامات میں داخل ہونے تک اور وہ دنیاویوں کو وہ دنیاویوں
کے مقامات میں داخل ہونے تک تمام خبریں ہمارے سامنے بیان فرمادیں جس کو یاد

پھر ان کے اخیر پر میزان لگائی گئی ہے۔ تو ان میں نہ زیادہ کیا جائیگا اور نہ کم کیا جائے گا ہمیشہ یکساں رہے گا یہ جو کتاب میرے ہاتھ میں ہے یہ رب العالمین کی طرف سے ہم اس میں تمام دوزخیوں کے نام ہیں۔ اور ان کے آبا کے نام اور ان کے قبیلوں کے۔ کم۔ پھر ان کے اخیر پر میزان لگائی گئی ہے۔ تو ان میں کچھ زیادہ کیا جائیگا اور نہ کم ہمیشہ کے لئے، اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جنتیوں اور تمام دوزخیوں کی فہرستیں اللہ تعالیٰ نے عطا کر دی ہوئی ہیں جن میں ان کے اعمال جو مثال ہیں۔ اب تم کہہ کر آپ کو غیب کی نہیں تو تمہاری بات کو سمجھانا چاہئے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو بہر صورت اس حدیث پاک کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہر مسلمان کو غیب کی تسلیم کرنا عین ایمان ہے۔

۹۔ بخاری شریف ۲۲۱۱ | عن ابی ہریرۃ قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اِنِّی اَسْمَعُ مِنْكَ حَدِیثًا کَثِیْرًا اَمْسَاۤءَ کُلِّ اَبْسَطَسَاۤءَ اَعْلَیَّ
فَبَسَطْتُہُ فَنَسَاۤءَ فَاَیَّدَہُ ثُمَّ کَلَّ حُمْلَہُ فَنَضَمْتُہُ فَاَیَّیْتُ شَیْئًا بَعْدَ

دو بروئے سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے بہت حدیثیں سنا ہوں تو ان کو ببول جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اپنی پاؤں پہلیا۔ تمہیں نے پاؤں پہلیا۔ آپ نے اپنے دست پاک کا ایک پتلیا۔ پھر فرمایا اور اس کو میں نے ملایا اسکو تمہیں اس کے بعد کچھ نہیں جبرہ، جن کے ایک پتھر سے نشان چلا جائے اور قریب حافظہ بڑھ جائے اور ایمان و جو سے ہی نکل جائے تو ان کی ذات کو کوئی ایسی کبے تو وہ خود غافل ہے۔

۱۰۔ بخاری شریف ۲۲۱۲ | عن ابن عباس قال ضَمَّنِیْہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَخَالَ اَنْفَعَدَہُ

الْكِتَابِ رَأَى ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ يَتْلُو الْقُرْآنَ شَرِيفًا، كَأَنَّهُ يَتْلُوهُ عَلَى نَفْسِهِ. فَسَمِعَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَوْنَهُ يَتْلُوهُ عَلَى نَفْسِهِ. فَسَمِعَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَوْنَهُ يَتْلُوهُ عَلَى نَفْسِهِ.

۱۱۔ کنز العمال ۱۳۰۵۱۳
عن علي بن عاصم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما نسيتُ دحضت علي من رواية

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے کبھی نیاں نہیں ہوا۔

۱۲۔ درقانی ۲۴۰
عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما نسيتُ دحضت علي من رواية
وَكَشَفَتْ رَأْيَ الدُّنْيَا، بِحَيْثُ أَحْطَتْ بِجَمِيعِ مَا فِيهَا رَأَيْنَا أَنْظَرُ
إِلَيْهَا إِلَى مَا هُوَ كَانَتْ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّمَا أَنْظَرُ إِلَى الْكُنْزِ
هَذَا، إِشَارَةً إِلَى أَنَّهُ نَظَرَ حَقِيقَةً (ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو ظاہر فرمایا تو جو
کچھ اُس تمام دنیا میں تھا میں نے اُس کا احاطہ کر لیا۔ تو میں اُس تمام دنیا کی طرف دیکھ رہا
ہوں۔ اور قیامت تک جو کچھ دنیا میں ہونے والا ہے دیکھ رہا ہوں۔ جیسا کہ اس واقعہ
کی متجسلی کو دیکھتا ہوں۔ یہ آپ نے حقیقت دیکھا ہے، یہ بتنی حدیثیں بیان کی گئیں سب
حضر صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیبیہ کو صراحتہ ثابت کر رہی ہیں اجتہاد ثابت نہیں کئے گئے
نافع و آمین۔

۱۳۔ مولیٰ صاحب تم نے قرآنی حدیثیں اور بے بہا آیتیں پیش کر دیں جن سے
قلمی
بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیبی کمال ثابت ہوتا ہے جو ما کل دنیا
لیکن کا مجموعہ ہے اور تم نے اُن آیات قرآنیہ کی وضاحت بھی کر دی جن کو ہمارے
اکابرین پیش کرتے وقت ناز سے جھوم جھوم کر بیان کرتے لیکن متقدمین کی تفسیر کا حوالہ

تم نے ایک بھی پیش نہیں کیا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے تمام متقدمین کے خلاف بیان کیا ہے
محمد علی جناب وہابی صاحب یہ کہی ہو سکتا ہے کہ فقیر متقدمین کے خلاف
 بیان کرے فقیر نے پہلے قرآنی آیت کی تفسیر قرآنی آیت سے ہی بیان
 کی اور حدیث کی تفسیر اصل حدیث شریف سے ہی پیش کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
 علم کی یعنی علم ماکان و مایکون کو اپنے اجتہاد سے بیان نہیں کیا بلکہ آیت مریمہ سے اور
 احادیث صحیحہ مرفوعہ و ماضیہ کو بیان کر دیا اپنی طرف سے کوئی بات نہیں لگائی نصیحتی ترجمہ سے
 جو کسی کی سمجھ میں آجائے ایمان درست کرے اب اگر تمہارا ارادہ کتب تفسیر سے
 تحقیق کرنے کا ہے تو آئیے کہیں متقدمین کی کتب تفسیر سے بھی اسی عقیدہ کو ظاہر کر
 دوں تاکہ تمہیں ثابت ہو جائے کہ یہ عقیدہ ہمارا وضع کردہ نہیں ہے بلکہ قرآن کریم احادیث
 صحیحہ سے مسرین نے ہی یہی سمجھا ہے۔ اِنَّهُ لَقَوْلُ فَصْلٍ مِّمَّا هُوَ بِالْهٰذَا لَیْلٰکَ یہ بات
 فیصلہ کی ہے حل نہیں۔

علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم از قاسم

۱۔ تفسیر نیشاپوری ۱۳۸ اَوَّلَ مَا كَانَ اللّٰهُ یُطْلِعُکُمْ عَلَی الْغَیْبِ

کِتَابُ، قَالَ السَّیِّدُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ حَرَّصَتْ
 عَلَیْ اُمَّتِیْ فِی صَدَدِہَا کَمَا عَرَّضَتْ عَلَی اَہْلِہَا اَظْلَمَتْ مِنْ قِیَظٍ فِی رَمَہٗ
 یُکْفِّرُ رَسُوْلُی نے کہا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ پر پوری تمام امت
 اپنی صورتوں میں پیش کی گئی۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھی۔ اور مجھے معلوم ہو گیا
 کہ میرے ساتھ کون ایمان لایگا اور کون کفر کرے گا،

۲۔ تفسیر نیشاپوری ۵ { رَوَعَلْتُ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ أَخْبَارِ
الْأَدَلِيِّينَ فِيهِ مَعْنِيَانِ أَحَدُهُمَا أَنْ

يَكُونُ كَمَا خَالَ مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ أَمْ أُنْذَلُ
اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَ أَطْلَعَكَ عَلَى أَسْرَارِهَا وَأَوْفَقَكَ عَلَى
حَقِّهَا نَقِيهَا مَعَ أَنَّكَ مَا كُنْتَ تَسْبُلُ ذَالِكَ عَالِمًا بِمَنْبِئِهَا الشَّائِي أَنْ يَكُونَ
الْمُرَادُ مِنْهَا خَفِيَّاتُ الْأُمُورِ وَضَمًّا لِلْمُتَلَوِّبِ أَمْ عَلِمْتَكَ مَا لَمْ تَكُنْ
تَعْلَمُ مِنْ أَخْبَارِ الْأَدَلِيِّينَ دَالِدًا لِكَهْنِ أَسْ نَعْنِي بِكَ بَرِيءٍ نَحْنُ نَحْنُ
كِي خَبْرٍ سَعِي اس میں دو معنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ نہیں جانتے تھے
کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کو یعنی اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی۔ اور
اُن کے بھیدوں پر مطلع فرمایا۔ اور اُن دوزں کی حقیقتوں پر واقف کیا۔ باوجود اس کے
کہ آپ اس سے پہلے اُن سے کچھ نہیں جانتے تھے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اُس سے مراد تمام
خفیا سر ہیں۔ اور تمام دوزں کے بھید ہیں۔ یعنی آپ کو اللہ نے سکھایا جو آپ نہیں جانتے تھے
تمام اولین کے اخبار سے،

۳۔ تفسیر نیشاپوری ۵ { ثُمَّ نُحِيلُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الْإِنْسَانَ
أَدَمَ عَلِمَهُ الْأَنْمَاءُ كُلُّهَا أَوْ مَحْمُودٌ

صلى الله عليه وسلم ذَا الْبَيَانِ الْقُدْرَانِ فِيهِ بَيَانٌ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ إِلَى
يَوْمِ الْقِيَامَةِ دَابْنِ عَبَّاسٍ سَعِي قُلْ كَيْسَ كَرِ اِنْسَانِ اَوَمِ عَلَيْهِ اِسْلَامٌ هِي اُنْ كَرِ اللّٰهُ
كَلِ اِسْمَا رَكَّاهُ يَامْحَمْدُ عَلَيْهِ وِسْلَمُ هِي اَوَرِ بَيَانِ قُرْآنِ هِي جِسْمِ مَا كَانَ وَمَا
سَيَكُونُ اَلْقِيَامَةِ تَحْكَ بَيَانِ هِي۔

کیوں جناب یہ ہے کہ تفسیر نیشاپوری کا جس میں صاف صاف مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو اللہ نے ما کان وما کان فَمَا یَكُونُ کا علم سکھایا۔

۴۔ تفسیر ابن جریر ۱۶۲ { وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ خُبْرِ
الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَمَا كَانَ تَنَاقُذُ

کائن قبْل ذالک مِنْ نَعْلِ اللَّهِ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدٌ مَدُ خَلَقْتَ راز سکھایا
اللہ نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ تمام اولین کی خبروں سے اور آخرین کی خبروں
سے جو کچھ بخرا اور جو کچھ ہونے والا تھا پہلے اس سے آپ پر اللہ کا فضل ہے یا محمد سے اللہ
علیہ وسلم جب سے اللہ نے آپ کو پیدا فرمایا، پیدائشی علم کا بڑا فضل ہے ثابت ہوا کہ
جو سے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے پیدائش سے ہی علم ماکون و مایکون عطا فرمایا ہوا ہے۔

۵۔ تفسیر ابن جریر ۱۶۳ { حَدَّثَنَا ابْنُ شَرَبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ
قَالَ حَدَّثَنَا صَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ قَوْلُهُ

عَلَّمَ اللَّهُ النَّبِيَّاتَ عِلْمَهُ اللَّهُ بَيِّنَاتِ السَّنَنِيَّاتِ وَالْأَخْبَرُ تَوْبِيْنٌ خَلَّالِهِمْ
وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ
رَاسٍ فِي رَأْسِ كَرْبَانَ سَكَّيَا سَكَّيَا سَكَّيَا سَكَّيَا سَكَّيَا سَكَّيَا سَكَّيَا
مَلَالِ اَدْرَامِ كَ دَرَمِيَانِ مَکَرِ مَلَقَتْ پَرِ اس کے ساتھ محبت ہو جائے،

۶۔ تفسیر خازن ۱۶۴ { وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ، يَسْنِي مِنْ
أَحْكَامِ الشَّيْءِ وَأَمُورِ الدِّينِ وَفَيْدُ

عَلَّمَكَ مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَفَيْدُ مَعْنَاهُ وَ عَلَّمَكَ
مِنْ حَقَائِقِ الْأُمُورِ وَاطْلَعَكَ عَلَى حَقَائِقِ الْكُتُوبِ وَ عَلَّمَكَ مِنْ أَحْوَالِ
الْمُسَافِرِينَ وَكَيْدِ هِمَمِ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَهْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ
عَظِيمًا، يَسْنِي وَ لَمْ يَزَلْ نَعْلُ اللَّهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدٌ عَظِيمًا راز سکھایا اس نے
آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے یعنی شریعت کے احکام سے اور دین کے امور سے اور بعضوں
نے کہا ہے کہ اس نے آپ کو سکھایا علم غیب سے جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اور بعضوں نے

کہا ہے کہ معنی اُس کے اور سکھایا اُس نے آپ کو تمام اُمم کے بھیدوں سے اور مطلع کیا اُس نے آپ کو تمام قلب کے ضار سے اور سکھایا اُس نے آپ کو منافقین کے لحوال سے اور اُن کے مکر سے جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اور آپ پر اللہ کا فضل بڑا ہے یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر اللہ کا فضل و علم غیب ہمیشہ بڑا ہے۔

۷۔ تفسیر خازن ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ﴾ اَللّٰهُ عَلَّمَ الْبَشِيَّانَ

اَمَّا اَدَبُ الْاِنْسَانِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَ الْبَشِيَّانَ يَنْبَغِيَّ بَيَانُ مَا يَكُوْنُ وَمَا كَانَ لِاَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْبَغِيَّ عَنْ خَيْرِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَعَنْ يَزِيْرَ الدِّيْنِ (رحمن جس نے قرآن سکھایا یعنی سکھایا اُس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پیدا کیا اُس نے انسان کو اُس کو بیان سکھایا۔ ارادہ کیا اُس نے انسان کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سکھایا اُس کو بیان یعنی جو چیز پیدا ہو چکی۔ اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اولین اور آخرین اور قیامت کے دن کی خبر دیتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ما کا ما و ما کیوں کا بیان سکھایا اور اس عبارت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آپ اولین اور آخرین کی خبر کہتے ہیں اور قیامت کے دن کی بھی آپ کو خبر ہے۔ کیوں جناب و ہابی صاحب اب تو قیامت کے دن کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے علم کتب تفاسیر اہل سنت والجماعت سے بھی ثابت ہو گیا۔

۸۔ تفسیر معالم التنزیل ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَّمَ الْبَشِيَّانَ﴾ اَللّٰهُ عَلَّمَ الْبَشِيَّانَ

اَلْبَشِيَّانَ يَنْبَغِيَّ بَيَانُ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ لِاَنَّهُ كَانَ يَنْبَغِيَّ عَنْ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَعَنْ يَزِيْرَ الدِّيْنِ (کہا ابن کیمان نے پیدا کیا اُس نے انسان کو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا اُس کو بیان یعنی اُس چیز کا بیان جو پہلے پیدا ہو چکی ہے اور جو

پیدا ہوگی۔ اس واسطے کہ آپ تمام اولین اور تمام آخرین اور قیامت کے دن کی خبریں دیتے ہیں کہیں جناب ہالی صاحب علم قیامت مصطفیٰ علیہ السلام کی نسبت ہو گیا ایمان لادے یا نہ

۹۔ تفسیر مدارک ۱۱۱ ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ أُمُورِ الدِّينِ وَانْشَرَا بَعْضُ أَزْمِنِ خَفِيَّاتِ الْأُمُورِ وَصَافِيَرِ الْكُتُوبِ وَكَانَ نَعْنُكَ اللَّهُ عَلَيْكَ عَظِيمًا رِنِيمَا عَلَّمَكَ وَأَنْعَمَ عَلَيْكَ﴾

اور سکھایا اُس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے دین اور شریعتوں کے امور سے یا تمام پوشیدہ امور سے اور دلوں کے پوشیدہ رازوں سے اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر بڑا فضل ہے اُس چیز میں جو اُس نے آپ کو سکھایا اور آپ پر جو اُس نے انعام کیا۔

۱۰۔ تفسیر عرائس البیان ۱۵۱ ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۝۱۵۱﴾

مما كان وما سيكون اور سکھایا اُس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ یعنی تمام غفلت کے حقائق کے علوم اور ماکان و ماسیكون کا علم

۱۱۔ تفسیر جامع البیان ۱۵۱ ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۝۱۵۱﴾

اور سکھایا اُس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اس کے نزول کے پہلے تمام پوشیدہ امور

۱۲۔ تفسیر حسینی ۱۱۲ ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۝۱۱۲﴾

اور سکھایا اُس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ بحر الرانی میں فرماتے ہیں کہ وہ ماکان و ماسیكون کا علم ہے۔

الظَّاهِرَةُ مَا جَعَلَهُ اللَّهُ لَكُمْ مِنَ الْعَارِثِ، أَيْ الْجَسَدِ مَيْتَةً رَدَّ الْعُلُومِ، أَيْ
النَّكَيْتِ وَالْمُسَدِّكَاتِ الظَّنِّيَّةِ وَالْيَقِينِيَّةِ أَوِ الْأَسْرَاسِ الْبَاطِنِيَّةِ وَالْأَلْوَامِ
الظَّاهِرَةِ نَيْتٍ -

یہ ہے عقیدہ ملاں علی قاریؒ کا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تمام علوم جزیرہ و کلیہ
کے فائل ہیں۔

”بحر الرائق اور قاضی خاں میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے نکاح کے وقت
دوبابی اٹھا اور اُس کے رسول کی شہادت میں نکاح منعقد کیا تو نکاح منعقد نہ ہوگا
بلکہ جو یہ عقیدہ کہے کہ آپ کو غیب ہے تو وہ کافر ہو جائے گا یہ ہے فقہاء کا عقیدہ۔
”محمد علیؒ“ اس کا جواب اگر میں کہوں گا۔ تو شاید تم یہ خیال کرو کہ یہ تاویل کرتا ہے کہ اگر
یہ عبارت بحر الرائق اور فتاویٰ قاضی خاں نے بیان کی ہے چنانچہ اس
میں بھی بعض فقہاء کا اختلاف ہے۔ دیکھئے:-

قِيلَ يَكْفُرُ لَأَنَّهُ اعْتَقَدَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
شامی ۳۸۰ علیہ وسلم عَلِيمًا الْغَيْبِ قَالَ فِي الثَّانِيَةِ
وَفِي الْحُجَّةِ - ذَكَرَ فِي الْمَلَقَةِ أَنَّهُ لَا يَكْفُرُ -

(بعضوں نے کہا ہے کہ جو شخص اعتقاد رکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عالم الغیب ہیں۔ تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ تاہم غامضیہ اور کتاب الحجۃ ملقط میں ذکر کیا گیا
ہے کہ وہ کافر نہیں ہوتا۔)

معلوم ہوا کہ فقہاء کا اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے چنانچہ:-

میں لکھا ہے کہ جو انبیاء کے واسطے حیب کا اقرار
جامع فضولین جلد ۲ کرے وہ کافر ہے۔

اور فتاویٰ قاضی خاں اور بحر الرائق کا جواب علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے لکھا ہے

ملا علی قاریؒ نے انبیاء علیہم السلام ملائکہ اور مومنین کے واسطے علم کا عجیب نکتہ بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی اور مومنین کی تعریفِ علم سے کی ہے جہاں کی نفی کے ساتھ نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تعریفِ علمی کرے تو اُس نے آپ کے علم کا ثبوت دیتے ہوئے آپ کی تعریفِ بیان کی اور جس شخص نے آپ سے جہالت کی نفی کی اور آپ کے علم کا انکار کیا تو اُس نے آپ کی ذمت کی خصم صاحبِ شخص نے آپ کے واسطے معاذ اللہ بے علم ہونے کا دعویٰ کیا تو وہ خبر نہیں کہ جسے قعرِ جہنم میں پڑیگا۔

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى إِطْلَعَ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
شرح فقہ اکبر ص ۹۶ اَعْلَى مَا يَكُونُ فِي أُمَّتِهِ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ
 الْخِلَافِ وَمَا يُصِيبُهُمْ قَالَ أَبُو سَلِيمَانَ الدَّارَانِيُّ الْفِتْنَةُ اسْتَمْكَكْتُ
 النَّفْسَ وَمَعَايِنَتُ الْغَيْبِ وَهِيَ مِنْ مَقَالَاتِ الْإِيمَانِ (بے شک اللہ تعالیٰ
 نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو آپ کی اُمت میں ہوتا تھا اور جو آپ کی اُمت سے
 آپ کے بعد اُن کے خلاف اعمال ہونے لگے اور جو اُن کو مصیبت پہنچتی تھی مطلع کر دیا۔
 ابوسلیمان دارانی نے کہا ہے کہ فراستِ نفس کے مکاشفے اور غیب کے مکتبے کو کہا جاتا
 ہے۔ اور یہی مقالاتِ ایمان سے ہے۔)

معلوم ہوا کہ ملا علی قاریؒ کے نزدیک اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جو شخص اللہ
 تعالیٰ کی اطلاع سے غیبِ کلی کا قائل نہ ہو وہ ایمان سے خالی ہے۔ اور جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کے واسطے غیب کے معانی کا قائل نہ ہو اور آپ کے مکاشفۂ نفس کا عقیدہ نہ رکھے تو وہ نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے فراست کا منکر ہے۔ اور ایمان سے خالی ہے یہ عقیدہ ملا علی
 قاریؒ کا ہے۔ جس پر آپ نازاں تھے۔ اور سنیئے :-

شرح شفا ص ۱۶ :- (وَمِنْ مُعْجَزَاتِهِمُ الْبَاهِيَةُ) اِنَّمَا يَسِيرُ

الظَّاهِرَةُ (مَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِنَ الْمُتَّعِ بِ) أَيِ الْجَسَدِ بَشَرِيَّةٍ (وَأَلْعَلُّوْهُ) أَيْ
الْكَلْبِيَّةِ وَالْمُدْرِكَاتِ الظَّنِّيَّةِ وَالْيَقِيْنِيَّةِ أَوِ الْأَسْرَاسِ الْبَاطِنِيَّةِ وَالْأَنْوَارِ
الظَّاهِرِيَّةِ.

یہ ہے عقیدہ ملاں علی قاریؒ کا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تمام علوم جزیرہ و کلیہ
کے قائل ہیں۔

”بھرا رات اور قاضی خاں میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے نکاح کے دن
دوبابی“ اشد اور اس کے رسول کی شہادت میں نکاح منعقد کیا تو نکاح منعقد نہ ہوگا
بلکہ جو یہ عقیدہ کہے کہ آپ کو غیب ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ یہ ہے فقہاء کا عقیدہ۔
”محمد عمر“ اس کا جواب اگر میں کہوں گا۔ تو شاید تم یہ خیال کرو کہ یہ تاویل کرتا ہے کیونکہ
یہ عبارت بھرا رات اور فتاویٰ قاضی خاں نے بیان کی ہے۔ چنانچہ اس
میں بھی بعض فقہاء کا اختلاف ہے۔ دیکھئے۔

قِيلَ يَكْفُرُ لَآئِنَّا اِعْتَقَدْتَ اَنْ رَّسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
شامی ۳۸۰ علیہ وسلم عَلَیْهِ الْخِیْبُ قَالَ فِی الشَّاتَا رَمَلْنِیْ
وَفِی الْحِجَّةِ ذَكَرْتُ فِی الْمَلَقَطِ اَنَّہُ لَا یَكْفُرُ۔

(بعضوں نے کہا ہے کہ جو شخص اعتقاد رکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عالم الغیب ہیں۔ تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ تاہم غمانیہ اور کتاب الحجۃ مطلق میں ذکر کیا گیا
ہے کہ وہ کافر نہیں ہوتا۔)

معلوم ہوا کہ فقہاء کا اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے۔ چنانچہ۔

”جامع فصو لہن حبید“ میں لکھا ہے کہ جو انبیاء کے واسطے غیب کا اقرار
کے وہ کافر ہے۔

اور فتاویٰ قاضی خاں اور بھرا رات کا جواب علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے لکھا ہے

تنویر الحکم

فی دویۃ النبی و الملک مسک و ما ذکر قاضی خان

مَنْ كَفَرُ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ شَرَّ دَجَمَاتٍ بِشْرَهَا ذُو
الرَّسُولِ وَالْمَلَائِكَةِ وَعَلَى بَاقِ الرُّسُولِ لَا يَكُنْ غَيْبٌ حَتَّى
تَكُونُ لَيْلُهُ مَيِّتًا تَلْنًا وَاللَّهُ شَهِيدٌ أَنْ يُحْضَرُ لَهُ وَهُوَ يَكْتُمُ كُلَّ مَنْ
سَلَّمَ عَلَيْهِ وَسَائِرَ أُمَّتِهِ وَإِنَّمَا اتَّقَى الْكُفْرَ مِنَ انْكَسَارِهِ الشَّهَادَةِ فِي
النِّكَاحِ وَهُوَ ثَابِتٌ بِأَلْحَدِيثِ الْمَشْهُورِ أَنَّكَ كُفْرًا وَكَفَرًا وَالنِّكَاحُ بِلَا
وَقِي وَشَهَادَةِ خَاصٍّ لِنَبِيِّنا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا فِي الْخَصَائِصِ — داور
قاضی خاں نے ذکر کیا ہے کہ وہ شخص کافر ہے جس نے اپنی عورت کے نکاح کے وقت
رسول اور فرشتے کی گواہی کے ساتھ نکاح کیا۔ اور اس سے بڑی بات کہی اُس نے کہ
رسول زندہ و غیب کر نہیں جانتا مگر وہ کیسے جان سکتا ہے ہم کہتے ہیں کہ اللہ قادر ہے اس بات
پر کہ آپ کو حاضر کر دے اور جو شخص آپ پر سلام بھیجتا ہے اور تمام امت کے ساتھ
آپ کلام کرتے ہیں۔ اور جو اُس نے کفر کا فتوے دیا ہے وہ نکاح میں گواہوں کے انکار
سے ہے جن کا بخیر حدیث متواتر سے ہے تو اُس کا انکار کفر ہے۔ اور نکاح بلا دلی
کے اور بلا گواہوں کے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے۔ جیسا کہ خصائص کبریٰ
میں موجود ہے۔

اور اس کا جواب شیخ محمد بن اسماعیل نے اس طریق سے دیا ہے:-

بِأَنَّ الْمُنْعَى هُوَ الْعِدَّةُ بِإِسْتِقْلَالٍ
لَا بِالْعِدَّةِ بِالْإِعْلَانِ فَتَعْلَمُ أَنَّكَ كُفْرٌ

کے وقت اگر اللہ اور اُس کے رسول کو گواہ کہے تو وہ کافر ہے۔ کیونکہ وہ آپ کے علم غیب
کا معتقد ہے۔ تو محمد بن اسماعیل نے جواب دیا ہے کہ یہ علم بالاستقلال کی نفی ہے۔ علم بالاطلام
کی نفی نہیں بلکہ علم ذاتی کی نفی ہے عطائی کی نہیں۔

انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام سے استعانت و ہدایت کے نزدیک شرک ہے اور عقیدہ دیوبندیہ بھی یہی ہے اور اصناف کے نزدیک از روئے قرآن و حدیث استعانت جائز ہے۔ اب تم سوچو کہ کون ہو؟

اولہ استعانت

۱۔ نحریم ۲۸ | وَإِنْ تَطَلَّعْ أَعْلَيْكَ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاكَ وَجِبْرِيلُ
وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ

ظہیرؑ اور اگر تم ایک دوسری کی مدد کو گی آپ پر تو بے شک اللہ تعالیٰ وہ آپ کا مددگار ہے۔ اور جبریل علیہ السلام اور مومنین سے صالحین اور فرشتے بھی اس کے بعد مدد کرنے والے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کو تنبیہ فرمائی ہے کہ اگر تم میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ایک دوسری کی مدد کو گی تو یاد رکھو آپ کی امداد کرنے والے بہت بڑی جماعت ہیں۔ سب سے پہلے اللہ و کاسے پھر جبریل علیہ السلام پھر جتنے مومنین صالحین ہیں۔ موجود ہوں یا نامہ ماضی میں یا استقبال میں اور اسکے بعد تمام ملائکہ بھی آپ کے مددگار ہیں۔ صالح المومنین جو موجود تھے ان کے علاوہ باقی جن پر صالح المومنین کا لفظ صادق آسکتا ہے جو کہ لَتَنْصُرُنَّهُ سے ثابت ہے اور اللہ بھی اور جبریل علیہ السلام بھی اور ملائکہ کی مدد بھی آپ کو غالباً پہنچتی ہے۔ جو اس آیت سے صراحتاً ثابت ہے اور لفظ ظہیر فیصل کے وزن پر ہے۔ صفت مشبہ ہونے کی وجہ سے ان تمام کی جماعت ہر وقت آپ کے مدد و معاون ہیں۔

۲۔ توبہ ۱۰ { وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ (اور بعض مومن آدمی اور مومنہ عورتیں بعض کے

بدوکار میں دنیا میں ہوں یا بزرخ میں،

”وہابی“ :- ولی کے معنی مددگار ہیں ؟

محمد مگر " اہل ضرورہ علیہ السلام ادیار کے مسنی شاہ رفیع الدین صاحب نے
کار اذکے ہیں۔ اور مولوی اشرف علی صاحب نے ترجمہ مدوکار کیا ہے۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ
 مَّا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ

سَاحِبِ مَقْدَرِ الْبَلَدِ تَحْقِيقِ قَهْدِ اے پاس تشریف لائے مہارے لعلوں ہے ایسے رسول
(صلی اللہ علیہ وسلم) جن پر مہارمی تکلیف شاق گزرتی ہے۔ اور ہر وقت تم پر حمل کرنے والے
ہیں۔ مومنوں کے ساتھ آپ (ہر وقت ہر زمان) شفقت کرنے والے ہیں اور ہر وقت
ہر زمان (رحم کرنے والے ہیں)

اس آیت کو یہ ہے ثابت ہوا کہ آپ ہر اسی تکلیف کو کسی وقت گوارا نہیں فرما سکتے۔
مومن خواہ کسی مکان یا کسی زمان میں ہو۔ جب مومنین کی تکلیف آپ کو گوارا نہیں تو مشکل کشا
کی صرت کو بھی اللہ تعالیٰ نے مومنین کے واسطے آپ کی شفقت اور رحم سے ہی حل فرمایا۔ تو
آپ کی اطاعت ہر مومن کو ہر حال پہنچتی ہے۔ اسی واسطے مومن کا یہی یہ عقیدہ ہے۔

۴- مائده ۴/۸} اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُونَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ

وَهُمْ سِرَاجٌ يُحْجُونَ وَمَنْ يَسْئَلِ اللَّهَ رِسْوَ لِدُو الَّذِينَ آمَنُوا فَانْتَ حَرَبٌ اللَّهُ
هَمْزُ الْغَايِبِينَ داور کوئی بات نہیں تمہارا اللہ کا رشتہ ہے اور اس کا رسول

صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ ایماندار جو نماز قائم رکھتے ہیں اور رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ایمانداروں کو دیکھ کر بنا لیتا ہے تو بے شک اللہ کا گروہ ہی غالب ہونے والے ہیں۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ بھی اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اور اولیاء کرام بھی امداد کرتے ہیں۔ اور جو شخص اُن سے فریاد طلب کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق یہ تمام گروہ کامیابی کا باعث بنتے ہیں مستغیث کہ ان کی طرف سے کمزوری نظر نہیں آتی۔ کیونکہ یہ گروہ تمام ہی تجلجہ والے ہیں۔ اور ان کا مستغیث کبھی مغلوب نہیں ہو سکتا۔

”یہاں تو زندے مراد ہیں۔ کیونکہ نماز کو قائم زندے ہی رکھ سکتے ہیں۔“

”محمدؐ“ اہل اللہ کی امداد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد و حمایت پر مبنی ہوتی ہے۔ یعنی اُن کا امداد کرنا روحانی طاقت پر منحصر ہوتا ہے چنانچہ اُن کی روحانی طاقت عالمین میں کیساں رہتی ہے۔ اور خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک عالمین میں متغیر نہیں ہوتی۔ امداد و لیاء کرام کا محض انتقال مکانی ہوتا ہے۔ باقی طاقتیں بدستور قائم رہتی ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بھی سداً عَزَّوَجَلَّ مَا تَكُنْ یعنی اُن کی حیات و ممات کیساں ہے ارشاد فرمایا ہے۔ اہل قبور سے ہمیں آس نہیں ٹوڑنی چاہیے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

۵۔ المتحنہ ۲۸ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْجُوا أَنْفُسَكُمْ أَنْ تَخِيفُوا فُتُونَنَا﴾
عَصَبُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ قَدْ يَكْسِبُونَ
الْأَلْبَسَةَ كَمَا يَكْسِبُ الْكُفَّارُ مِنَ الْأَخْبِثِ الْقَبُولِ اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو نہ ڈرو کہ ہم تم کو ڈرانا چاہیں۔ اللہ نے تم پر جو کچھ چاہا

کفار قبروں والوں سے اُس نور ملیجے ہیں

باقی رہا کہ اہل قبر کا قیام نماز تو وہ بھی حدیث پاک سے ثابت ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَسَائِي ۱۲۴۲ قَالَ أَتَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِي فِي عَالِي مَوْسَى عَلَيْهِ
 السَّلَامُ عِنْدَ الْكَثِيفِ الْأَحْمَرِ وَهُوَ تَابِعٌ يُصَلِّي فِي ثُبُرِهِ -

انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں
 ایک رات سیر کیا گیا۔ تو میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ ایک سرخ ٹیلے کے قریب
 اس حال میں کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ بعد از وصال
 بھی وہ نماز کو تمام رکھتے ہیں تو جو اپنے رب کے اعمال صالح کرنے میں غافل نہیں تو وہ اپنی
 ولایت میں غافل کیے ہو سکتے ہیں۔ اور جب اہل قبر ولی کی ولایت بدستور ہے۔ تو
 اُس کی ادا وہی اللہ کے فرمان کے مطابق بدستور ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کوئی شخصیں دنیا میں
 رہنے والوں کے لئے فرما دیتا۔ جب اُس نے کوئی شخصیں نہیں فرمائی تو تم شخصیں کون ہو۔
 باقی رہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی کئی امامیہ صحیحہ سے ثبوت ملتا ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ
۲۱ بخاری شریف ۱۸۳۱ ترمذی شریف ۱۲۴۱ أَمَّا لَكَ أَشَدُّ
 حَدَّثَنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ
 إِذَا وَضَعَ فِي ثُبُرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ أَشَدَّ لَيْسَتْ لَهُ قِرَاعٌ لِعَالِيهِمْ
 أَتَاكَ مَلِكٌ فَيَقْعِدُ أَيْسَرُ فَيَقُولَانِ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ
 لِمَحَبَّتِ نَسَائِي ۱۲۴۲ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ وَرَسُولَهُ فَيَقُولَانِ
 نَسَائِي ۱۲۴۲ فَيَقُولُ الْعَبْدُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ لِمَحَبَّتِ
 لوگوں کو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اُس کے

دوست اُس سے منہ پھیرتے ہیں تو اُن کے جوہر کی آواز وہ صاحبِ قبر سناتا ہے۔ اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں تو اُس کو بٹھاتے ہیں تو اُسے کہتے ہیں کہ اس شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو کیا کہتا تھا۔ تو مومن کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں، آگے ترمذی شریف میں یوں ارشاد ہے کہ اُس کو دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ تُو دُہن کی ٹینڈ سو جا،

اس حدیثِ پاک سے ثابت ہوا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک کو پہچاننے والا آپ کی امداد سے قبر میں بھی پناہ گزین رہتا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ شیطان کے امداد کرنے پر تم ایمان لے آؤ۔ اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اور ادیانِ کرام کے متعلق اللہ تعالیٰ امداد کا ارشاد فرماوے تو فوراً انکار کر دو۔

”وہابی“ کیا شیطان بھی غائبانہ امداد کر سکتا ہے؟

”محمد عمر“ عن رسول اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ اَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ۚ
اعراف ۲۸ { اربے شک ہم نے بنیائے شیطانوں کو بے ایمانوں کی واسطے

مددگار، کیا تمام جن و انس کو شیطان ایک ہی وقت میں بہکا سکتا ہے؟ اور بے ایمانوں کی امداد کر سکتا ہے؟ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین امداد نہیں کر سکتے۔ یہ تمہارا انصاف اہواز دیتا ہے؟ جاو کے نفع نقصان کے نرم قائل ہو جاؤ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں۔ سُنئے :-

فَيَعْلَمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بَيْنَ الْمَرْعُوفِ وَنَجْوَاهُ
۱۱۱ بقرہ ۱۱۱ اے مَآہُہُمْ بِصَارَتِهِ بَيْنَ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَتَرٰ كَيْفَ

تھے وہ لوگ اُن دونوں فرشتوں سے جس کے ساتھ وہ مرد اور عورت کی جدائی کر دیتے تھے۔ اور

وہ کسی کو نقصان دینے والے نہیں۔ مگر اللہ کے اذن کے ساتھ

باد و کافضان تو اللہ کے اذن کے ساتھ تسلیم ہے۔ لیکن تم کو انبیاء علیہم السلام اور
ادیار کرام کے نقصان کی طاقت انکار اللہ کی دی ہوئی ہے اُس سے انکار ہے۔

عن عبد بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال
۸ مستدک ۲۱۶

اَدَمُ الْخَطِيئَةُ قَالَ يَا رَبِّ اَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لِمَا عَفَرْتَ لِي فَقَالَ
اللَّهُ يَا آدَمُ وَكَيْفَ عَزَمْتَ مُحَمَّدًا اَوْ لِمَا اَخْلَقْتَ قَالَ يَا رَبِّ لِمَا
لَمَّا اَخْلَقْتَنِي بِبَيْدِكَ وَلَعَنْتَ فِي مِثْرِي وَجَعَلْتَ رَأْسِي فَرْدِي
مَنْ تَوَاسِعَ عَرْشِ مَكْرُوبًا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَهَلُمْتُ
أَتَكَ لِمَا تَضِيعُ إِلَى اسْمِكَ إِلَّا أَحَبَّ الْخَلْقِ إِلَيْكَ فَقَالَ اللَّهُ صَدَقْتَ
يَا آدَمُ إِنَّهُ لَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَيَّ اذْهَبْ بِحَقِّهِ نَفْسُ عَفَرْتُ لَكَ وَكُلَا
مُحَمَّدًا مَا اَخْلَقْتُكَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادُ دَعْرَجَ عَطَابُ بْنُ سَعْدٍ

ہے فرمایا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب آدم علیہ السلام سے
خطا ہوئی تو انہوں نے اقرار کیا اے رب میرے میں وہاں کرتا ہوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
طفیل۔ تاکہ تو مجھے بخشنے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم علیہ السلام، تو محمد علیہ الصلوۃ
لو کیجے ہانتا ہے۔ حالانکہ میں نے ابی اُس کو پیدا نہیں کیا۔ عرض کیا اے میرے رب جب
تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور مجھ میں اپنا روح پھونکا تو میں نے سراٹھایا عرش کی
چوکھٹ پر کھانا لالا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دیکھا۔ اس سبب سے میں باننا برل۔ تو میں
نے سوچا کیا کہ تو نے یا اللہ اپنے نام کی عزت دیے نسبت نہیں کی مگر تیری تمام مخلوق کا تجھے زیادہ
محبوب ہو گا۔ تو اللہ نے فرمایا تو نے سچ آبا سے اے آدم علیہ السلام بے شک میرے نزدیک
وہ تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے اُس کی طفیل مجھ سے دیا تاکہ میں نے تجھے بخشا۔ اور اگر

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا اس حدیث کی منہیں درست ہیں،
 فرمائیے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آدم علیہ السلام کی غائبانہ امداد فرمائی یا نہ
 بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے وسیلے کا آدم علیہ السلام کو ارشاد فرمایا۔ اگر بقول تمہارے شرک
 تھا تو کیا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو شرک کا سبب دیا۔ معلوم ہو کہ اپنے پیاروں کے
 رسل سے اللہ تعالیٰ دعا بلدی منظور فرماتے ہیں۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَنِيفٍ إِنَّ سَجْدًا
 قَرِيبَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ
 دَعَاكَ أَدْعُو أَبِي يَزِيدُ اللَّهُ مُلْكُكَ

۹۔ مستدرک ۱/۲۶ و ۲/۳۱

ابن ماجہ ص ۱۰۱

ترمذی شریف ۲/۱۹

لَجَرِي فَقَالَ لَهُ قُلْ أَلْعَمْرَأَتِي أَتَاكَ لَكَ وَاتَّجَعْتُ إِلَيْكَ بِبَيْتِكَ نَبِي
 الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى مَا بِي أَنَّهُمْ شَفَعُوا فِي
 وَ شَفَعْتَنِي فِي نَفْسِي قَدْ عَاطَيْتُكَ الدَّعَاءَ فَقَامَ وَقَدْ أَبْصَرَ فِي الْمُسْتَدْرِكِ
 إِنِّي أَتَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى مَا بِي فِي سَاجِدِي هَذَا فَتَقَضَّيْتُمَا فِي رِثْمَانِ بْنِ حَنِيفٍ
 روایت ہے کہ ایک ناہینا آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض
 کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسی دعا سکھائیے کہ میں وہ دعا مانگوں تو اللہ میری گنہگار
 کو عینا کروے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تو کہہ اے اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے تیرے نبی
 کی امداد کے ساتھ تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ جو نبی مجھ سے رحمت ہیں۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں
 بے شک متوجہ ہوتا ہوں آپ کی امداد کے ساتھ اپنے رب کی طرف۔ اے اللہ تو میرا دعا فرما
 آپ کو مجھ میں اور میرے نفس میں۔ تو اس ناہینے نے یہ دعا کی پھر کھڑا ہوا تو اچانک ہنسا ہوا اور
 مستدرک کے الفاظ ہیں کہ میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امداد کے ساتھ آپ کے رب

کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اس حاجت میں تو اس کو میرے لئے پوری فرما
اس حدیث پاک سے کئی مسائل متنازعہ فیہ ثابت ہوئے (۱) مشکل کشائی کے لئے دہلی
رسالت میں حاضر ہونا سنت ثابت ہوا (۲) اللہ کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا
سفارشی پیش کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ کو آپ کی سفارش کا جتنا (۳) مشکل کشائی کے وقت آپ
کے اسم پاک ذاتی کو یا محمد کہہ کر پکارنا تاکہ آپ کی سفارش ذاتی مشکل کشائی کا باعث بنے
(۴) اس پکار کو اللہ تعالیٰ کا منظور فرمانا ثابت ہوا۔

۱۰۔ **معجم صغیر للطبرانی** ۱۳۰ میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عثمان
ابن عفیف نے کسی دوسرے آدمی کو یہ دعا
فرمائی تو اس کی آنکھیں درست ہو گئیں اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ عثمان بن
عفیف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے آپ کو متصرف فی الامور سمجھ کر غائبانہ پکارتے
تھے۔ اسی تعلیم کو آگے جاری فرمایا

۱۱۔ خصائص کے باب ۲۶۰ عَنْ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَىَّ عَلَىَّ صَلَوةٍ
وَاحِدَةٍ قَضَيْتُ لَهُ مَا شَاءَ حَاجَتِهِ وَحَضَرْتُ فَإِنَّهُ رَافِعٌ رَوَيْتُ عَنْ
فَرَّارِ بْنِ رَسولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَوةً
سَوَّاهُ بَيْنِي وَبَيْنَ النَّاسِ

۱۲۔ **کنز العمال** ۴۴۲ أَوَّلُ الَّذِي تَفُتِّي بِسَيِّدٍ إِنَّ رَحْمَتِي لَمَوْصُولَةٌ
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ دینی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خبردار کیا حال ہو گا ان قریب
کا ہو گا ان کو میرا رحم نفع نہیں پہنچا تا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان
ہے۔ بے شک میرا رحم ضرور پہنچنے والا ہے دنیا و آخرت میں۔

۱۳۔ ادب المفرد للبخاری ص ۱۹۳ شرح شفا علی قاری ص ۲

شرح شفا نقیجی، ۲۶۴ کتاب الافکار للنووی ص ۱۲۵ اَبُو لَعَبِيدٍ

قَالَ حَدَّثَنَا سَفِيَّانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ
قَالَ حَدَّثَنِي رَجُلٌ ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ اذْكُرْ اَحَبَّ النَّاسِ
إِلَيْكَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَا وَفَنَا رُوِيَ اَنَّهُ وَقَعَ مِثْلُهُ لِابْنِ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَا دَعَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ رَوَايَتَهُ
كَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ كَإِبْرَاهِيمَ بْنِ هُرَيْرٍ اَمْ كَيْفَ اَدْمَى نَعْمَ اَسْأَلُكَ اَنْ تَقَالَ لِي
يَا دُرُّ اَمْ كَيْفَ اَدْمَى نَعْمَ اَسْأَلُكَ اَنْ تَقَالَ لِي اَمْ كَيْفَ اَدْمَى نَعْمَ اَسْأَلُكَ اَنْ تَقَالَ لِي
اَوْ اِنْ عَبَّاسٌ سَمِعَ مِنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَوَايَتَهُ اَمْ كَيْفَ اَدْمَى نَعْمَ اَسْأَلُكَ اَنْ تَقَالَ لِي
اَوْ اِنْ عَبَّاسٌ سَمِعَ مِنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَوَايَتَهُ اَمْ كَيْفَ اَدْمَى نَعْمَ اَسْأَلُكَ اَنْ تَقَالَ لِي

اس حدیث پاک سے دو مسئلے ثابت ہوئے (۱) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنه کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وقتِ مصیبت یا محمدا وبعثی متصرف فی الامور سمجھ کر
غائبانہ اپنی حاجت میں پکارنا (۲) یا حرفِ ندا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھنا
یہ سب صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا عقیدہ اور عمل اور فتوے بر خیر القرون سے ہے

وَاَنَّا بَيْنَ اَظْهَرُ كُنْزِ اللَّهِ كَا فَيَكُونُ رِسْوَلُهُ
کنز العمال ۱۹۶

قرب قیامت جب دجال کا ظہور ہوگا تو اس کو شیاطین
ثابت قدم رکھیں گے اور میں تنہا اپسٹیبان ہوں گا تو اللہ اور اس کا سچا رسول تنہا ہے
مے کافی ہوگا۔

تو اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ قرب قیامت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی
امت کی غائبانہ امداد فرمائیں گے یعنی قیامت کا قرب ہوگا دنیا ختم ہونے کو ہوگی لیکن ختم

صلی اللہ علیہ وسلم کی امتداد ختم نہ ہوگی۔ سب کے منقطع ہونے پر ایک اسراءِ زائل ہوگا۔

۱۴۔ تشریح فقہ اکبر ۱۱۳ { فَأَيُّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِالنَّبِيَّةِ
إِنِّي جَمِيعُ الْأَعْمَامِ كَأَشْفِئَ الْغُصَّةِ وَبَنِي

الزَّحْمَةِ (پس تحقیق بنی صلی اللہ علیہ وسلم تمام اُمّتوں کی طرف مصیبتوں کے حل کرنے والے اور رحمت والے بنی منسوب ہیں۔

۵۔ تحفۃ الذاکرین شوکانی ص ۵۵ { عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِذَا الْفُلْتُتُ دَابَّةً أَحَدِكُمْ
يَا كَرُضِ فَلَانَةً فَلْيَبْنِ وَيَأْعْبَادِ اللَّهَ

کتاب الافکار ص ۱

أَحْسِنُوا نَالَ التَّوَدُّى لَبَدَ أَنْ مَرَّ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنْ كِتَابِ ابْنِ
سُنِّي قُلْتُ وَحَكِي إِلَى بَعْضِ مَشِيخِنَا الْكَبَارِ فِي الْعِلْمِ أَنَّهُمَا
إِفْلُتَتْ مَعْنًا بِهَيْمَتِهِ فَحَسَرُوا عَنْهُمَا فَقُلْتُ فَوَقَفْتُ فِي الْحَالِ بِغَيْرِ سَبَبٍ

د ابن مسعود سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم سے کسی کا پر پایہ جنگل میں دوڑ جائے تو پکارے۔ اے اللہ کے بند و روک۔ نووی نے ابن سنی کی کتاب سے اس حدیث کو روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں نے کہا اور میرے بڑے علمی مشائخ نے بھی بیان کیا ہے کہ ہمارے پاس بھی ایک پر پایہ بے قابو ہو گیا تو ہم اس سے عاجز ہو گئے۔ تو میں نے بھی وہی (يَا عِبَادَ اللَّهِ أَحْسِنُوا) کہا تو فوراً بغیر سبب کے رُک گیا،

اس حدیث پاک سے صاف ثابت ہو گیا۔ کہ اولیاء اللہ کو متصرف فی الامور سمجھ کر معاصات کے لئے غائبانہ پکارنا جائز ہے۔ اور اس حدیث کو نقل کرنے والے رہیں وہ یقین مولوی شوکانی ہیں۔ اور علامہ نووی نے بھی اس حدیث پاک کو صحیح تسلیم کرنے ہوئے

اپنے کبار مشائخ کا تبرہ بھی صحیح ثابت فرمایا۔ اور علماء و مشائخ کا عمل بھی ثابت کیا۔ چنانچہ مولوی شوکانی نے غائبانہ استغاثت من عباد اللہ کی دوسری حدیث نقل فرمائی ہے۔

۱۶۔ تَحْفِظُ الذَّاكِرِينَ ۱۵۵ } وَ أَخْرَجَ الْبُزْأَنُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ سَوَى الْمُحْفَظَةِ يَكْتُبُونَ مَا سَفَطَ مِنْ دَمٍ فِي الشَّجَرِ فَإِذَا أَصَابَ أَحَدُكُمْ بِشَيْءٍ بِأَرْضٍ ذَلَاةٍ فَلْيَسْنُدِ أَعْيُنُكُمْ فِي يَأْ عِبَادِ اللَّهِ قَالَ فِي مُجْمَعِ الذَّادِ سِدِّ رِجَالُهُ ثَلَاثٌ وَفِي الْحَدِيثِ ذَلِيلٌ عَلَى جَوْ أَنِ الْأَسْتِغَاثَةِ مِنْ لَا يَدْرَاهُمْ لَا نِسَانَ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَصَالِحِي الْجِنِّ وَلَيْسَ فِي ذَلِكَ بِأَسٍّ كَمَا يُحَوِّنُهُ لِلنَّاسِ أَنَّ لَيْسَتْ عَيْنٌ بِبَنِي آدَمَ إِذَا عَثَرَتْ ذَابَتْهُ إِذَا انْفَلَتَتْ - داود ابن عباسؓ کی حدیث سے بزاز نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محافظین فرشتوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اور فرشتوں کو مقرر کیا ہوا ہے جو کچھ لاپتہ سب زمیں پر گرنے وہ لکھتے ہیں تو جب تمہیں کسی جگہ میں کوئی تکلیف پہنچے تو پکارنا چاہیے۔ اَعْيُنُكُمْ فِي يَأْ عِبَادِ اللَّهِ یعنی اے اللہ کے بندو میری امداد کو پہنچو مجمع الزوائد میں کہا ہے کہ اس کے رجال ثلثات ہیں۔ یعنی اس حدیث کے روات غیر مستند نہیں ہیں اور حدیث میں دلیل ہے استغاثت کے بوازیں جس شخص کو انسان نہ دیکھتا ہو۔ اللہ کے بندوں سے یعنی فرشتوں اور نیک جنوں سے۔ اور اس میں کوئی غوث نہیں ہے۔ جیسا کہ انسان کو جائز ہے کہ نبی آدم سے (غائبانہ) مدد طلب کرے۔ جب اُس کا پر پایہ دوڑ جائے یا بے قابو ہو جائے فرشتے جناب اب تو تمہارے سردار کی صحیح حدیثیں بیان ہو گئیں۔ جن پر تم غیر معتبر ہونے کا فتوے بھی نہیں دے سکتے۔ پھر مولوی شوکانی صاحب نے اپنا عقیدہ بھی بیان کر دیا۔ جو تمہارے لئے بڑی محنت ہے۔

۱۔ قضیۃ النعمان ص ۱۱ { مولد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

يَا مَالِكِي كُنْ طَائِعِي فِي مَنَاقِسِي اِنِّي فَتِيْرٌ فِي الْوُسْرى لِفِيَالِكَ
يَا اَكْرَهَ الشُّكْلَيْنِ يَا كَتْرَ الْوُدَى جِدْ لِي بِجُودِكَ وَارْضَنِي بِرِضَاكَ
اَنَا طَامِعٌ يَا جَعْدِيَّكَ وَكَلْمُ بَيْكُنْ لِيْ فِي حَنِيفَتِهِ فِي الْاَنَامِ سِيَوَاكَ

داسے میرے مالک (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کو مخاطب کر کے، میرے نافرمانی میں
فرمائیے۔ میں تمام مخلوقات میں آپ کے غنی کا محتاج ہوں۔ اے جن دو انسان کے بزرگ تیں
اے مخلوقات کے غرانی اپنی سماد سے کچھ مجھے بھی عطا فرمائیے۔ اور اپنی رضات مجھے
بھی پسند فرمائیے۔ میں آپ کی سماد کا طمع کرنے والا ہوں اور سوائے آپ کے
تمام مخلوقات میں ابوحنیفہ کا کوئی مامی نہیں۔

حنفی کہلانے والا وہ ہے امام ابوحنیفہ کا مذہب اب تم اپنی حقیقت
عقیدہ کی کسوٹی پر پرکھو کہ واقعی تم حنفی ہو یا نہیں۔ اور استمداد من عباد اللہ کا انکار کر کے
حنفی کہلانے کے خدار ہو یا وہابی؟

نذر نیاز اور قبور بزرگان دین پر اچھاڑ چڑھانا

اور مجاوریت کا ثبوت

وہابی بزرگان دین کو نذر و نیاز دینا برا سمجھتے ہیں بلکہ حرام سمجھتے ہیں اور قبول کرنے والوں
کو سناؤ اللہ جگ اور دن کے ڈاکو کہتے ہیں۔

اور اخلاص بزرگان دین کو نذر و نیاز و دیگر سنت اور باعث برکت سمجھتے ہیں اور حرام کہنے والوں کو منکر قرآن کریم و دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہیں اب تم سوچو کہ کون

-۴-

قصہ ۲۰ اَوَلَمْ نُنْكِرْ لَكُمْ حَرَمًا آمِنًا يَخْبِئُ الْيَتِيمَ مَثَرَاتٍ
كُلِّ شَيْءٍ عَرِضٌ فَاقْنِ لَدُنَّا وَبَكِّنْ اَكْثَرًا هُمْ لَا
يَعْلَمُونَ اور کیا نہیں جگہ دی ہم نے ان کو امن والے حرم میں کچے چلے آتے ہیں اسکی
طرف ہرشی کے چل خاص ہماری طرف سے رزق ہے اور لیکن اکثر ان کے بے علم ہیں۔
اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت بیت اللہ کے مجاوروں کو بھی برادریوں کو اپنا احسان
جتا رہا ہے کہ یہ قہار سے پاس برچیلوں کے نذرانے چادروں طرف سے کچے چلے آتے ہیں کوئی
ٹوکی چیلوں کی لارہا ہے کوئی جھولی بھر کر لارہا ہے کوئی گٹھری باندھ کر لارہا ہے ہر ملک سے
چڑھا دے چڑھا رہے ہیں یہ ہماری طرف سے رزق ملال پاک ہے۔

اس آیت کریمہ سے پانچ مسائل کا ثبوت ملا۔

۱۔ بیت اللہ کی کبھی برادری یعنی مجاوری کا ثبوت جس سے مقامات متبرکہ کی مجاوری
بحکم الہی جائز ثابت ہوئی۔ جو اَوَلَمْ نُنْكِرْ لَكُمْ حَرَمًا آمِنًا ثابت ہے۔
۲۔ مقامات متبرکہ کی طرف چیلوں کے نذرانے لے جانا جیسا کہ الیہ کی غیر ثبوت سے
رہی ہے۔

۳۔ مقامات متبرکہ کے چڑھا دے یہ خدائی رزق ملال پاک اور خاص خدائی انعام ہے
جس پر اس کا احسان ہو ملتا ہے۔

۴۔ یہ رزق جو عوام و ہاں لے جاتے ہیں جب وہ دہاں دیا جائے تو رزقنا
مِنَ لَدُنَّا یعنی چہرہ خاص خدائی رزق ہونے کی وجہ سے تبرک بن جاتا ہے تو اگر مجاوری
اس کو تقسیم کر دیں تو تبرک کا پاک سمجھ کر لیا جاوے تو ثواب ہے تو ایک تو وہ رزقنا مِّنَ لَدُنَّا

ہونے کی وجہ سے اور دوسری وجہ آگے حدیث شریف میں انشاء اللہ ذکر ہوگی۔

۵۔ اگر مجاہدین بے علم بھی ہوں تو رب العزت، ان کے بے علم ہونے کی وجہ سے ان کے تدرائے میں فرق نہیں لاتا۔ البتہ ان کو بے عمل نہ ہونا چاہیے کیونکہ بے عمل لائق مجاہدۃ نہیں۔

۶۔ تم نے مولوی صاحب عجیب دلیل نکالی بیت اللہ کی مجاہدیت سے قبور ولایتی کی مجاہدیت کا استدلال سے لیا وہ قبر ہے نہ بیت اللہ ہے کچھ تو خیال کرو اگر یہ مجاہدیت جائز ہوتی تو صحابہ کرام بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذکر کرنے کیسی بناوٹی باتیں گھڑتے۔

۷۔ بیت اللہ تو اوجھل وغیرہ نے بھی تعمیر کیا پھر اب اسیم علیہ السلام کی یا محمد علیہ السلام کی ابتدائی بنیاد سمجھو گے اور اس کے حرم خاص مکان میں انبیاء علیہم السلام کی قبریں بھی ہیں جن کا ثبوت بوضوح موجود ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ الیہ کی حمیت اللہ کی طرف راجع ہے جس سے ثابت ہوا کہ تدریجاً لوگ لگاتے کعبہ کے لئے تھے لیکن کھاتے مجاہدین تھے اور مجاہدیت کا ثبوت قرآن کریم میں لَوْ يُجَادِدُوكُمْ فَقَاتِلْ سے ثابت ہے کہ ان منافقوں کو خدا آپ کی مجاہدیت نصیب نہ کرے گا اور تیسری عمر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روزنہ اطہر کی گہنی برداری اور مجاہدیت کا کام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود سر انجام دیا ہے جیسے۔

مشکوٰۃ شریف ۱۴۹
عمر بن عبد بن صالح ابن ابی خالد ایک خبر فی عمرو بن عثمان بن مای عن القاسم قال قُتِلْتُ عَلَى عَالِشَةَ فَقُلْتُ يَا أُمَّةَ الْكَفْرِ بِي عَنْ قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صَاحِبِهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فَكَشَفْتُ لِي عَنْ ثَلَاثَةِ قُبُورٍ -

محبوبِ الہی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت اندسہ میں حاضر ہوا تو عرض کیا اے جان (میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہر کی زیارت کا طلبگار ہوں) میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے اور صاحبین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اچھاڑ اٹھائیے تو اپنے میرے لئے تین قبروں سے اچھاڑ کر بیٹھیا۔

اس سے تین مسائل ثابت ہوئے (۱) قبر کی زیارت کے لئے جائز اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا روضہ اطہر کی کنجی برداری کرنا اور نہ آپ سیدھے روضہ اطہر پر پہنچ جاتے (قبر پر اچھاڑ کا ہرگز ثابت ہوا۔

قبر پر اچھاڑ چڑھانے کی ایک اور دلیل عرض کروں۔

المغرب ۲۷۴ { (نی حدیث) فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سبھی قبرھا بشوئ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر کو اچھاڑ کپڑے کا چڑھا گیا۔

نویۃ ۱۱۳ { خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

ان کے مالوں سے نذرانہ قبول فرمائیے ان کے ظاہر کو بھی پاک کیجیے اور اس کے ساتھ ان کے باطن کا تزکیہ نفس بھی فرمائیے (اور نذرانہ قبول فرما کر بعد ازاں) ان کے لئے دعا خیر بھی فرمائیے آپ کا دعا فرمانا ان کے لئے تسلی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا دعا دہ کے لئے والا ہے اور دونوں کے بھیدوں کو مٹانے والا ہے۔

اس آیت کریمہ سے تین مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ پیر و پیغمبر و برگزین دین کا معتقدین سے نذرانہ قبول کرنا۔

۲۔ مستحقین کے ظاہر و باطن کی اصلاح کرنا۔

۳۔ بعد از قبولِ نذرانہ ان کے لئے دعا کرنا۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا

اور جو شخص اللہ سے متقی ہے اس کے لئے اللہ دنیاوی مشکلات سے نکلنے کا آسان طریقہ بنا دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق بھیجتا ہے جو کسی کے گمان میں نہیں اور جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے تو وہی اس کے لئے کافی ہے بے شک اللہ تعالیٰ اپنے حکم کو کر گزرنے والا ہے ضرور اللہ نے ہر شئی کے لئے اندازہ بنایا ہے۔

ثابت ہوا کہ متیقن چونکہ محض خداوند کے توکل پر ہی آسرا رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے تمام دنیاوی مشکلات کو بھی خود بخود آسان فرماتے ہیں اور ایسے مقامات سے ان کو اللہ تعالیٰ رزق بھیجتا ہے کہ کسی کے گمان میں بھی نہیں آتا کہ کہاں سے آیا اور کتنا آیا اور کس وقت آیا خرچ نہ کہ بدستور جاری رہتا ہے اور یہ ان کا کام نہیں بلکہ رب العزت فرماتے ہیں کہ یہ اللہ کا کام ہے کیونکہ وہ اللہ کے کام لگے رہتے ہیں ان کے کام کو خداوند اپنے حکم سے ہی کر گزرتے ہیں اور ہر شئی کا اللہ نے اندازہ مقرر کیا ہوا ہے جتنا کسی بزرگ متقی ولی اللہ کا خرچ ہوتا ہے وہ با فراغت اس کو ارسال کرتا ہی رہتا ہے (حاصل طبعی تو ملیں اس کو کیا اور اس کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے)

مولود کے ساتھ نذرانہ پیش کرنا

مسلم شریف ۲۰۶۱ | قَوْلَ دَتُ غَلَامًا فَقَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ أَجْمَلُهُ

حَتَّى تَأْتِي بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَعَثَتْ مَعَهُ بَنَاتٍ فَأَخَذَهُ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَمَحَهُ شَيْءٌ فَأَكُوَا لَعَمْرُكَاتٍ فَلَخَذَهَا
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گھر بچہ پیدا ہوا تو مجھے ابو طلحہ نے کہا اسے اٹھا لے
سختی کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئی اور بچے کے ساتھ اس نے کھجوریں بھی
تو بچے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لے لیا پھر فرمایا کیا اس کے ساتھ کوئی شے ہے انہوں
نے عرض کیا کہ جی ہاں کھجوریں ہیں تو ان کھجوروں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لے لیا۔
پھر اگے مذکور ہے کہ ان کھجوروں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فراسی کھجور چبا کر
بچے کے منہ میں ڈالی اور اس کا نام عبد اللہ رکھا۔ یہ بچہ عبد اللہ بن ابی طلحہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کی دعا سے ہی پیدا ہوا تھا ماقبل مذکور ہے آپ نے فرمایا تھا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا
فَوَلَدَتْ اَبْنُکَ آپ نے دعا فرمائی تو بچہ پیدا ہوا اس حدیث پاک سے سائنات مسائل ثابت ہوئے۔

- ۱۔ پر پیغمبر اولیا ساللہ کی دعا سے خداوند کا بچہ عطا کرنا۔
- ۲۔ جو بچہ بزرگوں کی دعا سے پیدا ہو اس کو ان کے پاس چھینا۔
- ۳۔ بچے کے ساتھ میوہ جات کا نذرانہ بھیجا۔
- ۴۔ بچے کو بابرکت بنانے کے واسطے اہل اللہ کا بچے کو گود میں اٹھانا۔
- ۵۔ بچے کو اہل اللہ کا خود گھسی دینا۔
- ۶۔ اہل اللہ کا خوشی سے نذرانہ طلب کرنا اور قبول فرمانا۔
- ۷۔ اہل اللہ کا بچے کے لئے نام تجویز فرمانا۔

پیر بزرگوں پر پیغمبروں کو پہلا چل نذرانہ کرنا پھر خود کھانا۔

مسلم شریف ۴۴۲
ابن ماجہ ۲۴۷
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّه قَالَ كَانَ النَّاسُ إِذَا سَأَلُوا أَقْلَ الْخَمْرِ جَاءُوا بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا أَخَذَهُ سَأَلَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَا شَرِيْدٌ عَوَّاصُ خَدَّيْهِ لِيُدِيْلَهُ فَيُعْطِيْهِ
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ جب پہلا چل دیکھتے تو اس کو دربار رسالت میں نذرانہ پیش کرتے تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلوں گا نذرانہ قبول فرماتے دعا فرماتے اے اللہ ہمارے چلوں میں برکت فرما۔ ہمارے مہینے میں برکت فرما اے اللہ ہمارے صاع میں برکت فرما اور ہمارے مدینے میں برکت فرما۔
رجب دعا کو ختم فرماتے، پھر چوٹے بچوں کو بلا تے کہ وہ نذرانہ ان کو تقسیم فرما دیتے آگے امام زوی نے لکھا ہے قَالَ اَلْعُلَمَاءُ كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ رَغْبَةً فِيْ دَعَائِهِ لِلشَّيْخِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَالصَّاعِ وَالْمَدِيْنَةِ اَمْلَكْنَا لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاسْتِدْجَائِهَا لِمَا يَخْلُقُ بِهَا مِنَ الذَّكْوَةِ وَغَيْرِهَا وَتَوْجِيْهِهَا لِلْخَارِجِيْنَ
اس حدیث پاک سے تین مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ پہلا چل باغات سے پیروں پیغمبروں بزرگوں کو چلوں میں برکت کے واسطے

نذرانہ بھیجنا۔

۲۔ چیلوں کو سامنے رکھ کر اہل اللہ کا دعا کرنا یا قرآن پڑھنا

۳۔ پھر قبول کنندہ کا خاص طور پر معصوم بچوں میں اس کو تقسیم کرنا۔

اس کے آگے دوسری حدیث ہے اس میں اخیر حدیث پاک کا یہ جملہ ہے۔

كَرَّ يُعْطِيهِ أَصْغَرَ مَنْ يُحْضِرُهُ مِنَ الْوِلْدَانِ پھر آپ اس نذرانے کو
حاضرین سے جو سب سے چھوٹے بچے ہوتے ان کو تقسیم فرماتے۔

”بچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تبرک لے کر ضرور خوش ہوتے ہونگے،“ اور شیخ

معجم صغیر ۱۴۳ { عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
إِذَا أَتَى بِالْبَاكُو مَاءٍ مِنَ الثَّمَرَةِ قَبْلَهَا

وَجَعَلَهَا عَلَى عَيْنَيْهِ ثُمَّ أَعْطَاهَا أَصْغَرَ مَنْ يُحْضِرُهُ مِنَ الْوِلْدَانِ
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تبرک نبی صلی اللہ علیہ

وسلم کو جب پہلے چل کا نذرانہ پیش کیا جاتا تو آپ اس کو قبول فرماتے اور اس کو اپنے
سامنے رکھ کر جو آپ کے پاس چھوٹے بچے حاضر ہوتے تقسیم فرما دیتے۔

کیوں جناب وہابی صاحب نذرانے حرام ہیں یا سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
تبرک کرو اور بزرگان دین کو پہلے چل کا نذرانہ دیا کرو تاکہ برکت حاصل ہو جائے۔

بزرگوں کو نذرانہ پیش کرنا اور ان پر ان کا دعا

پڑھنا اور تبرک اس کو باقی طعام میں ملانا

ترمذی شریف ۲۳۲ { عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى

اللہ علیہ وسلم تَمَرَاتٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ادْعُ اللَّهَ فِيهِنَّ يَا بُرْكَهٖ لَصَمَّهِنَّ ثُمَّ دَعَا بِي فَيَهِنَ يَا بُرْكَهٖ فَقَالَ
لِي خُذْهُنَّ فَاجْعَلْهُنَّ فِي مِزْوَكَ هَذَا أَوْ فِي هَذَا الْمِزْوَكِ
كُلَّمَا أَمَرْتُ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا فَادْخِلْ يَدَكَ فِيهِ فَخُذْهُ
وَلَا تُثَبِّرْهُ نَشَلْ فَقَدْ حَلَّتْ مِنْ ذَلِكَ التَّمَرُكَدَاؤُكَ أَمِنْ وَشَقِ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَكُنَّا نَأْكُلُ مِنْهُ وَلَطِيعٌ وَكَانَ لَذِيْفًا سَرَقَ
حَقِيرِي حَتَّى كَانَ يَوْمَ قِتْلِ عُمَانَ فَأَبَتْهُ أَنْ يَقْطَعَ هَذَا أَحَدِيْثٌ حَسَنٌ
عَرِيْبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ فَتَدْرِي هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا
الْوَجْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ -

ابن ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا آپ نے کہ میں نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس کھجوریں لایا پھر میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ
سے دعا فرمائیے کہ ان میں برکت کرے تو آپ نے ان تمام کو بیچ کیا پھر ان میں برکت کے
لئے دعا فرمائی تو آپ نے مجھے فرمایا ان کو اٹھائے اور ان کو اپنے اس توشہ دان میں ڈال دے
جب تو اس سے کچھ لینے کا ارادہ کرے تو اپنے ہاتھ کو اس میں ڈال پھر اس کو رے سے اڑے
اس توشہ دان کو بکھیرنا نہیں تو میں نے اس کھجور سے نبیل اللہ کی ادنیٰ کے لئے
لے لئے اور ہم اس سے کھاتے بھی اور کھلاتے بھی تھے اور میرا اصل وغیرہ ختم نہیں ہوتا تھا
سستی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن ختم ہوا۔
اس حدیث سے تین امور کا سمجھنا ضروری ہے۔

۱۔ بزرگوں کے دربار میں تذرانے بنانا۔

۲۔ جب وہ اس میں کچھ پڑھ دیتے ہیں تو تبرک بن جاتا ہے۔

۳۔ اس کو تبرک باقی اشیاء میں ملایا جائے تو برکت سوتی ہے بدست نہیں شرک

نہیں حرام نہیں۔

کیوں جناب وہابی صاحب ہم اگر ختم پڑھے ہوئے بخور سے کھانے کو تبرکاً باقی نہ کر
کھانے میں ملائیں تو تم سب پر ہو اب بتاؤ اب تو ایسے کرنا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وسلم کی سنت ثابت ہو گیا۔ امید ہے کہ اب تم بھی ایسے سنت سمجھ کر عمل کرو گے۔

ختم طعام پر پڑھنا اور بعد میں کھانا

اور سنئے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب
شاوی کی توڑ لیے کے کھانے پر اپنے غرض ختم پڑھا۔

عن انس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال
مستدرک ۲ { مَا تَذَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبُ
بَعَثَتْ أَهْلَهُمْ حَيْسًا مِّنْ تَوْرٍ مِّنْ حَجَّاءٍ قَالِ النَّسُّ فَقَالَ لِي النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبْ فَادْعِ مَنْ لَقِيتَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَلَهَبَتْ
فَعَاثَرْتُ أَحَدًا إِلَّا دَعَوْتُهُ قَالَ وَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَدَهُ فِي الطَّعَامِ وَدَعَا إِلَيْهِ وَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ قَالَ فَبَحَلُوا أَيَّا كُلُّونَ
وَيَخْرُجُونَ -

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جب نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا ام سلیم رضی اللہ
تعالیٰ عنہا نے پتھر کا ایک پیالہ میٹھے دیے سے بھر کر بھیجا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
عنه نے فرمایا کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا تجھے جو مسلمانوں سے ملے بلا لا تو میں
نے کوئی نہ چھوڑا جس کو دیکھو بلا لیا فرمایا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ

جب ہم جمعہ کی نماز سے فارغ ہوتے تو ہم اس عورت پر السلام علیکم جا کہتے تو اس ظالم کو وہ ہمارے سامنے قریب کر دیتی تو ہم اس کو چاٹتے اور ہر جمعہ کے دن ہم اس کھانے کے متمنی ہوتے۔

اس سے تین مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ مقررہ دن میں نیاز پکانا۔

۲۔ برکت والے دن کا فقر کرنا۔

۳۔ نیاز کھانے والے کا نیاز کا متمنی ہونا۔

”بزرگوں کے لئے“ نذر و نیاز پیش کرنے کے قائل تو ہم ہر جائیں لیکن بعض پیرا بیہ ظالم ہوتے ہیں مرید خواہ کیسا بھی تنگ پر وہ اپنی غفلت سے درگزر نہیں کرتے۔

”محمد عمر“ جو بزرگانِ دین ہیں اور رہنمایانِ طریقت ہیں وہ کسی سے مانگنے نہیں جاتے، رعایانِ رہنمائی اسلام خواہ لاکھوں روپے پندرہ مانگ مانگ کر کھا جائیں تو نہتہم نہیں مگر پیشوایانِ حقیقت کو بغیر طلب اگر کوئی برضائے خود نذر مالہ اجر و مال پیش کر دے تو تم ان کو مطعون بناتے ہو کچھ خدا کا خوف کرو اور اگر کوئی معتقد پیشوا کو تنگی کی حالت میں بھی نذرانہ مرشد حق کی خوشنودی کے لئے ادا کرے تو وہ بھی مالکِ کل کو ہی راضی کرنا ہے۔

تنگی کی حالت میں کس کے پیشوایانِ حق کو راضی رکھنا

بخاری شریف ۱/۵۳۵ { عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِعَتْ إِلَيْهِ لِسْنَاهُ

فَقُلْنَا مَا مَعَنَا إِلَّا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَصْنَعُ
 أَوْ يَصْنَعُ هَذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِنَّا قَدْ أَطْلَقَ بِهِ إِلَى امْرَأَتِهِ
 فَقَالَ أَكْبَرُ مِي صَيْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ مَعَنَا إِلَّا
 قُوَّةٌ صَبِيحَانِ فَقَالَ هَبْنِي لَهَا مَلِكٌ وَاصْبِي مَرَأَجَكَ وَتَوَمَّي صَبِيَانِكَ إِذَا
 أَمَّا أَدُوْا عِشَاءً فَهَيَّا لِي طَعَامَهَا وَاصْبَحْتَ سِرَاجَهَا وَتَوَمَّتْ صَبِيَانَهَا
 ثُمَّ قَامَتْ كَاتِبًا تَصْلَحُ سِرَاجَهَا قَدْ طَفَأَتْهُ فَجَنَلَا يَتَرِيَانِيهِ أَتَاهُمَا يَأْكُلَانِ
 مَبَاتًا طَارِئِينَ فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَقَالَ صَبَحَكَ اللَّهُ الْبَلِيلَةَ أَوْعَجَبْتُ مِنْ فَعَالِكَا فَتَزَلَّ اللَّهُ وَيُؤْثِرُونَ عَلَى
 الْفُسْرِيَّةِ بَلَدٌ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يَتَوَقَّى شَيْءٌ لَفْسِيمٌ قَدْ ذَلِكْ هَهُ
 الْمُتَعَلِّقُونَ - ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مصطفیٰ صلوات اللہ علیہ
 وسلم کے دربار شریف میں حاضر ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ازواج مطہرات کی طرف
 بھیجا تو انہوں نے فرمایا کہ سوائے پانی کے اور ہمارے پاس کچھ نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا شخص ہے جو اس شخص کو اپنا مہمان بنائے تو ابطلہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ نے عرض کیا حضور میں حاضر ہوں تو وہ اس مامور کو اپنی عورت کے پاس لے گئے پھر انہوں
 نے اپنی بیوی کو کہا کہ جی صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کی اچھی مہمان نوازی کرنا تو اسی کی بیوی مہمان
 نے عرض کی کہ جناب کہ ہمارے پاس سوائے چھوٹے بچوں کی غذا کے اور کچھ نہیں
 تو ابطلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کھانا تیار کرو اور دیے کو روشن کرو اور بچوں
 کو (جھوٹے) سلاؤ جب انہوں نے عشا کا ارادہ کیا تو آپ کی بیوی نے کھانا تیار کر دیا اور چراغ
 روشن کیا اور بچوں کو سلا دیا پھر کھڑی ہو گئیں گریا کہ وہ چراغ کو درست کر رہی ہیں تو اسکو بجا دیا تو
 دونوں ایک دوسرے کو کھاتے ہوئے معلوم کر رہے ہیں درویش خبری کو کھانا کھلایا، اور وہ
 دو بیوی ناز و نہج کے رات سو رہے جب صبح ہوئی تو دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر

ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رات کو تمہاری اس کارروائی سے بڑا خوش ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی **وَيُؤْتِيكَ عَلَىٰ نَفْسِكَ حَسْبُكَ** کائنات پر خالصتہً **وَمَنْ يُؤْتِ شَيْءًا لَّفِيهِ فَاوْلُكُنتَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ** اور اپنی جانوں پر ان کو مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان کو تنگی ہو اور جو شخص اپنے نفس کی بجلی سے بچ گیا تو وہی ہیں وہ بچنے والے۔

اس حدیث پاک سے چند مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ رہبر کے حکم کے سامنے تسلیمِ خم کرنا خواہ کیسا بھی معذور ہو اپنی اور اپنے اہل و عیال کی رضا سے رضا مرشد کو مقدم رکھنا۔

۲۔ پیشوا کا جہان فرازی ارشاد فرمانا تو باوجود تنگدستی کے ان کے حکم و ارشاد کی تعمیل کرنا خواہ خود اور اپنے اہل و عیال کو بھوکا سلاے اور اس حالت میں بھی مختصر عرصہ ہونا بلکہ خوش ہونا۔

۳۔ مرشد کی رضا سے موجب استیغاثہ کریمہ خداوند کریم کو راضی ہونا۔

۴۔ خداوند کا غیب میں راضی ہونا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند کے غیبی رضا کا علم ہونا۔

۵۔ صاحبِ ارشاد کے واسطے مالی قربانی کرنا۔

جب مرید کا تعلق مرشد سے اس سنت کے مطابق ہو جائے تو ہر قسم کی تنگدستی کا نزول ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم **مُسْتَدْرِكُ ۱/۶۲** { مَنِ اتَّبَعَ كَلِمَتِي هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبَخَارِيِّ وَلَمْ يَخْرُجْ }
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اکابرین کی صحبت میں برکت ہے۔

جائی ہم تو غر شال ہوں یا تکمال اہل اللہ کی معیت اور ان کی غلامی اور ان کی رضا کے خواہاں ہیں اور اس عمل کو رضا الہی سمجھتے ہیں اور یہی سبق ہمیں قرآن کریم اور حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوا ہے ان کے علاوہ سب گمراہی ہے۔

”وہابی“ پیری مریدی محض کھانے کا ڈھنگ بنا ہوا ہے مرید بنایا اللہ پیسے ڈھنگ سے۔

”محمد گھر“ فقیر نے پہلے قرآن و حدیث سے توضاحت اس کو بیان کر دیا ہے۔ لیکن اب تہار سے اس اعتراض کو بھی روکتا ہوں کہ آیا بوقت بیعت مرید اپنے پیشوا کو کچھ نذر و نیاز پیش کر سکتا ہے یا نہیں۔

بوقت بیعت مرید کا پیر طریقت کو حد یہ پیش کرنا

اور پیر کا قبول فرمانا طمع نفسانی پر محمول نہیں بلکہ سنت ہے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سلسلہ میں داخل ہوئے تو اپنے ہدیہ پیش فرمایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی تبادل فرمایا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی تقسیم فرمایا۔

عن سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَطَعْتُ

تَمْرًا جَدِيدًا كَثْرًا بَطَلَقْتُ حَتَّى أَتَيْتُ بِهِ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ
يَدَيْهِ فَقَالَ مَا هَذَا فَقُلْتُ صَدَقَةٌ

مشدرک ۲/۳

دلائل النبوة ۱/۸۹

فَقَالَ بَلِّغْهُمْ كُلُّوْا وَلَمْ يَأْكُلْ ثُمَّ لَبِثْتُ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَخَذْتُ
مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ اتَّيَعْتُ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ مَا هَذَا فَقُلْتُ

هَدِيَّةٌ فَا كُلْ مِنْهَا وَقَالَ لِيَقْدُمْرِكُلُوا فَقُلْتُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا
اللَّهُ وَ اَنْتَ لَكَ سُؤْلُ اللَّهِ

سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے تازی
کھجوریں توڑیں پھر چلا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو اس کھجور
کو میں نے آپ کے سامنے رکھ دیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے میں نے عرض کیا کہ حضور
صدقہ ہے تو آپ نے قوم کو فرمایا کہ کھاؤ اور آپ نے خود نہ تناول فرمایا۔ پھر میں غننا اللہ نے
پایا مٹھا رہا پھر میں نے اتنی ہی کھجور لی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے
سامنے رکھ دی تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ کیا ہے تو میں نے عرض کی کہ حضور نذرانہ ہے
تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے خود بھی تناول فرمایا اور قوم کو بھی کھانے کی اجازت فرمائی
تو میں نے مالِ زکوٰۃ آپ کو، خود نہ تناول فرمائے دیکھا اور نذرانہ قبول فرمائے اور استقبال
کرتے دیکھ کر ایمان لے آیا، پھر میں نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَ اَنْتَ لَكَ سُؤْلُ
اللَّهُ۔ کیوں زکوٰۃ ملا تو اب بتاؤ طلبا کے نام سے زکوٰۃ مالِ خود مضحک کر جاؤ تو تمہارا سے
لئے مبارک اور اویار اللہ کو اگر خداوند کریم غیبی خزانے سے مریدین و متقیین کو بھیج کر
بلا طلب نذرانے عطا فرماوے تو ان کو حرام کہہ معلوم ہوگا کہ تمہارا یہ عقیدہ حدیث مذکورہ
کے عکس نقیض ہے اور اولیاء اللہ کا اپنے متقیین و مریدین سے بلا طلب نذرانے
قبول فرمانا سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جو سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کو فتویٰ حرام دے وہ خود مشرک ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ۔

وہابی حجرات کی خصوصیت کے منکر ہیں اور حجرات منانے والوں کو منحل کہتے ہیں۔ اور احیاء حجرات کو خاص دن شمار کرتے ہیں۔ اب تم سوچو تم کون ہو۔

فضیلتِ حجرات

۱۔ کنز العمال ۶/۲۶۹ | اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِامَّتِيْ فِيْ بَيْتِكَ سِرِّهَا يَوْمَ
الْحُجَّيْبِ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ میری امت کو بہت عطا کر جو حجرات کے دن میں عبادات میں جلدی کرنے والے ہوں۔

۲۔ کنز العمال ۶/۲۶۹ | اِنَّ اَعْمَالَ بَنِيْ آدَمَ تُعْرَضُ مِنْ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ
وَيَوْمِ الْاَرْبَعِ۔

اسام بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک آدم علیہ السلام کی تمام اولاد کے اعمال پہلے دن اور حجرات کے دن پیش کئے جاتے ہیں۔

۳۔ مسند امام احمد بن حنبل ۶/۲۶۲ | حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِيْ ابْنُ حُدَّادٍ
ابُو عاصمنا نا محمد بن رفاعۃ

عن معمر بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرۃ انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَکْثَرُ مَا يَصُوْرُ الْاِثْنَيْنِ وَالْاَرْبَعِ ثَالِثُ فَقِيْلَ لَهٗ
قَالَ فَقَالَ اِنَّ الْاَعْمَالَ تُعْرَضُ مِنْ كُلِّ اِثْنَيْنٍ وَخَمِيْسٍ اَوْ كُلِّ يَوْمٍ
اِثْنَيْنٍ وَخَمِيْسٍ فَيُغْفَرُ اللّٰهُ بِكُلِّ مُسْلِمٍ۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پیر اور جہرات کو زیادہ روزے رکھنے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ کو اس کے متعلق عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا بے شک پیروار اور جہرات یا ہرون پیروا کے یا ہرون جہرات کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بخش دیتا ہے۔

کیوں جناب اب ترمذی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے ثابت ہو گیا کہ جہرات کی بڑی غصہ صفت اور فضیلت ہے کہ اس میں جہرات زیادہ کتے ہیں اور اپنے گناہوں کی طرف سے بھی مدد و غیرت کرتے ہیں تاکہ جانبین کی بخشش کا باعث بنے۔

حدثنا محمد بن یحییٰ نا ابو عاصم عن محمد

۴۔ ترمذی شریف ۱۶۳

بن مفاعۃ عن سہیل بن ابی صالح عن ابیہ

عن ابی ہریرۃ انک ما سئل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال تعوذ من الاعمال یؤمر الابشیئین والنجس فاجبت ان یعوذ من عملی وانا صائم۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیروار اور جہرات کے دن تمام اعمال (دو بار الہی میں) پیش کئے جاتے ہیں تو میں اس امر کو محبوب سمجھتا ہوں کہ میرے عمل پیش کئے جائیں اس حالت میں کہ روزے دار ہوں۔ یہ بعض تعلیم امت کے واسطے ہے کہ اے مسلمان تو پیروار اور جہرات کو روزہ رکھ تاکہ جب دو بار الہی میں تیرے اعمال پیش ہوں تو تو روزے کی حالت میں ہر تیری بخش ہو جاوے ورنہ آپ کو تو خداوند نے لیغفر لک اللہ ما نقتدر من ذنوبک وما شاکر کا سفید چمک عطا کیا ہوا ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متذکر ہیں اس لئے خود بے گناہ ہیں بلکہ گنہگاروں کو بے گناہ بنانے والے ہیں تو شاید کہیں کہے معاذ اللہ اپنے فلاں گناہ کیا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بفضل ثمن اگر آپ سے کوئی لغزش سرزد بھی ہو جائے تو قبل از فضل میں نے اس کو بخش دیا بلکہ سبقتاً اللہ سبقتاً تمہارے حسنات کے قانون سے وہ لغزش آپ کی نیکی شمار ہوگی تو جب آپ کو

یہ درجہ حاصل ہے۔ ثوابت ہوا کہ آپ کی طرف سے کوئی مغزش والا فعل وقوع میں آہی نہیں سکتا۔ پھر یہ اعمال پیش کئے جاویں تو میں روزے دار ہوں کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ امت بھی آپ کی ہے تو آپ نے امت کے اعمال سیات کو اپنی طرف منسوب فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں پروردار اور جمعات کا روزہ اس لئے رکھتا ہوں کہ میرے اعمال یعنی میری امت کے اعمال دربارِ الہی میں پیش ہوں تو ان میں بعض سیات بھی ہوں گے۔ اس لئے میں ان دونوں میں روزہ رکھتا ہوں تاکہ میرے روزہ رکھنے کی وجہ سے خداوند میری امت کے اعمال میں کو صاف فرمادے جب آپ ان دنوں دنوں میں ہماری معافی کے لئے اتنی کوشش فرمادیں تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی ان دنوں دنوں میں عبادت کی کوشش اور اپنے سابقین کے واسطے بھی بخشش کے اسباب مہیا کریں تاکہ ہماری بھی ان دنوں دنوں میں سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے بخشش ہو جاوے تو آپ نے ہماری تعلیم کے واسطے ان دنوں کی عبادت و استغفار کا ارشاد فرمایا چنانچہ ہماری سمجھ میں جمعات اور پروردار کی خصوصیت آپ کی ہے ہم خصوصاً ان دنوں دنوں میں ہر عبادت اور صدقے کی کوشش کرتے ہیں تم بھی اگر امتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہو تو کوشش کرو کہ کوئی ضرورت نہیں۔ تم دہائی میں مٹھون کرتے ہو کہ یہ عبراتی ملاں ہیں اب تم فیصلہ کرو کہ یہ طعن کہاں تک پہنچتا ہے اور اپنے دل سے فیصلہ کرو کہ آج اس مسئلہ کو سن کر تم یہ طعن و تشنیع جمعات کی کرو گے یا نہیں اور کہنی چاہیے یا نہیں اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ ختمین و سابقین کیلئے ہی کوشش فرمائی اسی لئے ہم سب کو شامل سمجھتے ہیں۔

”مہارے اس استدلال سے ثابت ہوا کہ تم بزرگانِ دین کو بھی گنہگار سمجھتے ہو۔“ **دہائی** کیونکہ گنہگاروں کے لئے تو جہلاً تم نے ان کی بخشش کے لئے ان کی طرف سے کچھ خرچ کیا یا حکام پڑھ کر بخشی تاکہ ان کے اعمال میں ترقی ہو لیکن تم تو

بزرگوں کے لئے بھی جمعرات کو یہ سلسلہ کرتے ہو۔

”جہاں ہم اکثر اپنے فرضی ذلت شدہ کے لئے ہی یہ تمام صدقہ خیرات
محمد کریم روزہ اس کی طرف سے رکھتے ہیں تاکہ میت کے اعمال صالحہ میں
 میں زیادتی ہو اور ان ائمتہ ثلاثہ کے قافلوں سے ان کی
 سیادت خداوند کریم مشاویں اور حسنات کی زیادتی سے اس کی بخشش ہو جائے لیکن
 بعض بزرگان دین کے لئے بھی ہم اس کار خیر سے حصہ لیتے ہیں کیونکہ اولیاء اللہ
 کے لئے یہ دن بڑی غوثی کا ہے۔ ان کے اعمال صالحہ اس دن اللہ تعالیٰ کے دربار
 میں پیش ہوتے ہیں تو خداوند ان کے اعمال صالحہ کو ملاحظہ فرما کر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ
 کے ارشاد سے راضی ہوتے ہیں تو ان کی رضا کے لئے رب العزت انعامات قیمتی
 فرماتے ہیں تو ادھر ہم بھی خداوند کریم کی اس سنت کو ادا کرتے ہوئے ان کی طرف
 سے صدقہ خیرات کرتے ہیں یا کلام پڑھ کر ان کی ملک کرتے ہیں یا ان کی طرف
 سے روزہ رکھتے ہیں۔ تو جب اولیاء اللہ کو اس کا ثواب پہنچتا ہے تو وہ بھی ہمارے
 حق میں دعا کرتے ہیں۔ تو رب العزت قَدْ ضَوَّاعْنَتْہُ کے قاذن سے ان کی رضا کے
 لئے ان کی دعا کو قبول فرماتے ہیں ان کی طویل امدان کی دعا سے ہمارے بخشش بھی ہو
 جاتی ہے تو ہم اولیاء اللہ کے لئے یہ سلسلہ اس لئے کرتے ہیں کہ خداوند ہمیں بھی اس کا
 خیر کی وجہ سے جو محض اللہ کیا گیا ہے بخشش فرماویں اور جمعرات کے دن کی فضیلت
 ملاحظہ ہو جی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تُفْتَحُ الْجَنَّةُ كُلَّ اِثْنَيْنِ وَخَمِيسٍ وَتُعْرَضُ
 ۵۔ کنز العمال ۲۶۶ اَلَا مَالٌ فِیْ كُلِّ اِثْنَيْنِ وَخَمِيسٍ تَمَامِ جَنَّتِ

کے دروازے ہر پیر وار و جمعرات کو کھولے جاتے ہیں اور ہر پیر وار و جمعرات کو تمام
 اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔

کیوں جناب وَجُوْدُ یَوْمَئِذٍ مُّصْفًیٌّ ذَا ضَاحِکَةٍ مُّسْتَبْشِرَةٍ ذُو جُوْدٍ
 یَوْمَئِذٍ عَلَیْهَا عُبْرَةٌ لِّكَ فَهَقْهَا فَتَثَرُّ لَّهَا پُورَا نقشہ بنتا ہے یا نہیں تو تم کو
 بھی اگر فریقِ ازل میں شامل ہوگا اسی علیہ سے کھلے دروازوںِ جنت میں پہنچنے کی خواہش
 ہے تو جمہراتِ منار و درہ و درہ فریق میں شامل تو خود بخود ہی ہو جاؤ گے۔

وَمَا عَلَیْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ

”جہلا مری صاحب یہ تو معلوم ہو گیا کہ جمہرات کی بڑی فضیلت ہے
وہابی اور اس دن عبادت کرنے کا زیادہ ثواب ہے لیکن ملازوں کو عبادت
 کے دن حلا اور گوشت گھمی دانے پر اٹھے اور دودھ زیادہ کیوں پسند ہے اور ان
 کو لوگ یہی زیادہ ترویتے ہیں۔ اس کی کیا کوئی شرعی دلیل ہے۔

”محمد عمر“ حلا اور گوشت دودھ وغیرہ محض ملازوں اور مسلمانوں کو ہی پسند
 نہیں بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے اس لئے ان کو
 بھی پسند ہے اور لوگ بھی اسی لئے ان کا ہی صدقہ کرتے ہیں۔ سنیئے

فضیلت دودھ

WWW.WAKILAM.COM

مَا لَشَہ تَقُوْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ
 ابن ماجہ ۲۴۶ } وَاَلَا اَنْتَ یٰ یٰسَیْنُ قَالَتْ بَرَکَۃٌ اَوْ

برکتستان۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم کو دودھ دیا جاتا تھا تو آپ منہ مالتے ایک برکت ہے۔ یادو
 برکتیں۔

فضیلتِ حلال و شہد

ابن ماجہ ۲۴۶ { عن عائشہ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحب أن یأکل من اللحم والسمک }
 حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ نبی

صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ حلال سے اور شہد کو زیادہ محبوب رکھتے تھے۔ بہت بار اطمینان کہاں تک پہنچتا ہے غرض

فضیلتِ گوشت

ابن ماجہ ۲۴۵ { عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید طعم اهل الدنیا و اهل الجنۃ اللحم }۔ ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا داروں اور جنت داروں کا اعلیٰ کھانا گوشت ہے

ابن ماجہ ۲۴۷ { عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم یرد دوت کوا ان عندنا خبزۃ بیضاء من بئۃ سمناء ملتبقۃ بسمن ناکلہا }
 ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا دل ارادہ ہے کہ اگر ہمارے پاس پڑا ٹھگی کا گندھا برا ہوتو کھائیں معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھگی کے پاشے کا شوق تھا۔ اور لوگ پیش کر رہے تھے، آپ تناول فرماتے ملاحظہ ہو۔

ایک پراٹھ پکا کر نذرانہ کرنا اور قبول فرمانا

ابن ماجہ ۲۴۴ { عن انس بن مالک قَالَ صَنَعْتُ أَمْرًا سَلِيمًا لِلْبَنِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْنًا وَصَنَعْتُ فِيهِمَا شَيْبًا مِثْلَ مِثْمُونٍ - انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک پراٹھ گھی کا تیار کیا مسوم تھا کہ ایک پراٹھ کے نذرانہ کو خنہ ابی گھلیوں کے ساتھ ذکر و صلوٰۃ پڑھنے کو بدعت سمجھتے ہیں۔ اکثر بزرگانِ احناف نے ہر دن اس کو اپنا معمول بنایا ہے اب تم سوچو تم کون ہو۔

گٹھلیوں یا کنکریوں کی سیاہ و وظیفہ پڑھنا

ترمذی شریف ۲۱۶ { حدثنا احمد بن الحسن اصْبَغ بن الفرج اخبرني عبد الله بن وهب عن عمرو بن الحارث انه اخبرني عن سعيد بن ابي هلال عن خزيمة بن عاصم بنت سعد بن ابي وقاص عن ابيهم انه دخل مع رسول الله صلى الله عليه وسلم على ابيهم وبيتهما نكوا او قال حصاة فلبسها فقال الا احب اليك بها مودة اليك من هذا او افضل سبحان الله عدد ما خلق في السموات والارض سبحان الله عدد ما خلق في الارض سبحان الله عدد ما بين ذاك وسبحان الله عدد ما هو خالق والله اكبر مبدئ ذاك والحمد لله مثل ذاك

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلُ ذَٰلِكَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ
مِّنْ حَدِيثِ سَعْدٍ -

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سعد بن ابی وقاص کی بیٹی حضرت سعد رضی
اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتی ہیں حضرت سعد نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ ایک عورت کے پاس گیا اور اس کے اُگے کجور کی ٹٹھلیاں ہیں یا نے
کہا کہ کنکریاں تھیں جن کے ساتھ وہ تسبیح پڑھ رہی ہے زہبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ میں تجھے اس سے آسان یا افضل نہ بتا دوں سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا خَلَقَ
(اگر لاجول ولاقوتہ الا باللہ تک جو اوپر لکھا ہے تمام ایسے ہی پڑھ لیں) قاس
حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی لوگ ٹٹھیلوں یا پتھر کے
کنکروں کے ساتھ تسبیح وغیرہ پڑھا کرتے تھے تو بزرگان دین بھی ٹٹھیلیاں اور کنکریاں ملا کر
سنت پر عمل کرنے کے لئے پڑھتے ہیں جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکل فرمادیا اور
پھر اس کی آسان صورت بھی فرمادی اب تم نہ آپ کے فرمودہ آسان کا وظیفہ کرو اور
نہ مشکل کا وظیفہ کرو بلکہ مشکل وظیفہ وعبادت کرنے والوں کو روکو تو معلوم ہوا کہ تم
مَنَاعِ تَلْخِيشِ کی اقتدا میں مسلمانوں کو عبادت سے روکتے ہو اگر یہ بدعت ہوتا
جیسا کہ تمہارا دعویٰ ہے تو آپ کے زمانہ کے بعد یہ جاری ہوتا اور پھر بھی بدعت
حسنہ ہوتی یہ پھر بھی نہ کہلاتی لیکن جب یہ طریقہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں
راج ہو تو سنت ثابت ہوا اور اگر یہ طریقہ برا ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی روک
دیتے تمہیں آج تکلیف نہ اٹھانی پڑتی اور جب آپ نے نہیں روکا تو تمہاری آج کوں
سرپرمانتا ہے اور سنئے اس حدیث کے اسناد مستدرک میں دوسرے طرق سے مذکور ہیں
جو اس کے لئے ممد و شاہد ہے۔

مستدرک ۱/۱۰۸ { حدیثناہ اسمعیل بن احمد الجرجانی ثنا محمد

بن الحسن بن قتیبہ العسقلانی ثنا حرملة بن یحییٰ انبانا بن وهب اخبرنی
عمرو بن الحارث أنّ سعید بن ابی هلال حدثه عن عائشة بنت
سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن ابیہما الخ اور اس اسناد کو ملا
ذہبی نے صحیح لکھا ہے۔ اور ابوداؤد نے باب التبع بالخصی لکھ کر اس روایت کو
بیان کیا ہے اور انہوں نے اس حدیث کے اسناد کو اور طریقے سے بیان فرمایا ہے
نہیں۔

۲۰ ابوداؤد ۱۱۱۱ باب التبیح بالخصی حد ثنا احمد بن صالحنا
عبد اللہ بن وہب أخبرنی عمرو أن سعید
بن ابی ہلال حدثہ عن خزيمة عن عائشة بنت سعد بن ابی وقاص
رضی اللہ تعالیٰ عنہا عن ابيہا الخ۔ ایک حدیث کا تین اسناد سے صحیح نبی صلی اللہ
علیہ وسلم تک پہنچا مسلمانوں کے لئے بلا تاویل حجت ہے کوئی ایمان لائے یا نہ

۳۔ مشترک ۱/۴۴ { حدیثنا علی بن الحشاش والعدل ثنا هشام بن علی
السدوسی ثنا شاذ بن فیاض ثنا ہاشم بن
سعید عن صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت دخل علی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم مکین یدعی امرأۃ لکۃ الالب کواۃ اسبیح بہن فقال
یا بنت حیثی ما هذا قلت اسبیح بہن قال قد سمعت منذ قلت
علیٰ امرأۃ لکۃ من هذا قلت علیٰ ہی یا رسول اللہ قال فوالی سبحان
اللہ عند ما خلق من مٹیٰ هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ
صفیہ بنت حیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ نے فرمایا اگر
پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے اور میرے سامنے چار ہزار گٹھلیاں
پڑی ہوں ان کے ساتھ میں تبع پڑھ رہی ہوں تو آپ نے فرمایا اے حیثی کی بیٹی

یہ کیا ہو رہا ہے میں نے عرض کی کہ حضور ان کے ساتھ میں تسبیح پڑھ رہی ہوں آپ نے فرمایا کہ میں جب سے تیرے سر پر کھڑا ہوں اس سے زیادہ میں نے تسبیح پڑھ لی ہے میں نے عرض کی کہ حضور مجھے بھی سکھائیے آپ نے فرمایا تو پڑھ سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ مِنْ شَيْءٍ اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں اور ہنہادی مسلم نے اسے بیان نہیں کیا اور اس اسناد کو علامہ ذہبی نے بھی صحیح لکھا ہے۔ احادیث مذکورہ بالا جو کئی اسناد سے محدثین کی مقبر اور صحیح تسلیم شدہ ہیں سے ثابت ہوا کہ گٹھلیوں سے درود وظائف کا پڑھنا سنت ہے اور سنت کو بدعت کہنے والے پر جو فتویٰ صادر ہوتا ہے وہ میں بالی صاحب کے انصاف پر ہی چھوڑتا ہوں وہ خود ہی لگا لیں گے۔

”بالی“ جانی صاحب جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَلَا اُخْبِرُكَ بِمَا هُوَ الْبَيْسُ عَلَيْكَ مِنْ هَذَا اَوْ اَفْضَلُ کہ کیا میں تجھ کو اس سے آسان یا افضل نہ بتاؤں تو معلوم ہوا کہ آپ نے جو فرمایا وہ گٹھلیوں سے آسان تھا۔

”محمد عمر“ قازن غلامی بے کھداوند دینی دشمن سے جب علم چینیات ہے تو قتل بھی ساتھ ہی مفقود کرتا ہے اگر خدا کا مرجع ذوات یا حصاۃ ہوتے تو آپ اسم اشارہ خذہ موث فرماتے کیونکہ مرجع موث تھا اور دوسری بات یہ ہے اگر مرجع ذوات یا حصاۃ ہوتے تو بجائے گٹھلیوں کے پڑھنے کا آلہ کوئی اور فرماتے نہ کہ ذکر لیکن جب البیہ اور افضل اور اکثر کی تفصیل بیان کردہ ذکر سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ مِنْ شَيْءٍ الخ سے فرمائی تو ثابت ہوا کہ خدا کا مرجع ذکر ہے نہ حصاۃ و ذوات جس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو وظیفہ پڑھ رہی تھیں آپ نے اس ذکر سے افضل اور آسان اور اکثر وظیفہ دوسرا فرمایا نہ گٹھلیوں سے افضل جو نہایت سے دماغ نے اختراع کیا ہے بلکہ انہی گٹھلیوں سے جیسا کہ وہ ذکر پڑھ رہی تھیں اس کی بجائے انہوں

نے آپ کا فرمودہ و خلیفہ اپنی ٹھیلیوں پر پڑھا۔

میت کو قبر میں دفن کر کے احاطہ اس کے سر کی جانب ٹیکر ختم پڑھتے ہیں اور وہابی میت

مجھے ہیں اب تم سوچو کہ تم کون ہو۔

قبر کے پاس ختم کا پڑھنا

یہ بھی شریف ۵۶ { خبرنا ابو عبد اللہ الحافظ حدثنا ابو العباس
محمد بن محمد بن یعقوب ثنا العباس بن محمد

قَالَ سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ عَنِ الْقِرَاءَةِ عِنْدَ الْقَبْرِ حَدَّثَنَا مَبِشَرُ بْنُ

إِسْمَاعِيلَ الْحَلَبِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَلَّاجِ عَنْ أَبِيهِ

أَنَّهُ قَالَ لَبِئْسَ إِذَا أَدْخَلْتُمُوهُ تَسْبِيحِي فَضَعُوهُ فِي اللَّحْدِ وَقُولُوا

بِاسْمِ اللَّهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ وَاسْتَوُوا عَلَى التَّرَابِ سَأَوْا قَوْلُهُ

عِنْدَ سَأَوْا سَبَى أَقْلَ الْبَقْرَةِ وَخَاتَمَتُهَا ذَاتِي رَأَيْتُ ابْنَ عَمَّةٍ لَيْسَ يَتَجَبَّرُ ذَلِكَ

عبد الرحمن اپنے باپ عمار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے جیسے عبد

کو میت کی کہ جب تم مجھے قبر میں داخل کرو تو مجھے لحد میں رکھو اور کہو اللہ کے نام

سے اور سنت رسول اللہ علیہ وسلم پر ہم اسکو رکھ رہے ہیں اور میری

قبر پر مٹی کا کوہان بلند کرنا اور میرے سر کے قریب سورہ بقرہ کا اول پڑھنا یعنی اللہ

سے اُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ تک اور اخیر کی آیتیں یعنی اَمِنَ الرَّسُولُ سَے

فَانْقَضَتْ سَاعَتُ الْقُدْرَةِ كَافِرِينَ تک کیوں جناب وہابی صاحب تم نے کبھی

اس ختم کی سنت کو ادا کیا ہے سنت حسنہ کے عاملین احاطہ ہی ہیں۔

وہابی "تہا سے مرنے وغیر میں کئی کئی بدعتیں جاری ہیں جیسا کہ میت کو جب

تم دفنا کر آئے ہو تو گھر میں ایک کپڑا بچھا کر آدمی بیٹھتے ہیں۔ اور رواج ہے کہ اس کے
 طے والے آکر وہاں بیٹھ کر افسوس کرتے ہیں اور فاتحہ خوانی ہوتی ہے کیا یہ بھوری
 میت کی رچانا شرع میں درست ہے؟ یہ تمام بدعات ہیں جو تم نے اپنی طرف
 سے گڑھی ہوتی ہیں۔

”محمد عمر“ کپڑا بچھا کر بیٹھنا یا مسلمانوں کا اجتماع تو شرعاً ناجائز نہیں باقی رہا
 بعد از دفن میت ایسا کرنا تو یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے
 اند میت والوں کے پاس ان کی دلجوئی کے لئے جانا مسنون ہے۔ بدعت نہیں اور
 میت کے لئے کچھ قرآن پڑھ کر بخشنا یا ان کے حق میں دعا وغیرہ تو یہ بھی سنت ہے
 شیخ

بھوری کا ثبوت

عن عبد اللہ بن عمر بن العاص قال قال قبرنا
 البراء اور ۲۸ { معہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی میتنا
 فلما قد غُتْنَا انصرفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانصرفتنا
 معہ فلما حاذی بابہ وقف فاذا نحن یا مہدیة مقبلۃ قال اظنتم عرفنا
 فلما ذہبت اذ اہی فاطمۃ فقال لہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اخرجک یا فاطمۃ من بیتک قالت ائیت یا رسول اللہ اهل هذا
 البیت فدخلت الیہم میتہم راو عتی یتھذبہ

عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا
 ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ایک میت کو دفن کیا پھر جب ہم فارغ ہوئے نبی

صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اور ہم جی آپ کے ساتھ واپس وٹے تو جب آپ اپنے دروازے کے بالمقابل آئے ٹھہر گئے تو اچانک ایک عورت آرہی ہے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میں نے گمان کیا کہ آپ نے اس کو پہچان لیا ہے تو جب وہ چلی گئی تو وہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں تو اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے فاطمہ تجھے کس کام نے اپنے گھر سے باہر نکالا تو آپ نے عرض کیا کہ حضور میں اس گھردلوں کی طرف آئی ان کی میت کے لئے فاتحہ خوانی کی ہے یہاں نے ان کی دھجائی کی میت کے سبب۔

ہوں۔ جناب دہلی صاحب ثابت ہو، کہ آپ کے زمانہ میں بھی چوڑی کارواج تھا۔ اور ان کی چوڑی پر میت کی فائدہ خوانی کی جاتی اور اہل خانہ کو صبر و تحمل کی قریب دلاتی جاتی۔ جیسا کہ حضرت، فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا تو صاحب میت کے گھر چل کر جانا اور اس کے ساتھ جوئی کی کلام کرنا سنت ثابت ہوا تم سمجھو یا نہ اور چوڑی کے لئے میت والے کپڑا بھی مزد بھاتے ہو گئے ورنہ تمام قریبی کہاں اگر بیٹھے ہو گئے ہاں البتہ چوڑی پر خط لکھی اور بے وضو بیٹھا اور رغبت جھوٹ کارواج شرفایہ منج ہے اگر باوجود بیٹھا جائے اور جو آئے بیٹھے اور صاحب میت کی دلجوئی کرے اور میت کو کچھ کلام پڑھا کر بجھے تو دونوں کو ثواب ہر گز مذاب اور ثواب و سنت کے طریقہ کو مذاب کہنے والا خود مذاب میں گرفتار ہے اور جینیے۔

ابوداؤد ۲۸۶ { عن انس قال أتى النبي الله صلى الله عليه وسلم
على امرأة تبتلي على صبيها فقال لعن الله
فأصبري - حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ایک عورت کے پاس تشریف لائے جو اپنے لڑکے پر رو رہی تھی تو آپ نے اس کو
فرمایا اللہ سے ڈر اور صبر کر۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ میت دلوں کے گھر جا کر ان کی دلجوئی کرنا سنت
 "میت دالے کے گھر جا کر ان کی دلجوئی کرنا تو سنت ثابت ہو گیا
 وہابی ادوہاں جا کر فاتحہ خوانی کا رواج تم نے کہاں سے نکال لیا۔
 "محمد عمر" بجائی فقیر اسکو بھی حدیث شریف سے ثابت کرتا ہے۔

میت کے لئے فاتحہ خوانی

مسلم شریف {۳۰۳} عبید ابی عامر کے مرنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اس کے لئے دست پاک اٹھا کر دعا فرمائی تھی
 فَذَعَارَ سَوْدُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا فَتَوَضَّأَ مِنْهُ ثُمَّ رَفَعَ
 يَدَيْهِ كَمَا كَانَ اللَّهُ يُعِيدُ أَيْ عَامِرًا حَتَّى سَمِعَتْ بَيَاضَ الْبَطْنِ كُنْ
 قَالَ اللَّهُ اجْلُكُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَوَقَّ كَثِيرٌ مِنْ خَلْقِكَ .

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کے لئے پانی منگایا پھر اس سے وضو کیا پھر آپ
 نے دو نو دست پاک اٹھائے پھر فرمایا اے اللہ عبید ابی عامر کو بخش دے اور اس کے وقت
 میں نے دیکھا کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آرہی تھی پھر فرمایا کہ اے اللہ اس کو
 قیامت کے دن اپنی بہت مخلوق پر مرتبہ عنایت فرما۔

"میت دالے کے گھر جا کر میت کے لئے واقعی دعائے مغفرت کرنی ثواب ہے
 وہابی" لیکن جب تم میت کے لئے دعائیں مانگ لیتے ہو تو ایک دوست
 بول اٹھتا ہے کہ مولوی صاحب دعا خیر کرو تو پھر بار بار اٹھنا اٹھائے جاتے ہیں۔
 یہ کہاں تک درست ہے۔

”محمدؐ“ یہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اسی حدیث کے اگے مذکور ہے کہ جب ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہنے سے حضرت عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے آپ نے دعا فرمائی تو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ حضور میرے لئے بھی دعا خیر فرمائیے تو جناب حضرت بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر کرم نوازی فرمائی اور پھر دعا خیر فرمائی۔

فاتحہ کے بعد دعا خیر

مسلم شریف ۳۰۳ { ۲ } فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَاسْتَعِظَرُ
 فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللَّهُمَّ
 اعْفُ عَنِّي لِعِبَادَتِكَ اللَّهُ بْنُ قَيْسٍ ذَنْبٌ وَأَدْخِلْنِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ مَدْخَلًا
 كَرِيمًا وَقَالَ أَبُو بُرْدَةَ إِحْذَرْنَا لِأَبِي عَامِرٍ وَالْأَحْزَرِيُّ لِأَبِي مُوسَى
 ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بعد میں میں نے عرض کی حضور میرے لئے بھی
 دعا خیر فرمائیے تو آپ نے میرے لئے بھی دعا بخش فرمائی پھر فرمایا نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم نے اسے اللہ عبد اللہ بن قیس کے گناہ بھی بخش لئے اور قیامت کے دن اس
 کو جنت میں داخل فرما دیا ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک دعا اپنے ابو عامر
 کے لئے فرمائی اور دوسری دعا ابو موسیٰ اشعری کے لئے۔

کہیں جناب دعا خیر کا ثبوت حدیث شریف سے ثابت ہو گیا اب تم بھی اس
 پر عمل کرنا۔

فرقہ دہاسیہ دیوبندیہ نماز کے بعد بلند آواز سے اجتماعی طور پر

درود شریف پڑھنے کو بدعت کہتے ہیں اور پڑھنے والے کو روکتے ہیں اور احناف کی مساجد میں صلوٰۃ فریضہ کے بعد دو درود شریف کو بلند آواز سے لازمی پڑھا جاتا ہے۔ اب تم اپنے عمل سے فیصلہ کر لو کہ تم وہابی ہو یا حنفی

۱۔ احزاب ۲۲ | اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْهِ

و صَلُّوْا وَسَلِّمُوْا اَبے شک اللہ اور اُس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے رہتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو اور سلام عرض سلام بھیجئے (یعنی ذوق شوق سے)

اس آیت کریمہ سے اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر درود و شریف پڑھنا حکماً فرض کیا۔ اور اس کی دلیل کو حکم پر مقدم فرمایا۔ کہ اللہ اور اُس کے تمام فرشتے ہر وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و شریف پڑھتے رہتے ہیں۔ لہذا تم بھی صلوٰۃ و سلام ذوق شوق سے پڑھو۔ لہذا ہر مسلمان پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے صلوٰۃ و سلام پڑھنا فرض ہوا اور اُس فریضہ کو ادا کرنے کے واسطے فریضہ صلوٰۃ خداوندی کو فریضہ صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملحقہ حکم بجالانا اور فریضتین سے سبکدوش ہو کر مستقل حجت سے مرشاً رہنا ہے۔ اللہ اور اُس کے ملائکہ کی سنت پر عمل کر کے حزب اللہ میں شمولیت کرنا ہے۔ کیونکہ اپنے عمل کو رب کریم کے عمل سے بقدر مہمت ادا کر رہا ہے۔ اگر کوئی شخص اُسے روکے تو وہ اس حزب اللہ سے نکالنے کے درپے ہے اور اُن کی حجت

سے دور ہٹا رہا ہے۔ باقی رہا نمازِ فریضہ کے بعد متصل ہی اس فریضہ صلوٰۃ و سلام کو حتیٰ طور
اداکرنا اور اس ہیئت کذا یہ سے بلند آواز کے پڑھنا تو اس کا ثبوت ادا ویشہ صحیحہ میں
موجود ہے۔

۲۔ بخاری شریف ۱۱۶۱ { عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنْ رَفَعَ الصَّوْتِ
بِالذِّكْرِ حَتَّى يَنْصَرِفَ النَّاسُ
مِنْ الْمَسْجِدِ كَانَ عَلَى عَهْدِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ اَعْلَمُ اِذَا اَلْصَّوْتُ اَبْدَلَ الْكَلِمَةَ اِذَا سَمِعْتَهُ
ر ابن عباس سے روایت ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنا بعد از فراغت نماز مکتوبہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا۔ اور فرمایا ابن عباس نے نمازی جب نماز سے
فارغ ہوتے تھے تو میں اس ذکر کو اپنے کانوں سے سنتا تھا۔ اور میں زیادہ جانتا ہوں
اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ بلند آواز سے مل کر ذکر کرنا بعد از نمازِ فریضہ
یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسنون طریقہ ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہاں
کو نماز کو مراد ہو سکتا ہے۔ کہ یہ لازمی امر ہے کہ وہ درود شریف ہی ہے۔

۳۔ خصائص ۱۶۶ { عَنْ ابِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ
تَقَالِي وَهَذَا قَوْلُكَ ذِكْرُكَ قَالَ قَالَ ابْنُ جَبْرِ رَيْدٌ قَالَ قَالَ اللَّهُ اِذَا ذَكَرْتَهُ
ذِكْرًا شَمَعِي (ابن سعید خدری سے روایت ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کی ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد و ذکر قَوْلُكَ ذِكْرُكَ کے متعلق آپ
لے ارشاد فرمایا کہ مجھے جبریل نے کہا ہے کہ اللہ نے فرمایا جب میں ذکر کیا جاؤں تو کپ
جی میرے ساتھ ذکر کے جائیں گے)

اس حدیث قدسی سے اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کے ساتھ ذکر رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی لازمی قرار دیا۔ جیسا کہ صلوٰۃ الہی پڑھی جائے تو یہ عمل ذکر الہی ہے تو اس کے بعد صلوٰۃ رسول صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے فرمان سے لازمی ہوتا۔ تو جو شخص بعد از نماز فرضیہ درود پاک کو بدعت کہے تو وہ منکر فرمان خداوندی ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص لا الہ الا اللہ چھتا ہے۔ تو بعد ازاں محمد رسول اللہ پڑھنے کو بدعت کہے تو اس کو مومن و مسلمان نہیں کہا جائیگا۔ کیونکہ اُس نے ذکر الہی کے ساتھ ذکر رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو لازمی نہیں سمجھا۔ قرآن کریم میں تمہیں کئی ایسی مثالیں ملیں گی جس میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلوٰۃ علیہ وسلم کو اپنے عمل کے ساتھ ملحق فرمایا۔ چنانچہ مذکور ہے اَطِيعُوا اللہَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ اللہ پھر فرمایا وَمَنْ يَعْصِ اللہَ وَيَعْصِ الرَّسُولَ سُبُلُ اللہِ لَكُمْ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ الَّتِي كُنتُمْ فِيهَا لِيُدْخِلَكُمْ فِي النُّورِ اللہ کا اطاعت اللہ کا اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اسی کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے متعلق ہے۔ ایسے ہی نماز فرضیہ کے بعد درود شریف کا انکار کرنا یہ مین نماز الہی کا انکار کرنا ہے۔

فما از فریب کے بعد دما میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہیں۔ لہذا وہ دما میں ہی ہوئی۔

”محمد مگر“ بڑا اندس ہے کہ تم ذکر اور دعا کی تینز بھی نہیں کر سکتے۔ دعائیں مرد و
شریف کے بعد ہوتی ہیں۔ ورنہ اللہ کے دربار سے بغیر و روضہ شریف
دعائیں مرد و ہر جاتی ہیں۔

۴۔ ترمذی شریف ۱/۶۳ عن عَصَمَةَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ بَانَ الدُّعَاءُ
لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتَّى تَصْلِيَ عَلَى سَيِّدِكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الخطاب نے فرمایا کہ دعاؤں میں وہاں کے درمیان انکی رہتی ہے۔ اُس سے کچھ بھی اوپر
نہیں جاتی تھی کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تو رو دے (پڑھے)

معلوم ہوا کہ دعا بغیر درود شریف زمین و آسمان کے درمیان ملکی رہتی ہے ایک واحد طاقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام کی ہے۔ جو اس دعا کو دربارِ رب کے تک پہنچاتی ہے۔

۵۔ ترمذی شریف { ۱۸۹ } عن فضالة بن عبيد قال سئل
 عن النبي صلى الله عليه وسلم قال إذا
 دخل رجل نكحني فقال ألتفت عني قال فقال رسول الله
 صلى الله عليه وسلم عجلت أيتها المصطفى إذا صليت فعدت فاحمد
 الله يا هؤلاء صلى على نكحني فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 فعدت فاحمد الله صلى على النبي صلى الله عليه وسلم فقال له
 النبي صلى الله عليه وسلم أيتها المصطفى ادع نجب هذا حديث حسن
 و فضال بن عبيد سے روایت ہے کہ ہمارے درمیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے
 گئے۔ اپنا ایک آدمی آیا تو اس نے نماز پڑھی۔ پھر اس نے کہا اَللّٰهُمَّ اغْنِنِي
 وَ اُمَحِّبْنِي تُو اُپ نے فرمایا کہ اسے نماز کی تُو نے بڑی جلدی کی ہے۔ جب تُو نماز پڑھے
 تو وہی میٹھا رہے۔ تو اللہ کی تعریف بیان کر جو اس کے لائق ہے اور مجھ پر درود پڑھ۔ پھر اس
 سے دعا مانگ۔ تو فضالہ نے فرمایا کہ اُس آدمی (عبداللہ بن مسعود) نے بعد ازاں نماز
 پڑھی۔ پھر اللہ کی تعریف بیان کی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تو نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اُسے فرمایا۔ اے نمازی راب گرو، دعا مانگ تو قبول کیا جائیگا۔

اس حدیث پاک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد از نماز فریضہ بغیر درود شریف
 پڑھے کے دعا مانگنے دی بلکہ نماز کی ترتیب پوری فرمائی۔ پہلے نماز فریضہ بعد ازاں
 تسبیحات و تحمید اور بعد ازاں صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پھر دعا۔ چونکہ عبداللہ بن
 مسعود نے بعد از نماز فریضہ درود شریف نہیں پڑھا تھا۔ اس واسطے انہوں نے نماز کو دوبار

رُمایا۔

۶۔ ترمذی شریف ۱۶۱۱
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ تَالِ كُنْتُ أَصَلِّي وَالنَّبِيُّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُثْمَرُ
 مَعَهُ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَعْتُ بِالشَّامِ عَلَى اللَّهِ تَحْتَ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 سَلْ لِنَفْسِكَ سَلْ لِنَفْسِكَ (حضرت عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔
 اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ اور عثمانؓ آپ کے ساتھ ہوئے۔ جب بھی میں
 بیٹھا تو اللہ کی ثنا سے شروع کیا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ پھر اپنے
 نفس کے لئے دعا مانگی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مانگ لے عطا کیا جائے گا۔
 مانگ لے عطا کیا جائے گا)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا۔ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا ہمیشہ عمل ایسا
 ہی ہوتا تھا۔ کہ نماز سے فارغ ہوئے اور تسبیحات پڑھیں اور پھر درود پاک شروع کر
 دیا۔ پھر دعا مانگتے تھے تو جو طلب کرتے تھے اُن کا سوال پورا ہوتا تھا۔ اسی واسطے
 جو لوگ دو کو شریف نہیں پڑھتے وہ اجابت سے محروم رہتے ہیں۔

۷۔ ترمذی شریف ۱۶۱۲
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ قَالَ مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا
 لَمْ يَذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا يَصِلُوا عَلَى نَبِيِّهِمْ إِلَّا كَانَتْ صَلَاتُهُمْ
 نِزْلًا فَانْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ (اگر کسی قوم میں بیٹھے ہوں
 میں انہوں نے اللہ کا ذکر نہیں کیا اور انہوں نے اپنے نبی علیہ السلام پر دو شریف
 نہیں پڑھا تو ان پر اللہ کا اختیار ہے اگر چاہے تو عذاب کرے اُن کو اور اگر چاہے

بر شخص بندہ میں ہے قصہ کرتے ہو کہ وہ دیوانہ ہے۔ تو اس نے مجھے کہا کہ میں نے اس کے ساتھ کیا ہے جیسا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے ساتھ کرتے دیکھا۔ اور یہ میں نے نبی صلی علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ شبلی آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے۔ اور اس کی دو آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا۔ تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شبلی کے ساتھ آپ یہ کیا کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ اپنی نماز کے بعد لَعْنَتُ جَاءَ كُمْ مَسْئُورٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ ذَرِ مَا آتَ بِطُغْنَاهُ۔ اور اس کے بعد مجھ پر صلوٰۃ پڑھنا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کوئی فرضی نماز نہیں پڑھی مگر وہ ہر نماز کے پیچھے پڑھتا ہے لَعْنَتُ جَاءَ كُمْ مَسْئُورٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ آخر تک اور تین دفعہ یہ پڑھتا ہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدٌ تو اس نے کہا کہ جب شبلی آیا تو میں نے بھی یہ نماز کے بعد کا واقعہ بیان کیا گیا تھا دریافت کیا تو اس نے ویسے ہی بیان کیا۔

اب تمہارے بھنے امام اور تمہارے شیخ ابن قیم کی طرف سے دلیل صحیح مل گئی اب بھی اگر صلوٰۃ و سلام بعد از نماز فرضیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بلند آواز سے نہ پڑھو تو پھر میں تمہیں کہہ دوں گا کہ اللہ تمہیں ہدایت دے۔

جلال الاقہام ص ۳۷
الطبرانی حدیثنا یحییٰ بن ایوب
العلات حدیثنا سعید بن ابی سعید

عن خالد بن زید عن سعید بن ابی ہلال عن ابی الدرداء
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ الصَّلَاةِ عَلَى يَوْمِ
الْجُمُعَةِ نِيَامًا يَوْمَ مَشْهُودٍ تَشْهَدُ الْمَلَائِكَةُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَكْفِي
عَنِّي إِلَّا سَلَفَنِي صَوْتُهُ حَيْثُ كَانَ قُلْنَا وَبَعْدُ وَقَالَ قَالَ
وَبَعْدُ وَقَالَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ حَزَنٌ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَكُلَّ أَجْسَادُ الْأَنْبِيَاءِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھا کرو۔ کیونکہ وہ معز کی والدہ دن ہے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ کوئی ایسا آدمی نہیں جو مجھ پر درود پڑھتا ہو مگر اس کی آواز مجھے پہنچتی ہے۔ جہاں بھی ہو۔ ہم نے عرض کیا آپ کے وصال کے بعد بھی؟ آپ نے فرمایا کہ میرے وصال کے بعد بھی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے جسموں کو کھانا زمین پر حرام کیا ہے،

اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ہماری آواز کو جس جگہ سے بھی ہم درود شریف پڑھیں سنتے ہیں۔ آپ کی سمع مبارک کا اتنا بلند پایہ ہے تو آپ کی نظر پاک بھی ہمیں ضرور ملاحظہ فرما رہی ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ ترجمیہ کہ ہمارے درود پاک کو سن کر ہماری شکلیں مل فراتے ہیں ویسا ہی ہتھیں درود شریف پڑھنے کے وقت ہمارا شاہرہ ہونا بھی آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اور ہمارا اس علیحدگی کا فتوے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی بیان کیا جاتا ہے۔

٩- ابن ماجه ٦٥٠ عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عليه وسائر من نبي الصلوة على خطي

طریق الجنّت: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھ پر صلوٰۃ پڑھنا قبول کیا تو وہ جنت کا راستہ بھلایا جائیگا۔

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ نسیان کے معنی ترک کے ہیں۔ تو جو شخص درود شریف پڑھنے کے وقت درود شریف کو چھوڑ کر مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کرتا ہے تو خواہ وہ کتنا ہی مامل کیوں نہ ہو اس کو جنت کا راستہ نہیں مل سکتا۔

۱۰. انحصار فی کبر { ۲۶۰ } اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُ
مَنْ ذَكَرْتُ عِنْدَكَ فَلَمْ يَصِلْ

عَلَى فَقَدْ خَطِيءٌ طَرِيقُ الْجَنَّةِ (بے شک بنی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے

پاس میں ذکر کیا گیا تو اُس نے مجھ پر درود نہیں پڑھا تو اُس کو جنت کا راستہ تجلادیا جائیگا۔
 اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جو لوگ آپ پر لوگوں کو درود پڑھتے دیکھ کر پیچھے ہٹ جاتے
 ہیں یا مسجد سے نکل جاتے ہیں تو ان کی تمام عبادت ان کے لئے جنت کی راہ بن رہی ہے۔
 دلوں کے سرور اور بانی ولایت ہند نواب صدیق حسن خاں صاحب بھی
 تسلیم کر چکے ہیں۔

۱۱۔ مسک الختام شرح بلوغ المرام ۱/۲۵۱ ۱۱

نسب العین مومنوں و قرۃ العین عابدان است۔ درمجم احوال و اذات خصوصاً
 در حالت عبادت و نورانیت و انکشاف و در محل پیشہ و قوی تر است و بعض
 از عرفا قدس سرہم گفتہ اند کہ اس خطاب بہت سریان حقیقت است علیہ الصلوٰۃ
 والسلام در وادار موجودات و افراد ممکنات پس آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در
 ذات مصلیاں موجود و حاضر است پس مصلی بائیکہ کہ ازیں معنی آگاہ باشد و ازیں
 شہود غافل نہ ہوتا با نوار قرب و اسرار معرفت منور و ناز گرد۔ آدے شعر
 در او عشق مرعلہ قرب و بعد نیست مے بنیت عیاں و دعا مے فرستمت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مومنوں کے نسب العین اور عابدوں کی اکھکی
 ٹھنڈک ہیں۔ تمام حالتوں اور تمام وقتوں میں خصوصاً عبادت کی حالت میں اس
 مقام میں نورانیت اور انکشاف بہت زیادہ قوی تر ہوتی ہے بعض از عرفا قدس سرہم
 نے کہا ہے کہ یہ خطاب حقیقت محمدیہ کے سریان کے سبب سے ہے تمام موجودات
 کے ذروں اور ممکنات کے افراد میں تو اُنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درود پڑھنے
 والوں کے وجودوں میں موجود اور حاضر ہیں۔ تو نازی کو چاہیے کہ اس حقیقت سے
 خبردار رہے۔ اور اس شہر سے غافل نہ ہوتا کہ قرب کے انوار اور معرفت کے اسرار

سے مٹوا اور غارتگر ہو جائے۔ اہل عشق کے رستے میں قرب اور بعد کا مرحلہ نہیں ہے یہاں تجھے
نماز و مکتاہوں اور میں تیرے لئے دعا کرتا ہوں۔

مصنف حاجی امداد احمد صاحب مدظلہ۔ دل کو تمام
۱۲۔ خیار القلوب خیالات سے خالی کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور بنر لکڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کریں۔ اور
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَوْنُوا فِي الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَيْكَ
يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَكَوْنُوا فِي الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ کی ضرب دل پر
لگائے۔

فرمائیے اب تو آپ کے بزرگ نے ایک عجیب عمل ارشاد فرمایا جس میں تمہیں خدا
نہ ہونا چاہیے ورنہ اُن پر بھی تمہیں وہی فتوے دینا پڑے گا۔ جو دوسرے عالمین پر اللہ
تم نے ان پر بھی فتویٰ جرنے سے دریغ نہ کیا تو ایسے اہل اللہ پر فتویٰ شرک ثبت کرنا
کو خداوندِ جنت، نشانِ اللہ کبھی نہ دیگا۔

احناف نماز جنازہ کے بعد دعا مانگتے ہیں۔ وہابی براہِ حق

ہیں دیوبندی بھی منکر ہیں۔ اب تم فیصلہ کرو کہ دعا کا انکار کرتے
ہوئے تم کون ہو۔

۱۱۔ ارفقان ﴿كَذَّبَتْ ثَمُودُ ثَمُودًا يَكُونُ لِرَدِّ أَمْرِهِمْ وَيَجْزِي﴾

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا رب تمہاری پرواہ نہ کریگا۔ اگر تمہاری دعا ہو۔ پھر

تحقیقِ تم نے مجھلا دیا تو جلدی عذاب چٹنے والا ہو گا،

اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نیک عمل کے بعد اللہ سے دعا کریں تو اللہ تعالیٰ پرواہ کرتے ہیں ورنہ نہیں۔ مثلاً نماز جنازہ نیک عمل ہے۔ اس کے بعد اگر اللہ سے دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ صلوٰۃ جنازہ کی پرواہ کر لے اور پیش گئے۔ ورنہ اگر تم نے دعا مانگی بلکہ اس کو بدعت کہا تو تم نے اسکو مجھلا دیا تو بفرمانِ الہی عذابِ الہی میں جلدی مبتلا ہو جاؤ گے۔

۲۔ مومن ۲۷ { وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ حِبَابِيْ سَيَجْعَلُ لَكُمْ جَهَنَّمَ

خٰخِرَتٍ وَاَسَآءٍ كَیْ لَا تَعْلَمُوْنَ } کہہ کر مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا تمہارے واسطے بے شک جو لوگ میری دعا سے تکبر کرتے ہیں جلدی جہنم میں ڈال دے گا اور اس میں ہرگز داخل ہونگے،

اللہ کریم نے اس آیتِ کریمہ میں اپنے مومن کو خاص طور پر دعا مانگنے کا ارشاد فرمایا اور مومنوں کی دعا کو خصوصیت سے قبول فرمانے کا وعدہ بھی کیا۔ اور جو لوگ اللہ کی دعا سے تکبر میں رہیں تو ان کو اللہ تعالیٰ ذلیل کر کے جہنم میں ڈال کر فرمائیں گے کہ تم وہ جماعت ہو کہ مجھ سے مانگنے والوں کو بھی روکتے تھے اور میرے دربار میں میرے بندوں کو بدعتی کہہ کر ہاتھ پھیلانے نہ دیتے تھے۔ اب تم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ جو لوگ نماز و فرائض جنازہ کے بعد دعا سے روکتا ہے تو کیا اس کی سزا جو اللہ تعالیٰ نے سید خلائق جہنم و اخیرین فرمائی ہے نہ دیکھا؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اعلانِ عام ہے لیکن بعض کا خیال یہ ہے کہ اللہ ہر وقت سمیع و بصیر ہے۔ اور اس سے دعا کا حکم عام ہے۔ لیکن صلوٰۃ جنازہ کے بعد نہیں۔

۳۔ مومن ۱۸ { وَقَالَ اخْسَوْاْ لِیْهَا وَلَا تَكْفُرُوْا اِنَّہٗ كَانَ فِرْدًّیْۤ اَوْ عِبَادًّیْ یَقُولُوْنَ رَبَّنَا

فَاعْمِرْ لَنَا وَاَرْحَمْنَا وَاَنْتَ خَرُّ الدّٰحِیِّیْنَ فَاتَّخَذُوْهُم مِّنْ سَخِرَیْنَا

اود قیامت کو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمادے گی: (راخے ہوئے جہنم میں پڑے رہو اور
مجھ سے کلام نہ کرو کیونکہ ایک فرقہ میرے بندوں سے دعا مانگتے تھے کہ اے سب ہمارے
تو ہمیں بخش لے اللہ ہم پر رحم فرما۔ اور تو بہتر ہے رحم کرنے والوں کا۔ تو تم نے اُن کا مذاق
بنایا،

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ جو لوگ خداوند کریم سے دعا مانگنے کو منع کرتے ہیں اور
مسخر کرتے ہیں وہ بفرمان الہی بلا مدد جہنم میں جائیں گے۔ نماز جنازہ کے بعد اللہ سے سوال
کرنے کو جنت کہنے والوں کو اسخبل کر قدم رکھنا۔

۴۔ **بقرہ ۱۲۳** وَلَئِذَا مَنَّكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ كَافٍ تَرْيِبٌ
۱۲۳ اَجِيْبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَا
فَلَيْسَتْ تَجِيْبُوْا لِیْ ذَٰلِکَ یٰۤاٰیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ نَعْلَمُ مَا یُسَدِّدُ فَاوْرِبْ سَوَالِکِی
آپ سے میرے بندے میرے متعلق تو میں قریب ہوں۔ جواب دیتا ہوں دعا مانگنے والے
کی دعا کا جب مجھ سے دعا مانگے۔ اُن کو پا ہیجے کہ میرے حکم کو قبول کریں اور میرے ساتھ
ایمان لائیں تاکہ وہ رشد پائیں،

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اعلانِ عام فرمایا کہ میں اپنے بندوں سے بہت
قریب ہوں۔ جب مجھ سے میل نہ کوئی دعا مانگے تو میں اُس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ
نے اس آیت کریمہ میں اپنے سوال کے ساتھ عبادِی کی نیدِ فرمائی تاکہ یہ ثابت ہو جائے
کہ وہ اپنے بندوں کی دعا کو جلدی قبول فرماتے ہیں تو جنازہ کے بعد دعا مانگنے کی سب
سے بڑی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہ عبادِی میں داخل نہیں ہیں تو اُن کو یقین ہے کہ بارِ الٰہی
مردود ہے۔ مانگنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس سے منع کیا جاتا ہے۔ اگر یہ بات یسمع ہے۔ تو
واقعی اللہ کے فرمان کے مطابق ملکر دعا ہے۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے عَمَّا ذَٰلِکَ
الْکَافِرِیْنَ اِلَّا فِی ضَلٰلٍ وَّ کُفٰرٍ کی دعا سوا بے اثر ہونے کے اور کچھ نہیں۔ اور

انہی واسطے چونکہ ان کی دعا مردود ہوتی ہے مطلقاً منع کر دیتے ہیں۔ ورنہ مومنین کی شان ہے کہ لَیْسَ لَیْجَبُیْبُ السَّیِّئِ اَمْسُوْا وَعِلُّوْا الصَّالِحِیْنَ وَیَزِیْدُ هُدُوْقِنَ فَخْلِبُ (ایماندار اور صالحین کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں اور اپنے فضل سے ان کو زیادہ دیتے ہیں) یا یہ وجہ ہے کہ وہ اپنی میت کو یقین سمجھتے ہیں کہ یہ دعا کے اہل نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو اُن کے بیٹے کے متعلق دعا کرنے سے روکا اور فرمایا کہ اِنَّكَ لَکَیْنٌ مِّنْ اَهْلِكَ وَهٖ تَهَارِیْ اَهْلٌ سَے نہیں ہے۔ ورنہ اگر میت کی نیکی پر مانع کا اعتقاد صحیح ہو تو قَدْ تَعَاوَدُوا عَلٰی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَدُوْا عَلٰی الْاِکْبَرِ وَالْعُدُوْا اِنْ دَاوَدَیْکِیْ پُر اور تقویٰ پر تم ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور ظلم پر معاونت نہ کرو) کے دو سے میت کی معاونت بدعا بغیر ان الہی ضروری سمجھیں چونکہ مانعین کو یقین ہے کہ ہماری میت عداوت رسالت میں متغلب رہی ہے۔ اس کے لئے دعا سے امداد کرنی گناہ سمجھتے ہیں۔

۵۔ المشرح پ { فَاِذَا فَرَعْتَ فَاَنْصَبْ وَارِیْ مَرَاتِلَکَ فَاَنْصَبْ۔ اس کا مطلب

یہ ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو بعد میں اللہ سے دعا مانگو۔ اس کا ثبوت حدیث پاک میں موجود ہے۔

۶۔ تفسیر ابن جریر طبری ۲۰/۱۳۰ { قَالَ حَدَّثَنِي مَعَاوِيَةُ عَنْ عَلِيٍّ

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ فَاِذَا فَرَعْتَ فَاَنْصَبْ يَقُوْلُ فِي الدُّعَاءِ (ابن عباس سے روایت ہے۔ فرماتے تھے کہ فَاِذَا فَرَعْتَ فَاَنْصَبْ کہ جب تو نماز سے فارغ ہو دے تو کھڑا ہو۔ تزیہ قیام دعا کے واسطے ہے۔

(۲) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي قَالَ حَدَّثَنِي

(۳۱) قال حدثني ابي من اسببہ من ابن عباس فاذا اُفترغت فَمَا فَرَضَ عَلَيْكَ مِنَ الصَّلَاةِ فَسَلِّ اللَّهَ وَاسْمَعْكَ الْجَنَّةِ وَالنَّصَبِ لَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبَّاسٍ عَنْ رَوَيْتِ
ہے کہ جب تُو فارغ ہووے اُس چیز سے جو اللہ نے تجھ پر نماز فرض کی ہے تو اللہ سے سوال
کر اور اُس کی طرف رغبت کر اور اُس کے لئے کھڑا رہ۔

(۳۲) حدثني محمد بن عمرو وقال حدثنا ابو عاصم قال
حدثنا عيسى وقال حدثني المحرث قال حدثنا الحسن قال حدثنا
المدائني جميعا عن ابن جنيح عن مجاهد قوله فَاِذَا اُفترغت قَالَ اِذَا
قُمْتَ اِلَى الصَّلَاةِ فَانْصَبْ فِي حَاتِبِكَ اِلَى سَرَبِكَ رَجَاهُ عَنْ رَوَيْتِ
ہے کہ جب تُو فارغ ہووے تو اللہ نے فرمایا کہ جب تُو کھڑا ہو نماز کی طرف تو اپنی حالت
میں اپنے رب کی طرف کھڑا رہ۔

(۳۳) حدثنا بشر قال حدثنا يزيد قال حدثنا سعيد عن قتادة
قوله فَاِذَا اُفترغتْ فَانْصَبْ وَ اِلَى سَرَبِكَ فَاسْمَعْكَ قَالَ اُسْمَاؤُ اِذَا اُفترغَ
مِنْ صَلَاةٍ اَنْ يَبْلُغَ فِي دُعَائِهِ قَتَادَةُ عَنْ رَوَيْتِ ہے کہ جب تُو فارغ ہوئے
تو کھڑا رہ۔ اور اپنے رب کی طرف رغبت کر۔ اللہ کا فرمان یہ ہے کہ جب فارغ ہو اپنی
نماز سے تو اپنی دعا میں پہنچ۔

(۳۴) حدثنا ابن ثور عن معمر عن قتادة في قوله فَاِذَا اُفترغتْ مِنْ
صَلَاةِكَ فَانْصَبْ فِي الدُّعَاءِ (قَتَادَةُ عَنْ رَوَيْتِ ہے اللہ کے فرمان میں
کہ جب تُو اپنی نماز سے فارغ ہووے تو دعا میں کھڑا رہ۔)

اس آیت کریمہ کی ان تمام تفاسیر سے ثابت ہوا کہ جب کسی نماز سے تُو فارغ
ہووے نماز جنازہ ہو یا اور تو نماز کے بعد وہیں ٹھہرے رہنا اور بحکم الہی وہیں دعا مانگنا
مزدوری ہوا۔ چنانچہ اصول تفسیر کے مطابق سب سے مقدم عبد اللہ بن عباس کی

تفسیر ہے۔ پھر قآدہ کی پھر مجاہد کی۔ لہذا ان تمام کی مستند تفسیر سے اس آیت کریمہ کا ترجمہ ثابت کیا گیا۔

۴۔ تفسیر خازن و تفسیر معالم التنزیل ۲۴۰ { فَأَذْأَفَرَعْتَ }
ابن عباس و قتادہ و الضحاك و مقاتل و الکلبی فَاذْأَفَرَعْتَ مِنَ الصَّلَاةِ
الْمَكْتُوبَةِ فَأَنْصَبَ إِلَى رَبِّكَ فِي السَّجْدَةِ وَارْغَبَ إِلَيْهِ فِي الْمُسَاسَاةِ
يُعْطِيكَ رَابِعًا وَاقْتَادَهُ أَوْ ضَمَّكَ أَوْ مَقَاتَلَ أَوْ كَلَبَى نَعْنِي كَمَا هِيَ كَرَجَبُ رُفَا
فرمیں سے فارغ ہو کر اپنے رب کی طرف دعا میں کھڑا رہو۔ اور سوال کرنے میں
اُس کی طرف رغبت کرو و تجھے عطا کرے گا،

۵۔ ابن کثیر ۲۴۰ ابن کثیر نے بھی اس آیت کا یہی ترجمہ کیا ہے۔
حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ نے
عَنْهُ الطَّالِبِينَ ۶۳۷ { } ابھی اس آیت کا یہی ترجمہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ عالم الغیب کو علم تھا کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت
میں نماز کے بعد دعا کو بدعت کہیں گے۔ اس واسطے اُس نے اس آیت کریمہ کو نازل فرما
کر ہر نماز کے بعد مختصر نماز فرضی کے بعد دعا کو ضروری قرار دیا۔ نماز جنازہ ہر یا غیبنا کہ
ہر شخص نماز کے بعد دعا کو پڑا سمجھے گا تو وہ منسوب عتاب ہوگا۔

۶۔ حشر ۲۸۔ وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا
وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ
آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ اور جو لوگ اُن کے بعد آئے وہ دعا مانگتے ہیں
کہ اے ہمارے رب ہمیں بھی بخش اور ہمارے اُن بھائیوں کو جو ایمان کے ساتھ گور چکے
ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے واسطے کھوٹ نہ کر دے عاصدہ پیداکر

اے رب ہمارے بے شک تُو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کی شان بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مومنین جب ایمان کے ساتھ عالم ادوار میں پہنچ جاتے ہیں تو اُن کے بقایا مومنین کی یہ شان ہر تھی ہے کہ اپنے سابقین کے لئے دعا میں مانگتے ہیں۔ کہ اے اللہ میں بخش اور ہمارے سابقین بالا میان کو بھی بخش۔ اور ہمیں ایسا بنادے کہ ہم اُن کے لئے ایسے مہمیں مانگتے ہیں۔ اور اُن سے ہمیں سزا نہ ہو کہ اُن کے لئے دعا نہ کریں یا دعا مانگنے والوں کو دعا مانگنے سے روکیں۔

اب فیصلہ تم پر ہے کہ جنازہ کے بعد تم مومنین سابقین کے متعلق دعا کرنے سے روکتے ہو تو اُس کی دو ہی صورتیں ہیں کہ یا تم اُن کے بجائی نہیں یا وہ تمہارے بجائی نہیں۔ یعنی یا تم ایسا غار نہیں یا وہ ایسا غار نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں توفیق عنایت فرماوے کہ ہم قرآن پاک پر عمل کرتے ہوئے اپنے سابقین کے حق میں دعائے خیر کریں۔

دلائل دعا از احادیث

۱۔ مستدک ۱/۴۹۱ { عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لا یدعو علی اللہ یغضب }

علیہ (ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ سے دعا نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اُس پر غضب کرتا ہے) فَغَضِبَ

۲۔ مشکوٰۃ شریف ۱۹۵ { لا یُرَدُّ النِّصَاءُ إِلَّا الدَّعَاءُ دُنِیْ صَ } اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے بندے

کی دعا تقدیر کو پھیر دیتی ہے، کوئی شئی تقدیر کو نہیں پھیر سکتی سوا دعا کے۔

ثابت ہوا کہ تقدیر میں اگر میت کو اللہ کی طرف سے عتاب لکھا ہو تو وہ مارنے سے
اشارہ اللہ عز و جل سے رحمت کی طرف بدل جاتا ہے۔

۳۔ بیہقی شریف ۴۲
فتح ربانی ۱۲۶

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ
السَّجْدَةِ فَمَاتَتْ ابْنَتُهُ لَهَا وَكَانَ
يَسْتَجِيعُ جَنَازَتَهَا عَلَى الْبُغْلَتِي خَلْفَتِهَا
فَجَعَلَ النِّسَاءُ يَبْكِينَ فَقَالَ لَأَقْرَبَنَّ

فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَى عَنِ الْمَوَاتِي فَتَقَبَّلَ إِحْدَاهَا
كَتُفًا مِنْ عَبْدٍ أَتَاهَا مَا شَاءَتْ ثُمَّ كَبَّرَ عَلَيْهَا أَمْرًا بَعْدَ شَرْقَاءٍ مَبْعُودٍ
الَّذِي لَعَنَهُ قَدْ سَابَّيْنِ التَّكْلِيفَتَيْنِ سِدْعًا وَثَقَالَ كَانَتْ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي الْجَنَائِزِ هَكَذَا (عبد اللہ بن ابی
اؤفیؓ اصحاب شجرہ سے تھے۔ ان کی ایک بیٹی فوت ہو گئی تو کسی عذر کی وجہ
سے اس کے جنازے کے پیچھے ایک خچر پر اسوار تھے عورتوں نے روانہ شروع
کر دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ کوئی عورت داویلا نہ کرے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے داویلا سے منع فرمایا ہے۔ تم اپنی آنکھوں سے آنسو بہا سکتی ہو جو چاہے۔ پھر اس
پر چار بکریں نماز جنازہ پڑھیں۔ پھر نماز جنازہ ختم کرنے کے بعد آپ وہیں کھڑے
رہے۔ اندازہ دو کمبریوں کے مابین کا دعا فرماتے رہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ میں ہمیشہ ایسا کرتے تھے،

اب تو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا فعل بھی اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا دائمی عمل ثابت ہو گیا۔ اگر تم اب بھی دعا بعد نماز جنازہ نہ پڑھو تو نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی رسی قیامت کے دن منکر کے گلے میں ہو گی۔ اور تمہارے اس
انکار کی شہادت ہم بھی اشارہ اللہ دیجئے۔

۴۔ مشرح عقائد نسفی ۱۲۲۔ وَفِي دَعَائِ الْإِحْيَاءِ لِلْأَمْوَاتِ وَ
 أَصْدَقَتْهُمَا أَعْدَقَتْهُمَا الْإِحْيَاءُ
 عَنْهُمْ أَعْنِ الْأَمْوَاتِ نَفْعًا لِهَذَا أَعْنِ الْأَمْوَاتِ خِلَافًا لِلْعَنْزِلَةِ
 (اور زندوں کا مَرُوں کے واسطے دعا کرنے میں اور اُن کی طرف سے صدقہ کرنا یعنی
 زندوں کا مَرُوں کی طرف سے صدقہ کرنا مَرُوں کے واسطے نفع ہے معتزلہ صدقہ
 اور دعا دونوں کے مثلہ ہیں)

یہ کتاب مذکورہ بالا اخلاف کے عقائد کی مستند کتاب ہے جس سے یہ ثابت
 ہوا کہ مَرُوں کے حق میں دعا کرنا یا اُن کی طرف سے صدقہ کرنا اخلاف کے نزدیک میت
 کو زندہ ہے معتزلہ اس کے مخالف ہیں۔ اصلی حقیقت کا دم مارنے والوں اور انصاف
 سے کہہ کر تم جنازے کے بعد دعا کا انکار کر کے خفی ہر بیا معتزلہ

جو دعا سے روکے وہ تمام زمانے سے زیادہ احمق ہے

نتمہ مجمع البحار ۶۵۔ وَتَحَقَّقْ مَا ذَكَرْتُ أَنَّ كُفْرَ الدَّعَاءِ غَيْرُ
 أَحْبَابٍ لَكُمْ يَنْفُلُ بِهِ أَحَدٌ كَمَا تُقَالُ عَنْ
 حَقَّقَتْهُ نَمَانِيَا مِثْنُ لَا شَعُوْرَ لِهَذَا فِي عِلْمِ الدِّينِ بِوَجْهِتِ أَهْلِ
 السُّبْدِ عَنِ الْمُسْتَحْدِ شَقِ طَهَرَهُ اللَّهُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ بِمِثْنُ۔ اور براہِ نبول
 نے ذکر کیا ہے۔ ثابت ہوتا ہے کہ دعا کرنی ناجائز ہے۔ حالانکہ دعا کو کسی نے ناجائز
 نہیں کہا جبکہ کہ نفل کیا گیا ہے ہمارے زمانہ کے ایسے احمقوں سے جن کو علمِ دین میں کوئی
 سمجھ نہیں بوجہ بدعتی ہونے کے جو نہی نکلی ہے۔ اپنے احسان سے اللہ تعالیٰ زمین کو
 ان سے پاک کرے۔

سوال دیوبندی نمبر ۳۱
حرمین میں وہابی رہتے ہیں کیا وہ پلید ہیں یا اور تم
انے وہابیوں کے پیچھے نماز نہیں ادا کی؟

محمد عمر
فیر خدا کے فضل سے بلا مخالفت غیر اپنی جماعت علیحدہ کروانا
رہا ہے۔ وہابیوں نے عدالتِ سعودیہ میں بہت شکایات کیں۔
لیکن فیہ کے خلاف وہاں کوئی کلمہ ادا نہیں کیا۔ تو حاسدین کی کوئی دال نہ
گلی۔ اب حرمین شریفین سے مدینہ طیبہ کا حال ملاحظہ ہو۔

مدینہ طیبہ میں نجد کی طرف سے ایک مولوی عبدالنجیر دیوبندی مفتی مقرر ہے
اہالیانِ مدینہ طیبہ اُس کو اکثر بُرائی سے یاد کرتے ہیں۔ کیونکہ اُس نے علما و فضلاء کے
اندرونی و بیرونی برائے میں اور مسجد کے ستونوں اور دیواروں پر جہاں جہاں حضور
پر نور شفیع یوم النور کی شانیں ترکوں نے پتھروں میں آیاتِ شریفہ مثلاً اِنَّا اَمْرُ سُلْطَانِکَ
شَاهِدًا قَبْلَ بَشَرٍ اَوْ هَلْکَ اَمْعٰہَا کُذِّہ کُروائی ہوئی تھیں سہ کی چھٹیوں
سے چھلوا دیا ہے اور بعض کو سریش کی قسم کا مصالحہ چپاں کر کے آیات کو بند کر دیا ہے
اور جس جس جگہ آپ کے اسماء گرامی مکتوب تھے روغن سے پلستر کر کے مٹا دیئے گئے ہیں۔
اور جالی پاک ہیں جہاں موجب مبارک کی جانب یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پتیل کی ٹھکانی میں
لکھا ہوا تھا اُس سے لفظ یا کر کاٹ دیا گیا ہے اور آپ کے اسم پاک کو سچوڑوں سے
کوٹ کر ٹیڑھا کر دیا گیا ہے۔ کئی متبرکہ مقامات میں ترکوں نے مساجد تعمیر کی ہوئی تھیں
مثلاً جنت البقیع کے جانب شرق مسجد بقلہ و مسجد نوب و غیرہم کو شہید کر دیا گیا ہے۔
میدانِ احد میں دو مسجدیں ہمارے کے بنیادوں سے اکھاڑ کر میدان بنا دیا گیا ہے
احد کے راستہ میں ایک مسجد تعمیر تھی جس کا محض نشان باقی ہے۔ باقی سب شہید
کر دی گئی ہے۔ مسجد حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تمام سب۔ مراد عشرہ مبشرہ کے مکالموں کا
شکے مر اکھاڑ کر ابن سعود عبدالعزیز اپنے دار الخلافہ ریاض میں لیجا کر اپنے مکانات

میں استعمال کر چکا ہے۔ جنت البقیع کے تمام مقابر کو مہار کر کے مزدور زمین کی طرح برباد کیا گیا ہے۔ مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کے مابین ہر منزل پر مسجد بنی ہوئی تھی اُن تمام کو شہید کر دیا گیا ہے۔ ساکنانِ مدینہ طیبہ کو تنگ کر کے جلا وطن کر دیا گیا ہے۔ جو اُس وقت مصر و ماحولہ اور قسطنطنیہ و ماحولہ میں پناہ گزیں ہیں۔ اور بعض کو شہید کر دیا گیا ہے حضرت عثمانؓ کا کنواں مسجد نبی ﷺ کے محلے اللہ علیہ وسلم میں باطل بند کر دیا گیا ہے۔ یہ تو ہے مختصر حال مدینہ طیبہ کا اب مکہ مکرمہ کو حالِ سُنیہ۔ مکہ مکرمہ کی اکثر مساجد کو شہید کر دیا گیا ہے مثلاً جبلِ ابراہیم پر ایک مسجد تھی جو ہم سے بیٹھے جنوب مشرق میں نظر آرہی ہے۔ اور اُس مقام پر ابراہیم علیہ السلام نے اذان فرمائی اور حضرت بلالؓ نے جی پہلی اذان وہیں پڑھی اُس مسجد کو بھی شہید کر دیا گیا ہے۔ ترکوں نے ابو جہل کے مکان میں ٹٹیاں بنائی ہوئی ہیں۔ اُس کا بدلہ نبی ﷺ اللہ علیہ وسلم کے پیدا نشی مکان کو شہید کر کے اوپر بول دیلا ڈال کر لیا جا رہا ہے۔

دہابی "اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان متبرک مقامات کو شہید کرنا گناہ تھا تو برباد کنندگان کو ابراہیم کی طرح ہلاک کیوں نہ کیا۔

محمد عمر "اس میں حکمت الہی ہوتی ہے۔ کیا اللہ کی مساجد کو شہید کرنا بھی جائز ہے؟ جب اس کام سے اللہ تعالیٰ نے اُن کو نہیں روکا تو بیتِ رسول اللہ ﷺ اللہ علیہ وسلم سے کہیے روکا جاتا۔ کیونکہ اللہ کی مساجد کو بھی تو شہید کیا گیا ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ نبی ﷺ اللہ علیہ وسلم کا فرمان **هَذَاكَ الدَّلَائِلُ وَالْغَيْثُ** کی غیبی خبر کو اللہ تعالیٰ نے سچا کرنا تھا۔ اسی لئے نہیں روکا اور نہ ہلاک کیا۔ کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر صادقہ میں تکذیب لازم نہ آئے۔

جواب نمبر ۳۔ احزاب ۲۲ وَلَا تَطِغُوا كَاذِبِينَ وَالْمُنَافِقِينَ اِذَا هُمْ وَتَوْكَلُ

عَلَى اللَّهِ وَكَفَى يَا اللَّهُ وَكَيْلًا - اور فرمایا وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَبِيلًا وَذُرْنِي
وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعَةِ وَكَلِّمْهُمْ قَلِيلًا پھر فرمایا وَذُرْنِي هَمْرًا
يَا كُفُوًا وَيَسْتَمْعُوا وَيَسْمِعْهُمْ لَأَمَلُ كُفُوتٍ لَيَكُونَنَّ پھر فرمایا وَمَا
أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ -

ان ارشادات الہیہ پر آپ ایسے عامل تھے اور رہیں اور رہیں گے جس کی مثال
تمہارے سامنے موجود ہے۔

قَمَا أَمْرُ سَلْتَاكَ إِلَّا حَسْبُكَ لِلْعَالَمِينَ داور نہیں بھیجا ہم
جواب نمبر ۴ } آپ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکرم تمام جہانوں
کے واسطے رحمت،

آپ کو اللہ تعالیٰ اجل جلالہ نے ایسا رحمت بنا کر بھیجا کہ کافر اور منافق بھی آپ
کی رحمت سے محروم نہ رہے۔ صرف نجدی اپنے اعمال میں ایسا تھا جو نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی رحمت سے محروم رہا۔ انہی اعمال کی بنا پر تو آپ نے دعا نہیں فرمائی۔
لیکن آپ کے رحمۃ العالَمین ہونے کی وجہ سے نجدی کو گرفتار بھی نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ
جواب نمبر ۵ } کیا ہوا ہے۔ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ

فِيهِمْ د اے محبوب جب تک آپ ان میں موجود ہیں اللہ کو لائق نہیں کہ ان
کو عذاب کرے۔ اسی واسطے جب تک آپ وہاں تشریف فرما ہیں۔ عذاب الہی
نازل نہیں ہو سکتا۔ اور بعد کے مستحق ارشاد فرمایا فَاِمَّا تَنْذَرُكَ بَلَغْتَ ذِنَانًا مِنْهُ
مَنْتَقِمُوكَ جب ہم آپ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جائیں گے تو ان سے ہم
بدلہ لینے والے ہیں۔ یہ تو تمہارے اعتراض کی بات نہیں۔ ان کو ایسے نہیں چھوڑا جا
گا بلکہ وقت آنے پر ان سے فدا فرما بدلہ لیا جائیگا۔ کیونکہ ہر کام کا وقت مقرر ہوتا ہے

اپنی اعمال کی بنا پر تو قرنِ شیطان کا خطاب ملا۔ ورنہ اور برا عمل لوگوں سے ان کا کرنا تھا۔ باقی رہا عربین شریفین کی ذاتی طہارت و شرافت ہر وقت نفسِ قطعی سے ثابت ہے عوامات سے ان میں سجاست کا حکم نہیں لگا سکتے۔ جیسا کہ سند میں سجاست کرنے سے پلیدی کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔ یہ عربین شریفین چونکہ خود مطہر بالذات ہیں ان کو کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی۔ جیسا کہ مکہ معظمہ نبڑوں سے نجس نہ ہو سکا۔ اور اسی وجہ سے اُس کو ہر سال وحویا جاتا ہے۔ عربین شریفین میں نہ خود فقیر نے دہائیوں کی اقتدا کی اور نہ کوئی تحریری کارروائی ہی کی۔ حالانکہ تمام پنجاب کے دہاویہ نے حکومتِ سعودیہ سے مختلف جھوٹی شکایتیں کیں۔ لیکن حکومت نے بعد از تحقیق امرین بالعرف کے کچھ نہ کہنا اور میرے ساتھ کوئی مذہبی مخالفت سے پیش نہ آئے۔ حالانکہ حکومتِ سعودیہ کی سختی مشہور تھی اور فقیر بھی اُس کا مطالعہ کر چکا تھا۔ چنانچہ مولوی السخیل صاحب دہلی خود ترجمانی فرماتے ہیں۔

تخفہ دہاویہ ص ۶۔ اگر کوئی حق نہ ماننے والا اور راستی کو قبول نہ کرنے والا یہ اعتراض کرے کہ تم جو قطعی طور پر کہتے ہو۔ کہ جو کوئی یوں کہے یا رسول اللہ میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں تو وہ شخص مشرک ہو گا اور اُس کا خون مباح ہو گا۔ میں کہتا ہوں ایسے لوگوں کو ہم کافر کہتے ہیں۔ ان میں غالب حصہ ان لوگوں کا ہے جن سے آج کل ہم جنگ کر رہے ہیں۔

تخفہ دہاویہ ص ۷۔ موردِ شریف کرنے والے یا تبیغ ہاتھ میں رکھنے والوں کو سمجھایا جاتا ہے۔ اگر مان لیں تو بہتر و نہ حاکم ان کو سزا دیتا ہے کہ وہ باز آئیں۔

اب انصاف سے خود فرمائیے کہ شامی کا سہلہ کا مسبقہ حوالہ اور یہ عبارت ان میں کوئی تطبیق ہے یا نہیں۔ عبارت مذکورہ بالا سے خود بخود ہر ذی شعور دہاویت کے بنیادی مفاسد کو اور حقیقی مخالفتِ اسلامی کو بظاہر اُسن سمجھ سکتا ہے۔

حرمین شریفین میں سونے کو اقباس کر کے قصور کے دیباچہ نے مسجدوں کو ڈیرہ بنارکھا تھا تو فقیر نے ان کے اس سچ کو اور مسلمانوں کے دودھ لانے کو لوگوں کے سامنے عیاں کیا۔ چنانچہ اس مسئلہ کو واضح کرنے سے دیباہی نے حرمین شریفین کا حوالہ دیا۔ تو یہ قیاس مع الغایت ہے کیونکہ حرمین شریفین کے احکام باقی مساجد سے جدا گانہ ہیں جس کو دیباہی بھی تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ فرقہ دیباہیہ کے نزدیک مساجد ثلاثہ کی طرف سفر کرنا باطل ہے۔ ماسوا دیگر مساجد کے۔ اَلْمَنْ دَاخِلًا كَانَ اَمْنًا بیت اللہ کی شان ہے جس کے سامنے لیٹے رہنا بھی عبادت ہے۔ اور حرمین شریفین سے باقی مساجد کا ازلیئے ثواب بھی امتیاز ہے۔ دوسری وجہ دیباہیہ کے نزدیک خون بہنے سے وضو فاسد نہیں ہوتا جب وضو فاسد نہ ہو تو خون سے مسجد کی چٹائی بخش ہونے کا احتمال یقینی ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ دیباہیہ کے نزدیک منی پاک ہے۔ جیسا کہ عفتربہ ہی اشارۃ اللہ ذکر ہوگا۔ ان تمام بناؤں پر اصحاب مساجد حنفیہ حتی الامکان دیباہیوں سے اپنی مساجد کو محفوظ رکھتے ہیں۔ اور اسی بنا پر احناف دیباہیہ کی مسجد سے بھی اجتناب کر لیتے ہیں۔ آخری فیصلہ یہی ہے کہ دیباہیہ اپنی مساجد میں جا کر شب باشی اختیار کریں تو بہتر ہے تاکہ ہمیں اس شرعی مسئلہ کے اظہار کی ضرورت ہی درپیش نہ آئے۔ کَمَا عَلَيْنَا الْاَبْلَاغُ ہمارا کام کہہ دینا ہے یا رد۔ تم آگے چاہے ماز یا نہ ماز۔ اب تم اپنے بڑے بھائیوں کے امتیازی مسائل بھی سنو جو کہ منبع دیباہیت ہیں۔

دہابیؒ بھائی مجھے دہابی سے خطاب نہ کرو۔ کیونکہ ہمارے اکابر اس کو بتا سکتے ہیں۔

محمد عمرؒ کیوں بھی دہابی کے خطاب سے آپ کو کیوں چڑھ آئی۔ حالانکہ تمہارے اکابرین اپنا دہابی ہونا تسلیم کر چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

اخبار توحید۔ مدیر سید محمد داؤد غزنوی، ۱۷ اپریل ۱۹۸۲ء۔ اگر کوئی

شخص خالص اللہ کی عبادت کرنے والا ہو ایک خدا کے ماننے والا ہو نصوح محکمہ
اور احادیث مسلمہ کا تابع ہو تو اسے شیخ الاسلام عبداللہ اب کے نام سے منسوب
کر کے ”وہابی“ کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ ان نیزہ چشموں کو اتنا بھی نہیں معلوم کہ اول تو
یہ نام اہل حدیث سے موسوم ہے۔ اور اگر ”وہابیت“ کی ہی رٹ لگاتا ہے تو پہلو
وہابی ہی سہی۔

اہل حدیث کا مذہب معتقد مولوی ثناء اللہ صاحب ص ۲

اِنْ كَانَتْ تَحْتِجِدُ الْاِلٰهَ تَوَحَّيْبًا فَلْيَشْهَدْ الشُّكْلَانِ اِنِّي وَاٰهِي

یعنی اگر توحید خداوندی سے آدمی وہابی بنتا ہے تو جنوں اور انازل تم گراہ رہو ہم وہابی ہیں

بجلی اسمانی۔ مولوی زور سین گھر جاکھی ص ۳۰

ہم ہیں کچھ عقیدے تیرے دیاں جواب ثنائی یاد کریں گا تو بھی عینیں ملیا اک وہابی

مولوی اسماعیل صاحب غزنوی نے ”مختصر وہابیہ“ کے نام سے ایک کتاب کا ترجمہ

لکھا جس کا نام پہلے گزربھی چکا ہے۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے تحریک وہابیت
ایک رسالہ کا نام رکھا۔ اگر یہ لفظ برا اختیار انہوں نے اس عنوان سے اپنی کتابوں کی
اشاعت کیوں فرمائی۔ اب وہابیہ کے جدید جدید عقائد ملاحظہ فرمائیے۔

غیر مقلدین وہابیوں کا خدا

مولوی وجہد الزماں کے مترجم قرآن مجید کے حاشیہ ص ۶ پر لکھا ہے:-

(اللہ) جب کرسی پر بیٹھتا ہے تو پارا نعل بھی ٹری نہیں رہتی ہے۔ اور اس کے

بوجھ سے چرچہ کرتی ہے۔

غیر مقلدین و ہابیہ کے نزدیک صفاتِ الہیہ و شہادت

اللہ تعالیٰ کئی ناموں اور صفات سے
 کنز الخفایق مؤلفہ وجید الزمان ص ۳۴ { سے موصوف ہے۔ جو قرآن مجید
 میں آئی ہیں۔ ان میں سے بعض ذاتیہ قدیم ہیں۔ جیسے حیات۔ علم۔ قدرت۔ ارادہ
 مشیت۔ سب۔ بصیر اور قوت الکلام۔ اور بعض فعلیہ عارضہ ہیں۔ جیسے کلام کرنا اور
 عرش پر استرا کرنا وغیرہ۔

غیر مقلدین و ہابیوں کا کلمہ

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ
 فتاویٰ ندویہ ص ۴۶ { میں کہ وظیفہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا
 جائز ہے یا نہیں۔ بے نیواؤ قوجہ وا۔ الجواب۔ وظیفہ مجموعہ لا الہ الا اللہ
 محمد رسول کا ثابت نہیں ہے۔ وظیفہ کے واسطے صرف لا الہ الا اللہ ہے۔ واللہ
 تعالیٰ اعلم حررہ السید ابوالحسن عفی عنہ سید ندوی حسین۔

غیر مقلدین و ہابیوں کا نیا قرآن و نیا رسول

اور فرماتے تھے
 سوا نحمدہ کی مولیٰ عبد اللہ صاحب امر قسری ص ۳۵-۳۶-۳۷ {
 (مولیٰ عبد اللہ صاحب)

کہ الہام ہوا تھا اِذَا كُنَّا اِنْسَانًا نَّشَبَعُ نَسْرِ اَنْتَ شَرَاتٍ عَلَيْنَا بَيِّنَاتٍ
یعنی جو کچھ الہام ہوتا ہے اُس کے لفظ یاد رکھئے۔ اور اُس کا بیان کرنا تفسیر میرا دوسرا
سے اور فرماتے تھے الہام ہوا اَوَّلَ اَمَانَةٍ خَافَ مَقَاهِرَ مَا يَكُونُ الْاَيْتِ یعنی اُسے پر
وہ شخص کو ڈرا اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے اور یہ بھی الہام ہوا۔ کہ ہمیشہ
بدلی خود مطالعہ کر دہ ہر کسب و معاش و مبادی و اس کے اڑا سوا ہی بنشید یعنی ہمیشہ اپنے دل
میں جھانکے رہو ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کدورت بیٹھ جاوے۔ اور شہر
دہلی میں یہ الہام ہوا۔ وَلَا تَقْدِرُ عَلَيْنَا اِلٰى مَا سَتَعْنَاهُ اَوْ لَا جَائِزَتُهُ
نَرَاهُ لَاحِظًا اَللّٰهُ دُنْيَا اَوْبَاعُ سَكَنَ رِيْهِ يٰ اَلِہَامُ ہوا قُلْ لِّاَنَّمَا وَاجِلُكَ
وَلَا لِاَدْلٰكَ وَ اَتَّبَاعِكَ قَوْمُؤُ اللّٰہِ قَالِبَتَيْنِ یعنی کہہ دے اپنی بیویوں اور
اولاد و تالبعہ و اول کو کہ کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لئے تالبعہ رہو کر۔ اور اس کے اخیر میں
یہ الہام ہوا اِنَّا جَلْبُسَاکَ وَ اَنْیَسَاکَ فَلَا تَحْشُرُنِ یعنی میں تیرا مددگار ہوں تو غم نہ
کھا۔ اور یہ بھی الہام ہوا وَلَا تَنْسَ مَا اَوْدَعْتَ فِی قَلْبِکَ فَاِنَّ رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ
جَزْءٌ مِّنْ سِتْرٍ قَدْ اَمَرَ بَعِیْنُ جَزْءٌ مِّنَ النَّبُوَّةِ یعنی جو تیرا دل اور تفکر قرآن کا
تیرے دل میں ہم نے ڈال دیا ہے اُس کو مت بھول۔ کیونکہ مومن کا خواب ایک حصہ
سچ عزت کے چھاپیس حصوں میں سے۔ اور فرماتے تھے۔ دہلی میں یہ الہام ہوا وَلَا تَطْفِ
مَنْ اَعْقَلْنَا قَلْبُکَ عَنْ ذِکْرِ نَا وَ اَشْبَعُ هُوَاہُ وَ کَانَ اَمْرُہُ فُرْطَا اور
فرماتے تھے یٰ نَبِیُّنِ اِذَا یَا اَلِہَامُ ہُوَاہُ وَ لِلّٰہِ عَلٰی النَّاسِ رَحْمَ الْبُیْتِ مَنْ اسْتَطَاعَ
اِلَیْہِمْ سَبِیْلًا اور فرماتے تھے الہام ہوا وَ کَسُوْتَ لِعِطْفِکَ سَرَّکَ وَ تَنْوَضٰی
یعنی ابنتہ جلدی دے گا تجھ کو رب تیرا پھر تو خوش ہو جاوے گا۔ اور فرماتے تھے
الہام ہوا اَللّٰہُ شَرَحَ لَکَ صَدْرَکَ

یہ وہابیوں کے نئے قرآن اور مصنوعی مبی کچھ اخراجی الہام تھے جو وہابیوں

کے امام کو مختلف مقامات پر ہوئے۔ کیا یہ غلام احمد قادیانی سے کم ہیں۔

فرقہ وہابیہ کے امام مولوی ثناء اللہ صاحب نے سو سے زیادہ آیات کی تخریف کی اور مہجرات انبیاء کا بھی انکار کیا۔ یہ قطعاً بھی فرقہ وہابیہ کو زیبا ہے۔

وہابیوں کے مذہب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وضع اطہر

و دیگر انبیاء و صلحاء کے مزارات پر جانا شرک ہے

فتح المجید شرح کتاب التوحید ص ۲۱۵ { ذِی الْحَدِیثِ ذَرِیْلُ
عَلَى مَنَعِ سَدِّ الرِّجَالِ

اِلٰی قَبْرِہِ صلی اللہ علیہ وسلم ذِی غَیْرِہِ مِّنَ الْقُبُورِ وَالْمَشْہِدِ
لَا تَذٰلِکَ مِنْ اَعْبَادِ اَبْلِ مِنْ اَعْظَمَ اَسْبَابِ الْاَشْءِ الْبِاْصْحَابُ
وَهٰذِہِ هِیَ الْمَسْأَلَةُ الَّتِیْ اُفْتِیْ فِیْہَا بِمُتَّحِ الْاِسْلَامِ رَحْمۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اَعْنِیْ مِنْ سَائِلِ الْمَجْتَمِعِ فِیْہَا یَا تَحِ قُبُورِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ راور حدیث
میں دلیل ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف سفر کرنے کی ممانعت پر اور اس کے
علاوہ باقی قبور اور زیارتوں کی طرف بھی اس واسطے کہ یہ عیدوں سے ہے۔ بلکہ شرک
کے بڑے اسباب سے اس کے اہل کے ساتھ اور یہی سکہ ہے جس میں ابن تیمیہ نے فتویٰ
دیا۔ یعنی جس نے محض انبیاء اور صالحین کی قبور کے واسطے سفر کیا۔ میں بھی یہی
عقیدہ رکھتا ہوں)

رحلۃ الصدیق مصنفہ صدیق حسنیان ص ۱۹ { وَالسَّخَرُ
بِجَمَادِ

الذی یأمرنا فیہ بنزع ۱۵ من سائر الحجج و قبور کلمہ یکمہ زیارتہ
مشرعہ عتیقہ بکلی بدعتہ و معنی زیارت کے واسطے سفر کرنا اس میں نزاع ہے اور
جس نے سفر معنی قبر کے واسطے کیا تو اس نے زیارت شرعیہ نہیں کی بلکہ بدعت
کی ہے،

دوجہ منع از سفر زیارتہ خواہ قبور انبیاء
عرف الجہادی ۱۴۹ ہر
باشہ یا غیر ایشان آفت کہ دلیل ہے

جواز آن از کتاب و سنت یا اجماع یا قیاس قائم نیست و زیارت کے سفر سے
منع کرنے کی وجہ خواہ انبیاء کی قبور ہوں یا ان کے سوا یہ ہے کہ کوئی دلیل اس
کے جواز پر کتاب اور سنت یا اجماع یا قیاس سے قائم نہیں ہے،

فقہ محمدیہ کلاں ۱۵
مکان متبرک کی طرف سفر کرنا درست نہیں
برابر ہے کہ کسی نبی کی قبر پر یا ولی کی لیکن

اگر تقرب الی اللہ مقصود نہیں بلکہ کوئی اور حاجت ہو مانند ستجارت اور سیکھنے
علم وغیرہ کے تو اس کے لئے ہر جگہ اور ہر مکان کی طرف سفر کرنا درست ہے
بالاجماع۔

مسئلہ سماع موتی مصنفہ حافظ عبد اللہ صاحب
طالب علم اور دیگر
منزوریات کے لئے

سفر کا کوئی ہرج نہیں۔ صرف کسی جگہ کی طرف جس میں قبر نبوی بھی داخل ہے ثواب
کی نیت سے سفر کرنا جائز نہیں۔

تحفہ و ہادیہ مصنفہ اسماعیل غزالی ص ۱۵۱

آستانوں کی زیارت کیلئے مشہور مال اس میں کیا شان پرستاری اقسام نہیں
باوجودیکہ مساجد کی طرف چل کر جانے میں بے شمار فضائل مروی ہیں تو پھر

قدوس کی طرف سفر کر کے ہانا کیونکر شرعاً جائز اور موجب ثواب ہو سکتا ہے بلکہ یہ تو بطریق اولیٰ ممنوع ہوگا۔

مذہب وہابیہ کے نزدیک دنیا کے ہر گوشہ میں سفر کرنا جائز ہے۔ لیکن موضع مطہرہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و مزارات دیگر انبیاء و صلحاء کی طرف سفر کرنا گناہ ہے یہ ہے فرقہ وہابیہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور بیعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد اور بغض۔ تو بجا مذہب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو کیا تعلق۔ جس کی ذات سے حسد اُس کے مکان کی طرف ہانا گناہ تو اُس کے رستے کی طرف ہانا کیسے ثواب ہو سکتا ہے۔ محبوب کی ہر چیز محبوب ہوتی ہے۔ اور دشمن کی ہر چیز دشمن خداوند کریم چونکہ آپ کے محب ہیں اس واسطے آپ پر صلوات و سلام بھیجتے ہیں۔ اور لاکھوں ملائکہ موضع مطہرہ کے گرد موبانہ صلوات و سلام پڑھتے ہیں۔ اور مومنین بھی اسی جماعت میں وہاں جا کر شریعت کرتے ہیں۔ لیکن وہابیوں کو وہاں سے نفرت ہوتی ہے۔ اور وہابی اگر نیا نا چلا بھی جائے تو مشرک بدعتی ہو جاتا ہے۔ یہ ہے شانِ بہیتا ہاں البتہ حنفی وہاں جانے سے مشرک اور بدعتی نہیں ہوتا بلکہ وہاں جا کر گناہ سے پاک اور مبرا ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ کا موضع اطہر و نیا کے تمام مقامات سے بالاتر ہے۔ بیت اللہ ہر یا غیر۔

وہابیوں کے مذہب میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر

تَطْهِيرُ الْأَعْمِقَاتِ ۝ فَإِنْ كُنْتُ هَذَا فَبُورِ سَوَّلِ اللَّهُ
أَصْلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَمَّرَتْ
عَلَيْهِ قَبْتًا عَظِيمًا أُنْفِقْتُ فِيهِ الْأَمْوَالَ كُلَّتْ هَذَا أَجْهَلُ عَظِيمٍ

بِحَقِّقَتِ اِنْخَالِ د پھر اگر کہے کہ اس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر ایک
بڑا قبہ تعمیر کیا گیا ہے۔ جس میں بہت مال خرچ کیا گیا ہے۔ تو میں کہتا ہوں یہ حقیقت
بڑی جہالت ہے۔

فَاتَّعَلَّ عَلِيًّا الْقُبَابُ الَّتِي صَارَتْ اعْظَمُ
فَتْحُ الْمَجِيدِ { ذِي يُعْنَى الشَّيْءُ كَالْاِنْخَالِ وَكَانَ كَبْرُ
وَسِيلَتِهِ اِلَى هَلْ هِيَ اِلَّا سِلَاحٌ وَخَسْرَ اَبْ بَلِيَانِي غَالِبٌ د پھر تمام
تجے شرک اور محاد کا بڑا ذریعہ ہیں اور اسلام کو مٹانے اور اس کی بنیادوں کو خراب
کرنے کی طرف زبردست ہیں ۔

وَبَلِ الْغَامُ شَوْكَانِي { فَمَا اَنْتَ بِمُتَدَعٍ الْجَهْلَةُ مِنْ
اَنْ تَحْدُثَ الْقُبُورِ وَتَشْبِيْدَهَا
وَمَا اَسْرَعَ مَا خَالَفُوا صِيَّتَهُ سَمْعًا مَوْلَى اللّٰهُ ص لى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عِيْدَ مَوْتِهِ فَيَجْعَلُوْا قَبْرًا عَلَى هَلْ هِيَ الصِّفَةِ الَّتِي هُوَ عَلَيْهَا
الْاَنَ وَقَدْ سَلَّ مِنْ عَصْدٍ هَلْ هِيَ الْبَدْعَةُ ۔

عارف الجاوی { واز بنا بر قبر نبی آمدہ پس ہر چہ مرفوع پیش
بودن قبر لغتہ راست آید از مشکبات ثمرت
باشند و انکار بر آں و برابر ساختن بنجاک واجب است بر مسلمین بدوں فرق و رنگ
گمہ پیغمبر باشد یا غیر او۔

ان عبارت مذکورہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ دعا ہے کہ نزدیک و غائب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنا واجب ہے۔ اور اسی حالت میں بلند و مہنا ان کے
نزدیک گناہ ہے جو آپ کے مکان کو دنیا میں بلند نہیں دیکھ سکتے۔ بلکہ نظروں کے
سامنے نہیں کر سکتے۔ آپ کے اسم پاک کو بلند نہیں پڑھنے دیتے۔ افسوس آج

مسلمانوں کے سامنے وہ منافقانہ شکل سے رگوں کو دھوکا دیتے ہیں مسلمانزالیہ عقائد سن کر پڑھ کر بھی اگر تم جہنم کا اندھن بنو اس سے اور زیادہ کیا بد منتی ہو سکتی ہے۔

احناف کے نزدیک محض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت یا

روضہ الطہر کی طرف سفر کرنا قرآن کریم و احادیث صحیحہ و

اجماع سے ثابت ہے۔

نسارہ ۵۔ اِذْ اَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ فِيهِ صَرَاحَاتٌ لِّمَنِ الْمَوْتُ فَتَبَيَّنْ يَعْصِدُونَ عَنْكَ صِدْقًا (اور جب کہلایا ہے ان کو تم اس چیز کی طرف اور جو اللہ نے اتاری ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو آپ منافقین کو مد خط فرمائیں گے وہ آپ سے منہ پھرتے ہیں پوری طرح منہ پھیرنا،

معلوم ہوا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور قرآن شریف کی طرف بلایا جائے تو منافقین پوری طرح آپ سے منہ پھیر جاتے ہیں۔ مومن کی شان نہیں۔

نسارہ ۱۴۔ وَمَنْ يُخْرِجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكُهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَكَانَ

اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا (اور جو شخص نکلتا ہے اپنے گھر سے ہجرت کرنے والا اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھر اس کو موت نے لے لیا تو اس کا اجر اللہ پر لازمی ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے،

تَفْسِيرُ ابْنِ عَبَّاسٍ ۝ اِنَّ اللّٰهَ اِلٰى طَاعَتِهِ اللّٰهُ رَدِّ سُوْلِهِ،

اِنَّ رَسُوْلَهُ بِالْمَدِيْنَةِ رَفَعَتْ يَدُ بَاكِهِ الْمُؤْتِ، بِالتَّعْبِيعِ وَقَدْ
وَقَعَ اَحْبَبُ كَا، وَجِبْ ثَوَابِ هَجْرَتِهِ (عَلَى اللّٰهِ)

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنے مکان کو چھوڑ کر مکہ معظمہ ہجرت فرمائی تو اس کا ثواب اللہ تعالیٰ پر لازمی ہے اور دوسرا امر یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سفر کرنا اللہ کی طرف پہنچنا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روکتا ہے وہ اللہ سے روکتا ہے اور جو بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہید کرنے کو جائز سمجھتا ہے یا واجب تو اُس کے دونوں جہازوں کے مکافوں کو برباد کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے۔ اور بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے ایک خاص سورہ حجرات نازل فرمائی اور آپ کے بیت کی توفیر بیان فرمائی تو ان کی طرف نگاہ بدست دیکھنے والے کو اللہ تعالیٰ دین دنیا میں نظر غضب سے اپنی لعنت کا مستوجب قرار دیتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّكُمْ اِذْ ظَلَمْتُمْ اَلْاَنْفُسَ لَمْ تَجَاوُزْ لَكُمْ فَاسْتَغْفِرُوْا
اِنَّ اللّٰهَ فَاسْتَغْفِرْ لَكُمْ اَلرَّسُوْلُ لَوْ جَدُّوْا اللّٰهَ

تَوَابًا تَرْجُوْنَ (اور اگر یہ لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کر کے جناب کی خدمت اقدس میں حاضر ہو جائیں تو اللہ سے بخشش طلب کریں اور ان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بخشش کے خواہاں ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑا توبہ قبول کرنے والا کام کرنے والا پائیں گے۔)

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ ہر گنہگار کو لازمی ہے کہ وہ دربار رسالت میں پہنچے

جس میں اس بات کی تیز نہیں فرمائی کہ مائین حیات دنیاوی ہی پہنچا جائے بعد میں نہیں بلکہ اور صرف شرط سے حکم عام کر دیا۔ کہ جب کوئی ظالم ظلم کرے قبل از وصال ہو یا بعد از وصال تو اس کی بخشش کے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار کھلا ہے۔

وَاِذَا قِيلَ لَهُمُ تَعَالَوْا يَسْتَعْفِفْ لَكُمْ رَبُّكُمْ
مِنْهُمْ قَوْلٌ ۚ ۲۸ ۝

وہم مستبکون (اور جب ان کو کہا جاتا ہے آجاؤ تم بخشوالیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے سروں کو وہ پھیرتے ہیں۔ اور آپ ان کو دیکھیں گے کہ وہ تکتے ہوئے منہ پھیرتے ہیں،

کیا وجہ ہے کہ یہ وہابی آپ کے پاس جانے پھرتے

نہیں؟ اس کا سبب خاص ہے کہ اگر ہم اس کو بیان کریں تو اللہ تعالیٰ شاید ان کو ہدایت دے۔ حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا ہے۔

قُلْ هٰذِهِ سَبِيلِيْ اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ عَلَىٰ بَصِيْرَةٍ
۱۲ ۝ اَنَا مِنَ الْمُتَّبِعِيْنَ ۝

یوسف ۱۲ ۝ میں میرا سنتہ میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں بینائی پر ہوں اور میرا مقصد بھی، معلوم ہوا کہ جو آپ کے راستے سے متغیر ہے وہ اللہ سے متغیر ہے اور فرمایا

وَاَنْ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاَتَّبِعُوْهُ ۝ (اور بلا
العام ۱۹ ۝ یہی میرا سنتہ سیدھا ہے تو تم اس پر چلو،

وہابی یہ زندگی میں ہو گامزن کرنے کے بعد کب ہو سکتا ہے۔
محمد عمرؑ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی دریافت فرمائیں۔

مَنْ يَخُفُّ فِىْ قَبْرِىْ بَعْدَ دُنَاىِْ كَأَنَّمَنْ
کنز العمال ۱۱ } نَارِىْ فِىْ حَيَاتِىْ دُبْرِ شَفِىْ نَعْمَ
 کی زیارت کی یہ دعاں کے بعد ایسے ہوا جیسا کہ کسی نے میری حیات میں زیارت
 کی۔

ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات و ممات یکساں ہے۔

دارقطنی ۲۴۹ حدیث مذکور بالا کو باندھ بیان کیا گیا ہے۔

فَبِئْسَ مَا جَعَلْنَا لَكَ مِنْ
ابن ماجہ ۱۱۹ } اُفْرَايَا كَرَامَتِكَ ابْنِ زَنَمٍ
 اُس کو ہاں و غمراہی اشد کی طرف سے پہنچتے ہیں اور یہی زلف ہونے کی دلیل ہے معلوم
 ہوا کہ آپ کی حیات و ممات یکساں ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مسلم شریف ۳۱۳ } كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ نِيَابَرَةِ الْقُبُوْرِ كَذُوْ
 سَأَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِيَابَرَةً
نسائی شریف ۲۸۵ } زِيَارَتِ قَبْرِىْ مِنْ كَيْفِىْ قَبْرِىْ
مشترک ۲۹۶ } كَرِيَا كَرُوْ

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عام قبور کی زیارت کا ارشاد فرمایا اور زیارت قبور
 سفر سے ہی ہو سکتی ہے تو مدینہ اطہر کی زیارت کو جانا بطریق اولیٰ ضروری ہوا کہ یہ کہ
 نہ تو وصیغہ امر ہے۔

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدٍ اللّٰهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ
بیہقی شریف ۵۲۹ } رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِيْكَ

شرح منجلیۃ الفکر ص ۲۶ { یُذَرُّ الشَّجُّ بِأَمْرٍ بِأَصْرٍ جَهَامًا وَدَدَ
فِي لَنْصَقٍ لِحَدِيثٍ بَرِيدٍ لَا فِي صَحِيحٍ

مُسْلِمٍ كُنْتُ نَهَيْتُ كَمَنْ عَنْ نَهْيَانَا بِوَالْقُبُورِ نَزُّو رُهَا ۱۶

امام قسطلانی نے لَا تُشَدُّ الرِّجَالُ کی حدیث کے متعلق لکھا ہے کہ اس حدیث کو کئی امور سے منسوخ کیا گیا ہے۔ جو نص میں وارد ہے۔ بربیدہ کی حدیث سے جو صحیح مسلم میں موجود ہے کُنْتُ نَهَيْتُ كَمَنْ ۱۶۔ دوسری حدیث ہے۔

بخاری شریف ۱۵۹ { من ابن عمر قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي مُسْجِدَ قُبَاٍ كَانَ
سَبْتٌ مَا شِئًا وَرَأَى كِبَاً وَكَانَ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ - (ابن
مسلم شریف ص ۲۲۸)

عمر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہر پختے کو کبھی پیدل اور کبھی اسوار ہو کر مسجد قبا تشریف لاتے تھے۔ اور عبداللہ بن عمر بھی اسی فعل کو ہمیشہ کرتے تھے۔ علامہ ابن حجر نے ان دونوں حدیثوں سے ثابت کیا کہ لَا تُشَدُّ الرِّجَالُ کی حدیث منسوخ ہے۔

جواب ۲: مختصر معانی ص ۱۰۵ { إِنَّ النَّفْثَ فِي الْأَيْتِنَاءِ الْمَفْزَعِ
الَّذِي حَدَّثَ فِيهِ الْمُسْتَشْنَى

مِنْهُ وَأَعْرِبَ مَا بَعْدَ إِلَّا بِحُسْبِ الْعَوَامِلِ يَتَوَجَّهُ إِلَى مُقَدَّرٍ
وَهُوَ مُسْتَشْنَى مِنْهُ لَكَ إِلَّا لِلْإِخْرَاجِ لِقَضَى مُخْرَجًا عَاثَرُ لَتَنَا دَلِ
الْمُسْتَشْنَى وَغَيْرِهِ فَيَتَحَقَّنُ الْإِخْرَاجُ مِنْ سَائِبِ الْمُسْتَشْنَى فِي جَنْبِ بَائِ
لِقَدَّرَ -

مطلوب ص ۲۶۵ میں بھی ایسے ہی لکھا ہے۔

ثابت ہوا کہ استثنائی مغرغ جس میں کہ متثنیٰ منہ حذف کیا گیا ہو۔ جیسا کہ لَا تُشَدُّ
الرِّجَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ میں ہے۔ اس میں اِلَّا کے ماقبل متثنیٰ منہ مذکور
نہیں ہے تو اس میں متثنیٰ منہ کو مقدّر مانا جائیگا۔ کیونکہ اِلَّا اخراج کے لئے آتا ہے
اور اخراج مخرج عام کو چاہتا ہے۔ لہذا متثنیٰ منہ کا مقدّر ماننا ضروری ہوا اور وہ
متثنیٰ کی جنس سے ہی مقدّر مانا جائیگا۔ ثَلَاثَةُ مَسَاجِدَ جو متثنیٰ ہے اُس کی جنس سے
ہی لَا تُشَدُّ الرِّجَالُ کے جملہ میں اِلَّا کے ماقبل مسابحد کو ہی مقدّر مانا جاسکتا ہے
نہ کہ کچھ اور لہذا باقی مسابحد کی طرف شدہ حال سے اس حدیث میں ممانعت
ثابت ہوئی۔ اور شدہ حال باقی مسابحد کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکور بالا
حدیث سے جائز ثابت ہوتا ہے اور یہ حدیث لَا تُشَدُّ الرِّجَالُ والی اس حدیث
سے منسوخ ثابت ہو چکی ہے۔ نہ کہ زیارت قبور کا سفر جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ فرقہ وہابیہ روضہ اطہر کی طرف جانے سے مطلقاً اسوۂ
منع کرتے ہیں کہ اگر روضہ اطہر پر چلے گئے تو کہیں کفر و نفاق سے وصل نہ جائیں جیسا کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

عَبَّاسُ الْمَدِينَةِ يَنْتَوِي الْجَذَّاءُ مِنَ الْجَذَّاءِ هِدْمَةُ طَيْبَةِ
كُنُزُ الْعَمَالِ ۶۳۸ } کا غبار کوڑھ سے شفا بخشتا ہے،

عَبَّاسُ الْمَدِينَةِ يَنْتَوِي الْجَذَّاءُ هِدْمَةُ طَيْبَةِ کا غبار جذام سے بچا دیتا ہے،
عَبَّاسُ الْمَدِينَةِ يَنْتَوِي الْجَذَّاءُ هِدْمَةُ طَيْبَةِ کا غبار جذام کو مٹا دیتا ہے،
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ طیبہ کے غبار کی شان ایسے ثابت ہوئی جیسا کہ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پھیرنے سے کوڑھی درست ہوتا تھا۔ وہابی بھی اسی
وجہ سے مدینہ طیبہ کی طرف سفر کر کے جانا شرک کہتا ہے۔ کہ اگر مدینہ طیبہ کے بازاروں
میں بھی چلا گیا تو ایسا نہ ہو کہ انار کا کوڑھ چلا جائے۔ اشد قناتے ہر مسلمان کو اپنے محبوب

صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت نصیب فرماوے۔ اور آپ کا بعض عاصدوں کے دلوں سے نکالے۔ اور راہ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرماوے۔ خصوصاً مدینہ طیبہ کے راستہ کی۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

كُنْزُ الْعَمَالِ ۲۴۸ مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَمُوتَ بِاَلْمَدِينَتَيْنِ فَلْيَفْعَلْ
اَيَا نِي اسْتَفْعُ لِمَنْ يَمُوتُ بِهَا وَ جَوْفُفْصِ مَدِينَةٍ
مرنے کی طاقت رکھے تو چاہیے کہ ایسا کرے۔ کیونکہ میں یہاں مرنے والوں کی شفاعت کروں گا۔

اس حدیث پاک سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شفیع مطلق ہونے کی زبردست دلیل ہے۔ وہاں یہ چہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کے اور امداد کے منکر ہیں اس واسطے اُن کا خیال ہے کہ شاید اگر وہاں جان نکل گئی ایسا نہ ہو کہ آپ ہماری بھی امداد فرمائیں۔ لیکن یہ اُن کا خیال غلط ہے۔ کیونکہ جب تک کہ وہ اپنے وجودوں سے حسد کو نکال کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار ہو کر بنیّت صحیحہ مدینہ طیبہ نہ جائیں۔ تب تک مومن نہیں۔ اور جب تک مومن نہ ہوں تب تک شفاعت نصیب نہیں۔ چوتھی وجہ روضہ اطہر سے منع کرنا اس سبب سے ہے کہ آپ نے فرمایا۔

بخاری شریف ۱۵۹۱ کنز العمال ۲۵۴۴ مسلم شریف ۲۴۶۶

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ تَبْرِي وَبَيْنِي مَرَوْضَتَانِ مَبَايَضِي الْجَنَّةِ (ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں سے ایک باغ ہے، اللہ تعالیٰ جس مسلمان کو جنت سے بے نصیب رکھنا چاہتا ہے تو اس کو اس باغ جنت سے بے نصیب رکھتا ہے۔

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لَا تَجْعَلُوا أَقْبَرِي عِيدًا میری قبر کو عید بناؤ۔ اس حدیث پر عمل کرنے کے واسطے ہم نہیں جانتے۔“

”محمد ص ۱۱۱“ اس کا مطلب تم نے سمجھا ہی نہیں۔ کیونکہ اس حدیث کا مطلب میری قبر کو عید نہ بناؤ یہ ہے کہ عید چونکہ سال بسال آتی ہے۔ جیسا کہ مثال مشہور ہے کہ جو دوست دیر سے ملے اُسے کہا جاتا ہے کہ تو عید کا پامان کیا ہے۔ یعنی دیر سے پہنچا ہے یہی مطلب لَا تَجْعَلُوا أَقْبَرِي عِيدًا کا ہے یعنی میری قبر پر دیر سے نہ پہنچنا بلکہ بفرمان الہی قَدْ أَنْتُمْ إِذْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ جَاءُوكُمْ كَمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ۔ جرم کو تو عید کی طرح دیر سے نہ آنا بلکہ جلدی پہنچنا۔

دوسرا مطلب یہ ہے جو عید میں رگ فاخرانہ لباس پہن کر جاتے ہیں۔ کیونکہ انہیں گناہ کی بخشش پر ناز ہوتا ہے۔ کہ ہم رمضان میں گناہ سے پاک ہو چکے ہیں اور عید میں شامل ہوا ہے۔ لہذا آپ نے روضہ اطہر پر آنے والے کو ایسی عید منانے سے روکا کہ میری قبر کو عید نہ بناؤ۔ یعنی فاخرانہ لباس پہن کر میرے دربار میں حاضری نہ دینا بلکہ مجرمانہ حیثیت سے اپنے آپ کو ظالم سمجھتے ہوئے قَدْ أَنْتُمْ إِذْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ کا نقشہ ذہن میں رکھتے ہوئے مددِ مدینہ طیبہ میں داخل ہو کر جَاءُوكُمْ پر عمل کرنا تاکہ ملائکہ بھی تم کو پاک کر کے دربارِ رسالت کے لائق بنا دیں۔ اور جبریل علیہ السلام کی طرح ایسے مودبانہ داخل ہونا۔ کہ دربارِ اقدس میں حاضر ہونے ہی قَدْ أَنْتُمْ إِذْ ظَلَمْتُمْ کے اصول سے تنہا ہی صفائی جلدی ہو جائے۔

تیسرا مطلب یہ ہے کہ جیسا کہ تم عید میں تکبیر پڑھتے ہو تاکہ ملائکہ کو معلوم ہو جائے کہ یہ عید منا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ لَا تَجْعَلُوا أَقْبَرِي عِيدًا یعنی عید کی طرح بلند آواز سے میری جنت کے پاس صلوٰۃ و سلام اور دعائیں نہ پڑھنا۔ بلکہ آہستہ اور عجز سے آواز نکالنا تاکہ ایمان نہ ہو کہ بجائے تذکیہ اور بخشش کے پھلی عبادت بھی اُن

تَجْذِبُ أَعْمَالُكُمْ كَمَا جَاءَ۔

”حدیث شریف میں آتا ہے لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي وَثَنًا لِّعِبَادِي“

وہابی دیرری قبر کو بت نہ بنانا جس کی عبادت کی جاتی ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبر پر متوازن جانے اور تعظیم کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ بت پرست کرتے ہیں۔ اور وہی منہا سا عمل ہے۔

”محمد عمر“ سبحان اللہ۔ جناب تم نے تو علم غیب کا اپنی زبان سے اقرار کیا۔

کہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ضرور حاصل تھا لیکن مذہبی تعصب سے زبانی اقرار نہیں کرتے۔ اور اس حدیث کے مطلب کو غلط بیان کیے عوام کی آنکھوں میں جادو کا کام کر رہے ہو۔ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھٹنے کے اور۔ کیونکہ حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ میری قبر کو بت نہ بنانا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ بت کسے کہا جاتا ہے اور بت کیوں فرمایا۔ اب اہم علیہ السلام نے بت کے صفات بیان فرمائے۔ **يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُنِي أَأَلَا يَنْبَغُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا** اے میرے باپ تو اس چیز کی کیوں عبادت کرتا ہے جو نہ سنتی ہے نہ دیکھتی ہے اور نہ تجھ سے کسی تکلیف کو دور کرتی ہے، ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل تھا۔ کہ ابھی وہ قوم پیٹا ہی نہیں ہوئی جو آپ کی قبر کو بت سمجھے گی۔ لیکن آپ نے تیرہ سو سال پہلے ارشاد فرما دیا۔ کہ تم میری قبر کو بت نہ سمجھنا۔ یعنی جیسا کہ بت نہیں سنتا۔ میری قبر کو ایسے نہ سمجھنا۔ کیونکہ میں سنتا ہوں اور بعد از وصال بھی سنتا ہوں گا۔ اور بت دیکھ نہیں سکتا۔ میری قبر کو بت نہ سمجھنا۔ بلکہ مجھے قبر میں بھی بصارت والا سمجھنا۔ کیونکہ میں قبر میں بھی بصیر رہوں گا۔ پھر فرمایا **يَا بَنِي إِسْرَءِيلَ لَا تَعْبُدُوا أَلْبَانًا** اے بنو اسرائیل! تم میری قبر کو بت نہ سمجھنا۔ یعنی جیسا کہ بت پرست سے بت کسی تکلیف کو دور نہیں کر سکتا ایسا مجھے نہ سمجھنا کیونکہ میں رحمتہ للعالمین ہوں۔ منہا ہی ہر تکلیف کو دور کرتا رہوں گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم اگر سمیع نہ ہوں تو اللہ کا درود اور ملائکہ کا کیسے سن سکتے ہیں اور آپ کی چونکہ شان میں شاہد اللہ تعالیٰ فرما چکے ہیں۔ اس واسطے آپ کا مشاہدہ بھی ضروری ہے۔ اور کوئی وقت مشاہدے سے خالی نہیں۔ اور آپ لوگوں سے بہر طور خصوصاً مومنین کا تزکیہ نفس فرما کر اور عَزَّیْلَہُ عَلَیْہِمْ مَّا عَنِتُّمْ سے لوگوں کی مشکل کشائی فرماتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کو بیان فرما کر تمہارا ایسا رد کیا اور اپنے علم کا ایسا اظہار فرمایا کہ تمہارے تمام عقیدے کو خَاذَا هُوَ اُھَقُّ سے معاملہ صاف کر دیا۔ اور پھر عام قبور کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ادب کا سبق سکھایا۔

عن ابی ہریرۃ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَجْلِسْ اَحَدُکُمْ عَلٰی جَسَدٍ فَتَحْصُرَ نَبِیًّا بَنُو حَتّٰی تَخْلُصَ اِلٰی جَلْدِکَ خَيْرًا لَّکَ مِنْ اَنْ تَجْلِسَ عَلٰی قَبْرِ رَاہِیْرَیْنِ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے کوئی آگ پر بیٹھ جائے تو اُس کے کپڑوں کو آگ جلا دے یہاں تک کہ آگ اُس کے چہرے تک پہنچ جائے اُس کے واسطے اس سے بہتر ہے کہ قبر بیٹھے۔ دوسری حدیث میں مذکور ہے فَاِذَا سَرَجَلٌ یَّمْشِیْ فِی الْقُبُوْرِ عَلَیْہِ بُعْدَانِ فَقَالَ یَا صَاحِبَ السَّبْیَتَیْنِ وَیَحْکُ اَلْقِ سَبْیَتَکَ دُتُوَا یَا نَکِ اَیْکَ اَدْمٰی قبر میں جمع جوڑوں کے جا رہا تھا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ او جوڑوں والے افسوس ہے تجھ پر اپنے جوتے اتار دے، یہی ادب قبور جو قبرستان میں آپ جوتے کر بھی چلنے نہیں دیتے ایسا ادب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا بقول تمہارے آپ نے لیٹے ہوئے بٹوں کی تعظیم فرمائی۔ بیت اللہ کو تو بٹوں سے ایسا صاف نہیں کر قیامت تک وہاں بت نظر نہیں آئیں گے۔ اور اہل قبور کی قبور کا احترام نبی صلی

اللہ علیہ وسلم نے پُر زور فرمایا۔ اور مسلمانوں کو بہت شکن بنا کر نبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے مزارات پر نوافل کے زیادت کا حکم جاری فرمایا تاکہ انبیاء اور اولیاء کی قبور کی زیارت کر کے مسلمانوں کے دلوں میں خشیت الہی پیدا ہو جائے۔ ہاں البتہ دیوبندیوں اور دہابوں کی قبریں بموجب تمہارے عقیدہ کے ضرورت ہیں۔ کیونکہ ان کے باشندے دنیا میں بھی ایسے ہی تھے جیسے قبور میں۔

غیر مقلدین دہابیوں کی فقہ کے مسائل

۱۔ فقہ محمدیہ کلاں مصنف محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری ص ۱۳۱

پیشاب اور جماع کے وقت ذکر کرنا مکروہ تنزیہی ہے تحریمی نہیں اگر کوئی ایسی حالت میں اللہ کا ذکر کرے تو گنہگار نہیں ہوتا۔ پاخانے کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ دینا مطلقاً جائز ہے۔ یعنی خواہ عمارتوں میں ہو یا میدان میں۔

۲۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۱۳۱ } جماع کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا جائز ہے۔ خواہ عمارتوں میں ہو یا میدان میں۔

۳۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۳ } جب بچہ عورت کی فرج سے باہر نکلے اور اس پر فرج کی رطوبت ہو تو وہ بھی پاک ہے۔

۴۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۴ } پاک ہے جو نکال درندے کا ردہا بیہ کے نزدیک خنزیر کا جو ٹھٹھا پاک ہے۔

۵۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۶ } ہر جانور کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے یہاں تک کہ کتے اور خنزیر کا بھی چمڑے

کا عا ہر بھی پاک ہر جاتا ہے اور باطن بھی۔

۶۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۰۰ { پھٹا اڑ کر رنگنے کی جگہ میں جا پڑے تو پاک ہر جاتا ہے۔

۷۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۰۱ { انسان کی منی پاک ہے۔ امام مالک اور امام حنفیہ کہتے ہیں کہ انسان کی منی ناپاک ہے۔ منی ہر چند پاک است۔

۸۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۰۲ { زیادہ تر صحیح قول یہ ہے کہ کتے اور خنزیر کے سوا اور سب جانوروں کی منی پاک ہے۔

۹۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۰۳ { عورت کی شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے۔

۱۰۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۰۴ { اگر قبل اور دوبر کے سوا کسی اور جگہ سے خون نکلے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اگر جاری ہر خون سر سے پاؤں تک۔

۱۱۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۰۵ { اور اسی طرح نہیں ٹوٹتا وضو تکبیر چھوٹنے سے کہ وہ بھی مانند خون کے ہے۔

۱۲۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۰۶ { اسی طرح وضو نہیں ٹوٹتا سنگی لگوانے سے۔

۱۳۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۰۷ { اگر سارا حشفہ غائب نہ ہو یعنی بلکہ بعض غائب ہو اور بعض باہر ہے۔ تو اس

کے ساتھ کوئی مکرم متعلق نہیں ہوتا۔ نہ اس پر غسل واجب ہوتا ہے اور نہ کوئی اور مکرم اس کے ساتھ متعلق ہوتا ہے (یعنی حد نہیں لگتی)۔

۱۴۔ فقہ محمدیہ کلال حصہ دوم ص ۱۰۶ اور جائز ہے عزل کرنا عورت اور جائز ہے۔

۱۵۔ روضہ النذیر ص ۲۳۶ { وَ يَجُوزُ نَافِرُ ضَاعِ الْكَبِيرِ وَلَوْ كَانَ ذَا الْحَيْضَةِ } اور جائز ہے بڑے کو دودھ پلانا۔ اگرچہ واطحی والا ہو۔

۱۶۔ فقہ محمدیہ کلال ص ۱۲۶ { برابر ہے کہ فرضی نماز یا نقل ہو اور برابر ہے کہ امام ہو یا مقتدی یا اکیلا۔ اور اسی طرح نماز میں اٹھانا ہر جانور پاک کا پرندے اور بکری وغیرہ سے۔

(وہابیہ کے نزدیک امام مسجد و ملی جماعت بھی کرائے اور محلہ کے بچے بھی کھلائے تو نماز پڑھائے۔ اگر امام و ملی جمعیہ یا مرغ بازی یا مرغ بازی کرے تو مقتدیوں کو کوئی اعتراض نہیں، اور نہ نماز میں حرج ہے۔

قَوْلُ اللَّهِ قَاتِلِينَ دَكَّارًا ہر دم اللہ ہی کی واسطے

قرآن کریم : فرمانبرداری کرنے والے)

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ اللَّغْوِ مُعَصِّمُونَ تَمْسِكُ عَلَاصِي پانی آن مومنوں نے جو اپنی نماز میں مشغول کرنے والے ہیں۔ اور وہ لوگ وہی لغو سے منع پھیرنے والے ہیں) اگر عورت مرد کے ساتھ کھڑی ہو جائے تو جہر و ملہار کے نزدیک اس کی نماز بھی

نہیں ٹوٹتی۔ اور خفیہ کہتے ہیں کہ اگر مرد عورت کے برابر کھڑی ہو جائے تو مرد کی نماز ٹٹ جاتی ہے۔

آج کل منوطی تعلیم سے لگ گھبراتے ہیں چہ جائیکہ غلطی نماز ہو۔

۱۸۔ عرف الجہادی ص ۱۸۱ { پس دعویٰ انجس میں بوجہ رسک

وچون مرد اور ان تمام است۔ پس کہتے اور خنزیر کو نجس میں کہنا اور شراب اور خمر پینے والے اور مین مردار کا پلید ہونا صحیح نہیں۔

۱۹۔ عرف الجہادی ص ۱۸۲ { طہارت یا پرش آلودہ نجاست ہمیں سوونش

درآمدن رواست و ہانواست تا ذین مہرث و نجاست سے پھری ہوئی جوئی لاپاک ہونا یہی ہے کہ اُس کو زمین سے رگڑا جاوے اور پس اسی میں نماز ادا کرنی اور مسجد میں داخل ہونا جائز ہے۔ اور منہی اذان کہہ سکتا ہے،

غیر مقلدین باہیوں کے نزدیک اپنے نطفے کی لڑکی سے

نکاح جائز ہے

۲۰۔ عرف الجہادی ص ۱۸۳ { و نیست وجہ اذ برائے منع نکاح با دختر یکہ

شرعی نیست تا داخل باشد زیر قوت تاملے کی بنائے شک و متراں گفت کہ اسم نیست لاحق مخلوقہ ہمارا و نیست زیرا کہ اس طوی اگر بشرح اسف باطل است و اگر مردانست

کو غیر شرعی است پس مضرب نیست۔ چہ اگرچہ مخلوق از آب دوست یکن آب نہ آئے
ست کہ ہاں لائق نصب ثابت شدہ بلکہ آجے است کہ صاحب اور اجزہ ہر
دیگر ماحصل نیست۔

۲۱۔ نزل الابرار ۲۱ { وَكُذِّبْنَا بِأُمَمَةٍ تَحِلُّ لَنَا أُمَّهَاتُنَّهَا
وَكَذِّبْنَا أَبْنَاءُ بَنَاتِنَا فَتَحِلَّ لَنَا أَبْنَاءُ بَنَاتِنَا }
کے ساتھ زنا کیا تو اُس کے واسطے اُس کی ماں اور اُس کی بیٹی حلال ہے۔ اور اسی طرح
اُس کا بیٹا ایسی عورت کے ساتھ جو اُس کے باپ کے لئے حلال ہے۔ اور اسی طرح اگر کسی
کے باپ نے عورت کے ساتھ زنا کیا تو وہ عورت اُس کے بیٹے کے لئے بھی حلال ہے۔

وہابیہ کے نزدیک مشیت زنی واجب ہے

۲۲۔ عرف الجاوی ص ۲۴ { بالجملة استنزال منی بکف باہچیز سے از جہاد
نزد و عا حاجت مباح است۔ بلکہ گاہے
واجب گردد حاصل منی کا ہاتھ سے نکالنا یا کسی سخت چیز سے بوقت حاجت ہاڑ
ہے۔ بلکہ کبھی واجب ہر جاتا ہے،

وہابیہ کے نزدیک بچہ کھانا جائز ہے

۲۳۔ عرف الجاوی ص ۲۴ { بچہ صید است دیکھو شکار
ہے،

وہابیہ کے نزدیک کتا کنویں میں گر جائے تو کنواں پاک ہے

بشرطیکہ رنگ، بو و مزہ نہ بدلے

۲۴۔ فتاویٰ نذیریہ ۱/۳۱ { سوال چو فرمائند علماء دین دین مسئلہ کہ اگر رنگ اور چاہ آفتد چھ حکم است مبنیہ۔

الجواب: حکم چاہ مذکور است کہ اگر آب اس چاہ از افتادن سنگ متغیر نہ شدہ است بلکہ بر حال خود است آپ چاہ طاہر است۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کتا کنویں میں گر پڑے کیا حکم سچ بیان کرو۔

الجواب: کنویں مذکور کا حکم یہ ہے کہ اگر پانی اس کنویں کا کتا گرنے سے متغیر نہ ہووے بلکہ اپنی حالت پر ہے وہ کنواں پاک ہے۔

۲۵۔ فتاویٰ نذیریہ ۱/۳۲۸ { سجدۃ تلاوت بے وضو نیز ثابت است (سجدۃ تلاوت بے وضو بھی جائز ہے)

۲۶۔ اخبار المحدثین ۲/۳۳۱ { ۲۱۔ محرم ۱۳۳۱ھ۔ مولوی شہناز اللہ نے وادی اور نانی کے ساتھ نکاح کرنے کو مباح اور جائز کر دیا۔ اور سوتیلے بھانجہ کی پرتی سے نکاح جائز کر دیا۔

(بحوالہ کتاب التوحید والسنة مصنفہ عبدالامد وہابی غانپوری)

عرف المجاوی ص ۱۳۱ { وہابیہ کے نزدیک عورت امام مقرر ہو سکتی ہے۔

وہابیہ کے نزدیک ساس سے جماع کرے تو عورت خود حرام نہیں ہوتی۔ اور

ساکس سے نکاح جائز ہے۔

۲۷۔ نزل الابراہیم ۲۹ ﴿وَكُتِبَ عَلَيْكُمُ الْمُنَاقَاةُ اَمَّا اِمْرُؤٌ فَلَا يَحْتَرِمُ عَلَيْكُمْ﴾
اور مسند احمد اور اگر کسی نے اپنی ساکس سے جماع

کیا تو اس پر اس کی عورت حرام نہیں ہوتی،

۲۸۔ نزل الابراہیم ۲۸ ﴿وَكُلُّ الْوَسْطِ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنْ يَحْتَرِمَ عَلَيْكُمْ﴾
اور اگر کسی شخص نے اپنے بٹے

کی بیوی کے ساتھ جماع کیا تو اس کے بٹے پر حرام نہیں ہوتی۔

وہابیہ کے نزدیک کنجری باذنی جائز ہے

۲۸۔ نزل الابراہیم ۲۸ ﴿وَكُلُّ الْوَسْطِ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنْ يَحْتَرِمَ عَلَيْكُمْ﴾
اور اگر کسی شخص نے اپنے بٹے

کی بیوی کے ساتھ جماع کیا تو اس کے بٹے پر حرام نہیں ہوتی۔
وقت متقرر کر کے نکاح کرنا جائز ہے۔ اور اسی طرح ہماری بعض اصحاب نے نکاح
متعد کو جائز رکھا ہے۔ اس واسطے کہ وہ ثابت ہے۔ اور اس پر اجماع واقع ہے۔

وہابی "تم نے ہمارے مذہب کے پول نکالے ہیں۔ لہذا میں تمہارے
مذہب کے پول بھی ظاہر کرتا ہوں۔ ہدایہ میں لکھا ہے کہ جو شخص اپنی
ماں بہن سے نکاح کرے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس پر عداوت واجب نہیں۔ خواہ اس
کے ساتھ اس نے وطی بھی کی ہو۔ اور اس کو جائز بھی ہو۔

محمد ع "جناب عرض یہ ہے کہ واقعی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد
فرمایا ہے اس واسطے کہ مدثر میں اس شخص کے واسطے ہوتی ہے

جو شریعت کی حد میں رہ کر جرم کرے۔ کیونکہ جب اُس پر شرعی حد لگ جاتی ہے۔ تو وہ شخص گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ والدہ اور ہمیشہ وغیرہ کے ساتھ وطی کرنے والا چونکہ ایمان سے نکل جاتا ہے۔ اس واسطے وہ شرعی حد سے پاک نہیں ہوتا۔ جیسا کہ شیخ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ { ۲۳۸ }
 بھقی شریف
 ابن ماجہ ۱۸۷
 محمد بن حنفیہ نے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص ذی مہم سے زنا کرے تو اُس کو قتل کر دو۔
 چنانچہ فقہ التذریعہ میں بھی یہی فیصلہ کیا گیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے
 زنا کی دو حدوں سے اُس کو کوئی حد نہیں لگائی گئی۔ بلکہ شریعت کی حد لڑنے کی
 قتل منکر کی ہے۔

”وہابی“ متہارمی کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص مجنون یا صغیرہ سے
 زنا کرے تو حد نہیں لگائی جاتی۔
 محمد عمر غلط ہے۔

کَانَ نَارِي اَصْحَابِي مَجْنُونًا اَوْ صَغِيرًا تَجَامَعُ
 ہدایہ ۳۴ { ۳۴ } مِثْلًا فَاحَدُ الرَّجُلِ خَاصَةً وَهَذَا اَبَالِجَامِ
 اگر صحیح نے دیوانی کے ساتھ زنا کیا یا صغیرہ سے جو قابلِ جماع ہو تو آدمی کو خود صادق
 لگائی جاوے گی۔ اور یہ تمام احکامات کا اتفاقی مسئلہ ہے۔

”وہابی“ متہارمی فقہ میں لکھا ہے کہ جس شخص نے چار پائے سے وطی کی تو اُس
 پر حد نہیں۔
 محمد عمر واقعی اُس پر حد نہیں۔ کیونکہ اُس پر زنا کی تعریف صادق نہیں آتی۔

اس واسطے کہ شریعت میں زنا کہتے ہیں آدمی کا وطی کرنا عورت غیر مملوکہ کی قبل میں۔ اور اس وطی سے اُس کو سزا دی جائے گی۔ ملاحظہ ہو۔

اِنَّهُ لَيَعْتَرِكُ رِيَابًا بَيِّنًا اَنْهٖ اَقْبَىٰ بِهَيْمَةٍ فَاَقْتُلُوْهُ
ہدایہ ۱۴۳۱ ا وَاقْتُلُوْهُ هَا اُس کو سزا دی جائے گی۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

یعنی جس نے چپائے سے وطی کی تو اس آدمی کو بھی اور چپائے کو بھی قتل کر دو، حدیث پاک میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی سزا فرمائی ہے۔

مَنْ ذَكَرَ عَلَىٰ بَهِيْمَةٍ فَاَقْتُلُوْهُ دُجُوْهُنَّ چارہ
بہتقی شریف ۱۲۳۳ ا سے زنا کے تو اس کو قتل کر دو۔

”نہارے مذہب حنفی میں متعہ جائز ہے۔ دیکھو ہدایہ وَتُسْتَحَبُّ
وَلَا بٰی الْمُتْعَةُ بِكُلِّ مُطْلَقَةٍ ہر مطلقہ کو متعہ مستحب ہے۔

لَعَنَهُمُ اللّٰهُ عَلَى الْكَاذِبِیْنَ
محمد عمر دیکھئے آپ کا ہتھان۔

وَتُسْتَحَبُّ الْمُتْعَةُ بِكُلِّ مُطْلَقَةٍ اِلَّا مُطْلَقَةً وَاحِدَةً
ہدایہ ۱۴۳۱ ا وَهِيَ اَلَّتِي طَلَّقَهَا الرَّوْجُ قَبْلَ الدَّخُوْلِ بِهَا

وَقَدْ سَمِعْتُ يَهَا مَفِيْهُ ادا اور متعہ مستحب ہے ہر طلاق کو سوائے ایک طلاق کے اور وہ عدت ہے۔ جسکو خاوند نے قبل دخول طلاق دی۔ اور اس کے لئے مہر مقرر کیا

معلوم ہوا کہ یہاں سامان مراد ہے۔ دیکھئے ۴۰/۴۱ میں نکاح ہے وَالْمُتْعَةُ
ثَلَاثَةُ اَنْوَاعٍ قِسْوَةٌ مِثْلُهَا وَهِيَ دِيْمَاحٌ وَخُفَارٌ وَمُخَفَّةٌ رَاوِدٌ

تین کپڑے ہیں یعنی سامان اور وہ کڑتہ ہے اور دو پیٹہ اور چادر۔ حکم متعہ اس سے زیادہ صاف ملاحظہ ہو۔ ہدایہ اولین (۲۹۲) وَنِكَاحُ الْمُتْعَةِ بَاطِلٌ د نكاح

متعہ باطل ہے، اہل البتہ نہارے مذہب میں متعہ جائز ہے۔ اپنے مذہب کا مہل ہم پر

چسپاں کرتے ہو۔ دیکھئے نزل الابرار صفحہ ۲۲ پر پہلے گزر چکا ہے ملاحظہ ہو۔ اور مینتھ
روافض کا شمار ہے۔ اسی واسطے آپ کو حضرت پیر پیراں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے
روافض کی ایک جماعت سے شمار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو غنیۃ الطالبین ص ۱۸۱
الذی افضتہ لفضلت اربع عشر ذقتہ القطیعتہ و الیکسانینۃ و الکبریۃ
و المعیریۃ و الحمدیۃ الخ اور محمدی تم خود لکھواتے ہو۔ دیکھئے آپ کے
امام و مقتدا مولوی محمد اسماعیل صاحب ایضاح الحق میں لکھاتے ہیں :- خود را از فکال
جند محمدی باید ساخت۔ یعنی اپنے آپ کو محمدی شکر میں منسلک کرواؤ۔

معیار الحق مصنفہ مولوی نذیر حسین ص ۱۸۱۔ ائمہ اہل سنت و اہل حق سے واند
و خود را محمدی سے گوئد ائمہ اہل سنت کو برحق جانے اور
اپنے آپ کو محمدی کہلائے

بجلی آسمانی ص ۲۹۔

یعنی جیٹرا پرگ محمدی ادب جنت و چر جاوے با محمدیہاں سے سخنوں و منہج حکم سناوے
حضرت پیر پیراں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کی غنیۃ الطالبین کو پڑھ کر منظور
ہوئے ہو وہ تم کو جو محمدی ہونے کے دعویدار ہو فرقہ ناجیہ سے خارج کر رہے ہیں۔ چونکہ
آپ کو محمد بن عبد الوہاب نجدی کے متبعین محمدی کہلانے والوں کا غیبی علم تھا۔ اس واسطے
انہوں نے محمدی کہلانے والوں کو پہلے ہی فرقہ ناجیہ سے خارج کر دیا۔ کیونکہ وہابیوں کا
محمدی کہلانا اس بنا پر نہیں کہ وہ اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے
ہیں۔ بلکہ اپنے آپ کو محمد بن عبد الوہاب کی طرف منسوب کرتے ہوئے محمدی کہلاتے
ہیں۔ جیسا کہ قادیانی اپنے آپ کو غلام احمد قادیانی کی طرف منسوب کرتے ہوئے
اسلمی کہلاتے ہیں۔ جو نادانف کردہ کا ہوتا ہے۔ ایسے ہی تنہا را بھی محمدی کہلانا

عوام الناس کو دھوکا دیتا ہے۔

پھر دوسری جگہ بھی حضرت غوث الاعظمؒ نے تمہارے برغلاف فتویٰ دیا ہے۔

روى عبد الله بن عمر عنهما أَنَّهُ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَقَّقَ الشَّارِبَ - وَلَا تَفِي ذَاكَ مُثْلَةٌ وَذِهَابًا لِبَاءِ
الْوَجْبِ وَجَمَالُهُ فِي بَقَاءِ أَصُولِ الشَّعْرِ زِينَةً وَجَمَالٌ -

عبد اللہ بن عمرؓ عنہما سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جس شخص نے مونچھیں منڈائیں وہ ہم سے نہیں ہے اور اس واسطے کہ اس میں بچپن
ہے۔ اور چہرے کی رونق چلی جاتی ہے۔ اور چہرے کی خوبصورتی اور زینت منچوں
کی جڑوں کو باقی رکھنے میں ہے۔

اب تم اپنے گریبان میں منڈ ڈال کر سوچو کہ تمام فرقہ واریہ عزائم منچیں منڈواتے
ہیں۔ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہیں یا خارج۔ باقی قابل غور یہ امر ہے کہ
یہ فرقہ یار عقیدہ کب سے شروع ہوا ہے۔

سب سے پہلا منہ کر کے توحید کا ٹھکانا انبیاء اور اولیاء کا حامد اور اُن کے مقابلہ
میں اپنے آپ کو اَنَا خَیْرُ مَنَسْخَةٍ کی بڑھانے والا اور اپنے علم سے انبیاء کے علم کو کم
سمجھنے والا اور عبادتِ الہیہ کا پُرانا وعید اراہیں تھا جو اپنے نفس کے مقابلے میں نبی ولی
کی عزت کو کم سمجھنے لگا۔ قرآن تبارک نے اُس کی تمام عبادت جط کر کے فَاخْرُجْ مِنْهَا
فَإِنَّكَ رَجِيمٌ کا فتویٰ دے کر نکال دیا۔ اور رائدہ و رکاوہ بنا دیا۔ چنانچہ وہ مرتد و متکبر
باوجود مردود و ملعون ہونے کے اکر کر پھرتا رہا۔ جیسا کہ آج کل بھی بعض مفسرین سنتِ الہیہ کی
ادا کرتے ہوئے سینہ تان کر قسانتین کے حکم کے برغلاف کھڑے ہوتے ہیں بعد ازاں
کتابِ مکہ ہواطیس کے مرکزی ممبر تھے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برغلاف بیٹھک کی۔

اور اُس مقام کا نام جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف مجلس شوریٰ تمام کی جاتی تھی دارالاندوہ سے مرسوم کیا۔ جیسا کہ اجل ہندوستان میں بھی اُن کے متبعین نے سنت کو رائج کرتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتک کا اشاعتی مرکز کو کھول کر دارالاندوہ مقرر کیا ہوا ہے۔ تو اُس تکہ معظمہ کے کفار کی مجلس شوریٰ میں انہیں بھی اپنے مجرب نجدی کی شکل میں متشکل ہو کر مکہ کے دارالاندوہ میں پہنچا تو ہر ایک نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف آپ کے مذہب کو مٹانے کے لئے مشورے پیش کئے۔ تو انہیں بھلے نجدی بولا۔ کہ میں بھی مشورہ دے سکتا ہوں؟ تمام حیران ہو گئے کہ یہ مشورہ دینے والا کون ہے۔ ابوہریر نے اُس سے سوال کیا تو اُس نے جواب دیا کہ اَنَا شَيْخُ مِثْلِ أَهْلِ نَجْدٍ میں نجدی بزرگ ہوں؟ انہیں کو بھی بھلے نجدی ظاہر ہونا پسند آیا۔ تو ابوہریر نے مشورہ دریافت کیا۔ ابوہریر کو بھی یقین تھا کہ جتنی مخالفت اور عناد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نجدیوں کو ہے اتنی ہمیں بھی نہیں ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ جب تک تم اُس کو قتل نہ کرو گے تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ تمہاری حکومتیں چین بے گناہ رہیں گی۔ اَللّٰهُمَّ دَعْ حِلَّيْنِیْہِ کیا تم نے اُس کی اچھی اچھی باتوں کا ملاحظہ نہیں کیا وَحَلَاوَةٌ مِنْطَقِہِ اور اُس کی کلام کی مٹھاس نہیں دیکھی وَغَلْبَتِہِ عَلٰی قُلُوبِ الرِّجَالِ یا ساقی! یہ اور وہ قرآن کی برکت سے لوگوں پر چھایا ہوا ہے۔ ابوہریر کو شیخ نجدی کی شبیہ کا مشورہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے والا پسند آیا تو ابوہریر نے چند آدمی لگے سر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر مسلح کھڑے کر دیے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا ارشاد فرمایا تو آپ نے سورہ یٰسین کی پہلی پانچ آیتیں پڑھ کر ایک مِثْلِ مِثْلِ اُن کی طرف چھینک دی۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو تشریف لے جاتے ہوئے نظر نہ آئے چنانچہ اُن اشخاص تابعین کی مصیبت

کوائف کو ادا کرتے ہوئے نجدی بھی نکلے سرناڑ پڑتا ہے۔ قیام بھی اُس کا اُسی طور
 کہ مستلزم ہوتا ہے۔ اور چونکہ اُن کے سر پر آپ نے مٹی ڈالی تھی۔ وہی نشانی آج
 تک ان کے چہروں پر نمایاں ہو رہی ہے، یہ تمام واقعہ نجدی اراکین کا تاریخ طبری
 ۲۸۰ ابن ہشام ۲۸۰ میں مذکور ہے۔ تاریخ کامل لابن اثیر ۲۸۰

چنانچہ دوسرے مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اِنِّیْ اَحْسٰی
 اَهْلَ الْجَبَدِ مِنْ جَبْدِیْنَ سِوَیْکَیْ۔ فَنُطْلَقُ ۲۸۰ اور بخاری شریف ۲۸۰
 مشکوٰۃ شریف ۲۸۰ میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجدیوں کے حق میں ما
 نہیں فرمائی۔ بلکہ فرمایا کہ نجد سے نفع اور زلزلے اُٹھیں گے۔ اور قرن شیطان کا طلوع ہوگا
 اور آپ کا رُخ اور مشرق کی جانب تھا۔ آپ نے اگلی کے اشارے سے اَلْعِثَّةُ
 هَلْعُنَا اَلْعِثَّةُ هَلْعُنَا مِنْ حَيْثُ یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ فقند یہاں سے
 ہوا۔ جہاں سے قرن شیطان طلوع ہوگا، آپ کا اُس وقت علم غیب کی اطلاع دینا اس
 وقت میں مِنْ دَعْنِ مِیْج ہوتا ہے۔

مصنف ابن حجر عسقلانی ۱۲۵ ابن تیمیہ حیرانی نے بعد ازاں
 دررکامنه ۱۲۵ میں سورفائے کرام کے حق میں زبان و دوازی شروع

کی۔ اور اس امت میں یہ نیا مسئلہ نکالا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے نفع نقصان کے
 مالک نہیں ہیں۔ اور نہ کچھ کر سکتے ہیں۔ لہذا اُن سے فریاد کرنا اور اُن سے امداد و شفقت
 کی امید وابتلا رکھنا شرک ہے۔ اور یہ کہا کہ روضۃ اطہر پر سفر کر کے جانا شرک ہے۔
 سب سے پہلا یہ شخص ہے جس نے ان مسائل کی بنیاد رکھی اور مسلمانوں کو مشرک
 کہا۔ چنانچہ روضۃ اطہر پر سفر کر کے جانے پر ابن تیمیہ سے تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ
 سے مناظرہ ہوا۔ علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ حیرانی کو بدلائل روضۃ اطہر پر سفر
 کر کے جانا ثابت کر دیا۔ ابن تیمیہ نے باوجود مغلوب ہونے کے توبہ نہ لی تبذال ابن

لازمی نے ابن تمیمہ کو قید کر دیا۔ بعد ازاں اُس کے ذبح کرنے پر بری کیا گیا۔ پھر قید ہوا۔
 تبادشاہ کی طرف سے اعلان کیا گیا۔ کہ علماء کے اتفاق سے اس شخص کا حقیقہ درست نہیں
 ہے۔ لہذا مَن اِعتَقَدَ اِعتِقَادَ ابْنِ تَمِيمٍ حَلَّ مَالِهِ وَكَفَّرَتْ جَوَہِرُہِیں ابن تمیمہ
 کے عقیدہ۔ کاٹے اُس کا مال لوٹ ر اود اُس کو قتل کرو۔ چنانچہ چند دن کے واسطے
 وہ بیت روپوش ہو گئی۔ بادشاہ کے مرنے کے بعد احمد بن محمد ابن تمیمہ کے شاگرد نے
 جامد ایر حسین اور جامد عربی عاص میں ابن تمیمہ کے عقیدے کا مدعا کیا۔ دس ہزار
 ص ۱۲۰ میں لکھا ہے کہ منبر پر کھڑے ہو کر احمد بن محمد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بنو
 کی شان میں گستاخانہ لفظ استعمال کئے تو اُس کو ناصر بادشاہ نے اپنے نائب کے سپرد کر دیا
 تو اُس نے عدالت میں ہی محمد بن احمد کو مار مار کر خرچ آدو کر دیا۔ اور گھر سے پر اُٹا سوار
 کر کے شہر میں پھرایا۔ اود اعلان کیا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک
 میں مدعا کیا ہے۔ پھر اُس کو بھی قید کیا گیا۔ دوسری جگہ ابن تمیمہ کے دوسرے شاگرد ابن قیم نے
 نے قیامی مذہب کی تبلیغ شروع کر دی اور دوسرے قدیس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ چنانچہ انہی دونوں
 کے فتنے سے آج کل بھی دہلی اُن کی تقلید میں فتنے دیتے ہیں۔ ابن قیم وغیرہ تقلید کے
 برخلاف بھی کچھ کہنے پر تلی آئے۔ آہستہ آہستہ ابن تمیمہ کے عقیدے کا دھواں رہتا
 رہا۔ باوجود اس کے شاطین اسلام کی طاقت کے باعث علی الاعلان اس مذہب کی
 اشاعت نہ ہو سکتی تھی۔ یہاں تک کہ ۱۰۵۰ھ میں محمد بن عبد الوہاب نجدی نے ابن
 تمیمہ اور ابن قیم کی پرانی ضائع شدہ کتابوں کی اشاعت شروع کر دی۔ اور زور
 شور سے اس مذہب کی مستقل بنیاد رکھ دی اور اپنے آپ کو منہلی مذہب کے نام کا
 پردہ ڈال کر قیامی مذہب کی اشاعت شروع کر دی۔ اور اپنے مذہب کی چند کتابیں
 کتاب التوحید و کشف الشبہات وغیرہ تصنیف کیں۔ اور ۱۱۴۲ھ میں قومی ضاکار
 بھرتی کر کے تمام نجد پر چھا گیا۔ چنانچہ تمام عرب پر ایسا مسلط ہو گیا۔ کہ جو مسلمان نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کے روحِ اطہر کی زیارت کو جاوے یا انبیاء اودیار اود صالحین کے وسیلہ کا
 اختیار کرے تو اس پر مشرک کا قتلے لگا کر محمد بن عبد الوہاب کے مخالفت مذہب بننے
 کی بنا پر اسکو قتل کیا جاتا۔ لیکن اللہ نے اس کے بجائی شیخ سیدان کو اس کے مقابلے
 کے واسطے بنا دیا۔ جس نے تحریر و تقریر اپنے بجائی کا رد کیا۔ محمد بن اسماعیل مینی نے محمد بن
 عبد الوہاب کی کتابوں کا مطالعہ کر کے دہلی مذہب کو قبول کر لیا۔ محمد بن اسماعیل مینی نے مین
 میں دہلیت کو کافی فروغ دیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک میں کافی اشاعت
 کی اس طرف ہند میں شاہ ولی اللہ صاحب ہندی رحمہ اللہ میں پیدا ہوئے بر محمد بن عبد الوہاب
 نجدی سے ۹ برس چھٹے تھے۔ شاہ صاحب نے اپنے والد ماجد سے تمام علوم حاصل کئے
 شاہ صاحب کا عقیدہ حنفی تھا۔ اود انہوں نے اپنے باپ شاہ عبد الرحیم صاحب کی
 ولایت کی بائشلی اختیار کی۔ شاہ صاحب کا نام احمد تھا۔ شہرت اس حد تک پہنچی
 گئی کہ کوئی شاہ ولی اللہ کہتا تھا کوئی قلب الدین کے عتب سے نازا تھا۔ چنانچہ آپ
 بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نے اتنا جھانپا کہ آپ نے ایک قصیدہ و جیس کا نام
 الطیب النعمانی مدح سید العرب و الجعد تحریر فرمایا۔ جبکہ ایک
 شعر تحریر کیا جاتا ہے۔ ص ۱۲۲

وَصَلَّى عَلَيْكَ اللَّهُ يَا خَيْرَ خَلْقِهِ
 وَيَا خَيْرَ مَوْلَى وَيَا خَيْرَ وَاهِبِ

غور فرماتے ہیں دینی رحمت فرستد بر تو خدا اے تمہارے اے بہترین خلق خدا
 اے بہترین کیکہ امید اود استغاثہ شود و اے بہترین عطا کنندہ اود بزرگان دین کے
 تمام مخالفت کا ہر روز دود فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ بالا منتخبہ میں سلاسل اولیاء
 ایک کتاب طبعی میں لکھا کہ اود بقیہ میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم۔ مجھے اجازت ہے میں پڑھتا ہوں جو اہر غم۔ بھی پڑھا کرتے تھے جس میں یا شیخ عبد القادر
 جیلانی شیا اللہ موجود ہے اود ہر روز پڑھتے تھے۔ اپنا تک ارادہ حج آپ کو حجاز لے گیا

وہاں محمد بن عبد الوہاب نے دیکھا کہ بڑا ذی اثر عالم ہے۔ شاہ صاحب سے بڑی محبت و مودت اختیار کیا۔ اور اپنے عقائد سے شاہ صاحب کو درغلنا شروع کیا۔ واناؤں نے سچ کہا ہے

صحبت بد راہ تباہ مے کند دیگ سیاہ جاہ سیاہ مے کند

باپ کی صحبت نے شاہ صاحب کو رنگا۔ اور حرمین شریفین تک رسائی کروادی جس کے متعلق آپ نے کئی کتابیں لکھیں۔ دیکھئے فیوض الحرمین وغیرہ۔ نجد کی صحبت ہی تو رسائی بھی گئی۔ اور رنگ بھی جانا رہا۔ جب واپس پہنچے تو حالت و گروں ہو چکی تھی۔ اور اپنے والد ماجد کا عطیہ ولایت بھی کھو بیٹھے۔ سچے کہ والد ماجد کے سمجھے ہوئے مریدین نے جب ہتک آمیز کلمات بزرگوں کی شان میں نے دوست افسوس ملتے ملتے علیحدہ ہو گئے۔ محمد بن عبد الوہاب کے عقیدہ کی چند کتابیں بلاغ المبین وغیرہ انبیاء و اولیاء کی توہین میں شائع کیں مسلمانان ہندوستان کا چونکہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی سعی تبلیغ سے غفلت کا رنگ پکا ہو چکا تھا۔ اور شاہ عبدالرحیم صاحب کی صحبت سے رنگ متاثر نہ تھے۔ شاہ صاحب کی تحریر و تقریر مسلمانوں کو بے رنگ نہ کر سکی۔ وہی میں ایک شور برپا ہو گیا کہ ولی اللہ و بابی ہو چکا ہے۔ چنانچہ حیات طیبہ کے صلا پر ورج سے کہ تمام علماء اسلام نے متفقہ طور پر فتوے الغرض اورد کئے تو شاہ صاحب کا بھدی و علمی وقادر مہیا منشور را ہو گیا۔ شاہ صاحب نے اپنے نئے مذہب و مہاربت کی اشاعت کے واسطے اپنے خاندانی زندگی حنفی کے نام کو بدل کر محمدی رکھ دیا۔ چنانچہ چند متحمل انشخاص شاہ صاحب کے متفقہ بن گئے۔ اور مذہبی آسانی اور آزادی دیکھ کر پسند کر لیا۔ اور شاہ صاحب کے ہر وقت حفاظت میں مقبہ ہو گئے کیونکہ ہر مسلمان شاہ صاحب کے کلمات کو انبیاء اللہ و اولیاء کرام کے برخلاف برادشت نہ کر سکتا تھا۔ اور چونکہ مسلمان فرقہ دہاری سے باخبر ہو چکے تھے۔ اس واسطے عام و خواص ان کو سوائے محمدی کے وہابی ہی کہتے تھے۔ کیونکہ سوائے شاہ صاحب کے اور کوئی عالم شخص وہابی نہ تھا۔ رگ اُس وقت شاہ صاحب کو بڑا مذہبی مجرم سمجھ کر حملہ آور ہوئے تھے

تھے۔ لیکن حکومت اسلامی کے انصاف سے فائدہ تھے۔ شاہ صاحب کس پرسی کی حالت میں اپنے دینی وطن نجد کو آبائی وطن پر مقدم سمجھے۔ نئے مہاجرین عبد الوہاب کے پاس ہمارے مذہب کے مقتدر قائد سے کی حیثیت میں قیام پذیر ہوئے۔ چنانچہ اخیر عمر میں پھر واپس مدینہ منورہ کی حالت میں جب ہندوستان پھرے تو اپنے بائین ولایتی بیٹے شاہ عبدالعزیز صاحب و شاہ رفیع الدین صاحب چھوڑ گئے۔ ان دو حضرات نے بھی اپنے دادا کے حنفی مذہب کو پسند فرمایا۔ لیکن آبی اثر ضرور متاثر ہوتا ہے کچھ نہ کچھ شاہ ولی اللہ صاحب کا معمولی سارنگ چڑھا جس کا علماء کرام نے کافی جواب دیدیا۔ ان کے بعد ۱۱۳۲ھ میں ان کے بھتیجے اسماعیل پیدا ہوئے۔ علم دین حاصل کیا لیکن تحریر سے بچا دے بالکل ماری تھے۔ محمد اسماعیل صاحب نے بھی شاہ ولی اللہ صاحب کی تائید میں اپنا مذہب مدینہ منورہ لکھوایا۔ گو مقام مسلمان ان کو عربی اور وہابی کے نام سے بدعنوان کرتے تھے۔ اسماعیل صاحب نے اپنے ساتھ ایک بالکل آن پڑھ شخص سید احمد بدایونی کو ولایت کا دوستی مند و سامان بنا لیا۔ وہابی میں کچھ حقیقت غالب تھی۔ صاحبزادگان شاہ ولی اللہ صاحب عقیدہ اخوان کے مطابق فرقے دیتے تھے۔ محمد اسماعیل صاحب کی کون تھیں۔ اسماعیل صاحب ملتے تھے کہ میں وہابیت کا پرچار کھلم کھا کروں اور اس مذہب کی اشاعت ہندوستان میں بھی ہو۔ لیکن ان کو کوئی موقع نہ ملتا تھا۔ آخر کتاب التوحید مولانا محمد بن عبد الوہاب نجدی کی ترجمانی میں کتاب نقویۃ الایمان صراط مستقیم اور تیزیر النہجین وہابیت کی تائید میں شائع کیں۔ لوگ سوئے چند اشخاص کے کتابیں پڑھ کر بڑے متعجب ہوئے اور ان کے جواب میں کتابیں لکھیں۔ چنانچہ سکھ قوم حکومت مغلیہ سے باغی ہو کر صوبہ پنجاب کے حاکم بن چکے تھے۔ انہوں نے مسلمانان پنجاب پر ایسے ایسے مظالم ڈھائے کہ خدا یا تیری پناہ۔ اسماعیل صاحب نے سیاسی موقع سوچا کہ سکھوں کے برخلاف وہابی جہاد کے مسلمانوں کو اپنی فوج بنا کر پنجاب فتح کیا جائے تو حکومت وہابیہ مقتول بن جائے گی

بعد آہستہ آہستہ سارا ہندوستان وہابیہ سے پر ہو جائیگا۔ مولوی اسماعیل صاحب اور سید احمد صاحب نے سرحد ہندو افغانستان میں اکرا زاد قبائل کو سکھوں کے برخلاف جہاد کے واسطے بھڑکایا۔ ان میں چونکہ جہاد کی تشریح پہلے ہی موجود تھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ لیکن اللہ کریم کو دیکھو کی کامیابی الاعمال بالانبیاء کے اصول سے منظور نہ تھی۔ سکھوں کے مقابلہ میں شکست فاش دی۔ اور ۱۲۴۶ھ میں سکھوں کے ہاتھوں قتل کروائے۔ اور ساری سکیم طیارہ ہو گئی۔ اس طرف حجاز میں ۱۲۴۲ھ میں سعود امیر وہابیہ نجد پر تمام قبے شہید کر کے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اطہر بھی شہید کر دیا۔ ۱۲۴۹ھ میں سعود کے فوت ہونے کے بعد اس کی جگہ عبداللہ بن سعود جانشین ہوا۔ ۱۲۵۱ھ میں ابراہیم بادشاہ مصر نے عبداللہ کو شکست دے کر عبداللہ کو قید کر کے مصر لے گیا۔ اور حجاز پر قبضہ کیا۔ ۱۲۵۵ھ میں عبداللہ بن سعود نجدی کو مصر کے ہمایوں و صفارہ کے پاس قتل کروا دیا۔ ہندوستان میں مولوی ملک علی صاحب جو تمام دیوبند کے استاد ہیں وہابی ہیں امیری و صفارہ عربک ہائی سکول کے مدرس اول تھے۔ ان کو حرمین شریفین کی زیارت کا شوق ہوا تو وہاں پہنچتے ہی وہاں بیت سے متاثر ہو گئے۔ اور اپنا نام ملک علی کی بجائے ملک العلی بدل دیا۔ اور اوراپس گھر پہنچتے ہی نافرتہ ضلع بہار پور سے مولوی محمد قاسم صاحب کو ساتھ لیتے آئے۔ اور مولوی رشید احمد صاحب بھی مولوی ملک علی صاحب کے پاس پہنچ گئے۔ وہاں نے مولوی صاحب مذکور سے علم حاصل کئے۔ یہ دونوں مولوی ملک علی صاحب کے بڑے شاگردوں میں سے تھے۔ حقیقتہً مولوی ملک علی صاحب سلطنت مغلیہ حنفیہ کے خوف سے اور علماء کرام کے جم غفیر کے ہراس سے اپنے دیوبندی مذہب کی علی الاعلان اشاعت ترک کر سکتے تھے۔ لیکن درس میں عقائد وہابیہ کے کسی پُرزے تیار کر لئے۔ جو اس قابل بن گئے کہ عوام کا الانعام کو دیوبندی عقیدہ سے مضبوط کر کے دیوبندی مشن کی ترقی کریں۔ مولوی ملک علی صاحب دیوبندی مذہب کی مشین ہیں باقی سب پُرزے یا فرع ہیں۔ چنانچہ مولوی صاحب مذکور نے

چند دیگر علماء کو کسی لالچ یا کسی دیگر وجوہات سے اپنا ہم عقیدہ بنایا۔ مثلاً مولوی صدیق صاحب
 وغیرہ۔ نے تمام عقیدہ و بابہ اور اعمال شفیہ سے مجموعہ ایک مستقل مذہب ایجاد کر لیا۔ حکومت
 مغلیہ کا جب زوال ہوا اور حکومت برطانیہ مسلط ہوئی تو مولوی غلیل احمد صاحب انیسویں
 نے مولوی رشید احمد صاحب کی امداد سے ریاست بہاولپور میں اپنا نقطہ جما کر شروع کر دیا
 تو ہمارے بزرگ مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب فقہری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے عقائد
 فاسدہ پر دونوں سے مناظرہ کر کے ان کو والی ریاست کی طرف سے اخراج کا حکم صادر
 فرمایا۔ اور ان کی شکست کا ایک رسالہ نقذیس اوکیل شائع کیا جس میں ان کے تمام عقائد
 جمع کر کے غریب و عجم کے علماء دین سے فتویٰ کھرثبت کروا کر تمام ہندوستان میں تقسیم کیا۔
 جس کا اثر یہ ہوا کہ دیانہ مندو کھانے کے قابل نہ رہے۔ آخر سپاہیوں نے تنگ آ کر مندوؤں
 کے ساتھ کانگریس جماعت کی تبلیغ شروع کر دی۔ یہاں تک کہ ہندو اذہب اس بھی اپنا فخر سمجھا۔ اور
 برخلاف قرآن کریم ہندو مسلم اتحاد کا سنہن دینا شروع کر دیا۔ تھے کہ مندوؤں کے تہوار کی پوری
 کچھری کر جائز کیا۔ اور پیر پیران کی گیارھویں پر حرام ہونے کا فتوے لگا دیا۔ ملاحظہ
 ہو فتوے رشیدیہ۔ اگر کسی مسلمان نے کسی اور بزرگ کی روح کو ثواب طلبام بخشا اور قرآن
 پاک کو بھی اہل قبور کی ارواح کو بخشایا چند ریاست قرآن کریم بھی پڑھ کر بخشیں تو قرآن کریم
 کے پڑھنے سے اس کھانے کو بھی حرام کہہ دیا۔ جب مندوؤں کو ان کی ہندو نوازی کا پورا اعتماد
 ہو گیا تو مندوؤں نے سوچا کہ اگر ہم اسلام اور بانی اسلام کے نقائص ٹھہریں گے تو ہمارا
 نقص بیان کرنا کامیاب نہ ہو سکے گا۔ البتہ انہی دیوبندیوں سے ہی کام لیا جاوے تو ممکن
 ہے انہوں نے مولوی محمد قاسم صاحب سے مدد سے تاسمیعہ دارالعلوم دیوبند کا اجرا کر دیا۔
 اور اس میں مولوی اسماعیل دہوی کی تقریرتہ الایمان اور صراط مستقیم سے اسلامی طلباء کو مدغلاما
 شروع کر دیا۔ اور ترجمہ قرآن کریم اپنی مرضی کے مطابق شائع کرنے شروع کر دیے۔ اور
 مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولوی اثر علی

صاحبِ خاوی نے ایسی کتابیں شائع کیں جن میں انبیاءِ عظام اور اولیاءِ اللہ کی حقیقتیں بیان کی گئی ہیں۔ اور منہ و مدبب کو رکالت و ملائکہ اور جوابِ کھنڈے والوں سے اپنی بناوٹ کی حقیقت کا پتہ چلے گا۔ اور معاذ اللہ یہ کہا کہ انبیاء و اولیاءِ تمام شیطان ہیں۔ بڑا نیر بھی اسلام اور بانیِ اسلام کا جو کہ پُرانا دشمن تھا۔ اس نے بھی اس شائع کو زرقی سے ہی نوازا۔ اور بانیِ اسلامی مدارس اہل سنت ان کی کس میری کی حالت سے کدور ہو گئے۔ کیونکہ ان کا پشتِ بناہ انگریز اور ہندوؤں تو ہیں جنہیں وہ زرقی کر گیا۔ حتیٰ کہ ریاستوں سے چند آنا شروع ہو گیا جس کے نشے میں دیباہ بنی علیہ السلام کے استاد بننے کے مدعی بن گئے۔ چنانچہ برکاتِ عالمی ان کے مقابلہ است رب کریم نے اعلیٰ حضرت قبلہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی کو ان کے مقابلہ کے واسطے تیار کر دیا۔ انہوں نے فضلِ ایزدی سے دیوبندیوں کے ہر لول کا جواب اس طرح لکھا ہے دیارِ حجبِ نائب ہونے نظر دے تو ان کے اکابر کے تمام عقائد کھکھ کر نام علماء عرب و عراق کو بھیجے تو انہوں نے ان عقائد کو بدیدہ پر پڑ زور غور سے کفر و نفاق کے قرار دیا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو شائع کر دیا جس کا نام حسام الحرمین رکھا جس کا جواب آج تک دیباہ نہ دے سکے۔ اور نہ اپنے عقائد سے تائب ہوئے بلکہ تاویل و تفسیر سے اپنی گندگی کو چھپانے کی کوشش کی۔ جواب تک ان کے معتقد بن ان کی تقلید میں کانگریس کے ہی مکمل گریں اور اپنے عقائدِ فاسدہ پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

۱۲۴۵ھ کو بانس بریلی میں نواب صدیق حسن خان پیدا ہوئے۔ نوج میں پڑش پائی۔ جہوپال میں جا کر ایک سیاسی چال سے نواب بن گئے۔ علمِ دین حاصل کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۲۸۵ھ میں حج کو تشریف لے گئے تو وہاں سے واپسیت کا سبق سیکھ آئے اور ہندوستان واپس آکر استادِ اولیاء بن گئے۔ اور جہوپال میں تمام ہندوستان سے وہابی علماء کو اکٹھے کر کے فقہِ دہلویہ کی ترویج کی۔ جس سے پردہ سے نکل کر مذہبِ دہلویہ ایک

مستقل مذہب شروع ہو گیا۔ خود بھی کتابیں لکھیں اور مولوی بشیر احمد شہسودانی وغیرہ سے بھی کتابیں لکھوائیں۔ اور حیدر آباد و کن جو مسلمانوں کے واسطے پرانا تباہی کا گھڑا مشہور چلا آیا ہے وہاں وحید الدان صاحب نے بھی وہابیت کی فتنہ پرکھی کتابیں لکھیں۔ بہت کوشش کی لیکن سوائے چند حواریوں کے کسی کو ان مذہب میں نہ ڈھال سکے۔

دہلی میں مولوی نذیر احمد صاحب نے دس شروع رویا۔ اور اسماعیل صاحب ہلوی کے عقیدے سے اپنے آپ کو محمدی کہلانا شروع کر دیا۔ جتنے کہ کچھ عرصہ بعد بغیر مقلد بننے کا دعوے کیا۔ پھر منہلی کہلوا کر کچے نجدی کی شکل میں متشکل ہو گئے۔ جن کے بڑے شاگرد حافظ محمد لکھو کے واسطے اور حافظ عبدالمنان وزیر آبادی اور مولوی عبدالنور صاحب غزنوی یہ تینوں حضرات دہلی میں علم دین حاصل کرنے کو گئے لیکن وہابیت کے نغمے میں جا پھنسے۔ دہلی میں تو چونکہ حضرت مولانا مولوی احمد علی صاحب میرٹھی موجود تھے۔ مولوی نذیر حسین صاحب کا رد فرماتے رہے۔ اور مولوی احمد علی صاحب کے بڑے شاگرد نواب قطب الدین جنہوں نے مشکوٰۃ شریف کی شرح بھی لکھی ہے۔ مولوی نذیر حسین صاحب کو ایسا زہر کیا۔ کہ مولوی نذیر حسین صاحب جب کبھی وہابیت کا مسئلہ جاری فرماتے یا تحریری اشاعت کرتے تو نواب صاحب رات کو ہی اس کا جواب لکھ کر صبح شائع کر دیتے۔ مسلمانوں پر حقیقت واضح ہو جاتی اور دھوکے سے بچ جاتے۔ ہاں البتہ جو باہر کے طلباء بھولے جالے بچائے پھنس جاتے ان کا ٹکنا مشکل تھا چنانچہ حافظ محمد صاحب غاندانی حنفی علماء میں سے تھے جب مولوی نذیر حسین صاحب سے تعلیم حاصل کر کے تشریف لائے تو ضلع فیروز پور میں اپنے گاؤں لکھو کے میں ایک وہابیت کا مرکز کھول دیا۔ جس سے اُن کے پرانے مریدین بھی متغیر ہو گئے۔ سوائے چند کے۔ احناف میں ان کے سر پر مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری اور ولی محمد صاحب جالندھری تھے۔ انہوں نے سوائے چند ان کے غاندان کے آدمیوں کے کسی کو وہابی نہ بننے دیا۔ چنانچہ اپنی ناکامی دیکھتے

ہوئے انہوں نے تفسیر محمدی ایک پنجابی زبان کے شعروں میں قرآن کریم کی تفسیر لکھی کہ اس طرح نہ سہی ایسے تو روگ، ضرر و ہمارے مذہب کو ترقی دینگے۔ لیکن پھر بھی ان کی مرضی کے مطابق وہابیہ نہ پھیل سکی۔ حافظ عبد المنان صاحب وزیر آباد میں بہت کوشش کر چکے لیکن وہاں ملاں ملتانوی صاحب نے ان کو نہ اٹھنے دیا۔ وزیر آباد میں تو اثر نہ ہو سکا البتہ گوجرانولہ میں ان کا اثر کافی رہا۔ فرقہ وہابیہ پہلے اپنے آپ کو امام منیل کی طرف غلط نسبت کرتے رہے۔ پھر اپنے مذہب کو محمدی نقب سے مشہور کیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی نجد سے آکر محمدی کہہ دیا۔ اور وہ بھی نجد میں قیام پذیر رہے۔ ان کی اولاد خفی کہلاتی رہی۔ اور ان کے بعد اسماعیل صاحب دہلوی نے محمدی کہہ دیا۔ مولوی نذیر حسین صاحب نے پھر محمدی کہہ دیا۔ بعد میں دہلوی پھر عزم تک غیر متقلد کہلاتے رہے جب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اہلحدیث اخبار نکالا تو تمام غیر متقلدین وہابیوں کو وہابی اور اہلحدیث کے نقب سے منسوب کرنے کی تلقین کی۔ چنانچہ آج کل فرقہ وہابیہ اپنے تمام اسماء سے مدبر ہوتا ہے۔ اور سمجھا جاتا ہے۔

”بعض علاقوں میں تمہارے حنفیوں نے شئی شئی بدعتیں جاری کر رکھی ہیں۔“

وہابی حالانکہ شرعاً اس کوئی ثبوت نہیں اگر ہے تو اس کا ثبوت چاہیے۔

- ۱۔ اخلاف میت کی چار پائی لے جاتے ہوئے کلمہ کا ذکر کرتے ہیں۔
- ۲۔ جنازہ پڑھ کر میت کے پاس میت کی طرف سے اس کے وراثت ایک قرآن کریم اپنی طرف سے لاتے ہیں اور ساتھ کچھ رقم یا غلہ وغیرہ ہوتا ہے تو وہ ولی میت کہتا ہے کہ ہماری میت ہذا نے کچھ حقوق الہیہ کو ادا کیا ہے اور کچھ اس کے ذمہ حقوق اللہ فرائض و وجوہات اور کفالت اور مندرجات باقی ہیں ان باقی حقوق کے بدلے میں یہ سب قرآن کریم اور یہ نقد یا غلہ وغیرہ کا اس عاجز میت کی طرف سے جواب ادا کرنے سے قاصر ہے ادا کر رہا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ اس حیلہ کو قبول فرما کر اس کے گناہوں کو ساقط فرمائے اور اپنے مغفیلین میں شامل فرمادے۔

۳۔ اور یہ بھی رواج ہے کہ جب میت کو دفن کر کے خاک ہرتے ہیں تو چلے جاتے ہیں۔ ایک آدمی قبر کے پاس ٹھہرا رہتا ہے اور وہ بلند آواز سے صاحبِ قبر کو تلقین کرتا ہے کہ اے فلاں فلاں کے بیٹے اے فلاں فلاں کے بیٹے اے فلاں فلاں کے بیٹے تین دفعہ ایسے کہہ پھر کہتا ہے کہ خداوند کریم کی طرف سے تیرے پاس منکرِ کبیر لکھے اور وہ دریافت کر لے کہ تیرا خدا کون ہے تیرا رسول کون کیا ہے دین تیرا کون ہے امام تیرا کون ہے جواب دینا جیسا کہ تو دنیا سے نکلا اور تیرا ہی تھا لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ وَ اِنَّكَ رَاضِيَةٌ بِاَللّٰهِ سَمَّاءُ بِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِينًا وَ بِالْقُرْآنِ اِمَامًا کیا یہ تینوں رواج بدعت ہے یا واقعی ان کا کوئی ثروت شرعی منہا رہے پاس ہے تو بیان کرو۔

محمدؐ جنازے کے ساتھ ذکر کرنا کسی صورت میں منع نہیں ہے کیونکہ اللہ الہی ہے۔ مَا ذَكَرُوا لِلّٰهِ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تَقِيْحُنَّ پھر تم اللہ کا ذکر بہت کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

اور وہ بیہوشکار کرنا یا روکنا یہ معیتِ شیطانی کی بنا پر ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے۔

۲۱ زخرف ﴿۲۱﴾ وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ يَقِضْ لَهُ الشَّيْطٰنُ ﴿۲۲﴾ اَنَّهُمْ لَكَ ذَرِيَّةٌ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَجْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّكْشَدُوْنَ۔

اور جو شخص چشم پوشی کرتا ہے رحمن کے ذکر سے شیطان کو دیتے ہیں۔ ہم اس کے لئے شیطان کو تو وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ اور بے شک وہ ضرور دے گئے ہیں ان کو اللہ کے ستم سے اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہدایت والے ہیں اور ایسے لوگوں کو جو ذکر اللہ سے روکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو حزبِ الشیطان سے خطاب کیا ہے۔

مجادلہ ﴿۲۱﴾ اِسْتَحْذَرُوْا عَلٰیْہِمَا الشَّيْطٰنَ فَاَسْلَمُوْا ذِكْرَ اللّٰهِ

أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ اِنْ شَیْطَانُ
 مستطیع ہے کراہوں نے ذکر اللہ کو بھلا دیا ہے۔ یہی شیطان فی فرقہ ہے خبردار ضرور
 شیطان فی فرقہ وہ خسارے والے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسے لوگوں کے میل جول
 سے منع فرمایا ہے۔

حشر ۲۸ { لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ وَهُدُوا لَهُم مَّا كَانُوا يُكُونُونَ اُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ اَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ }
 طرح جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا۔ اور حدیث شریف میں مذکور ہے۔

جنازہ کے ساتھ کلمہ طیبہ

پڑھنا

اَكْثَرُ دُافِي الْجَنَازَةِ
 قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 جابح صغیر ۴۵۔ مستند سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
 کنوز الحقائق اللہام منادی رحمۃ اللہ علیہ ۴۹
 قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 کنز العمال ۹۹
 جنازہ میں زیادہ پڑھا کرو۔

کنز العمال ۹۹ { تَمَازُجُ وَصَوَاتُكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ }

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مرنے والے کا دعا کہ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا سامان تیار کرو۔
 تو ان مذکورہ بالا احادیث و آیات سے ثابت ہوا کہ جنازہ کے ساتھ کلمے کا ذکر ثواب
 ہے اور میت کو بھی مفید ہے۔

اور اس زمانہ میں ذرا بھی باطنیت کرنا اہل سنت کے لئے ضروری ہے کیونکہ مسلمانوں
 کو وہابی اور حنفی کے جنازے کا علم ہو جائے اگر وہابی کا جنازہ ہے تو نمازی کو مدیافت نہ کرنا

پڑے کہ یہ جنازہ حنفی کا ہے یا وہابی کا تو اس جملہ پر نگہ فرمئے بہت پیدا ہو گئے ہیں اس واسطے
ماسبہ الاعتیاز صورت یہی ہے کہ مکہ طیبہ یا البحر پڑھا جاوے۔

وہابی "تمہانے ذکر بالبحر فی الجنازہ کروا کھلے۔

محمد عمر "بحر الرائق" ۲/۴ { میں مذکور ہے کہ وَلَا بَأْسَ بِمَنْ شِئْنَا مِنَ الْمَيِّتِ
مَشْعُورًا میت کا شعروں میں مرغی پڑھنے میں
کوئی حرج نہیں۔ تم اپنے جنازہ کے ساتھ فقہاء کی اتباع میں مرغی خوانی کر لیا کرو ہم
ذکر کر دیا کر لیجئے۔

حیلہ اسقاط

آپ کا دوسرا سوال کہ حیلہ اسقاط قرآن کے متعلق عرض ہے۔

قرآن کریم میت کی طرف سے حفاظ یا امام مسجد کو پڑھنے کے لئے دینا بڑا ثواب
ہے۔ جب تک قرآن کریم رگ پڑھتے رہیں گے۔ اتنا عرصہ ہی میت کا ثواب پہنچتا رہتا
ہے۔ حدتہ جاریہ ہے اور قرآن کریم کو کسی آدمیوں کے ملک کرنا ثواب کو زیادہ
بڑھانے کے واسطے تاکہ قرآن کریم ایک آدمیوں کے ملک کرنے سے کئی
قرآن کا ثواب میت کو پہنچ گیا یہ ہے حیلہ میت کے گناہوں کے ساقط کرنے کا
کام مختوڑا لیکن قرآن کریم کے شان سے میت کے لئے حیلہ زبردست بن گیا چنانچہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الصَّيِّئَاتُ مَرُّ الْقُرْآنِ يَشْفَعْنَ لِلْعَبْدِ { جامع صغیر ۲/۴
يَذْمُرُ الْقَبِيحَاتِ - روزے اور قرآن قیامت

کے دن بندے کی سفارش کریں گے۔

اس لئے میت کی طرف سے قرآن کریم پڑھ دیا جاتا ہے تاکہ میت کا سفارش بنے اور دوسری وجہ ہے کہ قرآن کریم کے افشار کا اثر اب بھی میت کو پہنچے جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا
مشکوٰۃ شریف ۱۹۲ اَمَلِ الْقُرْآنَ لَا تَتَحَوَّسَدُ وَالْقُرْآنُ
 وَاسْتَلَوْا حَقَّ تِلَاوَتِهِ مِنْ آثَاءِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَافْتَشُوا فَرَايَا رَسُلِ
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قرآن والہ قرآن میں غفلت نہ کرو اور اس کو پڑھو
 حق پڑھنے کا دن رات اور قرآن کا افشار کرو۔

اے ہانیین اگر تم میت کی طرف سے ولی کے قرآن دینے کو بند کرو گے تو
 بموجب اس حدیث پاک کے تم نے قرآنی افشار کو بند کر دیا اور جو اس قرآنی عطیہ سے
 میت کے اعمال میں ساقط ہونے لگے وہ نہ ہوئے تو اس کے اس بوجھ کا گناہ ہم ہانیین
 کو بھی ضروری ہو گا۔ باتنی رقم یافتے کا میت کی طرف سے صدقہ کرنا زہر بھی حدیث شریف
 سے ثابت ہے میت وصیت کرے یا نہ اور میت کی طرف سے ہر صدقہ حلال شئی
 کا ہو سکتا ہے سب سے۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
مسلم شریف ۲۱ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمَّيْ أَتَلَيْتُ
 لَفُسْرَهَا وَكَمْ تَوَصَّي وَأَظَنُّهَا نَوْتُ تَكَلَّمْتُ لَصَدَّقْتُ أَكَلْنَا أَجْرُ
 إِنَّ لَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 سے روایت ہے کہ ایک آدمی آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تراب سے عرض کی یا رسول
 اللہ بے شک میری والدہ چانک فوت ہو گئی ہے اور اس نے کوئی وصیت نہیں کی۔

اور مجھے اس سے گمان ہے کہ اگر اے کلام کا موقع ملتا حدیث کرتی اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کر دوں تو کیا اسکو اس حدیث کا کوئی ثواب ملے گا آپ نے فرمایا ہاں اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ میت خواہ وصیت نہ بھی کرے پھر بھی اس کی طرف سے مطلق صدقہ دینا جائز نہیں کو ثواب ہے چنانچہ اس حدیث کے ماتحت علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تحریر فرمایا ہے۔ وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ جَوَازُ الْقَدِّحِ عَنِ الْمَيِّتِ وَاسْتِحْبَابُهُ وَإِنْ تَوَابَهَا لِيَصِلَهُ وَيَنْفَعَهُ وَيَنْفَعِ الْمُتَصَدِّقُ أَيْضًا وَهَذَا كُلُّهُ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ۔

اور اس حدیث میں میت کی طرف سے مطلقاً صدقہ جائز اور مستحب ثابت ہوا اور بے شک صدقہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور اس کو نفع دیتا ہے اور صدقہ کرنے والے کو بھی نفع مہرہتا ہے اور اس تمام مسئلے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اور امام بیہقی نے السنن الکبریٰ میں باب مقرر فرمایا۔ (باب ما یستحب لولی المیت من التصدق عند وان لعلیہ بدم) اور اس کے ماتحت وہی مذکورہ بالا حدیث بیان فرمائی ہے۔

کیوں جناب دیوبندی صاحب اب بتاؤ کہ میت کے گناہوں کے ساقط کرنے کے واسطے
غلے یا داموں کا جیدہ مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے ثابت ہوا میت قبل از موت
ومیت کرے یا نہ اس کی طرف سے صدقہ دینے سے اس کے گناہ ساقط ہوتے ہیں اور علامہ
نوی نے کہا کہ اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے اب اگر تم اس خرچ کو مسیّب جو گے تو تم مسلمانوں
کے اجماع سے خارج ہو جاؤ گے۔ اور یَسْتَجْعِبُ غَبِيرٌ سَبِيلُ الْمُؤْمِنِينَ میں داخل ہو
کہ خداوند کے عتاب مُؤَلِّبٌ مَّا ذُو قُوَّةٍ لِّتُضْلَبَ بِهِ مَسَلَّتْ میں گزرتا رہو جاؤ گے۔

وہابی ”اور یہ میت کی موجودگی میں کیوں دیا جاتا ہے گھر آ کر کیوں نہیں دیا جاتا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ محض ایسی غیرت کے واسطے اور بیاہلوی ہے۔“

”محمد گھر میں اگر بھی ملی خرچ کرتا ہے لیکن وہاں میت کے پاس اس لئے خرچ
 کیا جاتا ہے۔ کہ جب اس کو قبر میں رکھا گیا تو اس کا حساب شروع ہوگا
 اور میت کے ذمے کسی فرائض روزے و نماز و کفارات وغیرہم ہونگے اور ابھی اس کا
 حساب شروع ہونے والا ہے تو قبل از حساب ہی اس کی طرف سے ولی اس کے
 حساب میں یسر کے لئے وہیں فترا و حفاظ و علما و غیرہم کو تقسیم کر دیتا ہے۔ اور میت
 کے روزے کا ولی کو کفارہ ادا کرنا حدیث شریف میں مذکور ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا جَاءَهُ ۱۲۰ أَوْ سَلِمَ مِنْ مَمَاتٍ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ شَهْرٍ فَلْيُطْعَمْ
 عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِيْنًا ابْنُ عَرَبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سَے روایت ہے کہ فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص فوت ہو گیا اور اس پر ماہ رمضان کے روزے ہیں
 تو اس کی طرف سے ہر دن کے بدلے ایک مسکین کا کھانا کھلایا جاوے۔

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ ولی میت کے رمضان روزے کے بدلے
 مسکین کو غلہ یا نقدی پیسے ادا کرے تو ثواب ہے اور میت کی طرف سے اس
 کے روزوں کا حساب ولی کے ادا کرنے سے ساقط ہو جاتا ہے یہ ہے حیلہ اسقاط
 اور ایسے ہی میت کے ذمہ جو نمازیں فریضہ نضا ہو چکی ہوں اس کی طرف سے بھی لی
 ادا کرتا ہے اور یہ بھی شرعاً جائز ہے۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جَنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْجَمْعَةَ
 مِنْ عَسِيرٍ عَذْرًا فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ فَإِنَّ
 لَهُ يَجِدُ فَيَنْصُفُ دِينَارًا
 سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت

مشکوٰۃ شریف ۱۲۱

ابن ماجہ ۸

البداء و ۱۸۵

ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے ایک جمعہ بلا عذر ترک کیا تو پائیے کہ ایک دینار صدقہ کرے اگر نہ طاقت رکھے تو نصف دینار دے۔

ابو داؤد ۱۸۵۱ | قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَاتَهُ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عَذْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ هَبْ أَوْ نِصْفِ دِينَارٍ هَبْ أَوْ صَاعٍ حَبْطَةٍ أَوْ نِصْفِ صَاعٍ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص سے بلا عذر جمعہ فوت ہو گیا تو منور ایک درہم یا نصف درہم صدقہ کرے یا گندم کا ایک یا نصف صاع ہی صدقہ کرے جمعے کی چونکہ قضائی نہیں اس واسطے صدقہ ہے اور میت بھی چونکہ قضائی نہیں اور اگر کتا اس واسطے میت کا ولی قبل از حساب ہی اسکی طرف سے گندم یا رقم صدقہ کر دیتا ہے تاکہ اس کے حساب میں تخفیف ہو جاوے۔

پھر تیسری دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

جامع صغیر ۱۸۱۱ | الصَّدَقَةُ تَمْنَعُ مَيْتَةَ السَّوْعِ
صدقہ مروے سے عذاب کو روکتا ہے۔

کیوں جناب وہابی صاحب اب بتاؤ کہ اس صدقہ نے میت کو فوری فائدہ دیا یا نہ اور اس سے اس کی بُرائیاں اس صدقے کی وجہ سے ساقط ہوئیں یا نہ فیرنے واضح طور پر اس حیلہ اسقاط کو از روئے حدیث ثابت کر دیا جس سے تم روک نہیں سکتے باقی رہا تمہارا کہنا کہ ظاہر آریا کاری معلوم ہوتی ہے یہ غلط ہے کیونکہ اگر یہ صدقہ دینا آریا کاری ہے تو تمہارا نماز پڑھنا روزہ رکنا حج کرنا ذکوۃ دینا سب آریا کاری ہو سکتی ہے دلوں کے حساب سے تو خداوند خود بٹ لیں گے۔ صدقہ ظاہر اچھا کر دینا دونوں طرح جائز ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

بقرہ ۲۴۷ | إِنْ تَبَدُّوا لَاصِدًا فَبِئْسَ مَا كُنْتُمْ تَفْعَلُونَ وَإِنْ تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا

الْفَقْرَ آءِ فَمَوْخَيْئُكُمْ وَ يَكْفِرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّئَاتِكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ۔ اگر غبارِ کدو تم مدظل کو تو بھی بہت اچھا ہے۔ اگر پوشیدہ کرو تم ان کو اور غمراہ کو تقسیم کرو تو وہ بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور خداوند تم سے تمہارے گناہ مٹا دیگا اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ تعالیٰ بخیر دے گا۔

قبر پر تعلقین

(اور تیسرا مسئلہ) بعینہ حدیث شریف کے مطابق عمل ہے جیسے

كُنْ الْعَمَالَ ۝ اِذَا مَاتَ أَحَدٌ مِّنْ اِخْوَانِكُمْ فَانْشُرُوْهُ عَلَيْهِ التَّوْبَاتِ فَلْيَقُمْ رَجُلٌ مِّنْكُمْ عِنْدَ رَأْسِهِ ثُمَّ لِيَقُلْ يَا فُلَانُ ابْنُ فُلَانَةٍ فَاِنَّهُ لَيَسْمَعُ وَلٰكِنْ لَا يُجِيبُ ثُمَّ لِيَقُلْ يَا فُلَانُ ابْنُ فُلَانَةٍ فَاِنَّهُ لَيَسْتَوِي حَالِسًا ثُمَّ لِيَقُلْ يَا فُلَانُ ابْنُ فُلَانَةٍ فَاِنَّهُ لَيَقُوْلُ اَرُسِدْنَا رَجُلًا لِّلّٰهِ وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُوْنَ ثُمَّ لِيَقُلْ اُذْ كُذِّمْتُ مَا خَرَجْتُ عَلَيْهِ مِنْ الدُّنْيَا شَهَادَةً اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُهُ وَاَنَّكَ رَضِيتَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِالْقُرْآنِ اِمْلًا فَاِنَّهُ اِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ اَخَذَ مِنْكُمْ وَرَكْبِكُمْ اَحَدًا مَّا يَبْدِي صَاحِبُهُ ثُمَّ يَقُوْلُ لَهُ اُخْرِجْ بَنًا مِنْ عِنْدِ هٰذَا مَا تُصْنَعُ بِهِ فَقَضٰ لَقْنُ حُجَّتَهُ وَلٰكِنْ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ حُجَّتُهُ دُونَ نَهْمٍ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنْ كُنَّا عَرَبٌ اُمَّةٌ قَتَلْنَا اَنْسِبَهُ اِلَى حَوَآءِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارا مسلمان بھائی کوئی رشتہ پر جائے تو تم

اس ہوشی ڈال کر فارغ ہو جاؤ تو اس کی قبر کے سر پہ تہا را ایک آدمی دو ہائی دیوبندی نہ
 پر سنی ہو، کھڑا ہو جائے پھر کہے اے فلاں شخص فلاں عورت کے بیٹے تھے شک دے گئے گا
 اور لیکن جواب نہیں دے گا پھر ضرور کہے اے فلاں شخص فلاں عورت کے بیٹے تو بھلا شک
 وہ (قبر میں) سید صاحب بیٹہ جاوے گا پھر چاہیے کہ کہے اے فلاں شخص فلاں کے بیٹے تو بیشک
 وہ صاحب قبر کہیں گے جس نے ہمیں ہدایت دی تھی رحم کرے اللہ تعالیٰ (یہ جواب
 دے گا صاحب قبر) اور لیکن تم نہ سمجھو گے پھر چاہیے کہ کہے اُس بات کو یاد کر جس پر تو دنیا
 سے نکلا گرا ہی وہ لا الہ الا اللہ وَاَنْتَ مُحَمَّدٌ عَبْدُہٗ وَرَسُولُہٗ اور یہ بھی شہادۃ دین کہ
 مَا شَیْئٌ بِاَللّٰہِ رَبِّا وَبِ مُحَمَّدٍ بِنِیَّا وَبِ الْاِِسْلَامِ دِیْنِا وَبِ الْاَلْحَرَامِ اِیْمَانِا
 پھر تحقیق جب اس نے یہ بیان کر لیا تو منکر نکیر کا ایک اپنے دوسرے کے ہاتھ کو پکڑ
 لیتا ہے پھر کہتا ہے اسکو اس کے پاس سے ہمارے ساتھ نکل دیا کریگا تو اس کے
 ساتھ پس تحقیق پر آیا کیا اس نے اپنی محبت کو اور لیکن اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کے
 در سے ہی ارادہ کیا اس کا کہا ایک آدمی نے یا رسول اللہ پھر اگر نہ پہچانوں میں میت
 کی والدہ کو آپ نے فرمایا نسبت کر اس کو حوا کی طرف۔

اس حدیث سے تین امور ثابت ہوئے۔

۱۔ صاحب قبر کا دنیا والے کی پکار کو سننا اور اس کا آواز وغیرہ بھی پہچاننا۔

۲۔ صاحب قبر کو زندوں سے فائدہ پہنچنا۔

۳۔ صاحب قبر کو تلقین کرنا سنت ثابت ہوئی۔

وہابی "تہا را سے سنی بزرگوں کے مزارات کو روضہ کہہ دیتے ہیں مثلاً کہتے
 ہیں روضہ داتا گنج بخش روضہ بابا فرید کیا یہ جائز ہے یا اس کا ثبوت

شرعی ہے؟

محمد عمر "ہاں ثبوت ہے۔"

ہر جاؤ اور ایمان درست کرو۔

فَتَكُونُ فِي هَذِهِ الْحَالَةِ كَأَنَّكَ أُجِيبَتْ
فتوح الغیب مقالہ ۲۳۲ { بَعْدَ الْمَوْتِ فِي الْآخِرَةِ دِیس مے باش

تو دِیس حالت گویا کہ تو زندہ گردانیدہ شدہ دِیس از مرن بہت ارادوی

فَتَكُونُ كَمَا تَكُنُ قَدْ سَمِعَ بِاللَّهِ
فتوح الغیب مقالہ ۲۳۲ { وَتُبْصِرُ بِاللَّهِ وَتَنطَلِقُ بِاللَّهِ وَتَبْطِشُ

بِاللَّهِ وَتَسْمَعُ بِاللَّهِ وَتَعْقِلُ بِاللَّهِ دِیس مے باشد ہمہ وجود تو مظهر قدرت

الہی تعالیٰ بلکہ عین قدرت مبالغہ میثوی سجدہ سے بنی سجدہ و میگوئی سجدہ و میگوئی

سجدہ و میروی سجدہ دے فہمی سجدہ

پس ہر جائیگا تمام وجود تیرا قدرت الہی کا مظهر بلکہ عین قدرت مبالغہ سننے گا

تو خدا کے ساتھ اور دیکھے گا تو خدا کے ساتھ اور بولے گا آں کے ساتھ اور پکڑے گا تو

خدا کے ساتھ اور چلے گا تو خدا کے ساتھ اور سمجھے گا تو خدا کے ساتھ۔

کیوں جناب سن ارشاد اللہ حضرت طوٹ پاک رمی اللہ تعالیٰ

عنه کی زبانی۔

وَيُعْرِضُكَ فِي بَحَارِ خَيْرٍ فَتَكُونُ بِحَاءَ
فتوح الغیب مقالہ ۲۴۱ { بِكُلِّ خَيْرٍ وَمَسْبُوعًا بِكُلِّ نِعْمَةٍ وَسَرُورٍ

وَبُخْبُورٍ وَنُورٍ وَضِيَاءٍ وَآمِنٍ وَسَكُونٍ وَغُرُقٍ گردانہ ترا خدا کے تعالیٰ

وہ دریائے خیر و دِیس میباشی تو ظرف و محل ہر نیک و باشی تو چشتہ زائندہ مرہ نعمتہ را

غرضی دار استگی را اور و شانی و امینی و آرام و نور را

وَيَكُونُ فِي هَذِهِ الْحَالَةِ الْفَنَاءُ الَّذِي عَلَيْهِ أَحْوَالُ
فتوح الغیب مقالہ ۲۴۱ { الْأَوْبَاءِ وَالْأَبْدَانِ شَرٌّ كَدُّ

مرتبہ اور مان ہے۔ پس اس میں اذن کے محتاج نہیں ہوتے۔ چونکہ وہ سپرد کردہ اہم کی طرح
برہماتے ہیں جہاں وہ کہیں جس کام پر مامور ہوں تو انہی کے قبضہ میں ہوتے ہیں۔

حاضر ناظر غیب کے متعلق حضرت سرسبز صاحب کا ارشاد

وَأَشْغَلَ قَلْبُ بَعْضِ مَطَالَعَةِ أَسْرَارِ
غَيْبَةِ الطَّالِبِينَ ۱۷۱

الغیوب اور مشغول کیا اس نے ان کے دل

کو غیب کے مجیدوں کے مطالعہ کے ساتھ،

۱۷۱۔ وَيُطَلِّعُ عَلَى أَسْرَارِ الْخَفِيَّاتِ فَلَا يُبَوِّحُ بِهَا عِنْدَ غَيْرِ اللَّهِ

عَدُوَّ وَجَلَّ دَوْلَى اللَّهِ كِي شَانِ سَبَّحَ، اور مطلع ہوا تاجہ اسکے خاص مجیدوں پر اللہ کے
اسکے سوا آپس ان کو ظاہر نہیں کرتا وہ ولی،

۱۷۱۔ ثُمَّ يُخَبِّرُ عَلَى الْكُذِبِ التَّوْحِيدِ ثُمَّ يُرْفَعُ عِنْدَهُ الْحُجُبُ

دھیر ولی اللہ بیٹھ جاتا ہے توحید کی کرسی پر۔ پھر اس سے تمام پرے اٹھائے جاتے ہیں۔

اللَّهُ وَفِي الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ

غَيْبَةِ الطَّالِبِينَ ۱۷۲

إِلَى النُّورِ وَهُوَ عَدُوُّ جَلَّ أَطْلَعَهُمُ

عَلَى مَا أَضْمَرَتْ قُلُوبُ الْعِبَادِ وَالطُّلُوتِ عَلَيْهِ النَّبَاتِ إِذْ جَعَلَهُمُ

مَوْفَى بِنَوَاسِيَسِ الْقُلُوبِ وَالْأَمْنَاءِ عَلَى السَّرَائِرِ وَالْخَفِيَّاتِ

اللہ مومنوں کا مددگار ہے جو ایمان لائے اُن کو اندھیروں سے نکالتا ہے نور

کی طرف اور وہ عزوجل بندوں کے دلوں کے مجیدوں پر اور خفیوں پر ان کو مطلع

کرتا ہے۔ اس وقت میرے رب نے ان کو تمام قلوب کے جاسوس مقرر کر

دئے ہیں۔ اور مجیدوں اور غیبات کا امین واقف بنا دیا ہے۔

يَكْشِفُ عَنْهُمْ عَنِ الْمُلْكُوتِ وَتُصْنَىٰ
 غَيْبِ الطَّالِبِينَ { ۱۰۰ } تَهْدِي أَلْوَعِ الْعُلُوفِ مِنَ الْجَبَرُوتِ
 وَيَقْتُلُونَ عَذَابِ الْجَحِيمِ وَالْعُلُوفِ يَطْلَعُونَ عَلَى مَا غَابَ
 عَنْهُمْ مِنَ الْأَنْسَاءِ مِنَ الْحُطُوفِ مَنْكُشٍ هَرَبَاتٍ هِيَ أَوَّلُ يَارِئِ
 كَمَنْ وَسَطِ عَالَمِ مَلَكُوتِ أَوَّلُ رُشْنِ هَرَبَاتٍ هِيَ انْ كَمَنْ كَمَنْ قِسْمِ كَمَنْ عِلْمِ عَالَمِ
 جَبَرُوتِ سَ عَجِيبِ عَجِيبِ عِلْمِ اَلْعَمَلِ انْ كَمَنْ كَمَنْ جَانِبِ هِيَ اَوَّلُ مَطْلَعِ
 هَرَبَاتٍ هِيَ كَمَنْ قِسْمِ كَمَنْ غَيْبِ خَبَرِ

۱۰۰ وَقِيلَ اِذْ طَلَبْتَ اللّٰهَ بِالصَّدَقِ اَعْطَاكَ
 مِنْهُ ثُمَّ تَبَصَّرَ فِيهَا كُلَّ شَيْءٍ مِنْ عَجَائِبِ الْبَدْنِ وَالْاَخْسَرَاءِ (۱۰۰)
 بیان کیا گیا ہے جس وقت تو اللہ کو صدق دل سے طلب کرے تو تجھے اللہ ایک
 شیشہ عطا کرے گا جس میں تو دنیا و عقبیٰ کی کل اشیاء کو اس میں دیکھے گا

اب تو حضرت پیر پران رحمۃ اللہ علیہ ہر ولی کے واسطے دنیا و عقبیٰ
 کے علم کی کا حکم جادو فرما رہے ہیں اور اولیاء اللہ کے حاضر و ناظر ہونے کا ارشاد
 فرماتے ہیں۔ ان پر بھی فتوے اکفر جڑ دیتے۔ یا اپنے ایمان کو ہی درست کر لو اگر
 تمہیں ضرورت ہو۔

حیات اولیاء اللہ ارشاد حضرت پیران صاحب

وَهُمْ فِي لَعِينٍ لَا تَعَادُ لَهُ وَالْاِ
 غَيْبِ الطَّالِبِينَ { ۱۰۱ } لَا انْقِطَاعَ تَعَادُ لَهُ وَلَا غَائِبٌ
 لَهُ وَلَا مَسْتَهْمٍ مَادَ اَبْلَغَ الْكِتَابِ اَجَلُهُ وَاسْتَهْمٍ مَادَ اَبْلَغَ

مِنْ الْقَعَاءِ فِي دَائِرِ الْفَنَاءِ نَقَلَهُمْ مِنْهَا بِأَحْسَنِ الْإِنْتِقَالِ كَمَا يُنْقَلُ
 الْعُرُودُ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى دَائِرَةِ الْأَدْنَى إِلَى الْأَعْلَى خَالِدًا نَبِيًّا فِي
 حَقِّهِمْ رَجَعَتْهُ وَفِي الْآخِرَةِ بِإِلَافَتِهِمْ قَسْرَةً وَهُوَ النَّظَرُ إِلَى دَجْبِهِ
 الْكُورِيِّ مِنْ غَيْرِ حَجَابٍ (اور وہ ایسی نعمتوں میں ہیں جن کو ختم ہونا نہیں اور
 ایسی عطاؤں میں جن کو انقطاع نہیں اور ایسے سرودوں میں جن کی انتہا نہیں اور
 یہ حد تو جب میعاد مقررہ کو پہنچ گیا ہے اور انتہا ہو گئی جو ان کے لئے بقا سے مفید کیا
 گیا دار فنا میں نقل کیا اس نے ان کو اس دار فنا سے بہت احسن انتقال کے ساتھ
 جیسا کہ منتقل کیا جاتا ہے۔ وہاں کو تنگ مکان سے کشادہ مکان کی طرف ادنیٰ سے
 اعلیٰ کی طرف تو دنیا ان کے حق میں جنت ہے۔ اور آخرت میں ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک
 ہے اور وہ دیکھتے ہیں اللہ کے وجہ کو بلا حجاب)

نبر کا بزرگ کے ہاتھ چومنا اور اسکے واسطے قیام کرنا

(از قلم حضرت پیر پیران رحمة اللہ علیہ)

وَإِنْ تَعَالَيْتُمْ وَقَبِلَ أَحَدُكُمْ رَأْسَ
 غَلِيَّةِ الطَّالِبِينَ ۲۵ { الْآخِرِ وَيَسْدُ عَلَى وَجْهِ الشَّيْءِ

وَالشَّيْءُ جَانِبُ أَمَّا تَقْبِيلُ الْغَلِيَّةِ فَمَكْرُومٌ لَا فَضْلَ وَلَا يَنْتَجِبُ الْقِيَامُ
 لِأَمَامِ الْعَادِلِ وَالْعَوَالِدِينَ وَأَهْلِ الدِّينِ وَالنُّورِ وَالْكَوْمِ
 النَّاسِ وَأَصْلُ ذَلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلَ إِلَى
 مَعْبُدٍ فِي مَنَاقِبِ أَعْمَلٍ قَدْ لُظِمَتْ لِحْجَاءُ إِلَى حِجَابِ أَقْصَى فَقَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ

وَقَدْ رَوَتْ عَائِشَةُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ عَلَى فَاطِمَةَ عَنْهَا قَامَتْ إِلَيْهِ فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ وَقَبَّلَتْهُ وَاجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا وَإِذَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَتْ إِلَيْهِ وَأَخَذَتْ بِيَدِهَا وَقَبَّلَهَا وَاجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا جَاءَكَ كَذِبٌ قَتْلُكَ بِرَأْسِهِ مَوْءُودٌ - (امداد اگر دونوں بغلیں برسے اور ایک دوسرے کے سر کر انہوں نے بوسہ دیا ایک دوسرے کے ہاتھ کو تیر کا اور شرعاً جائز ہے۔ اور لیکن منہ کو چومنا مکروہ ہے۔ **فصل** اند مستحب ہے کھڑا ہونا امام عادل کے واسطے اور والدین کے واسطے اور ویندار کے واسطے اور پرہیزگار کے واسطے اور جو لوگوں کا بڑا ہوا اس کے واسطے اور اس کا اصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو حضرت سعد کی طرف بھیجا اہل قرینہ کے کام میں تو حضرت سعد سفید گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے دربار کے مئے کھڑے ہو جاؤ اور تحقیق حضرت عائشہؓ نے کہا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے تو حضرت فاطمہؓ آپ کی طرف کھڑی ہو جاتیں۔ اور آپ کے دستِ پاک کو پکڑتیں اور اُس کو بوسہ دیتیں۔ اور اپنی جگہ پر بیٹھ جاتیں۔ اور جب حضرت فاطمہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لاتیں۔ تو آپ حضرت فاطمہ کے واسطے کھڑے ہوتے اور اُن کے ہاتھ کو پکڑتے اور بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بیٹھ جاتے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ جب قوم کا بزرگ آئے تو اُس کی عزت کرو۔)

غُثْبَةُ الطَّالِبِينَ ۳۳ { وَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَتَمَسَّحَ بِالْمَبْرِتِ بِرُكْنِهِ
 اور اگر محبوب سمجھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کو
 تبرکا ہاتھ پیرے کرنا ہے۔

یہ ہے عتیدہ اور فرمانِ حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنہوں نے ان
 روئے حدیث صحیحہ تعلیم و تقبیل کو ثابت فرمایا۔ چنانچہ اس کے متعلق حدیثیں اور بھی موجود
 ہیں۔ لہذا ایمانداروں کے لئے روج کی جاتی ہیں۔

ادب المفرد للبخاری ۱۱۴ { عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَقَبَّلْنَا سِدَّهُ
 فرمایا مکہ میں نے حضور کے دستِ پاک کو بوسہ دیا۔

۱۱۴. عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَزِينٍ قَالَ مَرَرْنَا بِالنَّبِيِّ
 فَقَبَّلْ كَمَا هُمْ نَاسِلُهُ بْنُ الْأَكْوَعِ فَاسْتَيْبْنَا فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَأَخْرَجَ
 سِدَّهُ فَقَالَ بَايَعْتُ بِهَا سَتَيْنِ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَأَخْرَجَ كَفَّالَهُ صُحْبَةً كَانَتْهَا كَفَّتْ بَعِيرٌ فَقَبَّلْنَا إِلَيْهَا فَقَبَّلْنَا هَا
 و عبد الرحمن بن رزین سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک جماعت کے
 پاس سے گزرے تو ان کو کہا گیا کہ یہاں سلمہ بن الاکوع ہیں تو میں اُس کے پاس آیا
 تو اُس پر سلام علیکم کہا تو اُس نے اپنے دونوں ہاتھ نکالے تو اُس نے کہا کہ میں نے
 ان دونوں ہاتھوں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے تو اُس کے لئے
 اپنے ہاتھ کی پتھیلی اُس نے کھولی۔ گویا کہ وہ اونٹ کی پتھیلی ہے تو ہم اُس کے لئے
 کھڑے ہوئے تو ہم نے اُس کو بوسہ دیا۔

اس حدیثِ پاک سے بزرگ کے ہاتھ کو بوسہ دینا بھی ثابت ہوا اور صاحبِ
 الیدین ثابت ہوا۔

قَالَ يَا بَنِي آدَمَ اخْرُجُوا مِنْ هَٰذِهِ الْمَدِينَةِ

ادب المفرد للبخاري ١٩٣٧

صلى الله عليه وسلم يدرك قال

نَعَمْ فَقِيلَ لَهُمَا رَحْمَةُ ثَابِتٍ نَفَضَتْ اَنْفُسَهُمَا كَوْعُضٍ كَمَا كَرِهَا اَنْفُسُهُمَا
بَنِي صُلَيْبٍ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْدِ يَدٍ كَوْعُضٍ اَنْفُسُهُمَا كَوْعُضٍ كَمَا كَرِهَا اَنْفُسُهُمَا
رَحْمَةُ ثَابِتٍ نَفَضَتْ اَنْفُسَهُمَا كَوْعُضٍ كَمَا كَرِهَا اَنْفُسُهُمَا

عن صهيب قال سألت علياً

ادب المفرد للبخاری ص ۱۹۵ { عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ سَمِعْتُ الْعَنَّا بْنَ وَرْقَانَ يَقُولُ

لَقَدْ يَدَّ الْأَعْيَانُ وَرَجِلْنِي

حضرت مہدیؑ سے روایت ہے آپ نے یہاں میں نے حضرت علیؑ کو دیکھا کہ آپ حضرت عباسؑ کے دست مبارک اور پاؤں کو بوسہ دیتے تھے۔

(مسدود) لَقَبِيلُ يَدِ غَيْرِهِ مَا

فتاویٰ الزہام النووی ص ۳۶ { حکیمہ (۱۰) الفیصل مد علیہ السلام
حکیمہ (۱۰) اپنے غم کے ہاتھ کو بوسہ

حلیہ (اپنے غیر کے ہاتھ کو بوسہ

پہلے کا کیا علم ہے؟

الجواب: يَسْتَحِبُّ لِقَائُ أَهْلِ الصَّالِحِينَ وَفَضْلُهُ الْعُلَمَاءُ

سختب ہے صالحین اور فضلاء اور علماء کے ہاتھ کو چومنا،

یہ تو عمل ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کا اور آئمہ عظام کا اور تمام کی سنت۔ اب تم دیوبندی اور وہابی اگر ان احادیث کو سن کر بھی مسنون طریقہ کو شرک کہو تو یہ تمہارے ایمان کا نقص ہے۔ جیسا کہ جو اہل القرآن صلوات وغیرہ میں درج ہے۔

مروان جب أشهد أن محمد رسول الله كنهنا

ہے تو انکو ٹھے چوم کر انکھوں پر گتے ہو۔ تم نے یہ کیا

پہنت کا لی ہوئی ہے۔

کہے اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ
 دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ سَيِّدًا تَرَأْسُ كُمِيرِي شَاعَتْ لَارِي هَوْنِي اور اسی طرح خضر
 علیہ السلام سے روایت کیا گیا ہے۔ اور اسی طرح فضائل میں عمل کیا جاتا ہے،
 (تمتہ) يَتَخَوَّبُ اَنْ يُقَالَ عِنْدَ سَمَاعِ
رواجحار شامی ۱/۳۴ { الْاَوَّلِي مِنَ الشَّمَاذِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْكَ
 يَا مَرْسُولَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ مِنْهَا قُرَّةٌ عَيْنِي يَا مَرْسُولَ اللّٰهِ
 شَعْرٌ يَقْدُلُ الْاَثَرَ مَتَّعْنِي يَا السَّمْعَ وَالْبَصَرَ لَعَلَّ وَضِعَ ظَهْرِي
 الْاَبْهَامَيْنِ عَلَى الْعَيْنَيْنِ فَيَا شَهْ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَكُونُ قَسَائِدُ الْاَلَةِ
 اِلَى الْجَنَّةِ -

مستحب ہے یہ کہ کہا جائے موزن کے کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلَ اللّٰهِ
 کہنے کے وقت صلے اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسرے کلمہ شہادت کے وقت
 کہے قُرَّةٌ عَيْنِي يَا مَرْسُولَ اللّٰهِ پھر کہے الْاَثَرَ مَتَّعْنِي يَا السَّمْعَ
 وَالْبَصَرَ دونوں آنکھوں پر دونوں ہاتھوں کے انگڑھوں کے ناخوں کو رکھنے کے بعد
 اس لئے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنت کی طرف اُس کے قائم ہو گئے۔

کیوں ہی نام کے حنفی کہلانے والا اگر حنفی ہو تو اس پر عمل کر کے اپنی حقیقت کو
 تمام برورہ حنفیت کہلانے والا چھوڑ دو کیونکہ جو فقہار کو سمجھ آئی ہے وہ تمہیں نہیں آئی۔
موضوعات ملا علی قاری ص ۶۲ { اِنِّی الْوَصِيَّةُ فَيُكْفِي الْعَلَّ

بِسْمِ اللّٰهِ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ لِيَسْمَعُنِي وَتُسَمِّنِي خَلْقًا اَلَدَّ اُسْتَدِيْنَ
 حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں :- ہمیں کہتا ہوں کہ یہ عمل جب صدیق
 اکبر تک مرفوع ثابت ہوا تو اس کے ساتھ عمل رائے چڑھنے کا کافی ہے نبی صلے

اللہ علیہ وسلم کے زمان کے مطابق کہ تم پر میری سنت اور غنائے راشدین کی سنت انہی ہے۔

وَسُئِلَ عَنْ بَعْضِ مَنْ صَلَّى عَلَى
تَذْكُرَةُ الْمَوْلَا عَاسِيَةَ بْنِ لُكَّانٍ ۲۴۲
الَّذِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا سَمِعَ ذِكْرَهُ فِي الْأَذَانِ وَجَمَعَ اصْبَغِيئًا الْمُسَبَّحَةَ وَالْإِبْهَامَ وَمَسَحَ
بِهِمَا عَيْنَيْهِ ثُمَّ يَزُمُّ دُأْبًا وَقَالَ ابْنُ صَالِحٍ وَسَمِعَ عَنْ بَعْضِ
الْمَشْبُوحِ أَنَّهُ يَقُولُ جَدُّ مَا يَمْسَحُ عَيْنَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَسْبَدِي
يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا حَبِيبَ قَلْبِي يَا نُورَ بَصَرِي وَيَا قُدْرَةَ عَلِيِّ قَالِ
وَمَنْ لَمْ يَلْقَهُ لَمْ يَزُمُّدْ عَيْنِي وَكَمْ جَرَّبَ كُلَّ مَنَّهُمْ ذَالِكَ وَ
رَوَى الْحَسَنُ مِثْلَهُ مَا رَوَى عَنْ الْحُضُرِ عَلِيٍّ السَّلَامُ بِعَيْنَيْهِ إِثْمًا
وَبَعْضُ عے بیان کیا گیا ہے کہ جس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر رو دیا
جب آپ کا ذکر اُس نے اذان میں سنا اور اپنی دونوں سبواں گلیوں کو اسانگوٹھے
کو اکٹھا کیا اور ان کو اپنی دونوں آنکھوں پر ملا تو اُس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی اور
ابن صالح نے کہا اور بعض بزرگوں سے بھی سنا ہے کہ اپنی دونوں آنکھوں کو ملتے وقت کہے
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا أَسْبَدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا حَبِيبَ قَلْبِي يَا قُدْرَةَ
بَصَرِي وَيَا قُدْرَةَ عَلِيِّ تَرَأَى نَفْسُكَ فِي عَيْنِي وَكَمْ جَرَّبَ كُلَّ مَنَّهُمْ ذَالِكَ وَ
آنکھیں نہیں دکھیں اور یہ تمام بزرگوں کا تجربہ ہے۔ اور حضرت حسنؑ نے بھی روایت
کیا ہے بعینہ جیسا کہ حضر علیہ السلام سے مروی ہے۔ فقط

مرحبا ہے ختمہ کو اے میرے بندے آدم اور میں
انجیل برنباں ۲۴۳
تجسس کرتا ہوں کہ پہلا انسان ہے جن کو میں
نے پیدا کیا۔ اور یہ شخص جس کو تھے دیکھا ہے تیرا ہی بیٹا ہے۔ جو کہ اس وقت کے بہت

سے سال بعد دنیا میں آئیگا۔ اور میرا پیار رسول ہوگا۔ کہ اس کے لئے میں نے سب چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ وہ رسول کہ جب آئیگا دنیا کو ایک روشنی بخئے گا۔ یہ وہی ہے کہ اس کی روح ایک آسمانی روشنی میں ساٹھ ہزار سال قبل اس کے رکھی گئی تھی۔ کہیں کسی چیز کو پیدا کرو۔ پس آدم علیہ السلام نے جنت یہ کہا کہ ایسے پروردگار یہ خوب ہے میرے ہاتھ کی انگلیوں کے ناخنوں پر عطا فرما۔ تب اللہ نے پہلے انسان کو یہ تحریر اس کے دونوں انگوٹھوں پر عطا کی۔ دہانے ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر یہ عبارت لا الہ الا اللہ اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر یہ محمد رسول اللہ۔ تب پہلے انسان نے ان کلمات کو پوری محبت کے ساتھ بوسہ دیا اور اپنی دونوں آنکھوں سے ملا۔

تمت بالخیر

ایک ہزار روپیہ انعام

اس شخص کو دیا جاوے گا جو اس کتاب مقیاسِ حقیقت کا جواب نمبر درپیش کر کے شائع کرے۔

آدھے ایک صد روپیہ

ہر شخص کو دیا جاوے گا جو کتاب مقیاسِ حقیقت کا ایک مالہ غلط ثابت کرے اور جتنے غلط ثابت کرے اتنے سو روپے انعام حاصل کرے

محمد عمر اسحق۔ لاہور